سب رس کی تنقیدی تدوین

مقالہ

مرتبہ

ڈاکٹر حمیرہ جلیلی

سب رس کی تنقیدی تدوین

مرتبہ:

ڈاکٹر حمیرہ جلیلی

سنہ اشاعت	۱۹۸۳ء
تعداد	۴۰۰
قیمت	۶۵ روپے
کاتب	سید بشیر الدین
مطبع	اعجاز پریس چھتہ بازار

اِنتساب

استاذی پروفیسر مسعود حسین خاں

کے نام

سب رس کی تنقیدی تدوین

۱۔ پیش لفظ

۲۔ مقدمہ

۳۔ سب رس کا متن

۴۔ اختلافات نسخ

۵۔ فرہنگ

۶۔ اشاریہ

۷۔ کتابیات

پیش لفظ

اُردو نثر کے ارتقاء میں سب رس پہلا نثری کارنامہ نہ سہی لیکن قدیم نثری کارناموں میں اپنی چند خصوصیات کے باعث بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ حضرت خواجہ بندہ نوازؒ سے معراج العاشقین کا انتساب مشتبہ ہے اس لیے حضرت برہان الدین جانمؒ کا نثری رسالہ کلمۃ الحقائق ہی پہلا مستند نثری کارنامہ ٹھہرتا ہے اس کے بعد کوئی مستند نثری کارنامہ ملتا ہے تو سب رس ہی ہے۔ اب چونکہ کلمۃ الحقائق کی تحریر اشعار کی نثری ترتیب ہے اسی لیے صحیح معنوں میں ٹھیٹ نثر کا اطلاق سب رس ہی پر ہوسکتا ہے۔ ویسے بھی طرز و اسلوب کی انفرادیت کے اعتبار سے یہ اردو نثر کی پہلی کتاب ہے سب رس کی اسی اہمیت کے پیش نظر مولوی عبدالحق نے اس کو انجمن ترقی اردو کی طرف سے ۱۹۳۲ء میں شائع کیا۔

مولوی عبدالحق نے اپنی مرتبہ سب رس کے مقدمے میں بتایا ہے کہ انھوں نے سب رس کی ترتیب میں چار[1] نسخوں سے فائدہ اٹھایا ہے۔ لیکن پتہ نہیں کہ یہ استفادہ کس قسم کا ہے کیونکہ متن میں صرف چھبیس (۲۶) مقامات پر ایک ادھ لفظ کے اختلاف کو درج کیا ہے اور

---

[1] ان نسخوں کے متعلق مولوی عبدالحق نے صرف اتنی وضاحت کی ہے۔

"مدت ہوئی مجھے سب رس کے دو نسخے دستیاب ہوئے تھے۔ ایک حیدرآباد میں دوسرا بیجاپور میں ان میں ایک تو بہ مقام دولت آباد ۱۱۱۷ھ کا لکھا ہوا ہے اور دوسرا ۱۱۷۷ھ کا یہ دونوں نسخے صاف لکھے ہوئے ہیں۔ ان کے بعد دو اور نسخے ملے جو ایسے اچھے نہیں تھے اور ایک ان میں سے ناقص ہے۔"

تین مقامات پر حسب ذیل نوٹ دیئے ہیں۔

۱۔ یہ اشعار دوسرے نسخہ میں نہیں (صفحہ ۶)

۲۔ دونوں نسخوں میں حافظ ہی لکھا ہے سعدی ہونا چاہئے۔ (صفحہ ۲۱۱)

۳۔ دونوں نسخوں میں یوں ہی لکھا ہے میرے قیاس میں کاکون ہونا چاہیے۔ جس کے معنے مشکل کے ہیں۔ (صفحہ ۲۳۲)

مولوی عبدالحق نے اختلافات کے ساتھ تین نشانات استعمال کئے ہیں:

(ن) : ن۔ ان نشانات سے ممکن ہے کہ مختلف نسخوں کے اختلافات کو واضح کرنا ہو۔ لیکن مقدمے میں نہ تو ان نسخوں کی کیفیت لکھی ہے اور نہ ہی ان کا کچھ اتا پتا بتایا ہے مندرجہ صدر دو جملوں میں صرف یہ بتا دیا ہے کہ دو نسخوں میں ایسا لکھا ہے۔ حالانکہ سب رس کے ہر نسخے کا دوسرے نسخے سے مقابلہ کیا جائے تو اختلافات کی تعداد سینکڑوں تک پہونچتی ہے[1] اس وجہ سے میں نے فیصلہ کیا کہ نثر کے اس قدیم ترین اور اہم ترین کارنامے کو نئے سرے سے مرتب کرکے شائع کرنا ضروری ہے۔

مجھے سب رس کے جملہ تیرہ (۱۳) نسخے ملے ہیں جن میں سے میں نے مختلف اعتبارات سے صرف سات نسخوں کو اس قابل سمجھا کہ ان کے اختلافات کو پیش کیا جائے ان سات

---

[1] مولوی عبدالحق نے ۱۹۵۲ء میں سب رس کو دوبارہ کراچی سے شائع کیا اور فٹ نوٹس میں باسٹھ (۶۲) زائد اختلافات درج کئے جس سے قیاس ہوتا ہے کہ سب رس کی دوبارہ اشاعت کے وقت مولوی عبدالحق نے بعض نئے نسخوں سے بھی استفادہ کیا ہے لیکن دیباچہ میں ان کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ۱۹۳۲ء اور ۱۹۵۳ء کے مطبوعہ نسخوں کے مقابلے سے جو اختلافات سامنے آتے ہیں ان کی بھی کوئی نشان دہی نہیں کی گئی ہے۔

۱۹۶۳ء میں شمیم انہونوی نے اپنے طور پر مولوی عبدالحق کی ۱۹۳۲ء کی مرتبہ سب رس شائع کی۔

جناب اکمیر اتما کا ھاشمی پر وفیسر ٹوکیو یونیورسٹی نے حال ہی میں سب رس پر اپنا گرانقدر مقالہ ٹوکیو یونیورسٹی میں داخل کیا ہے۔

نسخوں میں کتب خانہ سالار جنگ کے نسخے کو میں نے بنیادی نسخہ اس لیے قرار دیا ہے کہ یہ نسخہ
من تصنیف کے صرف اٹھائیس (۲۸) سال بعد یعنی ۱۰۷۳ھ کا لکھا ہوا ہے۔ نسخہ مکمل ہے اور
بعض حصے اس نسخے میں ایسے ہیں جو مطبوعہ نسخہ میں نہیں ہیں۔ اس نسخہ کا نمبر (۱۰) ہے اور
میں نے اسے الف نشان دیا ہے۔ دیگر نسخے جن کی مدد سے میں نے متن ترتیب دیا ہے۔
ان کی تفصیل اس طرح ہے۔

(۱) نسخہ ب۔ سب رس مملوکہ کتب خانہ عثمانیہ یونیورسٹی

مخطوط نمبر ۲۸

مکمل

سن کتابت ۱۱۰۷ھ

یہ نسخہ نہ صرف مکمل ہے بلکہ اس میں بعض ایسے زائد حصے ہیں جو کتب خانہ
ادارۂ ادبیاتِ اردو میں موجود ہیں لیکن نسخہ ورنگل اور مطبوعہ نسخہ میں نہیں ہیں۔

(۲)۔ نسخہ ت ــــ سب رس مملوکہ کتب خانہ آصفیہ [1]

مخطوط نمبر ۔ تصوف ۱۹۵

مکمل

سن کتابت ۱۲۹۵ھ

اس نسخے میں چند اشعار ایسے ہیں جو دوسرے نسخوں میں نہیں لیکن سیاق وسباق
کے ساتھ برمحل وموزوں ہیں۔ بعض جملے جو دوسرے نسخوں میں مبہم ہیں اس نسخے میں واضح
ہیں۔ اس لئے بھی اس نسخے کو متن کی ترتیب میں شامل کرلیا گیا ہے

(۳)۔ نسخہ ج ــــ سب رس مملوکہ ادارۂ ادبیاتِ اردو

مخطوط نمبر = ۹۰۰

---

[1] اسی نسخہ کو ڈاکٹر شری رام شرما سابق ریڈر شعبۂ ہندی عثمانیہ یونیورسٹی نے اپنے مقدمے کے
ساتھ ۱۹۶۴ء میں شائع کیا ہے۔

مکمل کرم خوردہ

سن کتابت ۱۱۰۶ھ

اس نسخے کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس مخطوط میں نسخہ "ب" کا زائد حصہ موجود ہے۔ اس کے علاوہ اس نسخے کی ترقیمے کی عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ وجہی کی قبر حضرت برہنہ شاہ صاحبؒ کی درگاہ میں موجود ہے۔ وجہی کے حالات زندگی کے باب میں ترقیمے کی پوری عبارت درج کردی گئی ہے۔

(۴)- نسخہ س ـــــ سب رس مملوکہ کتب خانہ سالار جنگ

مکمل

سن کتابت ۱۲۷۵ھ

متن کی ترتیب میں اس نسخہ سے بھی مدد لی گئی ہے

(۵)- نسخہ م — مطبوعہ سب رس مرتبہ مولوی عبدالحق چار نسخوں پر مشتمل یہ مطبوعہ نسخہ یوں تو مکمل ہے لیکن ایسے حصے اس میں نہیں ہیں جو ادارۂ ادبیات اردو اورورنگل کے نسخوں میں موجود ہیں۔ کہیں کہیں ایک آدھا جملے نسخہ الف سے نہ صرف زائد ہیں بلکہ بہ مقابلہ دوسرے نسخوں کے صحت سے زیادہ قریب ہیں جنھیں متن کی ترتیب کے وقت ترجیح دی گئی ہے۔

(۶)- نسخہ و ـــــ سب رس مملوکہ کتب خانہ حضرت معشوق ربانیؒ ورنگل

نامکمل - کرم خوردہ

سن کتابت کرم خوردہ

اس نسخہ کے آخری صفحہ پر تاریخ ناصر جنگ "آفتاب زحمت" درج ہے۔ جس سے ۱۱۶۴ھ برآمد ہوتا ہے اس لئے اندازاً اس نسخہ کی کتابت ۱۱۶۴ھ سے قبل قرار دی جاسکتی ہے۔

اگرچہ کہ یہ نسخہ کرم خوردہ اور ناقص آلاخر ہے لیکن اکثر مقامات پر اس نسخہ کی

عبارت بھی دوسرے نسخوں کے مقابلہ میں درست معلوم ہوتی ہے۔ متن کی ترتیب کے وقت ایسے جملوں کو شامل متن کیا گیا ہے۔

میں نے مزید جن نسخوں کو دیکھا اُن کی تفصیل یہ ہے۔

(۷)۔ نسخہ سب رس ـــــ مملوکہ کتب خانہ آغا حیدر حسین

مکمل

سن کتابت ۱۲۱۴ ھ

یہ نسخہ کتب خانہ عثمانیہ یونیورسٹی کی نقل معلوم ہوتا ہے اس لئے اس نسخے کے اختلافات کو پیش کرنا ضروری نہیں سمجھا گیا۔

(۸)۔ نسخہ سب رس ـــــ مملوکہ کتب خانہ آغا حیدر حسین

مکمل

سن کتابت ۱۲۵۱ ھ

متن اور دوسرے نسخوں سے مقابلہ کرنے پر کوئی قابل لحاظ اختلافات اس نسخہ میں نظر نہیں آئے۔ کہیں کہیں زائد الفاظ موجود ہیں لیکن وہ بھی شاید الحاقی ہیں۔

(۹)۔ نسخہ سب رس ـــــ مملوکہ کتب خانہ آصفیہ

مخطوط نمبر تصوف ۶۳۲

نامکمل ناقص الآخر

سن کتابت ندارد

یہ نسخہ نامکمل ہے مرتبہ متن اور اس میں اِسے اہم اختلافات بھی نہیں ہیں کہ جن کو اہمیت دی جائے اس لئے اس نسخہ کے اختلافات کو ظاہر کرنا ضروری نہیں سمجھا گیا۔

(۱۰)۔ نسخہ سب رس ـــــ مملوکہ کتب خانہ عثمانیہ یونیورسٹی

مخطوط نمبر ف ۶۳، ۲۹۷

نامکمل ناقص الآخر

سن کتابت ندارد

مرتبہ متن کا تقریباً آدھے سے زائد حصہ اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۱۱)۔ نسخہ سب رس مملوکہ ادارۂ ادبیات اردو

مخطوط نمبر ۵۳۶

نامکمل

سن کتابت ندارد

یہ نسخہ مرتبہ نسخے کے صرف ۱/۴ حصہ پر مشتمل ہے۔ کیونکہ کاتب نے سب رس لکھتے لکھتے شاہ راجوؒ کی ایک مثنوی نشری ترتیب میں لکھ دی ہے۔

(۱۲)۔ نسخہ سب رس مملوکہ ادارۂ ادبیات اردو

مخطوط نمبر ۶۹۴

نامکمل

سن کتابت ۱۱۸۳ ف

یہ نسخہ ناقص الآخر ہے۔ اور مرتبہ سب رس کے ایک چوتھائی سے بھی کم حصے پر مشتمل ہے۔ لیکن اس نسخے کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اب تک جتنے بھی نسخے دستیاب ہوئے ہیں اُن میں خلفائے راشدینؓ کی مدح کے بعد جو عبارت ملتی ہے اس میں صرف حضرت علیؓ کا ذکر ملتا ہے۔ لیکن اس نسخے میں مذکورہ عبارت اس طرح ہے۔

"گیان دھیان کے تمام کام محمدؐ نے ابا بکرؓ ہور علیؓ کو دیا۔ ولے آیا جگ محمدؐ نے پانا تھا سو پایا جگ محمدؐ نے پایا سو علیؓ کوں ہور ابا بکرؓ کوں سمجھایا یو سمجھہ علیؓ کی تقسیم آیا۔ علیؓ خدا کوں بھایا ابا بکرؓ رسول اللہؐ کو بھایا۔ یہ دونو خلیفہ ہو رہ ولی کہلائے۔

دوسری خصوصیت اس نسخہ کی یہ ہے کہ اس کے ترقیمے کی عبارت سے

پتہ چلتا ہے کہ وجہی چشتیہ سلسلہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اس ترقیمے سے متعلق تفصیلی وضاحت وجہی کے حالات زندگی باب میں کر دی گئی ہے۔

(۱۳)۔ نسخہ سب رس مملوکہ ادارۂ ادبیات اردو

مخطوط نمبر ۷۳۱

نامکمل ناقص الآخر

یہ نسخہ مرتبہ متن کے صرف چالیس (۴۰) اوراق پر مشتمل ہے۔ مقابلہ کرنے پر کچھ قابل لحاظ اختلافات منظر نہیں آتے۔

نسخہ الف میں جو میرے مرتبہ متن کا بنیادی نسخہ ہے جہاں کہیں عبارت بے ربط یا مہمل ہو گئی ہے اس حصے کو حذف کر کے دوسرے نسخوں سے صحیح عبارت نقل کی گئی ہے اور اس کا حوالہ دے دیا گیا ہے۔

وجہی نے سب رس میں جو آیات، احادیث اقوال، دوہے اور فارسی اشعار نقل کئے ہیں۔ اُن میں سے بیشتر کم سواد کاتبوں کی نقل در نقل کے باعث غلط نقل ہوئے ہیں۔ میں نے فارسی اشعار، دوھوں اور اقوال کی تصحیح کے ساتھ ساتھ آیات احادیث کو بھی صحت کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

میں ڈاکٹر حفیظ قتیل سابق ریڈر شعبہ اردو عثمانیہ یونیورسٹی کی ممنون ہوں کہ ان کی نگرانی اور ہدایت میں یہ مقالہ تکمیل پا سکا۔

میں استاد محترم اکبر الدین صدیقی، استاد محترم ڈاکٹر حمید شطاری اور مولوی علیم الدین تاجر کتب کی ممنون ہوں کہ ضروری مواد کی فراہمی کے سلسلے میں میری رہنمائی فرمائی۔

میں اپنے کرم فرما مرحوم یوسف ذئی صاحب کی ممنون ہوں کہ اُن کی توجہ سے اس مقالے کے مسودے کی بازیابی ممکن ہو سکی۔

محترم ابو ظفر ابو واحد، عم محترم علی احمد جلیلی، محترم غلام دستگیر رشید جناب

عزیز الدین صاحب (دائرۃ المعارف) کی میں شکر گذار ہوں کہ ان حضرات نے آیات احادیث اور فارسی عبارتوں کی صحت کے دوران میری رہنمائی فرمائی۔

محترمہ شاکرہ بیگم اسسٹنٹ لائبریرین عثمانیہ یونیورسٹی ڈاکٹر رحمت علی خاں اسسٹنٹ ڈائریکٹر شعبۂ مخطوطات سالار جنگ لائبریری جناب حافظ خورشید علی سالار جنگ لائبریری۔ محترمہ صفیہ ہاشمی منتظمہ کتب خانہ خواتین دکن منتظمین کتب خانہ آصفیہ اور منتظمین کتب خانہ ادارۂ ادبیات اردو کی میں ممنون ہو کہ ہر مرحلے پر اُن کا تعاون مجھے حاصل رہا۔

ڈاکٹر حسینی شاہد استاذ محترمہ ڈاکٹر ثمینہ شوکت، استاذ محترمہ ڈاکٹر سیدہ جعفر، ڈاکٹر ابوالفضل محمود قادری پروفیسر ہاشم علی (میسور) ڈاکٹر جاوید وششٹ (دہلی) ڈاکٹر نورالسعید اختر (بمبئی) اور اپنی دوست ڈاکٹر لئیق خدیجہ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ ان کی ہمت افزائی ہمیشہ میرے شامل حال رہی۔

اپنے مقالے کے کاتب جناب سید بشیر الدین اور جلد ساز جناب ما جد فائی صاحبان کا شکریہ بھی مجھ پر واجب ہے کہ انھوں نے نہایت خلوص اور لگن سے اپنا کام انجام دیا۔

ناسپاس گذاری ہوگی اگر میں اپنے معالج الحاج ڈاکٹر عبدالباری کا شکریہ ادا نہ کروں جن کے طبی مشورے اس نہایت دشوار گذار کام کے دوران میرے دم ساز رہے۔

چشتیہ سلسلے کا فیض روحانی وادبی ہر دو سطحوں پر عام رہا ہے۔ عصر حاضر میں اسی سلسلے کی ایک مسیحا نفس شخصیت حضرت فضل المتین چشتی ہیں جنھوں نے اپنے بزرگوں کی اس روایت کو پوری آب و تاب کے ساتھ برقرار رکھا ہے۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میں نے آپ سے ہر دو واسطوں سے فیض حاصل کیا۔

میں اپنے ماموں محترم مسرور احمد (لکھنو) کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انھوں نے اکثر کٹھن مراحل پر میری رہنمائی فرمائی۔ میں والد محترم عزیز احمد جلیلی اور جناب بشیر وارثی صاحب کی احسان مند ہوں کہ انھوں نے اس مقالے کی کتابت وطباعت اپنی نگرانی میں کروائی۔ اس کے ساتھ ہی میں اعجاز پریس کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں۔

حمیرہ جلیلی

جلیل منزل سلطان پورہ۔ حیدرآباد

مقدمة

اُردو نثر سب رس سے پہلے

اُردو نثر کی ابتداء خواہ کسی بھی زمانے سے ہوئی ہو۔ لیکن اِس حقیقت سے اِنکار نہیں کیا جاسکتا اس کی بِنا بزرگانِ دین ہی کے ہاتھوں تعلیم و تبلیغ کے لئے ڈالی گئی تھی۔ چناں چہ دسویں صدی ہجری سے قبل کی جتنی بھی نثری چیزیں ہم کو ملتی ہیں وہ سب مذہبی موضوعات پر مشتمل ہیں۔

ساتویں صدی ہجری کو ہم ملفوظات کے دور سے موسوم کرسکتے ہیں۔ اس دور میں اُردو مربوط جملوں کی شکل اختیار کرچکی تھی۔ جس کا اندازہ صوفیۂ کرام کے ملفوظات سے ہوتا ہے۔ اس سلسلے کے بزرگوں میں سب سے پہلے حضرت بختیار کاکیؒ اور حضرت فریدالدین شکر گنجؒ کے مابین ایک موقع کی گفتگو مشہور ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک بار حضرت فریدالدین شکر گنجؒ آنکھ پر پٹی باندھے ہوئے حضرت بختیار کاکیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور حضرتؒ کے استفسار پر فرمایا کہ آنکھ آئی ہے اس پر حضرت بختیار کاکیؒ نے جواب دیا "آنکھ آئی ہے تو سو آئی ہے"۔ [1]

حضرت بابا فریدالدین شکر گنجؒ کے اکثر مقولے جواہر فریدی اور سیر الاولیا میں محفوظ ہیں انہی میں سے ایک مشہور جملہ وہ ہے جو انھوں نے جمال الدین ہانسوی کے لڑکے برہان الدین کی تخت نشینی کے موقع پر فرمایا تھا۔ برہان الدین اس وقت کم عمر تھے۔ اس لئے ان کی والدہ نے حضرتؒ سے برہان الدین کی کم سنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "خواجہ بالا ہے" آپ نے فرمایا۔

---

[1] اُردو کی ابتدائی نشو نما میں صوفیۂ کرام کا کام از ڈاکٹر عبدالحق۔ صفحہ

پونوں کا چاند بالا ہوتا ہے۔ [1]

ان دو بزرگوں کے علاوہ حضرت نظام الدین محبوب الٰہیؒ (۶۳۴ھ) حضرت نصیر الدین چراغ دہلویؒ (۷۵۲ھ) حضرت شاہ بوعلی قلندر پانی پتیؒ (۷۲۹ھ) حضرت شرف الدین یحییٰ منیری (۶۶۲-۷۶۲ھ) حضرت اشرف جہانگیر سمنانیؒ (۶۸۰-۸۰۷ھ) حضرت زین الدین خلد آبادی (۷۰۱-۷۷۱ھ) حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت (۷۸۵ھ) حضرت قطب عالم (۷۹۰-۸۸۰ھ) حضرت شاہ عالم (۸۸۰ھ) سے منسوب کئی مربوط جملے مل جاتے ہیں۔

جہاں تک مکمل تصنیف کا سوال ہے۔ اس سلسلے میں مختلف تذکرہ نگاروں اور محققین نے مختلف خیالات کا اظہار کیا ہے۔ چناں چہ اس ضمن میں سب سے پہلے محمد حسین آزاد نے "آب حیات" میں فضلی کو اردو کا سب پہلا نثر نگار قرار دیا ہے عبدالحی مصنف گل اعنا اور محمد یحییٰ تنہا مصنف سیر مصنفین نے بھی اس کی تائید کی اور فضلی کی کربل کتھا (۱۱۴۵ھ) کو پہلا نثری کارنامہ بتلایا ہے ان کے بعد مولوی عبدالحق نے حضرت بندہ نواز گیسو درازؒ (متوفی ۸۲۵ھ) سے معراج العاشقین کو منسوب کرتے ہوئے۔ انہیں پہلا نثر نگار قرار دیا ہے شمس اللہ قادری نے "اردوئے قدیم" میں حضرت عین الدین گنج العلمؒ (متوفی ۷۰۵ھ) کے رسالوں کو اردو نثر کے اولیں کارنامے کی حیثیت سے روشناس کروایا ہے۔ ڈاکٹر محی الدین قادری زور نے بھی اس کو تسلیم کیا۔ لیکن پروفیسر حامد حسین قادری نے "داستان تاریخ اردو" میں بتلایا کہ حضرت اشرف جہانگیر سمنانی کا رسالہ تصوف جو ۷۵۸ھ کی تصنیف ہے اردو نثر کا پہلا کارنامہ ہے۔

---

[1] پنجاب میں اردو از محمود شیرانی صفحہ ۳۰۰

موجودہ تحقیقات کی روشنی میں ان بیانات کو تسلیم کرنے میں ہمیں پس و پیش ہے سب سے پہلے تو حکیم شمس اللہ قادری کی رائے اس لئے قابل قبول نہیں کہ حضرت عین الدین گنج العلم کے رسالوں سے صرف وہ ہی واقف تھے۔ اس لیے محققین اس بارے میں قطعیت سے کچھ کہنے کے موقف میں نہیں ہیں۔ حضرت اشرف جہانگیر سمنانیؒ کی تصنیف بھی دسترس سے باہر ہونے کی وجہ سے حامد حسین قادری کی رائے قابل قبول نہیں۔ البتہ مولوی عبدالحق کی تحقیق کی رو سے معراج العاشقین ایک طویل عرصہ تک اردو کے پہلے نثری کارنامے کی حیثیت سے حضرت خواجہ بندہ نوازؒ سے منسوب رہی۔ لیکن حال ہی میں ڈاکٹر حفیظ قتیل نے اپنی تصنیف "معراج العاشقین کا مصنف" میں اس بات کا انکشاف کیا ہے کہ معراج العاشقین حضرت گیسو درازؒ کی نہیں بل کہ گیارہویں صدی کے آخر اور بارہویں صدی عیسوی کے ابتدائی دور کے ایک بزرگ شاہ مخدوم حسینیؒ کی تصنیف ہے۔ اس طرح خواجہ بندہ نوازؒ کی اولیت بہ حیثیت پہلے نثر نگار اور معراج العاشقین کی اولیت بہ حیثیت پہلے نثری کارنامے کے ختم ہو جاتی ہے۔ یہی نہیں بل کہ خواجہ صاحب کی دیگر تصانیف کے بارے میں بھی ہم شبہہ میں پڑ جاتے ہیں۔ محققین نے خواجہ صاحب کی حسب ذیل تصانیف کا بھی ذکر کیا ہے۔

(۱) رسالۂ تشریح یا کلمہ طیبہ (۲) خلاصۃ التوحید (۳) شکار نامہ (۴) دارالاسرار (۵) رسالۂ سہ پارہ (۶) حقیقت اسرار (۷) ہدایت نامہ (۸) ہشت مسائل (۹) تلاوت الوجود (۱۰)۔ تمثیل نامہ (۱۱) پندار شاد نامہ (۱۲) وجود نامہ

لیکن نہیں کہا جا سکتا کہ آیا یہ سب تصانیف انھی کی ہیں یا سہواً

خواجہ صاحبؒ سے منسوب کر دی گئی ہیں۔

اس سلسلے کے بزرگوں میں شاہ میراں جی شمس العشاق کی تصانیف کا بھی ذکر ملتا ہے۔ آپ کی پیدائش اور وفات کے سنین کے بارے میں ابھی تک اختلاف رائے ہے۔ ڈاکٹر حسینی شاہد نے بعض شہادتوں کی بنا پر آپ کی پیدائش ۸۸۷ھ اور وفات ۹۸۱ھ معین کیا ہے۔[1] آپ کی نثری تصانیف گل باس، جل ترنگ، سب رس، شرح مرغوب القلوب، رسالۂ تصوف اور رسالہ سبع صفات بتلائی جاتی ہیں۔ ان میں گل باس اور جل ترنگ کو اس طرح فہرست سے خارج کر دیا جا سکتا ہے کہ ان کا ذکر سوائے حکیم شمس اللہ قادری کے کسی نے نہیں کیا۔ سب رس کے تعلق سے بڑی غلط فہمیاں رہی ہیں اور اختلاف رائے بھی۔ ڈاکٹر زورؔ اور حامد حسین قادری اسے میراں جی کی تصنیف قرار دیتے ہیں، پروفیسر عبدالقادر سروری نے بمبئی یونیورسٹی کے مخطوطات کی فہرست مرتب کرتے وقت اسے وجہی کی تصنیف بتلایا ہے۔ اور نام تاج الحقائق قرار دیا ہے اب پیچیدگی یہ پیدا ہو جاتی ہے کہ آیا اس کتاب کا نام تاج الحقائق ہے یا سب رس اور اس کا مصنف وجہی ہے یا میراں جی شمس العشاق یا کوئی اور۔ اردو نثر کا آغاز و ارتقا" میں ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ بتلاتی ہیں کہ اس کتاب کا نام تاج الحقائق ہے اور شاہ جیہ الدین (۹۰۰ھ ۹۹۵ھ) اس کے مصنف ہیں۔

حال ہی میں جناب نور اسعید اختر نے اسے وجہی مصنف سب رس کی تصنیف ثابت کرتے ہوئے اپنا پی ایچ۔ڈی کا مقالہ تیار کیا ہے۔ اختر صاحب صرف زبان کی داخلی شہادت کی بناء پر اس کو وجہی کی تصنیف قرار دیتے ہیں۔ زبان کی دلیل بھی بہت اہم ہے۔ لیکن انھیں اس کے علاوہ کوئی ایسی داخلی یا خارجی شہادت نہیں مل سکی۔

---

[1] سید شاہ امین الدین علی اعلیٰ حیات اور کارنامے ص ۹۷ از ڈاکٹر حسینی شاہد

جو زبان کی شہادت کی تائید کر سکے۔

حضرت شاہ برہان الدین جانم نہ صرف اپنے دور کے ایک بلند پایہ بزرگ تھے بل کہ ایک اچھے مصنف بھی تھے۔ ڈاکٹر حسینی شاہد نے آپ کا سنہ ولادت ۱۹۶۱ھ اور سنہ وصال ۱۰۰۷ھ مقرر کیا ہے۔[1] آپ سے حسب ذیل نثری تصانیف منسوب کی جاتی ہیں۔

(۱) کلمۃ الحقائق (۲) مقصود ابتدائی (۳) ذکر جلی (۴) معرفت القلوب۔

(۵) ہشت مسائل (۶) رسالہ تصوف۔

چوں کہ میراں جی شمس العشاق رحؒ کی تصانیف کے تعلق سے بھی ارباب تحقیق و طبعیت کے ساتھ کچھ کہنے کے موقف میں نہیں ہیں اس لئے ہم برہان الدین جانم کو پہلا مستند نثر نگار اور کلمۃ الحقائق کو پہلا مستند نثری کارنامہ قرار دے سکتے ہیں جانمؒ نے اس رسالہ میں "ارشاد نامہ" کے مسائل کو نثر میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے اسلئے جگہ جگہ "ارشاد نامہ" کے اشعار کو نثری ترتیب دے دی گئی ہے جس کی وجہ سے کلمۃ الحقائق کی عبارت اکثر مقامات پر مقفیٰ ہو گئی ہے۔ اس طرح سب رس کے مقفیٰ اسلوب کا نقش اول اس رسالہ میں مل جاتا ہے جانم کی زبان اگلے مصنفین کی بہ نسبت صاف ہے۔ فارسی، عربی اور ہندوستانی تلمیحات، تشبیہات و استعارات کا استعمال بھی موقع سے کیا گیا ہے۔

حضرت شاہ امین الدین علی اعلیٰ (۱۰۰۷ھ ۱۰۸۵ھ) حضرت جانمؒ کے فرزند اپنے دور کے مشہور بزرگ گذرے ہیں۔ اپنے دادا اور والد کی طرح انھوں نے بھی اردو نظم و نثر کی خدمت کی ہے۔ ڈاکٹر حسینی شاہد کی تحقیق کی رو سے گنج مخفی، وجودیہ، گفتار شاہ امین، ارشادات، ظاہر و باطن، بیان کرتے ہیں سجریان کا، عشق نامہ، شرح کلمہ طیبہ اور کلمۃ الاسرار آپ کی مستند نثری تصانیف ہیں۔ ملفوظات (فرمان) اور

---

[1] سید شاہ امین الدین علی اعلیٰ حیات اور کارنامے ص ۱۰۳، ۱۱۳ از ڈاکٹر حسینی شاہد

اذکار و اشغال کو ڈاکٹر صاحب نے مشتبہات اور عرفان العشاق، رسالۂ منشر شاہ امین الدین علی اعلیٰ، گنج مخفی، رسالہ وجودیہ یا وحدت الوجود، رسالہ تصوف، گنج مخفی، وجودیہ اور رسائل شاہ امین الدین اعلیٰ کو منسوبات میں شامل کیا ہے۔

شاہ صاحب کی زبان اپنے دادا اور والد کے مقابلہ میں زیادہ صاف اور سلجھی ہوئی ہے۔ زیادہ چیزیں عوام کے لئے نہیں بل کہ تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے لکھی گئی ہیں۔ اس لئے اِن میں اخلاقی اور فقہی مسائل کے بجائے تصوف اور حقیقت کے مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

ان بزرگوں کے بعض خلفا اور مریدین نے بھی ان کے اتباع میں بعض نثری کتابیں لکھی ہیں۔ چناں چہ مولانا شاہ عبداللہ کی "احکامِ صلات" اور شاہ میراں جی خدا نما (۱۰۳۵ھ۔ ۱۰۹۴ھ) کی تصانیف "شرح تمہید" اور "رسالۂ وجودیہ" اس سلسلے کی اہم نثری چیزیں ہیں

سب رس تک اردو نثر کے آغاز و ارتقا کے اس سرسری مطالعے سے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ سب رس سے پہلے جتنی بھی چیزیں نثر میں لکھی گئیں وہ سب فقہ و تصوف وغیرہ پر مبنی ہیں اس سے پہلے کی کوئی بھی تصنیف ایسی نہیں جن میں ان موضوعات سے ہٹ کر کوئی بات کہی گئی ہو۔ اس لحاظ سے وجہی کو فوقیت و اولیت حاصل ہے کہ وہ سب سے پہلا ادبی کارنامہ پیش کرتا ہے۔

وجہی کے حالاتِ زندگی

وجہی کا شمار قطب شاہی دور کے مشہور و مقبول فن کاروں میں ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنے دور کا ایک پر گو شاعر ہی نہیں ایک بہترین نثار بھی تھا۔ اس کے باوجود دربار گولکنڈہ کے اکثر مشاہیرین کی طرح وجہی کے حالات زندگی بھی پردۂ خفا میں ہیں۔ قدیم ادب کے کسی تذکرے یا کسی تاریخ سے اس ضمن میں کوئی مدد نہیں ملتی۔ قدیم اُردو کے محققین ڈاکٹر عبدالحق، ڈاکٹر زور اور مولوی نصیرالدین ہاشمی نے اس مردِ پُر ہیز کے متعلق جو بھی لکھا ہے وہ صرف سب رس اور قطب مشتری سے ماخوذ ہے لیکن حال ہی میں وجہی کا فارسی دیوان دستیاب ہوا ہے، جس سے حیاتِ وجہی کے ڈھکے چھپے کچھ پہلو روشن ہو جاتے ہیں۔ اس فارسی دیوان کا تعارف سب سے پہلے اختر حسن صاحب نے کرایا ہے لیکن اختر صاحب نے اس بات کا کہیں ثبوت پیش نہیں کیا کہ اس فارسی دیوان کا مصنف اور قطب مشتری و سب رس کا مصنف ایک ہی شخص ہے۔ مقالہ نگار کو بہ وقت مطالعہ چند ایسی داخلی شہادتیں ملی ہیں جن سے اس امر کا یقین کیا جا سکتا ہے کہ متذکرہ بالا تصانیف کا تعلق ایک ہی شخصیت سے ہے۔

وجہی نے سب رس میں موقع و محل کے اعتبار سے بہ کثرت اپنے اور دوسرے شعرا کے اشعار لکھے ہیں۔ چناں چہ اپنا ایک شعر وجہی نے سب رس میں اس طرح لکھا ہے۔

"جون وجہی عاشق عارف واصل گوہر سخن دریا دل
آزاد ایسا ہے کتا ہے" ؎

تمام عشقم و در دل تمام مشتاقیست
تمام دیدم و دیدن نہ دیدہ شد باقیست [1]

اور یہی شعر فارسی دیوان[2] کے صفحہ (۳۹) کی غزل کا مطلع ہے۔ سب رس میں ایک اور فارسی شعر وجہی کا ملتا ہے، ایک موقع پر وجہی لکھتا ہے۔

"جوں وجہی صاحب درد اپنے زمانے کا فرد
کہتا ہے کہ" [3]

ہرگز من یار کردم دبمن اغیار گشت
کیست ہم چوں دوست کو آخر بمن دشمن نشد۔ [3]

فارسی دیوان[4] میں یہ شعر صفحہ (۸۰) پر موجود ہے۔

وجہی کی لکھی ہوئی کوئی چیز ۱۰۱۸ھ (سنہ تصنیف قلب مشتری) اور ۱۰۴۵ھ (سنہ تصنیف سب رس) کے درمیان کی نہیں ملتی جس سے شبہہ ہوتا ہے۔ کہ شاید کسی وجہ سے یہ طویل مدت اسے گوشہ نشینی میں گذرانی پڑی۔ دوسری جانب فارسی دیوان میں بھی کئی ایسے اشعار مل جاتے ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ صاحب دیوان ایک طویل عرصہ تک بادشاہ وقت کی چشم التفات سے محروم رہا اور اُسے گوشہ نشینی و مفلسی کی زندگی گذرانی پڑی چناں چہ ایک شعر ہے [5]

بادشاہ جہاں مفلیسیم
تماکے ہم نیست دو خزانہ ما

---

[1] سب رس از وجہی مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق صفحہ ۲۲۵
[2] دیوان وجیہ صفحہ ۳۹ مخطوطہ نمبر ۵۱۱ مملوکہ کتب خانہ سالار جنگ
[3] سب رس از وجہی مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق صفحہ ۲۶۸
[4] [5] دیوان وجیہ صفحہ ۸۰، مخطوطہ نمبر ۵۱۱ مملوکہ کتب خانہ سالار جنگ

وجہی مصنف سب رس کو عبداللہ قطب شاہ کے زمانے میں دوبارہ اُبھرنے کا موقع ملا۔ فارسی دیوان میں بھی نئے بادشاہ کی تخت نشینی کے ساتھ ہی صاحبِ دیوان کے دورِ کامرانی کے آغاز کی جانب اشارہ کیا گیا ہے ؎

نشنیدۂ وجیہ گدائی گذاشتم
گشتم تو انگر از کرم بادشاہ نو۔ [۱]

چناں چہ اِن تمام اُمور کی مطابقت کی روشنی میں ہم قطعیت سے کہہ سکتے ہیں کہ فارسی دیوان قطب مشتری اور سب رس ایک ہی صاحبِ قلم کے زورِ طبع کا نتیجہ ہیں۔

دیوان کے ایک شعر سے ظاہر ہوتا ہے کہ وجہی کا نام اسد اللہ تھا۔ ؎

اسمم اسد اللہ وجیہہ است تخلص
آرایش دکانچہ بازارِ کلامست [۲]

وجہی نے اپنا تخلص وجہی، وجیہ، جیہا اور وجہی استعمال کیا ہے۔

۱۔ بر درِ عالم چنی بیہودہ لی گردی چرا
انچہ می خواہی وجہی از شہ عالم طلب [۳]

۲۔ شرمندۂ بتانم ازیں بے زری وجیہ
کہ حال من بہ شاہ دکن گفت یا نہ گفت [۴]

۱۔ دیوان وجیہ ص ۱۴۸ مخطوطہ نمبر ۵۱۱ مملوکہ کتب خانۂ سالار جنگ
۲۔ " " ص ۲۶ " " "
۳۔ " " ص ۴۴ " " "
۴۔ " " ص ۲۸ " " "

۳۔ عالمی را نی کنم شاگردی از اعجاز طبع
وجیہا استاد اگر روح الامین باشد مرا [1]

۴۔ تنگ آمد از خانہ ہمہ شہر وجہی
جوں جاذرانِ کلبہ بصحرای زخس بست [2]

وجہی کے اِس فارسی دیوان سے اس بات کا پتا بھی چلتا ہے کہ وجہی کا آبائی وطن خراساں تھا۔

من زہند آشعار گشتم لیک
طبع پاک من از خراساں است [3]

اس دیوان میں وجہی نے بار بار اپنے آبائی وطن کا ذکر کیا ہے۔ کہتا ہے ؎

بیا دیوان پر فیض مرا سوی خراساں بر
کہ از گل بانگ شعر خویش شہرت در دکن دارم [4]

شعر نادر معنی ام می رفت در شیراز اگر
ہمچوں حافظ شہرہ ملک خراسانی شدم [5]

ان اشعار سے یہ بات تو ظاہر ہو جاتی ہے کہ وجہی کا آبائی وطن خراساں تھا اور وہ ہندوستان میں پیدا ہوا۔ البتہ اس نے کہیں اس بات کا اِشارہ نہیں کیا کہ وہ ہندوستان کے کسی حصے میں پیدا ہوا۔ تاہم مثنوی قطب مشتری میں دکن کی تعریف

---

[1] دیوان وجیہ ص ۱۷ مخطوط نمبر ۵۱۱ مملوکہ کتب خانۂ سالار جنگ
[2] " " ص ۴۷ " " "
[3] " " ص ۲۵ " " "
[4] " " ص ۱۳۷ " " "
[5] " " ص ۱۲۷ " " "

جس محبت وعقیدت سے کرتا ہے اس سے قیاس ہوتا ہے کہ شاید دکن ہی اس کا وطن تھا

دکھن سا نہیں ٹھار سنسار میں — پنج فاصلاں کا ہے اس ٹھار میں
دکھن ہے نگینا انگوٹھی ہے جگ — انگوٹھی لوں جرمت نگینا ہے لگ
دکھن ملک کوں دھن عجب ساج ہے — کہ سب ملک سر ہور دکھن تاج ہے
دکھن ملک بھو پنج خاصا اسے — تلنگانہ اس کا خلاصا اسے [1]

وجہی کے ایک اہم عصر فارسی شاعر، میر محمد مومن نے بھی اپنے کلام میں دکن کی تعریف کی ہے۔ لیکن چوں کہ وہ استر آباد میں پیدا ہوئے تھے۔ اس لیے ان کے اشعار میں حب الوطنی کا وہ جوش نہیں جو وجہی کے اشعار کی خصوصیت ہے۔ ؎

یادگار جد وعم سلطان محمد قطب شاہ

آن کہ ہندوستاں ز فیضش گشتہ ایران نوی
وہ چہ ایراں آں چہ ایراں کہ آید در نظر
رو بہر جانب کہ آری باغ رضواں نوی
سرمہ شد خاک تلنگانہ ز فرح پائے نو
اے خدائے خاک پاکت ہر زماں جاں نوی [2]

ان اشعار کے متعلق ڈاکٹر زور نے "تاریخ ادب علی گڈھ" میں بجا لکھا ہے کہ

"اگرچہ یہ ایک بلند پایہ قصیدے کے اشعار ہیں
مگر وجہی کی مثنوی کی ابیات میں جو جوش اور
اثر ہے، ان میں پیدا نہ ہو سکا۔ [3]

---

[1] قطب مشتری از وجہی مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق ص ۱۰
[2] علی گڑھ تاریخ ادب اردو ص ۲۶۹
[3] قطب مشتری از وجہی مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق ص ۱۵

وجہی کے مقام پیدائش کی طرح سنہ پیدائش کے بارے میں بھی اب تک ٹھیک ٹھیک معلوم نہ ہو سکا۔ لیکن ڈاکٹر زور مولوی نصیر الدین ہاشمی اور ڈاکٹر نور سعید اختر اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ وجہی نے چار بادشاہوں کا زمانہ دیکھا۔ خود وجہی نے بھی اپنی تصانیف میں ابراہیم قطب شاہ، محمد قلی قطب شاہ، محمد قطب شاہ اور عبداللہ قطب شاہ کا ذکر کیا ہے۔ دوسری جانب قطب مشتری (سنہ تصنیف ۱۰۱۸ھ) کے تیور ایک پختہ مشق شاعری کی نشان دہی کرتے ہیں۔ اس لئے اگر ہم وجہی کی عمر قطب مشتری کی تصنیف کے وقت مابین ۴۵، ۵۰ سال تصور کریں تو سنہ پیدائش ۹۶۸ھ، ۹۷۳ھ کے قریب قرار پاتا ہے۔ اردوئے قدیم کے دیگر محققین بھی وجہی کی ولادت کے سنہ کا تعین قریب قریب انھی سنین میں کرتے ہیں۔

ابراہیم قطب شاہ کا دور وجہی کا عہد طفلیت تھا اس لیے اس کی زیادہ اہمیت نہیں لیکن مابقی تینوں بادشاہوں کے عہد اور ان کے درباری رنگ کا وجہی کی زندگی پر خاص اثر رہا ہے۔ محمد قلی قطب شاہ کا عہد وجہی کا دورِ عروج تھا۔ اس زمانے میں وہ بادشاہ کی نظر التفات اور ملک الشعرا کا درجہ حاصل کر چکا تھا۔ قطب مشتری میں وجہی نے اپنے ہم عصر شعراء کا جس حقارت سے ذکر کیا ہے وہ اسی بات کی دلیل ہے اس سلسلے میں اس نے حد سے زیادہ خود ستائی بھی کی ہے قطب مشتری سے ماخوذ اس قسم کے چند اشعار یہ ہیں۔

نہ پہنچے نہ پہنچیا ہے گن گیان میں — سو طوطی منج ایسا ہندوستان میں
کہ باتاں یو سن کر مری گیاں گیاں — رہیاں ٹھک ہو قریاں خراساں کیاں
جتے شاعراں شاعر ہو آئینگے — سو منج تے طرز شعر کا پائینگے۔

اپنے ہم عصر شعرا کے بارے میں وجہی کا خیال تھا کہ ؎

یو سب شعر کہیتے یو سب شعر نیں — کہ بولاں کدھر ہور معنی کیئں
شعر گرچہ کئی لوگ جوڑے اہیں — بُرے بھوت ہور خوب تھوڑے اہیں [1]

اپنے معاصرین کے کلام کے تقلیدی ہونے کا طعنہ وجہی نے اس طرح دیا ہے۔

جو کرتا مگے گا ہنز دیک کر — ہنز و ندا سے نیں کہتے ہے ہنز
نوادل تے لیانا ہے مشکل کنا — کہ آساں ہے دیک کر بولنا
جکوی یوں کرے اس میں کچ خام نیں — ہنز دیک سکنا بڑا کام نیں
ہنز و ندا اس کوں کہیا جائے گا — جکوی اپنے دل تے نوالیائے گا [2]

اگرچہ وجہی نے اپنے دور کے تمام شعرا کو حقارت کی نظر سے دیکھا ہے اور ان پر طعن و تشنیع کی بارش کی ہے لیکن اس کے بعض اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا خاص نشانہ غواصی ہے۔ کیوں غواصی کی بڑھتی ہوئی شہرت سے وجہی کو اندیشہ تھا کہ یہ شاعر جلد ہی اس کی برابری کا دعوا کرے گا اور یہ اندیشہ درست ہی تھا کیونکہ محمد قلی قطب شاہ بعد ہی غواصی نے رفتہ رفتہ وجہی کی جگہ حاصل کر لی۔ وجہی کے وہ اشعار جن میں اس نے غواصی پر چوٹ کی ہے یہ ہیں ؎

اگر غوطے لک برس غواص کھائے — تو یک گوہر اس دھات امولک نہ پائے
یو موتی نہیں وہ جو غواص پائیں — یو موتی نہیں وہ جو کس ہات آئیں
غواصاں کہتے غوطے کھا کھائے کر — موے ہیں سو اس سمدیں آئے کر [3]

اس کا جواب غواصی نے سیف الملوک و بدیع الجمال میں اس طرح دیا۔ ؎

---

[1] قطب مشتری از وجہی مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق صہ ۱۵
[2] " " " " " صہ ۱۵
[3] " " " " " صہ ۱۷

جیتے ہیں جو طوطی ہندوستان کے
بھکاری ہیں منجہ شکرستان کے [1]

لیکن اس معاصرانہ چشمک کے باوجود غواصی نے وجہی کا ذکر اس طریقہ سے بھی کیا ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ اس نوک جھونک کے باوجود اسے وجہی کی عظمت سے انکار نہیں تھا۔ ؎

اس دکھن کے شاعروں میں تجہ شہنشہ کے نزدیک
ہے غواصی اور وجہی شاعر حاضر جواب [2]

ایک فارسی شعر میں وجہی خود کو روح الامین کا شاگرد بتاتا ہے اس نام کا ابراہیم قطب شاہ کے عہد میں ایک شاعر تو تھا مگر پتا نہیں وجہی نے اسی کو اپنا استاد بتایا ہے یا روح الامین سے اس کی مراد جبریل علیہ السلام ہیں ؎

سخن را بہ سدرہ رسانیدہ ام
کہ روح الامین است استاد من [3]

اپنے دو پیش رو شعرا فیروز اور محمود کا ذکر بھی وجہی نے بڑی عزت سے کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی قابلیت اور قدر و منزلت سے وجہی بھی متاثر تھا۔ کہتا ہے۔۔ ؎

کہ فیروز، محمود اجیتے جو آج
تو اس شعر کوں بھوت ہوتا رواج

کہ تا در تھے دو نوبی اس کام میں
رکھیا نیں کنے بول اجھوں نام میں [4]

---

[1] سیف الملوک و بدیع الجمال از غواصی صفحہ ۱۶
[2] علی گڈھ تاریخ ادب اردو صفحہ ۳۸۵
[3] دیوان وجیہہ مخطوط نمبر ۱۱۵ صفحہ ۱۴ مملوکہ کتب خانہ سالار جنگ
[4] قطب مشتری از وجہی صفحہ ۱۵ مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق

محمد قلی قطب شاہ کے زمانے میں وجہی نے جتنی شہرت و عزت پائی سلطان محمد قطب شاہ کے دور میں اُسے اتنی ہی عسرت و گمنامی کی زندگی بسر کرنی پڑی۔ محمد قلی قطب شاہ کے عہد میں وجہی کو عیش و آرام، راحت و فراغت کے تمام سامان میسر تھے۔ اپنے بعض فارسی اشعار میں اس رنگین زندگی کی طرف وجہی نے بڑے بلیغ اشارے کئے ہیں۔ لیکن متقی و پرہیز گار بادشاہ محمد قطب شاہ کے پندرہ سالہ دورِ حکومت (۱۰۲۰ھ ـــ ۱۰۳۵ھ) میں وہ مفلسی و تنگ دستی کے ہاتھوں بُری طرح پریشان رہا۔ چناں چہ کہتا ہے ؎

وجہی با چنیں فعل و ہنر بے سیم و زر مفتش ؛؛ بہ اقلیم و گرز دخیز ناکے ورد کن باشی [1]

تنگ دستی کی وجہ سے وہ نہ تو خود اپنا شوقِ مئے نوشی پورا کر سکتا تھا اور نہ ہی بتوں کے آگے سرخ رو ہو سکتا تھا اسی عسرت و مجبوری کو وہ اس طرح ظاہر کرتا ہے۔ ؎

شرمندۂ بتانم ازیں بے زری وجیہہ
کس حالِ من بہ شاہ دکن گفت یا نہ گفت ۔ [2]

وجہی نے اپنی معتوبی کی وجہ یہ بتائی ہے کہ کسی خدا ناترس نے جس کے دل میں وجہی سے بغض تھا۔ موقع پاکر بادشاہ کو بھڑکا دیا۔ قیاس غالب ہوتا ہے کہ حسب ذیل اشعار میں شہ کا اشارہ محمد قطب شاہ کی طرف ہی ہے۔ ؎

عبث از من جدا کردہ است دشمن بادشاہ ہم را
گنہ از اوست گو ناحق بہ شہ گفت ایں گناہم را

---

[1] دیوان وجہیہ ص ۱۵۷ مخطوط نمبر ۵۱۱ مملوکہ کتب خانۂ سالار جنگ

[2] " " ص ۲۸ " " " "

از اول ایں خدا ناترس گویا بغض در دل داشت

بہ بد نامیٔ من آورد آخر نیک خواہم را [۴]

لیکن چوں کہ زمانے کا یہی دستور ہے کہ وہ کبھی سازگار رہتا ہے اور کبھی ناسازگار اسی طرح وجہی کے گم نامی اور مفلس کے دن بھی عبداللہ قطب شاہ کے تخت نشین ہوتے ہی پھر گئے۔ بادشاہ نے وجہی کو پھر سے دربار میں طلب کیا اور عزت و مرتبت سے سرفراز کیا۔ جیسا کہ خود سب رس کے دیباچہ سے ظاہر ہے:

صبا کے وقت بیٹھے تخت، غیب تے کچھ رمز پا کر
دل میں اپنے کچھ لیا کر وجہی نادر من کوں دریا دل
گوہر سخن کوں حضور بلائے پان دئے ہوت مان دئے۔ [۵]

سب رس اور قطب مشتری کے مطالعے کی روشنی میں وجہی کے مذہبی عقائد کے تعلق سے متضاد تصویریں ابھرتی ہیں قطب مشتری میں جہاں بھی موقع ملا ہے وجہی نے حضرت علیؓ کا ذکر والہانہ عقیدت کیرا تھ اس طرح کیا ہے جس سے شبہ ہوتا ہے کہ شاید وہ شیعہ فرقہ سے تعلق رکھتا تھا۔ علاوہ اس کے مذکورہ مثنوی میں نعت صرف (۲۶) اشعار پر مشتمل ہے۔ جب کہ منقبت کیلئے (۵۰) شعر ہیں۔ یہی نہیں بلکہ سب رس اور قطب مشتری میں معراج کے ذکر کے ساتھ ہی حضرت علیؓ کی برتری کا اظہار کیا گیا ہے چنانچہ ڈاکٹر خاں رشید نے بھی ان ہی امور کے مدنظر اپنی تصنیف "تین مثنویاں" میں وجہی کو شیعہ قرار دیا ہے وہ کہتے ہیں۔

"ملا وجہی شیعہ مسلک تھا۔ قطب مشتری میں اس کے بے شمار

---

[۴] دیوان وجیہ مخطوط نمبر ۱۱۵ مملوکہ کتب خانہ سالار جنگ
[۵] سب رس از وجہی مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق ص ۸

شواہد موجود ہیں۔ نعت کے (۲۶) اشعار ہیں، اس کے مقابلے میں منقبت تقریباً پچاس اشعار پر مشتمل ہے۔ اگر ذکرِ معراج کے اشعار بھی منقبت میں شامل کر لیے جائیں تو ان کی تعداد (۶۰) ہو جاتی ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ذکرِ معراج بھی حضرت علیؓ کی فضیلت و بزرگی کے لیے کیا گیا ہے۔" [1]

قطب مشتری سے ماخوذ منقبت کے چند اشعار ملاحظہ ہوں جن میں وجہی نے بڑی عقیدت کے ساتھ حضرت علیؓ کا ذکر کیا ہے۔

مسلماں کی صف کوں تجے ہے نام — وو صف جوں ہے تسبیح توں جیوں امام
خبر سب اہے نیک ہور بد کی تج — سہاتی ہے جاگا محمدؐ کی تج
اتھے یار سب یار بند بھوت کر — بھروسا نبیؐ کا اتھا تج اوپر
کیا کفر سب خار پامال کر — نبیؐ کا رکھیا دین سنبھال کر
محمدؐ کی جاگا کِنے پائے نا — تج اچھتے کسی ہور کوں آئے نا [2]

حضرت علیؓ کی شجاعت و بہادری کے تعلق سے بھی وجہی نے بہت کچھ زورِ قلم دکھلایا ہے مثنوی قطب مشتری میں قصہ کے درمیان بھی جہاں جہاں موقع ملا ہے وجہی آپ کا ذکر کرنے سے گریز نہیں کرتا چنانچہ حضرت علیؓ کی خلافت کے تعلق سے وہ یوں رقم طراز ہے۔

خلافت کے اونچا ترا ٹھار تھا — خلافت تجے بسینا عار تھا
بڑا تو پنج آخر بڑا توں اصل — توں ظاہر میں آخر ہے باطن اول
ترا مرتبا اونچ تے اونچ ہے — اول توں ہے آخر کوں بی تو پنج ہے

---

[1] تین مثنویاں از ڈاکٹر خاں رشید ص ۹۴
[2] قطب مشتری از وجہی مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق ص ۱۱

بڑا توں بڑے ہے تے سب تو کام　　خلافت ہوی ختم تج پر تمام
علیؓ کا محب نین جکوی سچ تون جاں　　حرامی پنے کا وہی ہے نشان [1]

قطب مشتری کے ان اشعار میں تو وجہی نے خلافت میں حضرت علیؓ کی آخری ترتیب کو اولیت کا درجہ دیا ہے اور ان کی عظمت کے قائل نہ ہونے والوں کو نازیبا الفاظ سے یاد کیا ہے لیکن اس کے برعکس سب رس میں وجہی نے خلفائے راشدینؓ کا ذکر بھی بڑے احترام کے ساتھ کیا ہے چناں چہ "در نعت محمد مصطفےٰ و چار یار و منقبت علی مرتضیٰؓ" کے زیر عنوان جو اشعار درج ہیں ان میں حضرت علی مرتضیٰؓ کے ساتھ خلفائے راشدینؓ کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے۔

ابا بکر صدیقؓ صادق میں خاص
کیے فارجیاں کوں شریعت میں راس
عمرؓ جب نبیؐ کی اُمت میں ہوئے
یہودی عرب نے جو تھے سر نوے
جمع کر جو عثمانؓ قرآں کوں
شرم کا دئے زور ایماں کوں
ٹوٹیا کفر علیؓ ہت لیے ذوالفقار
خدا بعد محمدؐ بھی چاروں ہیں یار [2]

اگر چہ سب رس میں بھی ذکر معراج کے ساتھ وجہی نے حضرت علیؓ کا ذکر کیا ہے لیکن خلفائے راشدینؓ کی بزرگی و عظمت سے بھی اسے انکار نہیں لکھتا ہے۔

---

[1] قطب مشتری از وجہی مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق ص ۳
[2] سب رس از وجہی مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق ص ۶

"ابابکرؓ عمرؓ ہور عثمانؓ جنوں کی نیکی جانتا سب جہاں
حضور کے یاراں ہیں، بزرگواراں ہیں ایکس تے ایک سب
بھلے، جیوں خدا، رسولؐ فرمایا تھا تیوں چلے لاف نیں کیے،
خلاف نیں کیے حق پر چلن ہارے ایسیچ اچھتے ہیں، خدا کے
پیارے ایسیچ اچھتے ہیں۔ حضرتؐ کے یار، جنوں سوں حضرتؐ
کرتے تھے بچار آخر بعد از حضرتؐ بیٹھے حضرتؐ کی ٹھار"۔ [1]

اب یہاں یہ بات غور طلب ہے کہ اگر وجہی شیعہ تھا تو خلفائے راشدینؓ سے ایسی عقیدت کیسے ہو سکتی ہے؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قطب مشتری میں شیعہ عقائد کا اظہار وقت اور مصلحت کا تقاضا تھا۔ کیوں کہ قطب شاہی حکمراں خصوصاً محمد قلی قطب شاہ مذہب اثنا عشری کا پابند ہی نہیں بل کہ پرستار تھا ہلال محرم کے نمودار ہوتے ہی ماتم کا اہتمام شروع ہو جاتا تھا۔ شاہی توشک خانے سے سیہ لباس تقسیم کئے جاتے شاہی مرثیے سے عزاداری کا انتظام کیا جاتا۔ بہر حال بڑے پیمانے پر غم حسین منایا جاتا تھا۔ اس ماحول میں مصلحت اندیشی کا تقاضا تھا کہ وجہی جیسا شاعر جو کہ شاہی سرپرستی کا اعزاز بھی رکھتا ہو اپنی تصانیف میں بادشاہ کے رجحانات کا خیال رکھے خصوصاً ایسی صورت میں کہ قطب مشتری کا ہیرو خود محمد قلی قطب شاہ تھا وجہی کے لئے ضروری تھا کہ اپنے مذہبی عقائد کو پس پشت ڈال کر بادشاہ کی خوشنودی کو مدنظر رکھے۔ یہی وجہ ہے کہ قطب مشتری میں وجہی نے بار بار حضرت علیؓ کا ذکر کیا ہے ورنہ دراصل وجہی سنی مشرب تھا۔ کیونکہ ایک تو یہ کہ اس نے جب بھی خلفائے راشدینؓ کا ذکر کیا ہے احترام کو ملحوظ رکھا ہے اور دوسرے یہ کہ اب تک وجہی کے صرف دو مرثیہ دریافت ہوئے ہیں اور یہ دونوں مرثیے اس بات

---

[1] سب رس از وجہی مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق ص ۷

کے گواہ ہیں کہ یہ کسی شیعہ شاعر کی تخلیق ہرگز نہیں ہیں۔ ان مرثیوں میں سوز و گداز کی وہ گرمی نہیں جو ایک شیعہ شاعر کے حقیقی جذبات کی ترجمان ہوتی ہے۔ متذکرہ مرثیوں میں سے ایک کتب خانۂ سالار جنگ میں محفوظ ہے اور مرثیہ حضرت حسینؓ کے نام سے معنون ہے۔ اس مرثیے میں وجہی نے نہایت سیدھے سادے انداز میں غم حسینؓ کا اظہار کیا ہے حالانکہ وجہی جیسا پرگو و پختہ مشق شاعر اگر چاہتا تو اس صنف میں بھی بلند پایہ چیز لکھ سکتا تھا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وجہی نے صرف مرثیے کی صنف کو بھی برتنے کیلئے یہ مرثیہ قلم بند کر دیا ہے

دوسرا مرثیہ ادارۂ ادبیات اُردو کی ایک بیاض (مخطوط نمبر ۸۲۹) میں محفوظ ہے۔ اس مرثیہ میں وجہی نے غم حسین کی ماری ایک عورت کی تصویر کشی کی ہے یہاں بھی اس نے مرثیے کے مخصوص مرکزی خیال سے ہٹ کر ضمنیات پر زیادہ زور دیا ہے۔ ذیل میں مرثیے کے چند اشعار پیش کئے جاتے ہیں۔

کالی نہ گوری چیر بندی بیٹھی ہے جوں کا لندری
کالے لٹاں کالے بھواں کالی گلے میں گلسری
سینا تراتن اسد کہوں یک رنگ سب پیلا ہوا
روپی میں سب لھو آریا یو کیا بلا ہے دیکھو ری
نیلے ہوئے نیلم سنگل لعلاں کے دل میں لھو جمیا
موتیاں کوں سب وو زن پڑے بس کھا کہ پاج ہوتی ہر سبھی
زلفاں دو سر گردان ہو دو طرف پیچاں کھا پڑے
بھرتے ہیں آہاں کہنگرد مکری تے پکڑیا تھر پڑی
چھاتی علاوا کر سکی جوبن دو شربت کے کھڑیاں
ہاتاں دو نوشدی اہیں ماتم عجب سندھر کری

باتاں بلا تیری اہیں سن کر بلا آتا ہے یاد
لہو روتی ہیں اس غم سے عاشق کے آنکھ لہو بھری
ٹکڑے دسن نابات کے تل کالے خشخش لب کھجور
عاشور کا پوتا ریز اعشاق خاطر دھن کری
ماتم کوں سب سنگار کر بولیا وجہی گن اتم
کس ٹھار پر کیا گن لکھیا دیکھ طبع کی زور آوری

ظاہر ہے کہ مرثیے میں ان اُمور کا ذکر مرثیے کی تقدیس آمیز فضا کے لئے بالکل موزوں نہیں۔ بل کہ ایک طرح سے مرثیے کی تضحیک ہے، وجہی کے سنت الجماعت سے ہونے کا سب سے بڑا ثبوت سب رس کا وہ نسخہ ہے جو ادارۂ ادبیات اُردو کے کتب خانہ میں محفوظ ہے اس نسخہ کے کاتب نے جو ترقیمہ لکھا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وجہی نہ صرف سُنی تھا بل کہ چشتیہ سلسلے کا مرید بھی تھا۔ ترقیمے کی عبارت اس طرح ہے۔

تمت الکتاب سب رس گفتار مولانا وجہی
ساکن حیدرآباد۔ مولانا وجہی چشتی، کہ پیر
شاہ علی متقی، کہ پیر میاں شاہ باز۔ ایم۔ لہمہ
چشتی گذرست تحریر فی التاریخ بست و چہارم
ماہ شوال بہ ید ضعیف و نحیف محب اللہ چشتی ساکن
شاہ جہاں آباد غلام فخر اللہ خادم حضرت غریب اللہ ۱۱۸۳ ف [1]

---

[1] سب رس مخطوط نمبر (۶۹۴) مملوکہ ادارہ ادبیات اردو۔ جیسا کہ اس مخطوطے کے ترقیمے کی عبارت سے ظاہر ہے وجہی حضرت شیخ علی متقیؒ کا مرید تھا۔ شیخ علی متقی ہندوستان کے مشہور بزرگ گذرے ہیں آپ کی پیدائش بہ مقام برہان پور ۸۵۰ھ میں ہوئی۔ صغیر سنی میں ہی آپ کے والد نے شیخ بہاؤ الدین

وجہی کے متعلق بعض حضرات کی رائے ہے کہ وہ ایک صوفی شاعر تھا اور بعض نقاد اسے رندمشرب بتلاتے ہیں لیکن میں سمجھتی ہوں کہ اس ضمن میں کوئی قطعی فیصلہ کرنے سے پہلے وجہی کی تینوں تصانیف خصوصاً فارسی دیوان، محمد قلی قطب شاہ، محمد قطب شاہ، اور عبداللہ قطب شاہ کے مزاج، عہد اور درباری رنگ کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ کیوں کہ ان سب باتوں کا وجہی کی زندگی سے خاص تعلق رہا ہے اس میں کلام نہیں کہ محمد قلی قطب شاہ ایک وسیع القلب و علم پرور حکمراں تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس کا دیوان رندی و سرمستی کا ایک زندہ مرقع ہے۔ قلی قطب شاہ کی عیش کوشی و شاہد بازی کے بارے میں اتنا لکھا جا چکا ہے کہ اس ضمن میں اب مزید کچھ کہنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ وجہی دربار قلی کا ملک الشعرا اور خود سلطان قلی کا مقرب خاص تھا۔ وجہی کی زندگی کا دوسرا اہم دور محمد قطب شاہ کا عہد ہے یہ ایک پاکیزہ کردار متقی بادشاہ تھا۔ حیدرآباد کی مکہ مسجد اس کے زاہد و تقویٰ کی شاہد ہے۔ اگرچہ سلطان محمد قطب شاہ علماء و فضلا کا قدردان تھا مگر وجہی کو اس کے دربار سے رسوائی، مفلسی، آہ و فریاد کے سوا ہے اور کچھ نہ مل سکا عبداللہ قطب شاہ کو محمد قلی قطب شاہ ثانی کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ غواصی کے ان اشعار سے ظاہر ہے۔

(تکملہ فٹ نوٹ صفحہ گزشتہ) شاہ باجنؒ کی خدمت میں لیجا کر ان کا مرید بنا دیا تھا۔ ایام شباب میں آپ نے شیخ عبدالحکیمؒ ابن شاہ باجنؒ سے مشائخ چشت کا خرقہ حاصل کیا۔ بعد میں ملتان جاکر شیخ حسام الدین متقیؒ کی صحبت بابرکت سے فیض یاب ہوئے اور وہیں سے آپ کو حرمین شریف کی زیارت کی توفیق ہوئی حرمین شریف میں آپ نے شیخ ابوالحسن جعفری اور دوسرے علما سے فیض حاصل کیا وہیں آپ نے شیخ محمد بن سمادی سے قادریہ اور شاذلیہ سلسلے میں خرقہ خلافت بھی حاصل کیا اور مکہ معظمہ میں سکونت اختیار کرلی۔ تمام عمر حدیث و تصوف کے رسائل و کتب جمع کرنے میں مشغول رہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں آپ کی بہترین یادگار کتابیں "حکم کبیر" اور "کنز العمال" ہیں ——

کہیں یوں بحق علی ولی — کہ پھر جگ میں آیا محمد قلی
سجیں آج اے خسرو نیک نام — ہیں اوس کیچ آثار تج میں تمام

(طوطی نامہ صفحہ ۶)

تاریخ گول کنڈہ میں عبدالمجید صدیقی لکھتے ہیں

عبداللہ قطب شاہ کی تمام عمر عیش و عشرت
اور سیر و تفریح میں گذری۔ (صفحہ نمبر ۱۷۷)

عبداللہ قطب شاہ کے دیوان کے مطالعہ سے بھی حسب بالا بیانات کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ وجہی کو اس سلطان نے دوبارہ دربار میں باریابی اور سب رس جیسا شاہ کار لکھنے کا موقع دیا تھا۔

اب غور طلب بات یہ ہے کہ اگر وجہی صوفی ہے تو محمد قطب شاہ کے زمانے میں گوشہ نشینی کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ اور قلی قطب شاہ و عبداللہ قطب شاہ جیسے رنگین مزاج سلاطین کے دربار سے وابستگی کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ وجہی نے تو اپنے فارسی دیوان میں محمد قطب شاہ کے عہد میں معتوب ہونے کی ساری ذمہ داری اپنے مخالفین کے سر ڈال دی ہے

(بقیہ صفحہ گزشتہ) حضرت شیخ کی ذات بابرکات خوش اخلاق، آداب ظاہری باطنی، تقویٰ و پرہیز گاری سے مزین تھی۔ سلاطین گجرات کو آپ سے بے حد عقیدت تھی اس لئے کبھی کبھی ہندوستان آجایا کرتے تھے آپ کا وصال ۹۷۵ھ میں مکہ معظمہ میں ہوا۔ مرض الموت کی حالت میں یہ ہندی دوہا آپ نے ارشاد فرمایا تھا۔

سن سیلی پریم کی باتا
یوں مل رہے جیوں دودھ نباتا (ماخوذ از اخبار الاخیار و از ھتہ بالخطر)

وجہی کے سنہ پیدائش کا تعین ۹۶۸ھ اور ۹۷۳ھ کے درمیان کیا گیا ہے۔ جب کہ حضرت شیخ کا سنہ وصال ۹۷۵ھ ہے۔ یعنی حضرت شیخ کی ولادت کے وقت وجہی نہایت کم سن تھا۔ علی متقی کے گجرات تک آنے کا ذکر تو تاریخ میں مل جاتا ہے لیکن دوبارہ دکن آنے کے متعلق کسی مورخ یا تذکرہ نویس

لیکن اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ عتاب شاہی کے پس منظر میں حاسدوں کی کینہ پروری کارفرما رہی ہے تو اب یہ سوال سامنے آتا ہے کہ وجہی کی کن خامیوں اور کمزوریوں کو مخالفین نے اپنے مقصد کے لئے استعمال کیا ہوگا؟ ظاہر ہے کہ اپنے چچا کے درباری شاعر کو سلطان محمد قطب شاہ کسی معمولی بات پر دربار سے نکال باہر نہیں کر سکتا تھا۔ جب کہ وہ خود اہل فن کا قدرداں تھا اور قدرداں تو عموماً باکمالوں کی معمولی لغزشوں کو نظر انداز بھی کر دیا کرتے ہیں لیکن چوں کہ سلطان ایک متقی و پرہیزگار شخص تھا۔ اس لئے بلا کسی توقف کے کہہ سکتے ہیں کہ وجہی کی بادہ کشی و رنگین مزاجی نے ہی اس کے حاسدوں کو مواقع فراہم کیا کہ بادشاہ کو اُس سے بدظن کر دیں۔ اور کیوں کہ عبداللہ قطب شاہ خود جام و مینا کا دلدادہ تھا اس لئے اُس نے وجہی کی اس کمزوری کو نظر انداز کر دیا اور دربار میں دوبارہ حاضری کا موقع دیا۔

فارسی دیوان میں وجہی کا ایک شعر ہے ؎

گر ز دولت ورگدائی آمدی غم گیں مباش
کارِ دُنیا این چنیں است گاہ است و گاہ نیست [1]

(بقیہ صفحہ گزشتہ) نے نہیں لکھا اس لئے خیال ہوتا ہے کہ وجہی کے والدین نے مراسلت کے ذریعہ یا کسی اور ذریعہ سے وجہی کو حضرت شیخ کا مرید بنا دیا ہوگا۔ اور یہ کوئی بعید از قیاس بات بھی نہیں کیوں کہ اکثر خط و کتابت کے ذریعہ مرید بننے اور فیض حاصل کرنے کی مثالیں مل جاتی ہیں۔ نسخہ مذکورہ کے کاتب نے سہواً "علی متقی کہ پیر میاں شاہ باز" لکھ دیا ہے۔ "علی متقی کہ پیر میاں شاہ باجن" ہونا چاہیئے۔ کیونکہ بہت تلاش و جستجو کے باوجود صوفیہ ہند کی تاریخ میں حضرت بہاؤ الدین شاہ باجن کے مرید علی متقی کے علاوہ کسی اور علی متقی کا ذکر نہیں ملتا۔

---

[1] دیوان وجہیہ صفحہ ۴ مخطوطہ نمبر ۵۱۱ مملوکہ کتب خانۂ سالار جنگ

لیکن خود وجہی صبر و استقلال کے راستے پر ثابت قدم نہ رہ سکا۔ کیونکہ دیوان وجہی میں کثرت سے ایسے اشعار موجود ہیں جن میں وجہی نے اپنی تنگ دستی وعزلت پر شدید احتجاج کیا ہے ؎

مفلسی می کشم بسیار
کہ سخاوت دریں زمانہ کم است [۱]
می خورد فاقہ مرا لقمۂ نانم گویا
بے خورش جسم روانیست روانم گویا [۲]
وجہی با چنیں فعل وہنر بے سیم وزر منشیں
بہ اقلیم دگر رو خیز تا کے در دکن باشی [۳]

فاقہ کشی اور مفلسی پر اتنی آہ و بکا ایک صوفی کا شیوہ نہیں ہوسکتا۔ ذیل کے اشعار ملاحظہ ہوں جن میں وجہی نے مذہب بدلنے کی بات سوچی ہے ؎

وقتتت کہ ز ایماں ویقین برکردم
ہم در طلب مذہب دیگر کردم
زیں فاقۂ سہ روزہ استت اگر
در دیں کلیم ایم و کافر کردم [۴]

مفکرین کا قول ہے کہ "تنگ دستی کی انتہا کفر کے راستے پر بھی لے جاسکتی ہے" یہ قول

---

[۱] دیوان وجہیہ ص ۴۹ مخطوطہ نمبر ۵۱۱ مملوکہ کتب خانۂ سالار جنگ
[۲] " " ص ۳۲۲ " " "
[۳] " " ص ۱۵۷ " " "
[۴] " " ص ۱۶۵ " " "

عام انسان کے لئے تو شاید درست ہو لیکن صوفی کے لئے ناسازگار حالات اس کی آزمائش و امتحان اور نامساعد حالات میں ثابت قدمی نفس پر فتح کا حکم رکھتی ہے۔ اس لئے ایسے وقت میں اگر کوئی شخص صبر و استقلال کا دامن چھوڑ دے تو ہم اُسے صوفی کیسے مان سکتے ہیں۔ اب رہی تاج الحقائق کے متصوفانہ رنگ کی بات تو چونکہ داخلی شہادت کی عدم موجودگی کی بناء پر یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی ہی نہیں کہ یہ وجہی کی تصنیف ہے۔ اس لئے اس کتاب کے صوفیانہ ماحول کی روشنی میں وجہی کو صوفی ثابت کرنا ٹھیک نہ ہوگا۔ وجہی کی مستند نثری تصنیف سب رس میں اکثر مقامات پر دینوی مسائل کے متعلق بحث کی گئی ہے لیکن یہ وجہی کے صوفی ہونے کا ثبوت نہیں۔ ہاں ہم کہہ سکتے ہیں کہ وجہی تصوف کے مسائل سے بخوبی واقف تھا اور وسیع مطالعہ، گہرے تجربے اور صاحب قلم ہونے کی وجہ سے تصوف یا کسی بھی مسئلہ کی تشریح بخوبی کر سکتا تھا۔

جس طرح وجہی کا سنہ پیدائش قیاسات پر مبنی ہے، اسی طرح اس کے سنہ وفات کے متعلق قطعیت سے کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ لیکن اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا کہ وجہی نے ۱۰۷۶ھ اور ۱۰۸۳ھ کے درمیان وفات پائی۔ کیونکہ ابن نشاطی نے اپنی مثنوی پھولبن میں ان تمام شعرا کا ذکر کیا ہے جو اس وقت تک فوت ہو چکے تھے لیکن اُن میں وجہی کا نام شامل نہیں۔ پھولبن کا سنہ تصنیف ۱۰۷۶ھ ہے جیسا کہ ان اشعار سے ظاہر ہے ؎

صفا دار اس کے دیک ہر ایک چمن میں
رکھیا ہوں نانوں اس کا پھولبن میں
اتھا تاریخ تو لایا یہ گلزار
اگیارہ سو کون کم تھے بیس پہ چار [1]

---

[1] پھولبن از ابن نشاطی مرتبہ عبدالقادر سروری ص ۲۳

اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ۱۰۷۶ھ تک وجہی بقید حیات تھا۔ کیوں کہ اگر وجہی اس وقت تک فوت ہو چکا ہوتا تو ابن نشاطی گذرے ہوئے شعرا محمود، فیروز اور شیخ احمد وغیرہ کے ساتھ وجہی کا ذکر بھی ضرور کرتا۔ کیوں کہ وجہی کسی بھی طرح ادبی میدان میں ان شعرا سے پیچھے نہ تھا۔ مرحومین کا ذکر ابن نشاطی نے ہوں کیا ہے ؎

نہیں وہ کیا کروں فیروز استاد — کہ دیتا شاعری کا کچھ مری داد
اہے صد حیف جو نیں سید محمود — کہتے پانی کوں پانی دود کوں دود
نہیں اس وقت پر دو شیخ احمد — سخن کا دیکھتے باندیا سو میں بند
حسن شوقی اگر ہوتا تو الحال — ہزاراں بھیجتا رحمت منج اپرال
اچھے تو دیکھتا ملا خیالی — یو میں برتیا ہوں سو صاحب کمالی [1]

اس طرح یہ بات بھی یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ وجہی ۱۰۸۳ھ تک فوت ہو چکا تھا۔ اس لئے کہ طبعی نے اپنی مثنوی "بہرام و گل اندام" (سنہ تصنیف ۱۰۸۳ھ) میں وجہی کا جس طرح ذکر کیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وجہی اس وقت تک انتقال کر چکا تھا۔ ؎

لگیا میں جو یو مثنوی بولنے — یو موتیاں پھل ڈھال تیور ولنے
یو وجہی میرے خواب میں آئے کر — مکہ اپنا سورج ناد دکھلائے کر
سراسر سنیا جو میری مثنوی — کہیا بات طبعی ہے تیری نوی
ہو خوش حال سنکر یو باتاں میرے — اپیں کے لے ہاتاں میں باتاں میرے
بڑے پیار سوں اپنا یو دے مثل — سنیا سو پڑیا خواب سے میں اچھل [2]

---

[1] پھولبن از ابن نشاطی مرتبہ عبدالقادر سروری ص ۱۷

[2] دیباچہ بہرام و گل اندام منقول از اردو شہ پارے ص ۸۸

ڈاکٹر جمال شریف اپنے مقالے میں وجہی کے سنہ وفات پر بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں

"مرتب مقالہ کو وجہی کی ایک اور تصنیف عقائد وجہی ملی ہے جو جمادی الآخر ۱۰۸۱ھ خود وجہی کی نوشتہ ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ وجہی ۱۰۸۱ھ تک بقید حیات تھا۔ اس لئے قیاس ہوتا ہے کہ وجہی نے عقائد وجہی تصنیف ۱۰۸۱ھ کے بعد اور مثنوی بہرام و گل اندام ۱۰۸۳ھ سے قبل ۱۰۸۱ھ ۱۰۸۳ھ کے درمیان انتقال کیا۔" [1]

لیکن عقائد وجہی (مخطوطہ مجامع نمبر (۷۰) کتب خانہ آصفیہ) کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تصنیف کا مصنف اسد اللہ وجہی سب رس نہیں بلکہ شیخ وجہی الدین ثانی بن پیر عیسیٰ ہیں یہ اتفاق کی بات ہے کہ جو سنہ تصنیف اس میں دیا گیا ہے وہ بھی ۱۰۷۶ھ اور ۱۰۸۳ھ کے درمیان ہی ہے۔

ادارۂ ادبیات اُردو کے ایک نسخہ کے ترقیمے کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ وجہی حضرت برہنہ شاہ صاحبؒ کی درگاہ میں مدفون ہے۔ ترقیمے کی عبارت حسب ذیل ہے۔

"تمام ہوئی کتاب سب رس تصنیف مقبول الٰہی حضرت شاہ وجہی قدس سرہٗ کی کہ جن کی تربت پاک درگاہ میں حضرت برہنہ شاہ صاحب قدس سرہٗ کے ہے روز پنجشنبہ کہ بارہ گھڑی دن باقی تھا۔ بارھویں رجب کہ مہینے کی سنہ ایک ہزار ایک نود و چھ کاتب بچارہ غلام حسین غلامی ولد پیر محمد غوث بخاری کا بخشے دونوں کو حق تعالیٰ مقام ایلغراب پھولنہ" [2]

---

[1] دکن میں اردو شاعری کا ارتقادلی سے پہلے از ڈاکٹر جمال شریف ص ۲۹۷

[2] نسخہ سب رس از وجہی مخطوط نمبر (۹۰۰) مملوکہ ادارۂ ادبیات اُردو

ممکن ہے کہ وجہی حضرت برہنہ شاہ صاحب قبلہؒ ہی کی درگاہ کے احاطے میں مدفون ہو۔
لیکن اب اس احاطے میں تقریباً (۲۰) قبور کے نشان موجود ہیں اور کسی قبر پر کوئی
ایسا کتبہ نہیں جس سے صاحب قبر کا اتا پتہ معلوم ہوسکے۔

وجہیؔ کی دیگر تصانیف

وجہی دورِ قطب شاہی کا وہ خوش قسمت فن کار ہے۔ جس کی لکھی نثر ہو یا منظوم ہر دو چیزیں مل جاتی ہیں۔ نثر میں سب رس تو ہے ہی ایک بلند پایا چیز لیکن مثنوی قطب مشتری بھی قطب شاہی دور کی مثنویوں میں ایک خاص مقام رکھتی ہے۔

اس مثنوی کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس زمانے کے دکھنی شعراء کی طرح وجہی نے کسی فارسی تصنیف کو اپنا ماخذ نہیں بنایا بلکہ یہ اس کا اپنا اپچی کارنامہ ہے۔ اس مثنوی کے متعلق قیاس کیا جاتا ہے کہ اس میں در پردہ محمد قلی قطب شاہ اور بھاگ متی کے عشق کی داستان بیان کی گئی ہے۔ لیکن مثنوی میں جو قصہ بیان کیا گیا ہے اس سے یہ ظاہر ایسی کوئی بات معلوم نہیں ہوتی۔

یہ مثنوی جیسا کہ خود وجہی نے لکھا ہے ۱۰۱۸ھ میں بارہ دن میں پوری کی گئی:

تمام اس کیا دیس بارا منے
سنہ یک ہزار اور اٹھارا منے [1]

قطب مشتری کی تصنیف کے وقت وجہی کی شہرت عروج پر پہنچ چکی تھی اور اس وقت تک وہ بادشاہ کا منظورِ نظر شاعر بن چکا تھا چنانچہ اس مثنوی میں وجہی نے اپنے ہم عصر شعراء پر خوب خوب طنز کیا ہے۔ اور ان کی منظوم تصانیف کے غیر اپچی ہونے پر لعن طعن کی انتہا کر دی ہے۔ وجہی کے حالات زندگی کے سلسلے میں اس قسم کے اشعار پیش کئے جا چکے ہیں۔

---

[1] قطب مشتری از وجہی مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق ص ۱۰۹

اس مثنوی کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وجہی نے اس مثنوی کے آغاز میں ایک منظوم باب "در شرح شعر گوید" کے عنوان سے قلم بند کیا ہے۔ جس میں وہ بتاتا ہے کہ شعر نہ صرف سلیس ہو بلکہ الفاظ و معنی میں باہم ایسا ربط ہو کہ دونوں ایک جان معلوم ہوں۔ بڑی تعداد میں مکرر اور پھیکے اشعار تحریر کرنے سے بہتر ہے کہ ایک شعر کہا جائے اور بہتر کہا جائے۔

وجہی نے الفاظ کے انتخاب میں موزونیت اور معنی آفرینی پر زیادہ زور دیا ہے۔ تقلید کو وہ کوئی قابل تعریف بات نہیں سمجھتا۔ اچھا شاعر اس کی نظر میں وہی ہے۔ جو اپنے دل سے اپنی طبیعت سے نئے نئے مضمون باندھے۔ ان سب باتوں کو اشعار کے پیرائے میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ ؎

کہتا ہوں تجے پند کی ایک بات — کہ ہے فائدا اس منے دھات دھات
جو بے ربط بولے تو بتیاں بھیس — بھلا ہے جو یک بیت بولے سلیس
جسے بات کے ربط کا فام نیں — اُسے شعر کہنے سوں کچ فام نیں
نکو کر توں لئی بولنے کا ہوس — اگر خوب بولے تو یک بیت بس
وو کچ شعر کے فن میں مشکل اچھے — کہ لفظ ہور معنی یو سب مل اچھے
اُسی لفظ کوں شعر میں لیائیں توں — کہ لیا یا ہے اُستاد جس لفظ کوں
اگر فام ہے شعر کا تج کوں چھند — جنے لفظ لیا ہور معنی بلند
رکھیا ایک معنی اگر زور ہے — ولے بھی مزا بات کا ہور ہے

آگے چل کر لکھتا ہے :-

نوا دل تے لیانا ہے مشکل کنا — کہ آسان ہے دیکھ کر بولنا
نکوی یوں کرے اسمیں کچھ فام نیں — ہنر دیکھ سکنا بڑا کام نیں
ہنر و نداس کوں کہیا جائے گا — نکوی اپنے دل تے نو لیائے گا [1]

---

[1] قطب مشتری از وجہی مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق ص ۱۲-۱۵-۱۷

وجہی کا یہ باب اُردو شعریات اور فن تنقید پر پہلی تحریر ہے چنانچہ قطب مشتری کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ خود وجہی کا کلام اس کے تصور شعری کے مطابق بہت سلیس رواں اور ساتھ ہی ساتھ حسن بیان سے مزین ہے۔

سب رس کی طرح قطب مشتری میں بھی انسانی نفسیات، اور قانون فطرت کے تعلق سے بڑی گہری باتیں مل جاتی ہیں مگر اعتدال کے ساتھ مختصر اور کہیں کہیں مثلاً ایک جگہ وجہی کہتا ہے۔

دکھیا کوئی تو اس دور میں آج کس — نہ کہہ دو دکھ اپنا دکھیا باج کس
دکھیا تیرے دکھ کا سنگاتی اہے — تیرے دکھ کی بات اسکون بھاتی اہے
سکیا کے کہنے جا کے دکھ بولے جو — اپس پر ہنسا لینا منگنا ہے وو
دکھیا دکھتے خوش ہو سکیا سکھ ستی — نہیں سُک کوں نست ہے کچھ دکھ ستی
سُکیا کس کے دکھ کوں انپڑتا نہیں — کہ سکیاں کوں دکھیاں سوں پرتا نہیں [1]

ایک اور مقام پر لکھتا ہے:

کہ جگ میں چلی ہے یو بات ہر کہیں — غرض وند کوں عقل اچھتی نہیں
اتاول توں کرتا اہے کیا سبب — صبوری ستی کام ہوتا ہے سب
چمن میانے آکر چنیا پھول کن — سو کانٹے کیرا زخم ٹک کھائے بن
بہار آخر ہے ہور اول سو دے — جو غم دیکھتے شادی اس البتہ ہے
صبوری تے خوبی ہے آخر نہ ڈر — کہ لوگاں کہتے ہیں صبوری ظفر [2]

معشوق کی فطری بے وفائی کے متعلق وجہی کا بیان ملاحظہ ہو۔ یہاں وجہی

---

[1] قطب مشتری از وجہی مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق ص ۵۷
[2] " " " " ص ۹۹

نے بڑی خوبی اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ اگر تو دنیا میں بوئے وفا تلاش کرے گا تو سوائے مایوسی کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ جسے تو وفادار سمجھے گا وہی تیرے اعتماد کو ٹھیس لگائے گا۔ اس لئے اگر تجھے دل لگانا ہی ہے تو تُو خدا سے لو لگا۔ کیونکہ معبود حقیقی ہی تیرے ہر وقت کا مددگار و غم خوار ہے۔

جسے یار کہتے سو کیں یار نیں — اگر ہے تو بھی کوئی وفادار نیں
وفادار سو یار کرتا وسے — توں اُس سات ہو یار اگر یار ہے
نکل ایسے کاماں تے آ نا بھلا — محبت خدا سوں لگا نا بھلا
توں جس سات جیولانے کوں جائگا — تجے سٹ وو سریاں سوں جیولائے گا
نہ یاراں کے لائق ہر ایک یار ہے — ہزاراں میں یک کوئی وفادار ہے
ہر اکیں کوں جیو لیو کہ لایا نہ جائے — زنانا بُرا کیں پیتا یا نہ جائے
کہ جس کو پیتا کرتوں جیولائے گا — اُسی تے توں آخر وفا کھائے گا[1]

قطب مشتری میں وجہی نے منظر نگاری کا وہ کمال دکھایا ہے کہ جیتی جاگتی تصویریں سامنے آجاتی ہیں۔ مثلاً ایک موقعہ پر وجہی نے ایک باغ کی تصویر کشی اس خوبی سے کی ہے کہ قاری خود اپنے آپ کو اُس باغ میں محسوس کرتا ہے۔ جہاں بنفشے کی زلفیں خم بر پیچ اور سرو محو رقص، درخت خمار آلود ہوا سے جھومتے کھڑے ہیں اور طیور کے نغمے سرود کی کیفیت پیش کرتے ہیں۔ گلیاں مراحیاں ہیں تو پھول پیمانے جہاں ندیم صفت سانولی باتونی شوخ بلبلیں اپنی دل چسپ حرکتوں سے مور،

---

[1] قطب مشتری از وجہی مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق صفحہ ۴۲

طوطے اور ہنس کو بے اختیار ہنسنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔

یکایک دسیا ایک نزدیک باغ — ہوا اس کے باساں تے تر سب دماغ
کہ پاتاں کے پردیاں کو سب پھاڑ کر — پھلاں جھانکتے تھے سراں کاڑ کر
بنفشہ مشک پائی تھی بالی میں — سرو، رقص کرتے تھے آحال میں
سرو واں سو مرغاں کے ٹولے تھے وہاں — صریاں کلیاں پھول پیالے تھے واں
سو رنگ سا نو لے خوب باتاں بھرے — ندیم ہو کے بلبل جو چاہے کرے
سو طاؤس پنکھی طوطی کبک ہنس — پکڑ پیٹ لڑنے لگے ہنس ہنس
وہ سب خوش ہو بلبل کے چالیاں اُپر — اچھلتے اتھے مست ہو ڈالیاں اوپر[1]

تشبیہ واستعارے میں بھی وجہی نے کافی ندرت سے کام لیا ہے۔ مثلاً صاف شفاف چہرے پر مخمور آنکھوں کو کنول پر پانی کے قطروں سے، رخسار پر زلفوں کی لٹوں کو گلال پر سنبل کے سایے سے تشبیہ دی ہے۔

نین نو دست چنچل کے اچھیں بیچ مکھ نرمل کے
کنول پر بند جیوں جل کے سو ہر دم باد تے ہلتے۔[2]

لٹاں آرھیاں یوں سو دھن گال پر
کہ سنبل کی جیوں چھانوں گلال پر[3]

ایک اور خوب صورت تشبیہ ملاحظہ ہو[4]

---

[1] قطب مشتری از وجہی مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق صفحہ ۵۹
[2] " " " " صفحہ ۳۶
[3] " " " " صفحہ ۶۵

زرتار تار کے رچ پر گال پر سُہاتے
یا چاند کے کنارے خوش رنگ چندنی ہے ۔۔۱ھ

ان تمام خوبیوں سے قطع نظر قطب مشتری میں وجہی ایک کامیاب قصہ گو کا فرض انجام نہ دے سکا۔ قطب مشتری ایک طربیہ قصہ ہے اور قصہ گوئی کے لئے پلاٹ اس کے اجزا کا آپس میں ربط و تسلسل، کرداروں کا انتخاب اور ان کے حرکات و سکنات کو بڑے ماہرانہ انداز میں پیش کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ وجہی کے یہاں قصہ کا پلاٹ ہی کافی کمزور اور کھسا پٹا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ قلی قطب شاہ کی تعریف و توصیف کے لئے ہی ساری مثنوی قلم بند کی گئی ہے۔ کیونکہ جہاں بھی قلی قطب شاہ یعنی ہیرو کی مدح سرائی کا موقع ملا ہے۔ وجہی نے مبالغے کی حد تک ستائش کی ہے۔ دوران قصہ عشق، دل اور محبت وغیرہ پر بھی بحث کی گئی ہے

کردار نگاری میں بھی وجہی بہت زیادہ کامیاب نہیں۔ کیونکہ قطب مشتری میں کوئی جاندار کردار نظر نہیں آتا۔ مرکزی کردار کو اس قدر اوصاف حمیدہ سے مزین پیش کیا گیا ہے کہ دماغ قبول نہیں کرتا۔ ہیرو کو غیر معمولی ذہن بھی بتایا گیا ہے۔ لیکن اس کی ذہانت کا کمال بھی کہیں نظر نہیں آتا۔ اسے ہر قدم پر دوسروں کے مشورے درکار ہیں ایک شہزادے کے کردار کے لئے جس بُردباری، توازن و سنجیدگی کی ضرورت ہے قطب مشتری کا ہیرو ان اوصاف سے محروم نظر آتا ہے۔ جہاں کہیں شجاعت کا موقعہ آیا ہے وجہی نے اسے بھی غیر ضروری مبالغے سے بوجھل بنا دیا ہے۔ ویسے ہیرو کی وطن پرستی اور انسان دوستی بے شک متاثر کن ہے۔

۱ھ قطب مشتری از وجہی مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق صہ ۹۸

دوسرا اہم کردار مشتری کا ہے جو بنگالادیش کی شہزادی اور قصہ کی ہیروئن ہے۔ اسے بھی ہر قدم پر اپنی دایا کے مشورے کی ضرورت ہے۔ اپنے جذبے میں صادق ہے اس لئے بنگالادیش کی حکومت چھوڑ کر شہزادے کے ساتھ دکن چلی آتی ہے۔ یہ مستقل مزاجی اس کے کردار کا واحد جاندار پہلو ہے۔ مشتری کی بہ نسبت مہتاب پری اپنے ایثار اور مخلصانہ طرز عمل سے قاری کے ذہن پر اچھا اثر چھوڑتی ہے۔ زہرہ اور مریخ خاں کے کردار بھی بس یوں ہی سے ہیں۔

قطب مشتری اپنے دور کی تہذیب و تمدن کی بہت کچھ عکاسی کرتی ہے۔ اس زمانے کے درباروں کا ماحول، محلوں کی سجاوٹ، بادشاہوں کی عوام کے ساتھ رواداری اور حیدرآباد کی گنگا جمنی تہذیب کے متعلق کافی معلومات اس مثنوی سے حاصل ہو جاتے ہیں۔

قطب مشتری میں موقع موقع سے چند غزلیں، اور رباعیاں بھی پیش کی گئی ہیں۔ جو واقعات میں تسلسل پیدا کرنے یا قصے کو آگے بڑھانے میں مدد دیتی ہے۔ مختلف بیاضوں میں بھی وجہی کی چند اور غزلیں اور مرثیے مل جاتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وجہی نے قصیدے بھی لکھے ہوں۔ لیکن اب وہ ہمارے دسترس سے باہر ہیں۔ وجہی کی غزلوں کا لب و لہجہ سادہ و شیریں ہے اور اس پر ہندی شاعری کا اثر صاف دکھائی دیتا ہے۔ سلطان قلی قطب شاہ کی طرح وجہی نے بھی مسلسل غزلیں لکھی ہیں۔ جن میں بالعموم جذبات کی ترجمانی کی گئی ہے۔

قطب مشتری میں شامل وجہی کی یہ رباعیات نہایت معمولی درجے کی ہیں۔ جبکہ گولکنڈہ اور بیجاپور کے دوسرے شعراء نے اس صنف کو بڑی خوبی سے برتا ہے۔ اب چونکہ وجہی نے ان رباعیات کو مثنوی میں ایک خاص مقصد کے لئے استعمال کیا ہے شاید اسی وجہ سے وہ ان پر پوری توجہ نہ دے سکا۔ اسطرح یہ رباعیاں اس مثنوی میں

بس ایک رابط کا ذریعہ بن کر رہ گئی ہیں۔ ان کی اپنی علیحدہ کوئی خاص ادبی حیثیت نہیں

سب رس اور قطب مشتری میں یہ غزلیں اور رباعیات موجود ہیں اس لئے ان کا نمونہ یہاں پیش کرنا غیر ضروری سمجھا گیا ہے وجہی کے اب تک دو مرثیے دریافت ہوئے ہیں ان مرثیوں پر وجہی کے حالاتِ زندگی کے باب میں روشنی ڈالی گئی ہے۔

ماہِ سیما و پری رخ

گارساں دتاسی نے ایک مثنوی ماہ سیما و پری رخ بھی وجہی سے منسوب کی ہے لیکن اب تک اس مثنوی کا کوئی نسخہ دستیاب نہ ہو سکا۔[1]

تاج الحقائق

تاج الحقائق ایک عرصہ دراز سے محققین کے درمیان زیر بحث رہی ہے اور یہ امر زیر غور رہا ہے کہ آیا یہ وجہی مصنف سب رس کی تصنیف ہے یا کسی اور کی عبدالحق و ڈاکٹر زور نے اسے وجہی کی تصنیف قرار دیا ہے۔ ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ صاحبہ اسے شاہ وجہہ الدین گجراتی کی تصنیف بتاتی ہیں جبکہ جناب نور السعید اختر نے اپنے پی، ایچ، ڈی کے مقالے میں تاج الحقائق کو وجہی کی تصنیف قرار دیا ہے۔

تاج الحقائق کے مصنف کے تعلق سے ڈاکٹر نور السعید اختر کا یہ خیال صحیح ہے کہ یہ حضرت شمس العشاق کی تصنیف نہیں۔ کتب خانہ سالار جنگ کے نسخے میں حضرت شمس العشاق کا نام توسین میں ہونا یقیناً اس کے الحاقی ہونے پر دلالت کرتا ہے تاج الحقائق کا شاہ وجہی الدین گجراتی کی تصنیف ہونا بھی کچھ قرین قیاس نہیں۔

---

[1] خطبات گارساں دتاسی ص۱۵۵ (سید ضامن علی نے اپنی کتاب جائزہ زبان اردو میں لکھا ہے کہ اس مثنوی کا ایک نسخہ محمد حافظ صاحب الہ آبادی کے کتب خانہ میں محفوظ ہے لیکن ابھی تک اس بات کی توثیق نہ ہو سکی)

شاہ صاحب سے منسوب ایک کتاب "بحر الحقائق" ہے۔ لیکن جیسا کہ ڈاکٹر اختر نے وضاحت کی ہے یہ رسالہ شاہ صاحب کی تصنیف نہیں بلکہ ان کے ملفوظات ہیں۔ جن کو اُن کے مریدوں نے جمع کر کے بحر الحقائق رسالہ نام رکھ دیا ہے۔

البتہ ڈاکٹر اختر مختلف محققین کے اس قیاس کو قبول کرتے ہیں کہ تاج الحقائق کی زبان سب رس کی زبان سے ملتی ہوئی ہے چنانچہ انھوں نے سب رس تاج الحقائق اور قطب مشتری کا تقابلی تجزیہ کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ بھی وجہی ہی کی تصنیف ہے اس تقابلی تجزیے کو انھوں نے الف، ب اور ج تین حصّوں میں تقسیم کیا ہے۔

حصہ الف میں ڈاکٹر اختر نے یہ وضاحت کی ہے کہ شاہ وجہہ الدین علوی قادری تھے اور بحر الحقائق میں انھوں نے قادریہ مسلک کی وضاحت کی ہے۔ برخلاف اس کے تاج الحقائق میں چشتیہ مسلک کو پیش کیا گیا ہے۔ جو وجہی کا مسلک ہے۔ قادریہ اور چشتیہ مسلک کے فرق کو استدلال کی بنیاد بنانا ایک حد تک قابل قبول جزء رہے لیکن ان دو مسالک کے فرق و اشتراک کا جب تک وضاحت کے ساتھ جائزہ نہ لیا جائے قطعیت کے ساتھ کوئی حکم لگانا مشکل ہے اس لئے کہ ہر زمانہ میں ایسے لوگ بہ کثرت موجود رہے ہیں جنھوں نے دونوں سلسلوں سے فیض حاصل کیا ہے۔ جس کی وجہ سے ان کے سلوک و تعلیمات میں قادریہ اور چشتیہ تعلیمات اس طرح گھل مل گئی ہیں کہ ان پر کسی ایک نام کا ٹھپہ لگانا مشکل ہے۔ اس لئے بھی کہ قادریہ اور چشتیہ سلاسل کی بنیادی تعلیمات کم و بیش یکساں ہیں سوائے اس کے کہ چشتیہ سلسلے میں عشق پر زیادہ زور دیا جاتا ہے اور قادریہ مسلک میں سپردگی اور عبودیت پر۔

ڈاکٹر اختر نے تاج الحقائق، سب رس اور قطب مشتری کے مشترک جملوں اور

لفظوں کی فہرست بھی دی ہے مثلاً۔

عرش و کرسی، لوح و قلم حیفی کھانا، نفر چاکری چور نوالے حاضر۔ جیوتے کے موں میں روٹی موئے کے موں میں ماٹی، مانک موتی، وحی و الہام۔ لیکن ان الفاظ کا اشتراک کسی بھی صورت سے مصنف کے اشتراک پر دلالت نہیں کرتا۔ اس لیے کہ ان الفاظ کی تخصیص وجہی کے ساتھ ہی نہیں بلکہ اس دور کے ہر مصنف کے پاس یہ الفاظ مل جاتے ہیں۔ "نفر چاکری چور نوالے حاضر" ایک کہاوت ہے جو اب بھی دکھنی زبان میں زبان زدِ خاص و عام ہے۔ اسی طرح جیوتے کے موں میں روٹی، موئے کے موں میں ماٹی" یہ کہاوت بھی آج تک دکن کی بڑی بوڑھیوں کی زبان پر ہے۔

محاورے اور کہاوت کا اشتراک بھی مصنف کے اشتراک پر دلالت نہیں کرتا۔ کیوں کہ ایک عہد کا مصنف جو محاورے استعمال کرے گا دوسرا مصنف بھی وہی استعمال کرے گا، مقولے، احادیث اور آیت کے تعلق سے بھی یہی کہا جا سکتا ہے۔ "النادر کالمعدوم" کا مقولہ آج بھی تھوڑے لفظی تغیر کے ساتھ اہلِ علم کی زبان پر ہے "رایت ربی فی صورت امرد" حدیث میں امرد کا لفظ عربی نہیں۔ لیکن اکثر دکھنی تصانیف میں اسے یوں ہی استعمال کیا گیا ہے۔ "یومنون بالغیب" آیت کا بھی یہی حال ہے۔ اکثر تصوف کی مثالوں میں جہاں کہیں غیب کی بحث آتی ہے۔ یہ آیت نقل کر دی جاتی ہے۔ یہی حال جانوروں اور پھلوں کے نام کا ہے۔

ویسے یہ ممکن ہے کہ تاج الحقائق وجہی کی تصنیف ہو لیکن ابھی ایسی کوئی داخلی یا خارجی شہادت دستیاب نہیں ہو سکی جس کی بنا پر ہم وثوق کے ساتھ اسے وجہی سے منسوب کر سکیں۔

تمثیل نگاری

تمثیل نگاری یا (ALLEGORY) ادب کے لیے کوئی نئی چیز نہیں۔ دنیا کے تقریباً ہر بڑے ادب نے ابتدا ہی سے اس طرز بیان کو اپنایا ہے۔ یہ کبھی خاموش احتجاج کا ایک ذریعہ بھی رہی ہے، جس کے ذریعہ بے بس محکوم طبقہ پند و نصیحت کو اشارات و کنایات کے پردے میں مطلق العنان حکمرانوں تک پہنچانے کی کوشش کرتا رہا ہے اور کبھی اسے عوام کو دینوی و دنیاوی حقائق و رموز سے باسانی روشناس کروانے کا ایک دلچسپ طریقہ خیال کیا گیا ہے۔

(ALLEGORY) یعنی تمثیل دو یونانی لفظوں کا مرکب ہے۔

ALLOS = ANOTHER. ANY-AGERENE = TO SPEAK IN THE ASSE

MBLY TO HARANGHE (AGORA) = AN ASSEMBLY THE FORUM

AGORIA TO BRING TOGETHER. [1]

یعنی مجمع میں ایک بات کہہ کر دوسری بات مراد لی جاتی ہے۔

اس تعریف کے مطابق ALLEGORY کو اردو میں عام طور پر تمثیل یا تمثیلیہ کہا جاتا ہے۔ لیکن بعض حضرات نے اسے رمزیہ، مثالیہ اور مجازیہ کا نام بھی دیا ہے۔ انگریزی اور اردو کے ادیبوں نے اپنے اپنے طور پر اس طرز بیان کی تشریح کی ہے مثلاً ڈاکٹر گیان چند لکھتے ہیں۔

> تمثیل نگاری ایک صنف ہی نہیں یہ مختلف اصنافِ نظم و نثر مثلاً مثنوی انشائیہ۔ ڈراما وغیرہ میں ہو سکتی ہے۔ اسے اسلوب کہنا بھی ٹھیک نہیں۔ کیونکہ یہ سب رس اور گلزارِ سرور کے مرصع اور مسجع طرز نگارش میں بھی ملتی ہے اور نثر راد اور راشد الخیری کی سلیس انشا

---

[1] ENCYCLOPAEDIC DICTIONARY P. 142 VOL. I

میں بھی۔ اسلوب در اسلوب نہیں ہو سکتا اسلوب کا تعلق ہیئت اور الفاظ سے ہے۔ جب کہ تمثیل خالص معنوی فن ہے۔ تمثیل کو بیان کی ایک تکنک ایک صفت کہہ سکتے ہیں .....

تمثیل کے کردار، دراصل کسی دوسرے کردار کے نمائندہ ہوتے ہیں ان سے وہ مراد نہیں جو ظاہراً نظر آتا ہے بلکہ ان کے نیچے موج تہ نیشن کی طرح کچھ اور معنی چھپے رہتے ہیں اس طرح تمثیل استعاروں کی ایک توجیہ ہوتی ہے۔ [1]

عزیز احمد بھی اسے طرز بیان کی ایک قسم بتاتے ہیں۔ لیکن تمثیل کی بہ نسبت تمثیلیہ کے لفظ کو وہ زیادہ مناسب سمجھتے ہیں۔

"بیانیہ ادب کی ایک وہ قسم ہوتی ہے جس میں حکایات یا بیان بہ وقت واحد دو سطحوں پر حرکت کرتا ہے۔ بیان کے ایک حقیقی معنی ہوتے ہیں ایک مجازی۔ حقیقی معنی کے مختلف پہلوؤں کو مجازی اجسام دیے جاتے ہیں، اور ان اجسام کے تعلق، حرکت یا تصادم سے حقیقی معنی پیدا ہوتے ہیں۔ اس قسم کے بیانیہ ادب کو مثالیہ کہتے ہیں" [2]

ڈاکٹر سلام سندیلوی نے (ALLEGORY) کا اردو ترجمہ رمزیہ کیا ہے اور اس کے متعلق ان کا خیال ہے

"رمزیہ کو انگریزی میں ALLEGORY کہتے اور اردو میں ALLEGORY کے ترجمے مختلف لوگوں نے کیے ہیں جنان چہ رمزیہ، تمثیلیہ، مثالیہ

---

[1] اردو میں تمثیل نگاری از ڈاکٹر گیان چند جین آج کل جون ۱۹۶۵ء ص - ۳
[2] سب رس کے ماخذ اور تمثیلات احوال و نقد و تبصرہ ص - ۱۴

اور مجازیہ وغیرہ ترجمے کیے گئے ہیں۔ مگر میرے خیال میں ALLEGORY کا مناسب ترجمہ رمزیہ ہی ہے۔ رمزیہ میں غیر مرئی خیال کو مرئی خیال سے تصور کر لیا جاتا ہے۔ یا یوں سمجھئے کہ غیر مادی اشیا کو مادی صورت میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ خصوصاً جذبات اور ذہنی کیفیات کو متشخص اور متشکل کر دیا جاتا ہے۔ اور ان کو انسانی لباس میں پیش کیا جاتا ہے۔ مثلاً صداقت، شجاعت اور ذکاوت وغیرہ مجرد خیالات ہیں۔ انھیں خیالات کو ہم متشکل کر سکتے ہیں۔ پھر ان کو انسانی جامہ پہنا سکتے ہیں۔ اور انسانی کرداروں سے آراستہ کر سکتے ہیں۔[1]

انگریزی ادیب ہم۔ پالین پارکر (M.PAULINE PARKER) نے اپنی کتاب ALLEGORY OF THE FAR)E QUEENE. میں لکھا ہے۔

ALLEGORY ISNOTA LITERARY DEVICE WHICH CANBE OUTGREWN OR SUPERSEDED.

ALLEGORY IMPLIES A NARRATIVE BUT THE AGENTS ANDTHE ADUNCTS WILL INCLUDE IMAGE. PERSONIFICATION, TYPES, SYMBOLS, AND BYTHEIR MEANTHEMID, WHICH CAN SELDOM APPREHEND ANYTHING WHICH HAS NOT FIRST BEEN PRESENTED

---

[1] اسب اس کا رمزیہ انداز حوال و نقد و جہی ص۔ ۱۴۷

TO THE SENES, WILL GRASP THE WRI TERS
CONC EPTION FOR MORE STRONGLY THAN IF
IT WERE STATED DIRECTLY. BUT IN ABSTRACT TERME.[1]
(ENCYCLOPAEDIA BRITANICA) میں تمثیل کے متعلق لکھا گیا ہے۔

A FIGURATIVE REPRESENT ATION CONEY
ING A MEANING OTHER THAT AND IN
ADDITION TO THE LITERAL IT IS GENERA
LLY TREATED AS A FIGURE OR RHETO
RIC, BUT THE MEDIUM OF REPRESENT
ATION IS NOT NECESSARILY
LANG UAGE ALLEGORY MAY BE
ADDRESSED TO THE EYE. AND IS
OFTEN EMBODIED IN PAINTING
SCULP TURE OR SOME FORM OF
MIMETIC ART[2]

ENCYELOPEDIC DICTIONORY میں تمثیل کی تعریف یوں کی گئی ہے

A DISCOURSE DESIGNED TO CONVEY A DIFFERE
NT MEANING FROM THAT WHICH IT DIRECTY

---

[1] ALLEGORY OF THE FAERIE QUEENE P. 31
[2] ENCYCLOPAEDIA BRITANICA P. 645 VOL I

EXPRESSES. AFIGURE OF SPEECH OR A LITERARY COMPOSITION IN WHICH A SPEAKER OR WRITER GIVES FORTH NOT THE ACTUAL NARRATIVE DESCRIPTION ORWHATEVERELSE HE SEESSTO PRES ENT BUT ONE SO MUCH RESEMBLINGIT AS ON REF LECTION TO SUGGESTIT AND BRTNG IT HOME TO THE MIND WITH GREATERFORCE AND EFFECT THAT IT HAD BEEN TOLD DIRECTLY -[1]

پس اب ہم کہہ سکتے ہیں کہ تمثیل یا تمثیلیہ ادبی صنف کی کوئی قسم نہیں نہ تو اسے اسلوب ہی کہا جا سکتا ہے۔ بلکہ یہ طرز بیان کی ایک قسم ہے۔ جس میں اصل قصے کے ساتھ ساتھ اشاریت[2] اور تشخیص[3] کے پردے میں متوازی خطوط پر کردار و عمل[4] اور مقام و ماحول کی گہرائیوں سے افکار و مطالب کے دوسرے پہلو بھی ابھرتے ہیں۔ جن سے کسی شاعر یا ادیب کی نوشت کاری کا حقیقی مقصد سامنے آتا ہے۔ اس طرح ALLGORY یا تمثیلہ کے قاری کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ نہ صرف قصے کے ظاہری اور "سامنے" کے پہلو اس کے پیش نظر رہیں بلکہ قصے کے ڈھکے ہوئے خد و خال پر بھی اس کی نگاہ مرکوز رہے۔ یہ تمثیلے بسا اوقات سیدھے سادے سے قصے ہوتے ہیں جو استعارتاً گہرے اخلاقی و روحانی افکار و معنی کی نشان دہی کرتے ہیں اور پند و موعظت ان کا شعوری مقصد ہوتا ہے۔ یہ تمثیلی تخلیقات بھرپور اور طویل بھی ہو سکتی ہیں یا پھر

---

[1] ENCYCLOPAEDIC DICTIONARY P 142 VOI.1
[2] SYMBOLISM
[3] PERSONIFICATION
[4] CHARACTER AND ACTION

یکسر مبہم اور مختصر

بہ لحاظ ہیئت تمثیل نظم و نثر اور ڈرامہ کے رنگ برنگی روپ میں سموئی جا سکتی ہے۔ حیوانوں اور پرندوں کے بھیس میں کہی ہوئی کہانیاں[1] جیسے انوار اہیلی، منطق الطیر کلیلہ و دمنہ اور کتاب مقدس (خصوصاً مسیحی انجیل) کی تشبیہی[2] تمثیلات اسی تمثیلے یا (ALLEGORY) کے بوقلموں مظاہر ہیں۔ انگریزی ادب کے اخلاقی ڈرامہ[3] مثلاً قلعۂ استقامت[4] اور نسل آدم[5] اسی طرز بیان اور دوہرے مطالب و معنی کے حامل ہیں۔ یہی حال روباہ و گرگ[6] کا ہے جو حیوانی رزمیے[7] کے ضمن میں آتا ہے۔

ذیل میں دنیا کی چند اہم زبانوں کی تمثیلی تخلیقات کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔ انگریزی ادب کی اہم اور طویل تخلیقات میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ پیرس کسان[8] کا خواب از ولیم لینگ لینڈ[9]

---

[1] انگریزی میں اس طرز کی تمثیل کو (FEBLE) کہتے ہیں تمثیل کے کردار حیوان یا بعض اوقات غیر ذی روح ہوتے ہیں جو انسانوں کی طرح بولتے ہیں مختصر کہانی کے انجام میں کوئی اخلاقی سبق پوشیدہ رہتا ہے۔

[2] اسے مثالیہ بھی کہہ سکتے ہیں (PARABLE) اس کے کردار اکثر حیوان ہوتے ہیں۔ اور پلاٹ تمثیل کی بہ نسبت زیادہ قریب امکان اور فطری ہوتا ہے۔ پہلو اس کے معنی تقابل کے ہیں کہ اس میں کسی تقابلی دلیل سے کوئی اصول ثابت کیا جاتا ہے۔

---

[3] MORALITY PLAYS

[4] THE CASTLE OF THE PERSEVERANCE

[5] MAN KINT

[6] THE FOX AND THE WOLF. [7] BEAST EPIC

[8] PIERS PLOWMANS DREAM.

[9] W. LANGLAND.

۲- پری زاد ملکہ از سر تاج اشعرا اسپنسر[۳]

۳- تمشاعر اربن جانسن[۴]

۴- زائر کے تعراجی مدارج از جان بنیان[۵]

اس ضمن میں گیلام ڈلوری کا رومانِ گل بھی خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اس کا سنہ تصنیف اندازاً دستور العشاق سے تقریباً ساڑھے چار سو سال قبل بتلایا جاتا ہے۔ گیلام ڈلوری کو اس بے مثل شہ کار کے لئے مواد ایک فرانس شاعر کریے تیان دندرے (CHRETIEN DE TROYES) کے یہاں ملا۔ لیکن گیلام ڈلوری اپنے اس کارنامے کو مکمل نہ کر سکا بلکہ اسے ایک اور فرانسیسی شاعر ژان دیون (JEAN DE MEUN) نے پورا کیا۔

جہاں تک عربی و فارسی کے ابتدائی ادب کا زمانہ ہے ہمیں تمثیل کا کوئی روپ نظر نہیں آتا سوائے پنچ تنتر[۶] کے تراجم کے۔ جیسے ہم تمثیل تو نہیں، ماجرائیہ (Fable) کی صف

---

[۱] پری زاد ملکہ جو ملکہ ایلزبتھ کے عہد میں ۱۵۸۰-۱۵۹۶ء کے درمیان لکھی گئی

[۲] SPENSER (۱۵۵۲ - ۱۵۹۹ء)

[۳] POETASTE سنہ تصنیف ۱۶۰۱ء

[۴] BEN JONSON (۱۵۷۲-۱۶۳۷)

[۵] PILGRIMS PROGRESS سنہ تصنیف ۱۶۷۸ء

JOHN BUNYAN (۱۶۲۸ - ۱۶۸۸ء)

[۶] جانوروں کی زبان میں کہی ہوئی یہ دنیا کی مشہور کتابوں میں سے ایک ہے۔ چونکہ اس میں جانکیہ کا بھی ذکر اس لئے خیال کیا جاتا ہے کہ سنہ ۳۰۰ ق م سے پہلے کی نہیں ہے۔ محققین کی رائے ہے کہ سنہ ۳۰۰ ق م میں کشمیر کے راجا سدرشن یا امر شکتی کے لڑکوں کی تربیت کے لیے وشنو شرما نے یہ کتاب قلم بند کی۔ راجہ کے لڑکوں کا رجحان جانوروں وغیرہ کی جانب زیادہ تھا۔ اس لیے منتف نے انھیں کے پیرائے میں یہ نصیحت آمیز کتاب لکھ کر انھیں اُمورِ سیاست میں کامل کر دیا۔

میں لے سکتے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے پنچ تنترا کا ترجمہ سب سے پہلے پہلوی زبان میں نوشیروان (۵۳۱-۵۷۹ء) کے حکم سے حکیم برزویہ نے اندازاً سنہ ۵۵۰ء میں کیا جس کو سب سے پہلے عربی زبان میں عبداللہ ابن المقفع نے تقریباً ۱۳۶۵ء میں منتقل کیا۔ اس کے بعد عبداللہ بن علی یا ہلال اسوازی، سہیل بن ہارون، ابان بن عبدالمجید اقاشی لاحقی وغیرہ نے نظم و نثر میں اس کو منتقل کیا۔[1]

فارسی ادب میں پنچ تنترا کے کئی تراجم مشہور ہیں اس ضمن میں سب سے پہلے رودکی[2] کا نام آتا ہے۔ جس نے کلیلہ دِمنہ کا ترجمہ ساسانی زبان سے پہلوی زبان میں منتقل کیا۔ یہ مشہور منظوم ترجمہ اب ناپید ہے۔ اس کے کچھ اشعار تحفۃً الملوک اور فرہنگ اسدی طوسی کے ذریعے دستیاب ہو جاتے ہیں۔ اس ادبی خدمت کے صلہ میں رودکی کو انعام[3] بھی دیا گیا تھا۔ ایک اور شاعر ابوالمعانی نصراللہ بن عبدالحمید نے کلیلہ دِمنہ کا ترجمہ بہرام شاہ غزنوی کے دور حکومت (۱۱۵۱ء-۱۱۴۷ھ) میں کیا ہے۔ موجودہ کلیلہ دِمنہ جس میں اصل ہندی پر دو تین ایرانی اور اسلامی حکایتیں بڑھا دی گئیں ہیں اسی کا ترجمہ ہے۔[4]

تیموری دور کے ایک اور شاعر ملا حسن واعظ کاشفی نے بھی انوار سہیلی کے نام سے اس مشہور و معروف ماجرائے کا ترجمہ کیا ہے۔ لیکن بہترین ادبی صلاحیتوں کے استعمال کے باوجود یہ ترجمہ نصراللہ کے پائے تک نہیں پہونچ سکتا۔[5]

---

[1] شمالی ہند کی اردو نثری داستانیں از ڈاکٹر گیان چند جین ص ۵۷۶

[2] رودکی ساسانی دور کا مشہور شاعر جس نے ۳۲۹ھ میں وفات پائی

[3] چالیس ہزار درہم انعام رودکی کو اس منظوم ترجمہ پر ملا۔

[4]، [5]، تاریخ ادبیات ایران از ڈاکٹر رضا زادہ شفق مترجمہ سید مبارز الدین رفعت

ص ۳۰۹، ۴۴۶

شیخ فریدالدین عطار کی مثنوی "منطق الطیر" بھی اسی ماجرائیہ (Fable) طرز پر لکھی گئی ہے، اور فارسی ادب میں نمایاں جگہ رکھتی ہے۔ اسی مثنوی میں بتلایا گیا ہے کہ سارے پرندے یک جا ہوکر اپنے "شہریار" کی تلاش میں نکلتے ہیں لیکن راہِ وصال کی دشواری دیکھ کر بجز "تیس[۳۰] سی مرغ کے سب نے ہمت چھوڑ دی۔ بہ ہر حال یہ تیس[۳۰] سی مرغ طلب، عشق، معرفت، استغنا، توحید، حیرت اور فنا کی خطرناک سات وادیاں طے کرکے اپنے شہریار کی بارگاہ تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئے۔ لیکن وہاں پہنچنے پر انھیں معلوم ہوا جیسے وہ آئینے کے روبرو کھڑے ہوں۔ کیوں کہ جب انھوں نے اپنے شہریار کو دیکھنا چاہا تو انھیں کچھ بھی نظر نہ آیا سوائے انھی کے۔ تب انھیں معلوم ہوا کہ اصل "شہریار سی مرغ" تو خود انھی میں موجود ہے جیسے وہ بے خبری اور جہالت میں خارج میں تلاش کرتے رہے۔

منطق الطیر کے بعد ہی فارسی میں پھر کلیلہ دمنہ طرز کی کتاب "مرزبان نامہ"[۱] کے نام سے دستیاب ہوتی ہے۔ جسے سلجوقی دور میں قلم بند کیا گیا۔

سعدی[۲] نے گلستاں اور جامی[۳] نے صبحۃ الابرار میں پند و نصیحت اور اخلاقی و روحانی موضوعات کو ازراہ تمثیلی حکایات کے پیش کیا ہے۔ لیکن ان کی یہ کوشش تمثیل کی مبہم شکلیں ہیں۔ ان کے بعد بھی کئی شعرا نے اپنی مثنویوں میں کہیں کہیں اسی طرز بیان کو استعمال کیا ہے لیکن اس وقت تک کوئی مکمل تمثیلی کارنامہ قلم بند نہیں کیا گیا تھا یہاں تک کہ

ف۱۔ ساتویں صدی ہجری کی ابتدا میں سعدالدین نے طبرستانی سے فارسی میں منتقل کیا۔

ف۲۔ شرف الدین مصلح بن عبداللہ سعدی، ایرانی ادب کا درخشاں ستارا ہیں۔ سنہ ۶۰۶ھ کے قریب پیدا ہوئے اور ۷۹۱-۷۹۴ھ کے درمیان وفات پائی۔

ف۳۔ نورالدین عبدالرحمان جامی، متوفی ۸۹۸ھ

بہ عہد شاہ رخ مرزا (آٹھویں صدی ہجری) فتاحی نیشاپوری نے مثنوی دستور العشاق اور قصۂ حسن و دل لکھ کر فارسی ادب میں ایک معرکتہ الآرا چیز پیش کی۔ یہ فارسی ادب کی پہلی داستان ہے جس میں فتاحی نے نہایت مشاقانہ انداز میں ان فنی لوازمات کو پورا کیا ہے جو ایک تمثیلی شہ پارے کے لئے ضروری سمجھے جاتے ہیں۔ حیرت ہوتی ہے کہ فتاحی نے اتنی چابک دستی اور ایسے سنجے ہوئے رنگ میں اتنی عمدہ تمثیل کس طرح تخلیق کی ہوگی۔ جب کہ اس سے پہلے اس قدر مکمل تمثیل فارسی ادب میں نہیں لکھی گئی تھی۔

جہاں تک سنسکرت ادب کا تعلق ہے۔ پنچ تنتر کے علاوہ ماجرائیہ (FABLE) اور مثالیہ (PARABLE) طرز کی کئی چیزیں مل جاتی ہیں۔ اس قسم کی اکثر داستانیں "بھگوت گیتا" اور "مہا بھارت" میں موجود ہیں۔ لیکن نویں صدی سے قبل مکمل تمثیل یہاں بھی نظر نہیں آتی۔ جین اور بدھ کے بدھسٹ ادب میں ماجرائیہ کہانیاں بڑی تعداد میں مل جاتی ہیں۔ جین ادب کو ہندوستان کے سارے ادب پر اس طرح فوقیت ہے کہ موجودہ معلومات کی روشنی میں پہلی مکمل تمثیل اسی ادب میں ملتی ہے۔ سدھارشی[1] نے اپنا یہ کارنامہ (UPAMITIBHAVAPRAPANCA KATHA) کے نام سے ۹۰۶ء میں مکمل کیا۔[2]

اس قصے میں بنیادی کہانی سے لگتے ہوئے کئی اور قصے ہیں۔ جس میں بدھی تاجت قدمی، نیک دل، راست نگاہی (یا پرکھ) علم، صبر، شرافت، ایمان داری، آزادی، قناعت اور عصمت جیسی غیر مجرد صفات کو انسانی روپ میں پیش کیا گیا ہے۔ سدھارشی

---

[1] HISTORY OF INDIAN LITERATURE کے ذریعے بس اتنا معلوم ہوتا ہے کہ سدھارشی بدھا کا پیرو تھا جو سماجی تھا۔ غلط صحبت نے گھر سے بے گھر ہونے کے بعد آخر جین جماعت میں شامل ہو کر جوگی بن گیا۔

[2] HISTORY OF INDIAN LITERATURE BY WINTERNITZ P. 526

نے یہ قصہ سنسکرت سے واقف ایک خاص طبقے کے لئے لکھا تھا کہ جو تعلیم یافتہ ہوں اور قصے میں بتلائی مذہبی ہدایات کو بخوبی سمجھ سکیں۔

سدھارشی کے اس کارنامے کے بعد کرشن مصرہ کے تمثیلی سنسکرت ڈرامے پربھو چند اودے کا درجہ ہے جو سنہ ۱۰۴۵-۱۰۵۱ء کے لگ بھگ لکھا گیا۔ جناب دیوی سنگھ چوہان[1] نے اسے دستور العشاق کا ماخذ بتلایا ہے۔

اس ڈرامے کا سارا قصہ "علم الٰہی" اور "نظر پہچان" کی راہ وصال کی دشواریوں حریف انتشار کی بے جا دخلی اندازیوں اور بالآخر باہم ملاپ پر مشتمل ہے اس ڈرامے کو اس قدر مقبولیت حاصل ہوئی کہ دنیا کی کئی دوسری زبانوں میں بھی بارہا اس کا ترجمہ ہوتا رہا۔[2] گیارہویں صدی عیسوی کے بعد بھی سنسکرت اور جین ادب میں کئی تمثیلی کہانیاں اور ڈرامے لکھے گئے، لیکن جہاں تک اردو ادب کا تعلق ہے "سب رس" سے پہلے حضرت گیسو دراز کا فارسی رسالہ "شکار نامہ" واحد شاہ پارہ ہے جو تمثیل اور بہت کچھ پہلی کی طرز پر مبنی ہے۔

SANSKPIT DRAMA ITS ORIGIN, DEVELOP MENT THE ORY & PRACTICE BYKEITH. P83

[1] جناب دیوی سنگھ چوہان مرہٹی ساہتیہ پتریکا اپریل ۱۹۶۸ء نمبر ۹۵ صفحہ نمبر ۱۲۲ پر اپنے مضمون "پربھو چندر اودے اور دستور العشاق" کے ذریعے بتاتے ہیں کہ اس تمثیلی ڈرامے کی مقبولیت کا یہ عالم رہا کہ صرف گجراتی زبان میں دس بار اس کا ترجمہ کیا گیا۔ مرہٹی زبان میں پربھو چندر اودے کا روپ (مصنف مادھو یوگانی) اور منو دے تانک (مصنف وراڈکر) سنہ تصنیف ۱۹۰۸ء پربھو چندر اودے سے متاثر ہیں۔

چوہان صاحب نے پربھو چندر اودے کے گجراتی تراجم کی فہرست اس طرح پیش کی ہے۔ (بقیہ سلسلہ اگلے صفحہ پر)

لیکن شکارنامے کے اردو متن کے تعلق سے ابھی تک قطعیت کے ساتھ ثابت نہ ہوسکا کہ یہ خواجہ صاحب ہی کا ہے یا اُن مصنفین کا جنھوں نے شکارنامہ کے اُردو متن کے ساتھ اُردو میں تشریحات قلم بند کئے ہیں۔

سلسلہ صفحہ گذشتہ

۱- جن پربھاچاریہ ۶۹ء

۲- جن پربھی ۶۹ء

۳- جے شیکھر سوامی ۱۴۰۵ء

۴- بھیم ۱۴۸۹ء

۵- ہرسندر ۱۵۲۵ء

۶- سومتی ترنگ ۱۶۶۵ء

۷- دھرم مندر ۱۶۶۵ء

۸- جن درسن ۱۷۳۳ء

۹- پربھانند ۱۷۴۳ء

۱۰- جیورام بھٹ ۱۷۴۳ء

سب رس کا ماخذ

دکھنی کا اسٹائل

قصہ سب رس اگرچہ وجہی کی اپنی تخلیق نہیں۔ پھر بھی تالیف ہونے کے باوجود اپنی گوناں گوں خصوصیات کی وجہ سے یہ تصنیف کا درجہ رکھتی ہے۔ ڈاکٹر عبدالحق نے سب سے پہلے اس بات کا انکشاف کیا کہ سب رس دراصل فتاحی[1] نیشاپوری کی مثنوی دستور العشاق[2] سے ماخوذ ہے جسے بعد میں فتاحی نے قصہ حسن و دل (نثر) اور شبستانِ خیال

---

[1] گرین شلڈز کے مقدمہ دستور العشاق سے فتاحی کے متعلق بس اتنا معلوم ہوتا ہے کہ محمد یحیی بن سیبک فتاحی خاساں نیشاپور کے ایک مشہور شاعر ہیں جن کا تعلق شاہ رخ مرزا کے دور سے ہے اور جو ۸۵۲ھ میں فوت ہوئے۔ فتاحی نے اگرچہ اپنی دوسری تصانیف میں اسراری اور خماری تخلص بھی استعمال کیا ہے لیکن فتاحی تخلص زیادہ مشہور رہا۔ ان کی اصل دوسری تصانیف اور ایک تعبیر نامہ خواب کا بھی ذکر ملتا ہے طبعت میں قناعت پسندی تھی اس لئے دربار سے دور ہی دور رہے۔ مختلف تذکروں میں ان کی قادر الکلامی کا اعتراف کیا گیا ہے۔ شاعر ہونے کے علاوہ اپنے دور کے وہ ایک اچھے خوش نویس بھی تھے فتاحی کا سب سے بڑا ادبی کارنامہ مثنوی دستور العشاق ہے (سنہ تصنیف ۱۴۳۶ء) جسے شبستان خیال اور پھر بشری جامہ پہنا کر قصہ حسن و دل کے نام سے بھی پیش کیا گیا۔ اس قصہ کی مقبولیت کا یہ عالم رہا ہے کہ مختلف زبانوں اور مختلف ادوار میں یہ بارہا شائع ہو چکا ہے

[2] اس قصہ کی بنیاد آب حیات کی تلاش پر رکھی گئی ہے۔ جس کا تعلق قدیم افسانوں کے ایسے سلسلے سے ہے جو دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیلا ہوا ہے۔ کبھی یہ تلاش کسی پھول کی ہوتی ہے اور کبھی کسی ظرف (برتن) کی، کبھی کسی لاجواب حسینہ کی یا کسی نایاب پتھر کی گویا یہ ایک طرح سے رازِ عشق، رازِ حیات یا رازِ حسن کی بھی تلاش ہے۔ دستور العشاق یا سب رس کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ ملک مغرب کے بادشاہ کا بیٹا دل اپنے مصاحبین سے آب حیات کا ذکر سن کر اس کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ اور اپنے مصاحب خاص کو نظر کو آب حیات کی تلاش میں روانہ کرتا ہے نظر بہت سی کڑی منزلیں طے کرتا ہوا بہر حال آب حیات تک پہنچ ہی جاتا ہے جو ملک مشرق کے بادشاہ عشق کی لڑکی شہزادی حسن کے قبضہ میں ہے۔ حسن اپنے مقرب خاص خیال اور نظر کے ذریعہ دل کو چشمۂ آب حیات کی مہر روانہ کرتی ہے۔ ابھی دل کو آب حیات کے ساتھ حسن کی بھی دھن لگ جاتی ہے لیکن یہ بات عقل بادشاہ کو پسند نہیں چنانچہ عقل و عشق میں ایک زبردست

کے نام سے الگ الگ بھی لکھا ہے۔ دستور العشاق قصہ حسن و دل اور سب رس کے تقابلی مطالعہ سے قیاس ہوتا ہے کہ وجہی کے پیشِ نظر شائد قصۂ حسن و دل ہی تھی کیونکہ جن اُمور کا ذکر دستور العشاق میں تفصیل سے کیا گیا ہے وہ حسن و دل میں برائے نام ہیں یا ہیں ہی نہیں۔ سب رس میں بھی ایسا ہی ہے۔ مثلاً حسن کی بارگاہ میں پہنچنے پر حسن نظر سے کئی سوالات کرتی ہے اور نظر کی طرف سے اُن کے جوابات بڑے مدلل و برجستہ انداز میں دیتے جاتے ہیں۔ لیکن یہ سوال و جواب صرف دستور العشاق میں ہیں۔ ناموس بادشاہ کے روبرو نظر اور غمزہ کی پر معرفت باتیں قصۂ حسن و دل اور سب رس میں نہیں ہیں۔ لیکن دستور العشاق میں ہیں۔ حسن و دل کی شادی کے موقع پر قامت، زلف اور دیگر امرا کی جانب سے دی گئی دعوتوں کا ذکر صرف دستور العشاق میں ہے۔ دستور العشاق کے آخری حصے میں حضرتِ خضرؑ کی پُر معنی تقریر ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ دل، رزق، توبہ اور زہد کون ہیں نظر ہمت رقیب، قامت، زلف وغیرہ سے کیا مراد ہے۔ گلشن رخسار اور شہر دیدار کیا ہیں۔ اور

بقیہ صفحہ گزشتہ۔ معرکہ چھڑ جاتا ہے جس میں عقل کو شکست ہو جاتی ہے حسن کے رازداروں وفا، ناز اور زلف کی مدد سے دل اور حسن ملتے ہیں لیکن غیر کی دخل اندازی پر پھر بچھڑ جاتے ہیں۔ کافی سرگردانی کے بعد آخر کار ہم دردوں کی کوشش سے عشق و عقل میں دوستی ہو جاتی ہے اور حسن و دل کو دائمی رشتے میں باندھ دیا جاتا ہے۔ اس سارے قصہ کو تمثیل کے رنگ میں بڑی خوبی سے پیش کیا گیا ہے اس میں کچھ مجردات (ABSTRATS) کو متشکل کر دیا گیا ہے جیسے عقل، عشق ناموس خیال، غمزہ حسن اور توبہ وغیرہ دوسری طرف کچھ موجود اب (CONCRETES) مثلاً دل، زلف قامت کو بھی متشکل کر دیا گیا ہے۔ اور اس طرح ہر دو قسم کے کرداروں کو انسانی پیکر میں پیش کیا گیا ہے۔

عقل و عشق کی کیا حقیقت ہے۔ لیکن قصہ حسن و دل اور سب رس میں یہ توجیہ نہیں ہے۔ حضرت خضرؑ کی تشریح اس طرح ہے۔

مجاز (عشق مجازی)	حقیقت (عشق حقیقی)
دل	قلب
چشمۂ آبِ حیواں (دہن)	عین شریعت (سخن)
نظر	فکر صواب
ہمت	فیض راہ میں
دیارِ عشق	عرفانِ خدا
شہرِ دیدار	شہوت حضرت
حسن	حسن اخلاق
رقیب	نفسِ دون
قامت	طریقِ اعتدال
زلف	حبل اللہ
خال	سوا دالوجہہ
وہم	نفسِ وحشت افزا
غمزہ	عین لطف حق
مہر	مہر الٰہی
ناز	نشانِ بے نیازی
تبسم	قل یا عبادی
لعل	مشرب ذوق

باغ وچشمۂ آشنائی	عین الیقین
غیر	ابلیس [1]

وجہی نے گلشن رخسار میں دل اور حضرت خضرؑ کی مختصر سی ملاقات پر ہی اکتفا کیا ہے اور آنکھوں ہی آنکھوں میں تمام اسرار حل کر دیئے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالحق کی رائے ہے کہ اس طرح سب رس کی تمثیل نامکمل، ناقص اور تشنہ رہ گئی ہے لیکن تمثیلی فن پاروں کے لئے تشریحی بیانات کی ویسے بھی کچھ خاص ضرورت نہیں رہتی۔ کیوں کہ تمثیل باشعور اور پڑھے لکھے طبقے کے لئے لکھی جاتی ہے کہ اس میں چھپے ہوئے اسرار اور رمز و کنایات سے بخوبی لطف اندوز ہو سکیں۔ اس لئے سب رس میں حضرت خضرؑ کے وضاحتی بیان کے نہ ہونے کو ہم تمثیل کا نقص نہیں کہہ سکتے۔

جناب دیوی سنگھ چوہان نے اپنے ایک طویل مضمون [2] میں اس بات کا انکشاف کیا ہے کہ سب رس یا دستور العشاق سنسکرت الاصل ہے۔ چوہان صاحب کا خیال ہے کہ کرشن مصرا کا تمثیلی سنسکرت ڈرامہ پربھو چندر اودے "جو ۱۰۴۵ھ - ۱۰۵۰ھ کے قریب لکھا گیا ہے دستور العشاق کا ماخذ ہے کیونکہ دونوں قصوں کے پلاٹ، کردار، طرز نگارش اور مطمع نظر میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ دونوں قصوں کا سرسری مطالعہ ہی اس بات کی تردید کر دیتا ہے کہ دستور العشاق، پربھو چندر اودے سے ماخوذ ہے۔ اس میں شک نہیں کہ دونوں قصوں میں تصوف و عرفان کا رنگ موجود ہے۔ لیکن جہاں تک پلاٹ اور کردار کا تعلق ہے دونوں قصوں میں اس

---

[1] رسالہ اردو۔ اپریل سنہ ۱۹۵۰ء

[2] "پربھو چندر اودے اور دستور العشاق" از دیوی سنگھ چوہان۔ مرہٹی ساہتیہ پرتکا اپریل سنہ ۱۹۶۹ء

حد تک یکسانیت اور موزونیت نہیں پائی جاتی کہ پربھو چندر اودے کو دستور العشاق کا ماخذ قرار دے دیا جائے۔ اگر تمثیلی اور متصوفانہ انداز کی بناء پر ایسا کہا گیا ہے تو چینی ادب میں اس طرح کے کئی قصے مل جاتے ہیں۔ جنہیں اخلاقی یا مذہبی نقطۂ نظر کی وضاحت کے لیے مجاز اور حقیقت کی دوہری سطحوں پر پیش کیا گیا ہے۔

SANSKRIT DRAMA ITS ORIGIN DEVELOPMENT HHERO Y
&PAACTICE BY KITH

سے ذیل میں پربھو چندر اودے کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے

THE SUPREME REALITY WHICH IS TRULY ONE BUT IS
UNITED WITH ILLUSION HAS A SON. SPRIT. WHO GIVEN
HAS TWO CHILDREN DISCRIMIATION (VIVAKA) AND CONFU
SION (MOHA) THE PRSTERITY OF THE LATTER HAS
TARGELY GAITNED IN STRENGTH, AND THE POSITION
OF THE FORMER AND HIS OFFSPPING IS MENACED. TAIS
IS TOLD US AT THE OUT SET OF THE DRAMA BY LOVE IN
CONVERSE WITH DESIRE, THE FORMER IS SURE HE HAS
DONE MUCH TO ATTAIN THE RESULT TWE ONE HAS DONE
MUCH TO ATTATN THE RESULT THE ONE DANGER IS THE
OLD PROPHCY THAT THERE WILL ARISE KNOWLEDGE
(PRABODHA) AND JUDGEMENT OR SCIENCE (VIDYA)
FROM THE UNION OF THE DISCRIMINATION AND THEOLOGY
UNPANISAD BUT THESE TWO ARE LONG SINCE PARTED AND THEIR

REUNION SEEMS UNLIKELY THE
TWO, HOWEVER, FLEE BEFORE THE APPROACH OF THE
KING DISCRIMINATION WHO IS TALKING WITH REASOM
(MATI) ONE OF HIS WIVES, TO HIS JOY HE FINED THAT SHE IS
IN FAVOUR OF HIS REUNION WITH THEOLOGY SHE IS FAIN
TO BRING ABOUT IN ACT II WE FIND CONFUSION IN FEAR OF
OVERTHREW, HE HASTENS BY THE USE OF FALSITY (DAMBHA)
TO SECURE BENARAS AS THE KEY OF THE WORLD, EGOISM.
GREND. FATHER OF FALSITY VISITS THE CITY AND DISCOVERS
TO HIS JOY HIS RELATIVE.. CONFUSION ENTERS IN
TRIUMPHANT POMP HIS NEW CAPITAL. THE MATERIALIST
CARRAKA SUPPORTS HIM. BUT THERE IS BAD.
NEWS, DUTY RISING IN REVOLT. THEOLOGY.
MEDITATES REUNION WITH DISCRIMINATION CON
FUSION BIDS HIS MINIONS CAST PIETY. DAUGHTER
OF FAITH (CRADDHA) IN PRISON AND ORDERS.
HERESY (MITHYADRSTI) TO SEPARATE THEOLOGY
AND FAITH. IN ACT III PIETY APPEARS SUPPORTED
BY HER FRIEND, SHE HAS LOST HER MOTHER FAITH
AND IS IN SAD FLIGHT, EVEN DREAMING OF SUICIDE,
FROM WICH PIETY DISSUADES HER.

IN ACT FIFTH IS IN GREAT DISTRESS TELLS
OF A DANGER, SHE AND DUTY HAVE ESCAPED

FROM A DEMONESS WHO HAS SAVEDTHEM,
SHE BRINGS A MESSAGE TO DISCRI MINATION
TO START THE BATTLE HE MUSTERS HIS LEAD
ER, CONTEMPLATION PATIENCE, CONTENTMENT,
AND HIMSELF GOES TO BANARS, WHICH HE
DESCRIBES. IN ACT V THE BATTLE ISOVER,
CON FUSION AND HIS FFSRRING ARE DEAD BUT
SPRIT IS DISCONSOLATED, MOURING THE LOSS OF
CONFUSION AND ACTIVTY THE DOCTRINE OF VYASA, THE
VEDANTA, APPEARS, DISABUSES HIS MIND OFERROR,
AND HER RESOLVES TO SETTLE DOWN AS A HERMIT WITH
THEONE WIFE WORTHY OF HIM IN ACTIVITY. ACT VI SHOWS.
USTHE ANCESTER OF AH BETNG, HE IS STIIL UNDER THE
INFLUENCE OF CONFUSION WHO, BEFORE DYING. DISPATCHED
TO HIM SPPITS TO CON FUSEHIM, AND HIS COMANION, ILLUSION
FAVOURE THEIR EFFORTS BUTHIS FRIND REASONING SHOWS
HIM HIS ERRORS, ANDHE DRIVESTHEMAWAY. PEACE OF
HEART RUNITES THEOLOCY AND DISCRTMINATION SHE
TELLS OF HER MISHAPS WITH CUIT AND EXEGESIS. NAYANA
AND SAMKYA, AND REVEALSTO BEING THAT HE IS THE

SUPREME LORD. THIS, HOWEVER, IS TOO MUCH FOR HIS
INTELLECT, BUT THE DIFFICULTY IS CLEARD AWAY BY
JUDGMENT, WHICH IS THE IMMEDIATE SUPERNATURAL
CHILD OF THE REUNION OF THE SPOUSES. THE APPEARANCE
OF THE TRUST (BHAKTI) IN VISNU TO APPLAND
THE RESULT TERMINATES THE DRAMA. P 251-253)

پس اب اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ دستور العشاق اور پربھو چندر اودے کے پلاٹ میں کچھ یکسانیت نہیں۔ ہاں ایک دو کرداروں کے نام پربھو چندر اودے میں وہی ہیں جو دستور العشاق میں ہیں لیکن ان کرداروں کے عمل میں کسی قسم کی مناسبت نہیں۔

اکثر دستور العشاق کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ ایک لوک کتھا ہے۔ لیکن دستور العشاق کو موجودہ شکل میں لوک کتھا کسی بھی طرح تسلیم نہیں جا سکتا۔ کیونکہ جہاں تک لوک کتھا کا تعلق ہے یہ ادبی حسن سے معرا خالص عوامی چیز ہوتی ہے۔ جو اکثر ماجرائیہ (FABLE) کی شکل میں مل جاتی ہے۔

دستور العشاق کے ماخذ کے بارے میں اتنا قیاس کیا جا سکتا ہے کہ شاید فتاحی کو ایران یا ہندوستان کی کسی قدیم داستان سے کچھ "مواد مل گیا ہو جس کے واقعات و کردار کو اس نے وسیع کینوس پر تمثیلی رنگ میں پیش کر دیا۔ لیکن چوں کہ اب تک ایسی کسی قصے کا پتا نہیں چل سکا جسے دستور العشاق کا محرک سمجھا جائے اس لئے ہم

اس امر سے بھی گریز نہیں کر سکتے کہ یہ فتاحی کی اپنی تخلیق بھی ہو سکتی ہے اس بحث سے قطع نظر قصۂ حسن و دل ہے ایک پُر لطف چیز۔ لیکن اس دل چسپ قصہ کو بقائے دوام کی منزل تک پہنچانے کا سہرا بڑی حد تک فتاحی کی جادو بیانی کے سر ہے گویا فتاحی ایک کامیاب فن کار ہے کہ اس نے اپنے زورِ قلم سے دنیائے ادب کی توجہ ایک زمانے تک اپنی جانب مبذول رکھی۔

یہی بات ہم وجہی کے بارے میں بھی کہہ سکتے ہیں کہ جب اُس نے سب رس جیسی نئی چیز پیش کرنے کا دعویٰ کیا تو وجہی کی یہ تعلّی اسلوب کے بارے میں تھی جسے اس کے معاصرین نے بلا کسی پس و پیش کے قبول کر لیا۔ کیوں کہ وجہی کے متقدمین اور ہم عصر صرف میدانِ نظم کے سورما تھے وجہی سے پہلے اور وجہی کے ایک عرصہ بعد تک محفل تقریر سخن پر نظم ہی پڑی رہی۔ ایک دو نثری چیزیں جو مل جاتی ہیں تو وہ بھی مذہب و فقہ جیسے موضوعات پر مبنی ہونے کی بنا پر ادبی دل کشی سے خالی ہیں۔ اس لئے جب وجہی نے مقفّیٰ مسجع نثر میں حکیمانہ انداز و دل کش اسلوب سے مزین سب رس پیش کیا تو اس کے معاصرین کے لئے یہ ایک چونکا دینے والی بات تھی۔ وجہی کے اس نثری کارنامے سے وہ اتنا متاثر ہوئے کہ قصے کے غیر[1] اپنی ہونے اور خود اُن کے ادبی کارناموں کے تعلق سے وجہی کی تلخ گوئی کے باوجود وجہی کے اس دعوے کو کہ

"آج لگن کوی اس جہان میں ہندوستان میں ہندی
زباں سوں اس لطافت اس چھنداں سوں نظم ہور
نثر ملا کر گلا کریوں نہیں بولیا اس بات کوں اس
نبات کوں یوں کوی آبِ حیات میں نیں گھولیا"

---

[1] وجہی کے معاصرین بھی یقیناً قصہ حسن و دل سے واقف رہے ہوں گے۔

بلا کسی اعتراض کے قبول کر لیا۔ سب رس کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ وجہی کے تتبع میں کئی شعرا نے قصۂ حسن و دل کو اپنی جودت طبع کا مرکز بنایا۔ یہ اور بات ہے کہ وجہی تک کوئی پہنچ نہ سکا۔ یہی نہیں بلکہ وجہی کے درسِ دانش سے متاثر ہو کر ابن نشاطی نے مثنوی پھول بن سب رس کے چھ[1] اشعار اپنے بیان میں وزن پیدا کرنے کے لئے نقل کر دیئے ہیں۔

وجہی کے لیے اتنا منظم ادب پارہ قلم بند کرنا کچھ مشکل بھی نہ تھا۔ کیوں کہ وہ خود بھی ایک کہنہ مشق شاعر تھا تخیل کی بلند پروازی اور خیالات کی ندرت اس کا قدرتی وصف تھا۔ زبان پر اس کی گرفت مضبوط تھی۔ یہی وجہ ہے کہ دل کش مسجع و مقفیٰ عبارت وہ بلا تکلف لکھتا چلا جاتا ہے۔ حالانکہ بڑے بڑے نثار بھی اس میدان میں ڈگمگا جاتے ہیں۔ لیکن وجہی کا ماہر قلم جب بیان میں زور پیدا کرنے کے لئے جوش میں آتا ہے تو ہم قافیہ الفاظ کی بھرمار کر دیتا ہے اور کہیں اس بات کا ذرا بھی شبہ نہیں ہوتا کہ یہ آورد ہے۔ کہیں کہیں تو ایک ہی قافیے میں متعدد جملے لکھ دیئے گئے ہیں مثلاً

۱۔ خدا قادر، خدا حاضر، خدا ناصر۔

۲۔ یو قدرت اللہ ہے، یو اسرار اللہ ہے، یو ہاتف اللہ ہے، لا الہ الا اللہ

۳۔ یو کتاب سب کتاباں کا سر تاج، سب باتاں کا راج، ہر بات میں سو سو معراج، اس کا سواد سمجھے نا کوی عاشق باج، اس کتاب کی لذت پائے عالم سب محتاج۔

۴۔ نا۔ وس بادشاہ! نوکوں دیکھتے مال ملک سب چھوڑیا، کچھ نہ توڑیا۔ قلندر ہوا، سمندر ہوا، فقیر ہوا، بے تدبیر ہوا، اسیر ہوا۔

۵۔ کرامت کرتے سو عقل تمام، جو کچھ دنیا میں ہوا سب عقل کا کام، عقل تے ہوا

---

[1] ان اشعار کی نشان دہی "سب رس کا متن" کے تحت کر دی گئی ہے۔

سب حلال ہور حرام" عقل تے پکڑیا فرق خاص ہور عام، عقل تے رکھے ہر ایک کا نام
نہیں تو کاں تھا صبح ہور شام، شیشہ ہور جام پستہ بادام، صیاد دام، صاحب غلام۔
۶۔ عشق کی آگ میں جلیا سو وجود، یا رخاطر تلملیا سو وجود، کامل وجود، واصل
وجود، صاحب حال وجود، صاحب اقبال وجود۔

انتہا یہ ہے کہ آیتوں، حدیثوں، کہاوتوں اور مقولوں کے ساتھ بھی وجہی نے
ہم قافیہ جملے لکھ دیئے ہیں۔

۱۔ وو بے حد اس کی صفت کوں کاں ہے حد" احد صمد لم یلد ولم یولد"
۲۔ مبارک ہے جاگے تیرے نصیب، کہ "نصر من اللہ فتح قریب"
۳۔ یاں چرانہ چون، جیوں عربی میں کتا ہے "کن فیکون"
۴۔ ہور گولیارکے فہیم، انو بی یوں کتے ہیں، "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم"
۵۔ یو بی ایک حدیث ہے پہچان، کہ "الانسان مراۃ الانسان"۔
۶۔ پروردگار کی نہایت کوں دیکھنے لگے قصد کرن، تو رسول کہے کہ "الھم زدنی تحیراً"

۱۔ فارسی میں یوں بولتے ہیں کہ، کوڑ پر پردہ ہے ہیں فراموشی، "جواب ابلہاں خاموشی۔
۲۔ اس بات کا کوں پایا کھوج، "کہاں گنگا تیلی کہاں راجا بھوج"۔
۳۔ یو اپنی جاگا پر تے نیں ہلتا، بقول اہل ہند "چکنے گھڑے پر پانی ڈھلتا"۔
۴۔ رام جو جان کر راؤن پر آے "گھر کے بھیدی تے لنکا جائے"۔
۵۔ اصل تے کچھ خطا نیں کم ذات تے وفا نیں۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وجہی ہندی، فارسی اور عربی زبان پر اس قدر
قادر تھا کہ جب بھی اس نے ضرورت محسوس کی ہے، بلا جھجک ان زبانوں کے ضرب المثال

مقولوں، کہاوتوں، اشعار اور دوہوں سے بیان میں حسن اور زور پیدا کر دیا ہے۔ علاوہ اس کے زندگی کے وسیع تجربہ کی روشنی میں وجہی نے ایسے نکات بیان کے ہیں اور ایسی چست زبان استعمال کی ہے کہ جگہ جگہ سب رس کے جملے ضرب الامثال معلوم ہونے لگتے ہیں۔

۱۔ مست ہتی، بادشاہ ہور باگ، بو تینو ایک جنس کی آگ۔

۲۔ ہوتا ہے تقدیر کا کرنا دے آدمی تدبیر نہ بسرنا۔

۳۔ حیات باؤ کا ہلنا جلنا، اس حیات پر ایتا کیا اچھلتا

۴۔ کوتیاں کوں سلک دے تو موں چاٹنے آتے

۵۔ جتنا قاعدہ، اتنا فائدہ

سب رس میں نادر تشبیہات کی بھی کمی نہیں جو وجہی کے اعلیٰ ذوق کی ترجمان ہیں ملاحظہ ہو۔

۱۔ عقل میں کاکلوت جوں ریشم میں سوت، جوں دودیں چھاج، جوں پاج میں کاج جوں شیرے میں میرا جوں اجلے زیرے میں کالا زیرا

۲۔ عشق میں بدنامی جوں کھانے میں نمک، جوں دیوے میں جھمک، جوں مجوب میں ٹھمک۔

۳۔ بڑی عقل میں ننھی ملے تو یوں ہے خانجی، جوں شراب میں تاڑی، جوں دودھ میں کانجی۔

وجہی نے سب رس میں نہایت عمدگی سے استعاروں کا استعمال کیا ہے اس کے علاوہ کنایہ اور مجاز مرسل کی بھی سب رس میں کمی نہیں مثلاً

۱۔ اُمید کے چمن میں تے گو دپھر پھر کر پھول چُنیا۔

۲۔ حیف نین کہ یو بات نادان کے کان میں پڑے، پھول کا چمن جا کر خارستاں میں پڑے۔

۳۔ یہ قصے سوں جیولا یا گھنگھٹ میں دغا کھایا۔

۴۔ موں میں تے بول نکلیا پچھیں کیا پھر کر آتا ہے، تیر کمان سوں چھوٹیا تو کیا سنبھالیا جاتا ہے۔

۵۔ آرسی ہات میں ہور موں دیکھنے نہیں آتا، کیسا کمر میں ہور نقد لینے نیں آتا

۶۔ اس چمن کی کلی باس مہکاوے گی، ولے جو کوئی خام ہے، جسے زخام ہے، اسے کیا باس آوے گی۔

۷۔ القصہ کیتک وقت کوں سورج نے سر کاڑیا آسمان کا پردا پھاڑیا۔

۸۔ محنت کا پھاڑ راحت کے پھل بار لیاوے۔

۹۔ خلق کے موں میں آکر پڑی بات، آسمان ٹوٹیا تو کون دیتا ہات

۱۰۔ دیو لگھر میں روشن ہوا پچھیں جوت کون کہاں لے جانا۔

وجہی نے سب رس میں تصوف کے اکثر موضوعات پر بڑی خوبی سے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور ساتھ ہی اخلاقی، نفسیاتی اور عام دنیاوی مسائل پر بڑی دل چسپی کے ساتھ سیر حاصل بحث کی ہے اور یہ فکر انگیز اور سبق آموز باتیں سب رس کا بہترین سرمایہ ہی نہیں اُردو کے ابتدائی انشائیے بھی ہیں جن میں فکر کی گہرائی بھی ہے اور تجربہ کی پختگی بھی۔ انھیں کے ذریعہ وجہی نے نہایت سلاست، روانی اور شگفتگی سے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے ایک طرح سے یہ وجہی کے ہی خیالات نہیں بلکہ اس دور کے عام معاشرتی تہذیبی و اخلاقی رجحانات کا آئینہ بھی ہیں۔ وجہی نے سب رس میں بادشاہ کا رتبہ بادشاہ کے فرائض، عشق، عقل، مالک و نوکر اور ان کے فرائض ہمت و استقلال خوداری وغیرہ وغیرہ پر نہایت پر مغز بحث کی ہے۔ اور اس ساری شگفتہ بیانی کا تعلق کسی نہ کسی طرح قصہ کے کرداروں یا قصہ کے مختلف پہلوؤں سے ہے۔ ان کی اپنی الگ انفرادی حیثیت نہیں۔

اسد اللہ وجہی کے یہ انشائیے وجہی کی دانش مندی، باریک بینی اور فکر کی گہرائی کو ہی ظاہر نہیں کرتے بلکہ ڈاکٹر شیخ آدم کے اس خیال کی تردید بھی کر دیتے ہیں کہ

یوں تو دنیا کی مختلف زبانوں میں انشائیے کسی نہ کسی شکل میں موجود ہیں لیکن انگریز نثر نگاروں نے اسے صحیح معنوں میں ایک علیحدہ صنف نثر کی حیثیت بخشی، بیکن اڈیسن اسٹیل، چارلس لیمب اور ہزلٹ وغیرہ نے کئی لازوال انشائیے لکھے۔ اور یہی انشائیے اردو ادیبوں کے لئے خصوصیت کے ساتھ مشعل راہ بنے۔"[1]

کیونکہ سب رس کے انشائیوں کا ٹھیٹھ ہندوستانی رکھ رکھاؤ، ہندوستانی ماحول، معاشرت اور ہندوستانی اندازِ فکر خود اس بات کی قوی دلیل ہے کہ یہ فرانسی، انگریزی یا کسی اور مغربی ادب کی دین نہیں بلکہ خالص ہندوستانی ادب، سماج اور فکر و خیال کا تقاضہ اور دین ہیں۔

ذیل میں چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں۔

"ماں، باپ

"ماں باپ مجازی خدا، انو کے حکم سے کیوں ہونا جدا
انو دنیا میں لیائے، انو دنیا دکھلائے، انو پرورش کئے، بڈھائے۔
انوسوں بے ادبی کیوں کریا جائے۔ انو خوش تو ہر دو جہاں میں
فتح بازی، انو خوش تو خدا، رسول راضی، انو کوں اپس تے
راضی رکھنا، انو کی دعا لینا، انوسوں ادب سوں چلنا، انو کوں
دعا دینا۔ یو بہوت ادب کی ٹھاوں ہے، تو یہ لگن خوبی ہے

---

[1] مقدمہ انشائیہ مرتبہ ڈاکٹر آدم شیخ

جو لگن سر پر انو کی چھاوں ہے۔ ماں باپ کی مہر دسرے میں
ناآسی، یو مہر کوی دسرے میں ناپاسی۔ بڑا مکہ بڑا مدینا
سو ماں، باپ، صبا اٹھ انو کا موں دیکھے تو چھڑتے سب پاپ۔
اگر خدمت میں جنم اپنا کھوے گا تو بی ماں باپ کا اترائی
کوی کیا ہوے گا۔ ماں، باپ کی رضا میں چلتا سو وادب دار،
بہوت نیک بخت برخوردار۔"

اپنے دل کی بات

"دنیا تماشے کی ہٹار ہے، ولے جو کوئی عاقل ہے وہ
اپنی جاگا بہوت ہشیار ہے۔ در و دیوار تے بچکنے کی جا گلہ ہے۔ اپنے
جیو کے یار تے بچکنے کی جا گا ہے۔ فرد

زشمع خانہ ہم اسرار خوانی یارۂ کم کن
زنامحرم چہ غم داری حذر از یار محرم کن۔

جوں توں ایکس کون اپنے جیو کی بات پتیا کر کتا کہ
یو میرے جیو کا یار ہے، بتوں اس یار کوں بی ایک جیو کا پیار ہے۔
اس کا بی اس یار پر اعتبار ہے۔ یو راز کسے نہ بول سی کر خاطر قرار
ہے، اس بھروسے یو تیرے راز کی بات جا کر اس اپنے جیو کے یار
کنے کتا اسے یار کر پتیا تا ہے۔ جیو نیں رہتا جاں جیو پتیا تا واں ہر
یک بات کنے کوں دلیں کچھ ملاحظہ نہیں آتا۔ یو چہ یار کوں یار یار کوں
یار کتے کتے بھیتر کی چھپی بات باہر جاتی تدبیر کا بند ٹوٹیا، یک آدھے
وقت نیں سو کیں کی بار آتی۔ یار کوں یار کتے نفر چا کر سنیا ایک بات پر

چار باتاں زیاست بنیا۔ ایسیاں باتاں سنتے بھلے آدمی کے نقشان چنتے ہجوم ملتا چوندھرتے بچھیں وہ خلوت میں کی مخفی بات کونچے کونچے بازاریں بازار پھرتی۔ اس بات کی یوہے جڑ، اسے نین خبر۔ یو حیران ہوتا' پریشان ہوتا۔ کتا واسے یو بات تو میں خلوت میں فلانے سوں کہا تھا' و دبی ایک بھلنے سوں کیا تھا۔ یو بات بہار کیوں پڑی، یو بات غیر ٹہالہ کیوں پری۔ توں اپنی بات کوں آپے نیں چھپا سکیا جب تو دسرا تیری بات نہ چھپا کر کے بولے تو کیا عجب۔"

سب رس ایک داستان ہے اس لئے اس میں پلاٹ، کردار، ماحول اور منظر نگاری وغیرہ سب موجود ہیں۔ جہاں تک قصے اور پلاٹ کا تعلق ہے وجہی اس ذمہ داری سے بری ہے یہ تو اسے بنا بنایا مل گیا تھا۔ ویسے قصہ اپنے موضوع کے لحاظ سے دلچسپ ہے جسے تمثیلی انداز نے چار چاند لگا دے ہیں اس داستانی روایات سے بھی کام لیا گیا ہے۔ جیسے نظر اور غمزہ کی ماں کا دونوں بھائیوں کے بازو پر تعل باندھنا' زلف کا نظر کو بال دے کر یہ کہنا کہ مصیبت کے وقت انہیں جلاتے ہی وہ حاضر ہو جائے گی اور سب سے بڑھ کر حسن کی یاقوتی انگشتری جس کی خاصیت یہ ہے کہ جو بھی اسے مُنہ میں رکھ لے سب کو دیکھے اور سب کی نظر سے پوشیدہ بھی رہے اس طرح کی چیزیں سب رس میں موجود ہیں جو ہماری قدیم داستانوں کی اہم خصوصیات میں۔ سے ہیں جن کے بغیر قصہ بے مزا اور پھیکا سمجھا جاتا تھا۔

سب رس کے کردار کم و بیش سب ہی اسم با مسمّٰی ہیں۔ البتہ رقیب و عقل کے کردار اپنی روایتی تصویر پر پورے نہیں اُترتے۔ رقیب جو کچھ بھی کرتا ہے وہ اپنی

بیٹی غیر ہی کی ایما پر کرتا ہے۔ بذاتِ خود اسے ہیرو ہیروئن سے کوئی ذاتی پرخاش نہیں۔ حُسن اور عشق کے کردار زیادہ تابناک ہیں۔ حسن زیورِ حیا سے عاری ہے۔ لیکن ذہانت اور خوب صورتی میں بے مثل ہے۔ دیکھا جائے تو قصہ کا سب سے جاندار کردار یہی ہے۔ جو خوبیوں کے ساتھ ہی ساتھ عورت کی بعض فطری کمزوریاں بھی رکھتی ہے۔ ہیرو یعنی دل اپنی دھن کا پکا اور باوفا ہے لیکن بے عمل۔ کیوں کہ اس کے سارے کام اس کے مصاحب و غم خوار ہی کرتے ہیں۔ نہ تو میدان رزم میں ہی اس نے بے مثل بہادری دکھائی ہے اور نہ ہی بزم میں غیر معمولی دانش مندی کا ثبوت دیا ہے۔ عقل بھی بس نام ہی کا عقل ہے۔ جس کی ساری عقل مندی وہم کے مشوروں پر منحصر ہے۔ جبکہ عشق ایک باجبروت سلطان ہے جس کے دربار میں دانش مند امرا ہیں۔ اور میدان کارزار کے لئے بہادر سپاہی۔ عشق اور حسن کے سبب ساتھی دل اور عقل کے مصاحبین سے زیادہ باعمل ہیں جن میں چستی و چالاکی بھی ہے اور بوئے وفا بھی۔ نظر اگرچہ عقل و دل سے زیادہ باعمل کردار ہے اور ابتدائے قصہ میں وہ ایک مخلص مصاحب کے کردار میں سامنے آتا ہے لیکن موقع ملتے ہی دل سے پہلے آبِ حیات پینے کی کوشش اس کے کردار کو کم زور کر دیتی ہے۔ عقل کی فوج مصاحب سپہ سالار کے طرف اچھے وقت کی ساتھی ہے۔ کیوں کی عشق کی فوج سے شکست کھاتے ہی عقل کی فوج بادشاہ اور شہزادے کو چھوڑ کر خود فرار ہو جاتی ہے۔ فوج کی یہ پست ہمتی اور دغا بازی عقل کی کم زور حکومت کا ثبوت ہے عقل کے سپہ سالاروں میں صرف ہمت ہی ایسا ہے جو باہمت بھی ہے اور مخلص بھی عقل و عشق کا میل اسی کی سعی کا نتیجہ ہے۔

جہاں تک منظر نگاری کا تعلق ہے وجہی نے حقیقت سے زیادہ شاعرانہ مبالغہ آمیزی سے کام لیا ہے۔ اور یہ منظر نگاری بھی بس یوں ہی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ وجہی

نے اس خصوص میں کچھ زیادہ دل چسپی نہیں لی۔ حالانکہ سب رس میں اس کے مواقع کچھ کم نہ تھے۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

کوہ زہد کا منظر

"باٹ میں دیکھیا ایک ڈونگر عظیم الشان، دُسرا آسمان۔ ہر یک کھورے میں اس کے چاند سورج کا مکان، ہر ایک جھاڑ کی بیل اس پر جوں کہکشاں۔ خیال کا ہاتھ اس پر نیں انپڑتا خیال چڑ چڑ گر پڑتا نظر اس کی بلندی پر نہ جاتی کچھواتی پھر پھر آتی جیو نیں رہیا اس ڈونگر کے نزدیک گیا۔"

شہر دیدار

"چوں اڑیاں ڈالیاں سب پھولاں سوں بار پھولاں سدا نادر سب اجنبا سب اوتا ریت

صفت اس باغ کی گر کوئی سُناوے
عجب کیا رشک جو جنت کوں آوے

مقبول وہاں ہر پھول پھلتا، پاتیں پات جیو بھلیا عاشق دیکھ وہاں جیو کھونا ہر پھول میں لاک طلسم لاک ٹونا رنگ اس کا کرے انکھیاں سوں ہم آغوشی باس اس کی تمام دار دے بے ہوشی۔ طوبیٰ سوں عوا کرتی ہر جھاڑ کی ڈالی، اس نادر پھولاں سوں بھریا ہے چمن کیں نیں خالی۔ عاشق ہوا سو سمجھیا یو مانا جنے یو پھول دیکھا سو ہوا دیوانا"

حسن اور دل کے بیاہ کے موقع پر سجاوٹ و آرائش کی تفصیل وجہی نے اس طرح پیش کی ہے۔

ڈیرے ٹھاریں ٹھار دئے۔ گھر سنوارے جا گا
جا گا نقش نگارے، صدر بچھائے۔ پاچے، رنبھا، اربسی
میکا پاتراں آکر ناچے۔ ٹھاریں ٹھار آرائش کیے۔

وجہی نے پوری کتاب میں صرف حُسن کا سراپا تفصیل سے پیش کیا ہے اسکے باوجود اس سے حسن کی کوئی، واضح تصویر ہمارے سامنے نہیں آتی۔ کیونکہ اس سراپا نگاری میں صرف شاعری ہی شاعری ہے۔ مبالغہ ہی مبالغہ ہے۔

"حسن نارا وتار، خوش دیدار، خوش گفتار، دیدیاں
کا سنگار، دل کا ادہار۔ پھول ڈالی تے خوب لٹکتی چلنے میں
ہنس کون، مٹکتی روایں تے میٹھی بولے بات آواز تے تمری
کون کرے شرمات۔ کنول کے پھول کی پنکریاں جیسے ہات
چمن میں پھول شرم حظور، لاج تے آسمان پر چڑے چاند
سور۔ مست ہتی تے مغرور ماتی بھاتی کسے خاطر میں نیں
لیاتی۔ بال جانو گالے ناگ، گال جانو عشق کی آگ بیت
یو موہن دھن عجائب موہنی ہے
سورج اس کے درس کا درسنی ہے
اس کیاں انکھیاں جانو لالے، جانو شراب کے پیالے۔ دانتاں
دیکھ موتی کے دانے گھر پھرتے ہو کر دیوانے"

سب رس سے شاہی محفلوں کا بھی کچھ حال معلوم ہو جاتا ہے۔ بزم شاہی میں شراب کا دور ضروری سمجھا جاتا تھا۔ شاعر لطیفہ گو، حاضر جواب، قصہ گو وغیرہ محفل کے لطف کو دوبالا کرتے تھے۔ دربار میں وزرا اور امراء کا خاص اثر ہوا کرتا تھا بادشاہ جس کی عزت

بڑھاتے اسے پان سے نوازا کرتے۔ حکمراں کے لئے ضروری سمجھا جاتا تھا کہ وہ اپنی رعایا سے شفقت آمیز برتاؤ رکھیں سلاطین عموماً عادل سخی اور عیش و عشرت کے دلدادہ ہوا کرتے تھے۔ بادشاہوں کی خصوصیات بتاتے ہوئے اکثر وجہی نے مبالغہ سے کام لیا ہے لیکن کہیں کہیں ان کی تلون مزاجی کی طرف بھی صاف صاف اشارہ کر دیا گیا ہے جیسے

"مت ہتی بادشاہ ہور یاگ، یو تینو بھی ایک
جنس کی آگ اس آگ پڑے سوں تھوڑے کوئی
سلامت بھار آئے"

"جوں شراب کا اتر یتوں بادشاہاں کا پیار
ایسے پیار کوں کیا اعتبار۔ تل میں اُتر ے تل میں
چڑے ایسی جاگا ہو شیار اچھو کئے ہیں بڑے"

یہ صاف گوئی، وجہی کی جرأت مندی و بے باکی کی دلیل ہے۔ سب رس سے عوام کے رہن سہن اور ملبوسات کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں ملتی۔ صرف عورتوں کے چند زیورات مثلاً آرسی، ہار، نتھ، چوڑی اور گھنگرو وغیرہ کا علم ہوتا ہے۔ بہرحال اتنی ساری خوبیوں اور چند کمزوریوں کے ساتھ سب رس کو وجہی کے دعوے کی تائید میں گنج العرش بحر المعانی ماننے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

سب رس کے مماثلات

قصۂ حسن و دل کی مقبولیت کا یہ عالم رہا ہے کہ نہ صرف مشرق بلکہ مغربی ممالک[1] کے مصنفین نے بھی اس معرکتہ الآرا قصہ کا ترجمہ اپنی اپنی زبان میں پیش کیا ہے۔ مولوی عبدالحق نے اس ضمن میں گرین شلیڈ کے "مقدمہ دستور عشاق"[2] کے ذریعہ کافی روشنی ڈالی ہے۔ جبکہ خود گرین شلیڈ کو دستور العشاق کے مماثلات کے متعلق ساری باتیں جرمن ڈاکٹر روڈالف دوراگ کے مرتبہ دستور العشاق[3] کے مقدمہ سے حاصل ہوئی تھیں۔

اس سلسلے میں سب سے پہلے یوروپین مصنف آرتھر برون کا نام آتا ہے جس نے ۱۸۰۱ء میں اس قصہ کا ترجمہ ڈبلن سے شائع کیا۔ دوسرا ترجمہ ولیم پرائس نے کیا اس کے بعد ڈاکٹر دوراک کا جرمن ترجمہ ۱۸۸۹ء میں اور گرین شلیڈ کا انگریزی ترجمہ ۱۹۲۶ء میں شائع ہوا۔

ترکی شاعروں نے بھی اس قصہ میں کافی دلچسپی لی۔ چنانچہ اس سلسلے میں چار ترکی شاعروں لامعی، آہی، والی اور صدقی کا ذکر ڈاکٹر دوراک نے اپنے مقدمہ میں کیا ہے۔

---

[1] بعض محققین دستور العشاق کا ماخذ پربھو چندر اودے ثابت کرتے ہوئے قصہ حسن و دل کے مماثلات کا سلسلہ پربھو چندر اودے سے جوڑ دیتے ہیں۔ لیکن جبکہ ثابت ہوگیا ہے کہ دستور العشاق پربھو چندر اودے سے ماخوذ نہیں قصۂ حسن و دل پر مبنی تمام کتابوں کا محرک صرف دستور العشاق ہی کو مانا جائے گا۔

[2] سنہ اشاعت ۱۹۲۶ء

[3] ڈاکٹر روڈالف نے دستور العشاق کے مختلف نسخوں کا مقابلہ کرکے ۱۸۸۹ء میں عالیمانہ تنقید کے ساتھ اسے شائع کیا۔

لامعی چلپی. بواسہ (ترکی) کا باشندہ تھا۔ اپنے زمانہ کا مشہور شاعر گذرا ہے حسن و دل کے علاوہ اس کی وامق و عذرا اور دیگر کئی نظمیں کافی مشہور ہوئیں ۹۳۹ھ (۱۵۳۱ء) میں انتقال کیا۔

آہی ایک سوداگر کا لڑکا تھا۔ جس نے ترک سلطان سلیم کے عہد میں اوائل زندگی قسطنطنیہ میں معمولی ملازمت پر بسر کی۔ اور آخری ایام زندگی تک مدرس کے فرائض انجام دیتا رہا۔ اس کی دو منظوم تصانیف ہیں شیریں و پرویز اور دوسری حسن و دل جو ۱۲۷۷ھ (۱۸۶۰ء) میں استنبول سے شائع ہوئی۔ آہی کا انتقال ۹۲۳ھ (۱۵۱۷ء) میں ہوا۔

صدقی اور والی کے حالات زندگی کا پتہ نہ چل سکا۔ ان دونوں نے بھی فتاحی کے قصہ حسن و دل سے خوشہ چینی کی ہے اور اسے نظم کا جامہ پہنایا ہے۔

ہندوستان میں ایسے شعرا اور نثر نگاروں کی ایک طویل فہرست ملتی ہے جنھوں نے اس قصے کو اپنے اپنے رنگ میں پیش کیا ہے چنانچہ ۹۹۳ھ (۱۵۸۵ء) میں مولانا صلاح الدین نے اس قصے کو نظم کیا۔ یہ ملا محتشم کاشی کے شاگردوں میں سے تھے۔ اکبر کے زمانے میں ایران سے ہندوستان آئے اور یہیں بس گئے

داؤد املکی نے ۲۶ شعبان ۱۰۵۴ھ (۱۸ اکتوبر ۱۶۴۴ء) میں قصہ حسن و دل کو نظم کیا۔ اسی کا ایک بہترین نسخہ کتب خانہ جامعہ بمبئی میں موجود ہے۔ کتابت کی غلطی کی بناء پر ایک عرصہ تک ان کا تخلص ایلچی سمجھا جاتا رہا ہے۔ مذکورہ نسخے کی کتابت خود املکی نے کی ہے۔ جس کے متن میں کئی بار انھوں نے اپنا تخلص استعمال کیا ہے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ ان کا تخلص ایلچی نہیں بل کہ املکی ہی ہے۔

ملا جامی بے خود تاریخ گوئی میں یکتا تھے۔ اورنگ زیب نے انھیں نامدار خاں کا خطاب عطا کیا تھا ۱۰۹۹ھ (۱۶۸۳ء) میں انھوں نے حسن و دل کو نظم کا جامہ پہنایا۔

بیدلؔ تخلص رکھنے والے دو شاعر عہد عالم گیر میں گزرے ہیں ایک عبدالقادر بیدلؔ اور دوسرا خواجہ محمد بیدلؔ آخر الذکر نے ۱۰۹۵ھ (۱۶۸۴ء) میں قصہ حسن و دل کو نثر میں پیش کیا۔

مرزا محمد خاں عالی ایک صاحب دیوان شاعر گذرے ہیں۔ ان کی کم و بیش دس گیارہ تصانیف کا پتا چلتا ہے جس میں حسن و دل کو سب سے زیادہ مقبولیت حاصل رہی۔ یہ عہد عالم گیر کے منصب دار تھے۔ عالم گیر نے انھیں ۱۱۰۴ھ (۱۶۹۲ء) میں شاہی مطبخ کا ناظم اعلیٰ مقرر کر کے نعمت خاں کے خطاب سے سرفراز کیا تھا۔ بعد میں جب جواہر خانے کے داروغہ مقرر ہوئے تو مقرب خاں کا خطاب عطا کیا گیا۔ شاہ عالم کے زمانے میں دانشمند خاں کا خطاب پایا۔ انتقال سنہ ۱۱۲۱ھ (۱۷۰۹ء) میں ہوا۔

عرض دکن میں وجہی کے علاوہ کئی اور شاعروں نے قصہ حسن و دل کو اپنے زور قلم کا مرکز بنایا۔ چنانچہ اس ضمن میں خواجہ خیر الدین، سید شاہ حسین ذوقی، بیرا اللہ فخری، محمد ولی اللہ قادری اور حاکم دکھنی کی لکھی چیزیں مل جاتی ہیں۔

خواجہ خیر الدین نے ۱۸۵۲ھ میں اس قصہ کو اپنی مثنوی میں پیش کیا۔ یہ وجہی کے خوشہ چیں معلوم ہوتے ہیں، کہیں کہیں قصے اور کرداروں میں اپنی طرف سے اضافہ بھی کر دیا ہے۔ پند و مواعظ کے شوقین معلوم ہوتے ہیں۔ زبان بہت سلیس اور رواں ہے۔

سید شاہ حسین ذوقی کی "وصال العاشقین" بھی اس ضمن میں کافی مشہور رہی۔ عہد اورنگ زیب کے اس پر گو شاعر کا لقب بحر العرفان تھا۔ وصال العاشقین کے علاوہ ان کی تصانیف میں منقبت غوث اعظمؒ، وفات رسولؐ و معراج، قصہ منصورؒ اور مناجات نامہ کا بھی ذکر ملتا ہے۔ انھوں نے مرثیے اور غزل کے میدان میں بھی طبع آزمائی کی تھی۔ مذکورہ قصہ کہیں کہیں وجہی سے مختلف ہے تقریریں خوب کرتے ہیں۔ الفاظ کے یہ

طوطا مینا ابتدائی حصے میں کثرت سے ہیں۔ باقی ماندہ مثنوی میں یہ جوش کم اور کہیں بالکل نہیں ہے
وصال العاشقین کا سنہ تصانیف ۱۱۰۹ھ (۱۶۹۷ء) ہے۔

ببر اللہ مجرمی نے بھی ۱۱۱۴ھ (۱۷۰۲ء) میں اس مشہور و معروف قصہ کو گلشن حسن و
دل کے نام سے قلم بند کیا۔ یہ بیجاپور کے مشہور شاعر گذرے ہیں۔

حیدر آباد کے ایک اور بزرگ سید محمد ولی اللہ قادری نے بھی اس قصہ کو پیش کیا ہے
ان کی کتاب کا نام بھی سب رس ہی ہے۔ یہ قادریہ سلسلے کے ایک باکمال صوفی تھے۔ پنج گنج
اور معرفت السلوک آپ کی دیگر تصانیف ہیں ۱۱۵۷ھ (۱۷۴۷ء) میں رحلت پائی۔

ایک غیر معروف شاعر حاکم دکھنی نے بھی کم و بیش اسی انداز کی ایک مثنوی لکھی ہے۔
اسٹیٹ سنٹرل لائبریری میں اس کا ایک نسخہ اور کتب خانہ سالار جنگ میں دو نسخے
موجود ہیں سنہ تصانیف معلوم نہ ہو سکا۔

کوکن کے شاعر عطا کی نے بھی اپنی مثنوی "رسالہ دل پسند" میں قصہ حسن و دل سے
مدد لی ہے۔ یہ ایک پرگو شاعر تھے۔ انہیں کئی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ مذکورہ مثنوی
انیسویں صدی عیسوی کی معلوم ہوتی ہے۔ اس میں زیادہ تر ہندی الفاظ استعمال
کئے گئے ہیں۔

سب رس اور مسائلِ تصوف

جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے اسد اللہ وجہی کو صوفی ماننے میں تو تامل ہے۔ لیکن اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ وہ مسائل تصوف سے پوری طرح آگاہ تھا۔ چنانچہ سب رس کے ذریعہ وجہی نے ذات وصفات، وحدۃ الوجود، فنا فی اللہ بقا باللہ ولایت ونبوت، راگ، خطرۂ ذکر شغل، عشق الٰہی عشق مجازی جیسے کئی موضوعات اور ان مسائل کے ایک ایک پہلو کو آیاتِ احادیث عربی و فارسی مقولوں، فارسی، ہندی اشعار کے ذریعہ اس سلاست اور وضاحت سے پیش کیا ہے کہ عام سے عام قاری بھی بڑی حد تک حقیقت کی تہہ تک پہنچ جاتا ہے۔ ذیل میں چند مثالیں پیش ہیں۔

ذات اور صفات

بعض صوفیوں کا نظریہ ہے کہ خدا کی ذات اور صفات ایک ہی ہیں۔ صفت سے مراد یہ ہے کہ ذاتِ خداوندی نے کسی خاص صفت کے ساتھ ظہور فرمایا اور اسی صفت کے اعتبار سے کسی خاص نام سے موسوم ہوئی اسی لئے صوفیہ ذاتِ الٰہی کو صفاتِ الٰہیہ میں تلاش کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ وجہی نے بھی سب رس میں اسی بات کی تلقین کی ہے۔

"ذات، ذات صفات ہے۔ ذات تے جو کچھ نکلیا سو بی ذات ہے جوں آفتاب ہور اس کا نور اگر آفتابیچ نا اچھے تو نور کیوں ہوئے مشہور اگر آفتابیچ میانے تے جاوے، نور آفتاب میں تے نکلیا تھا سو بی آفتابیچ میں سماوے سور کوں نور کہتے ہیں نور ہے تو سور کہتے ہیں نور تے آفتاب ہے نیں تو آفتاب کوں آفتاب کہتا۔ اثر تے شراب ہے نیں تو شراب کون شراب کون کہتا۔ باس تے

پھول نے شرف پایا۔ باس تے پھول کہوایا۔ جوت تے جوہر نے پایا مول۔
معنی تے میٹھا لگتا بول۔ جوں خدا کے رسولؐ نے محبوب رب العالمین نے صاحب
آسمان زمین نے فرمائے کہ تفکروا فی صفات اللہ ولا تفکروا فی ذات اللہ"
یعنی ذات کوں صفات میں ڈھونڈیں گے تو پاویں گے صفات کوں
چھوڑ دیئے تو ذات لک کدھرتے آئیں گے۔"

وحدۃ الوجود

صوفیہ کے ایک نکتہ فکر نے اس مسئلہ کی وضاحت بڑی تفصیل سے کی ہے یہاں مختصراً اس ضمن میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ عالم ظاہری خدا ہی کا مظہر ہے وجود کے لحاظ سے یہ نہ غیر خدا ہے اور نہ اللہ کے علاوہ جیسے ماسوا کہتے ہیں۔ بڑی تعداد میں ہمارے شعراؔ نے کثرت سے اس موضوع پر اشعار قلمبند کئے ہیں۔ چنانچہ شاہ نیاز کہتے ہیں۔

یار کو ہم نے جا بجا دیکھا — کہیں ظاہری کہیں چھپا دیکھا
کہیں ممکن ہوا کہیں واجب — کہیں فانی کہیں بقا دیکھا
کہیں بولا تلی وہ کہہ است — کہیں بندہ کہیں خدا دیکھا

اور وجہی کہتا ہے۔

"یو انسان سریٹ وا ناسرہ کا ٹھاون ہے۔ یہاں جدائی کی جا گائیں
خدا ہور بندے کا ناؤں ہے۔ ایک جھاڑ ایک ڈالی سمج۔ جھاڑ ڈالی
کون جدا کرنکو جانو۔ ڈالی تے جھاڑ سہاتا ہے پہچانو۔ پھول پھل سب
ڈالی کون آتے بار پھول ہور پھل ہور ڈالی جھاڑ کا سنگھار عارفاں
جتنے نشانیاں دیتے۔ نادان چپ اپس کوں جدا کر لیتے دل میں اپنے

دوئی آتی۔ ڈالی تے اپس کون چھاڑ کوں جدا کر جانے۔ ایک جھاڑ اے کتیاں ڈالیاں سن۔ ہر ایک ڈالی میں جنس جنس کے گن۔ اس ڈالی میں بھی رنگ رنگ کے پھلے ہیں پھول پھول کتا میں ڈالی میں تے آیا۔ ڈالی کتی میں جھاڑ میں تے آئی سب جھاڑ ہے نکو بھول"۔

فنا فی اللہ بقا باللہ

صوفیوں نے فنا کے بغیر بقا کو ناممکن قرار دیا ہے فنا کے معنی اصطلاحاً یہ لئے جاتے ہیں کہ خدا اور بندے کے درمیان فرق کرنے کی تمیز نہ رہ جائے۔ روح کی بصیرت جمال الٰہی کے مشاہدے میں اس طرح جذب ہو جائے کہ اسے سوائے اللہ کے کچھ نظر نہ آئے اسے فنا فی اللہ کہتے ہیں۔ اسی مقام پر پہنچا کہ منصورؒ نے انا الحق کہا تھا اسی لئے بعد کا مقام وہ ہے جب کہ سالک حق کو تمام موجودات میں دیکھے۔ اس طرح کہ حق ہر جگہ ایک علٰحدہ صفت اور شان کے ساتھ ظاہر ہوا ہے۔ یہ بقا باللہ کا رتبہ ہے۔ یہاں سالک وحدت کو کثرت میں اور کثرت کو وحدت میں دیکھتا ہے۔ اس سے بلند مقام کوئی نہیں۔ یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ فنا سے مراد ہستی کی فنا نہیں بلکہ غیریت اور دوئی کی فنا ہے جسے انا یعنی "میں" بھی کہتے ہیں۔

مندرجہ ذیل عبارت میں وجہیؔ نے بڑی جامع مثال کے ذریعہ فنا کے اس تصور کو بیان کیا ہے۔

"جنے جان انپڑایا اپنے طلب سوں انپڑایا ہے جان کوں انسان کے جو دل میں خطرا آ کر دوئی پاڑتا ہے وو خطرا اگر دور کرے تو تمام اپس کوں نور کرے۔ ذات کو انپڑے کل کائنات کوں انپڑے۔ بندا بندگی تھے جدا ہوئے اپیچ خدا ہوئے۔ اول دو دو بیچ تھا۔ دو دو بیچ کا دھیں ہوا

دھیں کا چھاچ ہوا تمام۔ ہور چھاچ میں مشقت کرتے کرتے کچھ نکلیا اسے مسکار کھے نام۔ جو مسکا آگ کی آنچ کھایا ہور صوت پایا کھیو کہوایا دود اپس کوں گنوایا بندا اوپنچ اپس کوں گنوائے تو خدا کہواوے اگر خدا میں فنا ہونے منگیا ہے تو توں اتنا جان۔ آپ نہ اچھنا میانے میاں آخر دودھ جمے تو دھیں ہوتا ہے۔ دود بیچ چھاچ مسکا ہو کر کیں کا کیں ہوتا ہے پچھیں اس کھیو میں یک سباس ہے کہ اسے دود چہ بندا میں خدا میں توجہ کتے میں۔ اپس کوں پاک کر خدا سوں انپڑنے میں ہمز ہے۔"

ولایت و نبوت

خدا کا قرب حاصل کرنے والا بندہ ولی کہلاتا ہے اور جس کسی بندے کا انتخاب اللہ تعالیٰ پیغام و ہدایت کے لئے کر لیتا ہے اسے نبی کہتے ہیں۔ نبی ہر حال میں برتر ہے لیکن نبی کی ولدیت نبی کی نبوت سے بھی افضل ہے۔ کیوں کہ ولایت میں توجہ خدا کی جانب مبذول ہوتی ہے جب کہ نبوت میں بندوں کی طرف اس لئے بعض صوفیہ نے جو ولایت کو نبوت سے برتر مانا ہے تو اس سے مراد نبی کی ولایت ہے۔ اب دیکھئے وجہی نے اس بات کی صراحت کسی ڈھنگ سے کی ہے

"محمدؐ نبی علیؓ ولی، نبوت خدا کی پیشوائی ولایت محبوبی ہور استغنائی نبوت کارسازی، ولایت بے نیازی ولایت ہار گلے یار کا نبوت دھندا گھر دار کا۔ ولایت آکر نبوت آنی۔ نبوت آئی تو کیا ولایت جاتی فرق دھندے کا ٹک میانے آتا کسے کچھ سنپڑتا، کوی کچھ پاتا۔ حضرت کہیں "خدا شاہداً انا علیؓ من نور واحد" تن سوں تن جیو سوں جیو، م سو دم۔ نبوت محمدؐ پر ولایت علیؓ پر ختم۔ ابا بکرؓ ہور عثمانؓ جنوں کی

نیکی جانتا سب جہان حضور کے یاراں ہیں بزرگواراں ہیں ایکیں تے
ایک سب بھلے جوں خدا رسول فرمایا تھا تیوں چلے لاف نیں کیے۔
خلاف نیں کیے۔ حق پر چلن ہارے ایسیح اچھتے ہیں خدا کے پیارے ایسیح
اچھتے ہیں۔ حضرت کے یار۔ جنوں سوں حضرت کرتے تھے پچار۔ آخر بعد
از حضرت بیٹھے حضرتؐ کی ٹھار۔ بیت

ہر ایک حال خدا کوں یقین سوں جپنا
ولایت ہور نبوت یو قرب ہے اپنا

"ولایت کی جاگا پر نبوت کی جا صدر ایکیں تے ایک خوب ایکیں تے
ایک خوب تر"

راگ۔

راگ و نغمہ محرکات ہیں وجد کے جو ایک کیفیت ہے اور سالک کے دل
پر وارد ہو کر باطن کی موجودہ ہیئت کو بدل دیتی ہے۔

وجہی نے راگ کے اثرات کو اس طرح پیش کیا ہے۔

"جس کا راگ اسم ہے وہ عشق کا جسم ہے۔ اس جسم میں عشق کا جان
ہے اس جان میں سجان ہے۔ اس ٹھار عاشق کوں شک لیانا کافی
ہے۔ بیدردی بے روشنی، بدگوہری ہے عشق کی صورت وے پکڑنے
گئے تو ہات میں نیں آتی، عاشق کوں بہوت بھاتی دل کے انکھیاں
سوں دیکھے تو دیکھی بی جاتی۔ عاشق کو آگ ہو جاتے۔ عاشق کا دل نرم
یو تو باد سموم، بہوت گرم راگ میں عجب ہے تاثیر، عاشق کے دل کوں
یوں لگتا جوں تیر بہتے پانی کوں کھڑا کرے، اڑتے جناور کوں پاڑے

دانا کوں دیوانہ کرے۔ ہشیار کوں مست کر پچھاڑے۔ راگ ہو نیچ میں عاشق زار زار روتا، بے اختیار روتا۔ ہاکاں مار مار روتا، پکار پکار روتا۔ سینا پھوڑ دل کوں آگ لگاتا۔ ولے سنتے سنتے ہرگز جیو نیں بھگتا۔ دردیشاں کوں حال آتا ہے۔ ہزار ہزار دل میں خیال آتا ہے۔ بیت۔

مرد و جلیست کہ چندیں فنون عشق دروست
مرد و محرم است و عشق محرم اوست

خطرہ

وہ خیال جو سالک کے دل میں فکر و ذکر کے دوران خلل اندازی کے لئے آتا ہے خطرہ کہلاتا ہے یہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک شیطانی اور دوسرا رحمانی۔

وجہی نے اسی خطرے کی بابت لکھا ہے۔

"جس تے سب کچھ پانا، اس کی عبادت میں ہور خطرے کیوں میانے میاں لیانا۔ جو کوئی صاحب دل ہیں، انو کے دل اس گل میں نہ بھاسیں، انو کے دلاں پر ایسے خطرے ہرگز نہ آسیں خدا بغیر دل میں تے سب کاڑے پچھیں خطرے کیوں آتے آڑے۔ اگر اس کے دل پر کچھ باقی اچھے گا تو ہور خطرا آوے گا اس کی مشغولیت میں خلل بھاوے گا۔"

اسی بات کی وضاحت غمگین نے اسی طرح کی ہے۔ ؎

جس کو کہ تعلقات ہوتے ہیں کم
چنداں نہیں آتے اس کے دل میں خطرات

اب چونکہ سلوک کی راہ میں اس خطرے کی دفع ضروری ہے۔ اسی لئے وجہی نے

ایک جگہ لکھا ہے۔

"عارف کون ضرور ہے کہ یو تحقیق کر جانتا نفسانی خطرہ ہور رحمانی خطرہ کون سو پہچانتا نفسانی، شیطانی خطرے کوں سر بھار کاڑنے نہ دینا اس خطرے کوں بہوت قید سوں رکھنا۔ جاگا نازک ہے۔ پروا پھاڑنے نا دینا۔ نعوذ باللہ۔ اگر نفسانی خطرا بھار نکلے نڑی پر پاؤں دے گلا چگلے۔ گنہ گار یو خطرا کرتے ہیں۔ شرمسار یو خطرا کرتے ہیں اگر مرد ہے تو صاحب حال تو اس نفسانی خطرے کوں سنبھال۔ تیرے رہزن سو یو پچ ہیں۔ تیرے دشمن سو یو پچ ہیں۔ دشمن کوں پتیانا خوب نہیں ہے۔ انو میں مل جاتا خوب نہیں ہے۔"

ذکر و شغل۔

ذکر و شغل کے متعلق صوفیہ کرام کی وضاحت ہے کہ ذکر کی دو قسمیں ہیں ایک لسانی اور دوسرا قلبی۔ اول ذکر صرف زبان سے متعلق ہے اور موخر الذکر دل سے اور جہاں تک شغل کا تعلق ہے یہ زبان اور الفاظ کے بجائے تصور اور معانی سے متعلق ہوتا ہے ویسے ذکر بہ معنی یاد کے بھی لئے جاتے ہیں۔ وجہی نے سب رس میں ذکر اور شغل کی بڑی تاکید کی ہے اور اس کی اہمیت پر اس طرح روشنی ڈالی ہے۔

"اس پانچ وقت ظاہری نماز کے خارج جو عبادت ہے سو شغل ہور ذکر یو بہوت دور اندیشی بو بڑی فکر یو مرداں کا کام ہے۔ یو صاحب دردان کا کام ہے۔ جو خدا کے خاصے۔ عین خدا کے محرم ہے یاد ہرگز خالی نہیں۔ انو کا آتا جاتا دم آپے ہوا پنا خدا باتی دل تے سب کئے جدا۔ انو کا ہم راز انو کا محرم اللہ چڑتا دم اللہ اترتا دم الا اللہ۔ جو لا الہ الا اللہ کا سمج دل میں ثبوت پایا۔ خاطر میں بھی خوب آیا خدا نے یہاں

کچھ سمجھایا بجھیں چڑھتا دم اترتا دم ہی اللہ اللہ کہتا آتا ہے۔ بندہ خدا سوں یار ہوتا ہے۔ بندہ خدا کوں بھاتا ہے جیون فراق کی متی جوتی۔ تیوں محبت کی متی چڑھتی۔ بندے ہور خدا میں یاری بڑتی۔ عاشقیت ہور معشوقیت اکر کھڑی رہی ناز ہور نازکیاں باتاں کتے۔ محبت نہ ہوتا عالم کچھ ہوتا۔"

عشق الٰہی۔

عشق الٰہی کے تعلق سے والذین آمنوا اشد حباً للہ کے ذریعہ بھی تاکید کی گئی ہے چنانچہ جب یہی محبت انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو حصول سوائے اللہ کے کچھ نہیں رہ جاتا جس کے لئے کہا گیا ہے کہ یرید ون وجہہ سب رس میں عشق حقیقی کا بیان اس طرح ہوا ہے۔

"عشق خدا کی ذات ہے چھپا رہتا۔ جو کوئی یو باٹ پایا وو آخر یو نچہ کہتا یہاں جسم کوں دیکھنا مشکل ہے جان کوں کیوں دیکھا جاتا۔ تخت کون دیکھنے نہ پاوے، سلطان کون کیوں دیکھا جاتا۔ جسم ہور جان کا ایک معنا دے اتنا ہے جو بات ٹک سمجھی جانا۔ عشق ہور خدا کچھ جدا نہیچ۔ بات جدا پن بھید دیہچ۔ عشق ہوتا ہے جہاں تمام وہانچہ خدا ہے بلکہ ووچہ خدا ہے والسلام واصلاں نے بولے ہیں واللہ اذا تم العشق فھوا للہ۔ رباعی۔

دیتا ہے نفا غیر رہتا ہے جسرے لگ
دو میں تے اسے جان نہ دے تسرے لگ
گو پیو سوں مل پیو چ ہونا منگتا ہے
تو یاد کر اس پیو کوں اپس بسرے لگ

اسی سلسلے میں ایک اور جگہ وہبی نے لکھا ہے۔

"جتنے عاقلاں نے عقل دوڑائے۔ آخر عشق کی بے آرامی میں آکر
آرام پائے عشق میں جاتوں عقل میں کی آتا سمجھنے کا نیچ سو سمجھا کیوں
جاتا جو لگن توں سب تے بے طمع ناہوسی عشق میں آئے بغیر خاطر جمع
ناہوسی اگر مرد ہے تو عشق اپنا کمال کوں انپڑا۔ فراق میں کی ہلاک
ہوتا' اپس کوں وصال کوں انپڑا۔ جو عشق تیرا نہایت کون انپڑے گا
اس دھات پھچیں دل آپے بول اٹھے گا تیرے مراتب کی بات قال
حال ہوتا ہے' فراق وصال ہوتا ہے جو کچھ دل میں تے آپے آتا ہے' اپنی
محبت کی قوت وہاں پایا جاتا ہے خدا کا ہونے منگتا ہے تو کچھ خدا کے
کام کر۔ جو کوی انپڑے ہیں انوکی بات قائم کر ہمیں عاشق فدائی۔ خدا
ہونا ہمارا احتشام، کیا ہے کیا ہوئے گا اس باتاں سوں ہمنا کیا کام
ہمنا خدا کون ایک جاننا ہور اس کی صحبت فرض"

عشقِ مجازی۔

صوفیوں کا خیال ہے کہ دنیا عشق الٰہی کی مظہر ہے۔ لیکن اس کے مظاہر حسنِ نظر کے لحاظ سے جدا جدا ہیں۔ جس طرح آئینہ میں عکس آفتاب، آئینہ کے استعداد کے مطابق ظاہر ہوتا ہے کہ تابین آئینے کو ہی تکرارہ جاتا ہے لیکن اہلِ نظر آئینے میں آفتاب حقیقی کو دیکھ لیتے ہیں اور اس طرح مجاز کے راستے سے حقیقت تک پہنچ جاتے ہیں۔ چنانچہ شاہ نیاز کہتے ہیں۔

اگرچہ میں سیر بتاں دیکھتا ہوں
ولے جلوۂ حق عیاں دیکھتا ہوں

اور سب رس میں اسی بات کی وضاحت یوں کی گئی ہے۔

"عشق مجازی عجب تماشے کی ہے بازی جو عشق مجازی انپڑیا

کمال، تو عین ہوتا ہے حقیقی کا وصال اگر توں عاشق دانا، دیوانا ہے تو مجاز
تے حقیقت پر آنا واصلاں کی ہے یومت، کہ حدیث ہے کہ اَلْمَجَاز
قنطرۃ الحقیقت یعنی حقیقت کی سیڑھی ہے مجاز مجاز کی سیڑھی پہ
جاویں گے تو حقیقت کا پاویں گے راز۔ ظاہر تے باطن کون جانا۔ ظاہر
نے باطن کوں پانا۔ کیا واسطہ کہ جان بات کا مایا ہے۔ وہاں یوں آیا
ہے کہ من کان فی ھذہٖ اعمٰی فی الاخرۃ اعمٰی یعنی جو کو یہاں
اندھلا ہے سو وھاں اندھلا ہے۔ یو بات خرافات نیں یو بات اِدھر
اُدھر کی بات نیں۔ جہاں لگن گوالیر کے ہیں گنی، انوتے یو بات گئی ہے
سُنی دودھرہ۔

جن کوں درسن اِت ہے تن کو درسن اُت
جن کوں اِت درس نیں تن کوں اِت نہ اُت "

حسب بالا اقتباسات سے ظاہر ہے کہ وجہی نے تصوّت اسلام کے مقررہ فکر و
مسائل میں نہ اپنی جانب سے کچھ اضافہ کیا ہے نہ انحراف بلکہ ان عام مسائل ہی کو موقع
محل کی مناسبت سے نہایت خوبصورتی اور وضاحت سے پیش کر دیا ہے۔

اِسی دور میں جبکہ بیجاپور کے مصنفین تصوف اور دیگر مسائل دین پر مسلسل اور
مبسوط کتابیں لکھ رہے تھے وجہی نے صرف اپنی ایک تصنیف یعنی سب رس کے ذریعہ
گولکنڈے کے میزان لوح و قلم کے ادب و تصوّف دونوں پلڑوں میں توازن پیدا کر دیا۔

سب رس کی زبان

بہ لحاظِ صرف

اسمِ عام

اسمِ کیفیت۔

سب رس میں اسمائے کیفیت تین طرح سے بنائے گئے ہیں۔

(۱)۔ اسم سے (۲)۔ صفت سے (۳) فعل سے

اسم سے بننے والے اسمائے کیفیت جیسے بھائی سے بھائی پن، نفر سے نفرائی، دوست سے دوست داری۔

۱۔ یو وقت بھائی پنے ہور یاری کا وقت ہے

۲۔ نفر وہیجہ جو کر جانتا ہے نفرائی۔

۳۔ دل داشتی ہور دوست داری کا وقت ہے۔

(۲)۔ صفت سے بننے والے اسمائے کیفیت، پن اور ئی کے اضافے سے۔

۱۔ نہن پن میں نظر ہور غمزے کی ماں نے کچھ فکر کی تھی۔

۲۔ کڑہ ئی میں کون رکھے میٹھائی۔

(۳)۔ فعل سے بننے والے اسمائے کیفیت، تا اور ٹ کے اضافے سے۔

۱۔ انو کا چلنت جدا ہے۔

۲۔ اُچاٹ ہرگز نہیں جاتا، تلملات ہرگز نہیں جاتا (جدید اردو میں ہ، ٹ کا اضافہ کیا جاتا ہے، جیسے تلملاہٹ) بعض اسمائے کیفیت ایک لفظ کی تکرار یا دو لفظوں کو ملا کر بنائے گئے ہیں۔

۱۔ جانو قدیم آشنا جانو قدیم جان پہچان

اسم ظرف

اسم ظرف زماں :۔ سب رس میں اسم ظرف زماں کے لیے اکثر ہندی الفاظ سے مدد لی گئی ہے

۱۔ یوسیم ہور زرصد قاہے ایک تل کی خوشی پر۔

۲۔ گنگا بھی دھوپ کالے میں نہنی، برشکالے میں بڑی۔ جنگل کا چھاڑا سے کدہیں پھول پھل کدہیں۔ پت چھڑی۔

اسم ظرف مکاں :۔ فارسی اور ہندی کی چند علامتیں لگاکر۔

۱۔ فارسی علامات کے ذریعہ سے۔

(۱) ۔ ستان کے بڑھانے سے

۱۔ پھول کا چمن جاکر خارستان میں پڑے۔

۲۔ یو پانی اگر مہر کی موج اچاوے تل میں عالم کو گلستاں کر دکھلاوے۔

۳۔ اس معفی و لکشا قامت کے بستان میں ایسے نادر مکان میں دو نو آئے۔

(۲)۔ زار کے بڑھانے سے

۱۔ اس لطافت کے لالہ زار کوں

۲۔ اس شہر دیدار میں دیکھیا رخسار عجائب گلزار۔

۳۔ غمزا نرگس زار میں اس عشوہ یاں کے گلزار میں مست پھرتا تھا۔

(۳)۔ گاہ کے بڑھانے سے

۱۔ ع شکارگاہ ہے اس کا حقیقت ہور مجاز۔

۲۔ یو دو درگاہ نہیں کہ یہاں کسی کا سر قبول پڑتا۔

(۴)۔ خانہ کے بڑھانے سے۔

۱۔ صاحب کا رہوں مقصود کا رخانا کسے یاد آتا۔

۲۔ اسے کاہے کوں بیل خانے کی چھنت۔

۲۔ ہندی علامات کے ذریعہ سے

(۱)۔ واری، واڑی، اور باڑی کے بڑھانے سے۔

۱۔ اس شہر کے آس پاس تمام پہلواری تمام پھولاں کی باس۔

۲۔ پھول کوں پھول واڑی کرے۔

۳۔ اس ڈونگر تلے ایک پھول باڑی تھی۔

لوازم اسم

جنس:۔ قدیم اُردو میں تذکیر و تانیث کا کوئی خاص قاعدہ مقرر نہیں رہا ہے۔ اس لئے سب رس میں بہت سے ایسے اسما کو مذکر لکھا گیا ہے جو موجودہ اُردو میں مونث ہیں اور اس طرح بہت سے مذکر اسما کو مونث لکھا گیا ہے۔ عربی اور فارسی کے بہت سے مونث الفاظ سب رس میں مذکر لکھے گئے ہیں۔

۱۔ انو کا راہ روش انو کا چلنت جدا ہے۔

۲۔ انو کوں بھی ہور کاہے کا نیں ہوس۔

۳۔ خدا کے درگاہ امیدوار ہو کر رضا دیا۔

۴۔ شراب نے کیا کیا۔

۵۔ بادشاہاں کا عمر دراز

۶۔ پانچہ وقت کا نماز کرنے کا جوں شرط ہے

۷۔ تیرے دل میں غذا کا نیت نیں۔

وہ اسماجن کے آخر میں ت ہو موجودہ اردو میں عموماً مونث لکھے گئے ہیں، لیکن قدیم اردو میں یہ مذکر استعمال ہوئے ہیں۔ چناں چہ سب رس میں بھی یہ مذکر ہی لکھے گئے ہیں۔

۱۔ ہمنا خدا کوں ایک جاننا ہور اسکا محبت ہے فرض۔

۲۔ دنیا کا لذت تو یو شراب۔

۳۔ عزت مسلمان کا مایا۔

۴۔ عاشقاں کے دلاں کا ضیافت۔

۵۔ ع گیا عداوت اور ہٹ دور ہوا۔

۶۔ اس شہر کے عمارتاں جیساں کسی شہر میں کوئی آج لگن نہیں بندھایا۔

دوسری طرف بہت سے مذکر اسما کو سب رس میں مونث لکھا گیا ہے۔

۱۔ مقصود حاصل ہوئی

۲۔ ہماری سلامتی کی فاتحہ پڑ لیگا۔

۳۔ تجے کاہے کو دُسرے کی ذکر۔

۴۔ اگر کوئی بڑے کی ادب رکھیا تو ننھا نہیں ہوتا۔

سب رس میں کئی اسما ایسے بھی ہیں جنھیں مذکر اور مونث دونوں طرح سے لکھا گیا ہے

۱۔ اپنے ناؤں کا علم اُچایا

نیم ہور دھرم کی نانوں بادشاہی ہے۔

۲۔ گیا عداوت ہور ہٹ دور ہوا

دشمن اگر چمٹی ہے تو بی عداوت سر چڑھے گی۔

۳۔ جاں عزت نا اچھے گلا واں کیا سوا دیوے گا بیسنا

عزتِ مسلماناں کا مایا

تعداد

اسم کی تعداد میں تبدیلی دو صورتوں میں ہوتی ہے۔ ایک وہ صورت جب کہ اسم کے بعد حروف ربط نہ آئیں دوسری صورت یہ کہ اسم کے بعد حروف ربط استعمال ہوں۔ ذیل میں پہلے ان تبدیلیوں کی تفصیل بتائی جاتی ہے جب کہ اسما بغیر کسی حرف ربط کے آتے ہیں۔

سب رس میں ایسے واحد مذکر الفاظ جو "الف" یا "ہ" پر ختم ہوتے ہیں اُردو کے عام قاعدے کے مطابق جمع میں "الف" اور "ہ" یائے مجہول سے بدل دیئے گئے ہیں۔

۱۔ اتنے دلے رب فتنے۔

۲۔ چھپاتے چھپاتے ہزار پردے پھاڑیا۔

۳۔ دائم تماشے دیکھتی پھرتی تھی۔

ایسے واحد مذکر الفاظ جن کے آخر میں "الف" یا "ہ" نہ ہو سب رس میں ان کی جمع "اں" سے بنائی گئی ہے

۱۔ جیو تیوں دلاوراں کوں جاکر ضرور ہے

۲۔ گلے میں چاروں طرف گوہراں۔

۳۔ ع باتاں بولتے اینچ سن میں

۴۔ دو نازاں بلا ہے۔

مولوی عبدالحق کی مرتبہ سب رس میں ایک جگہ بات کی جمع باتوں بھی نظر آتی ہے۔ جب کہ دیگر نسخوں میں بات کی جمع باتاں ہی ملتی ہے

قدیم اُردو میں فاعل اگر جمع مونث ہو تو فعل کی جمع بھی "اں" ہی سے بنائی جاتی ہے سب رس میں بھی یہی قاعدہ ملتا ہے۔

۱- یہی استریاں ہیں جنو دنیا میں نانوں کریاں ہیں

۲- حوراں ترستیاں ہیں اس باغ کے پھول کا طرہ لانے۔

۳- بعض عورتاں مرداں خاطر ستیاں ہوئیاں ہیں۔

قدیم اردو میں اگر مفاف جمع مونث ہو تو صرف اضافت کی بھی جمع بنائی جاتی ہے۔ لیکن ایسا ہمیشہ نہیں ہوتا۔ سب رس میں بھی ایسی مثالیں مل جاتی ہیں۔

۱- یو عورتاں نیں خدا کیاں بلایاں ہیں۔

۲- اچھے کون دو کھڑکیاں ہیں کالیاں بہت بڑے مول کیاں۔

لیکن بعض اوقات حرف اضافت کے خلاف بھی عمل ہوتا ہے۔ جیسے۔

۱- نظر کی انکھیاں باندیا

حروف ربط کے آنے سے سب رس کے اسما میں جو رد و بدل نظر آتا ہے۔ ذیل میں انھیں پیش کیا جاتا ہے۔

ایسے الفاظ جن کے آخر میں "الف" یا "ہ" ہو وہ حرف ربط کے آنے سے یائے مجہول سے بدل جاتے ہیں۔

۱- جکوی خلیفے کوں سمجھا سو خدا کوں سمجھا

۲- غمزے کے لشکر کون بھی غمزے کی عادت پڑی۔

۳- سونے کے پانی سوں لکھو رکھنا یو تیری بات

۴- جیتے اس شناس کے پیالے سوں متے ہیں۔

سب رس میں ایسے بھی جمع مذکر الفاظ ملتے ہیں، جن کے بعد حروف ربط آنے سے جمع کی علامت بدستور قائم رہتی ہے۔

۱- اس خطریاں کوں بہوت قید سوں رکھنا۔

۲۔ بادشاہاں کے دل پر اچھتا ہے کہ اپس کے دور کے لوکاں اپس کے خوش حال اچھیں۔
۳۔ ع بڑیاں کی راضی سے جو کام ہوئے گا۔
۴۔ واں دیکھیں بڑیاں کا کیا حال ہے ہور بھلیاں کے ہات میں کیا آتا ہے۔

موجودہ اُردو میں اسم مونث ہو تو حرف ربط کے آنیکے بعد جمع مونث کا "ان" "یاں" "وں" میں بدل جاتا ہے۔ لیکن قدیم اُردو میں حرف ربط کے آنے کے بعد بھی جمع کی علامت "اں" بدستور قائم رہتی ہے۔ سب رس میں بھی یہی قاعدہ ملتا ہے۔

۱۔ عورتاں کوں فولاد کا دل
۲۔ آنکھیاں کوں میچہ لے دِن رات کرتیاں
۳۔ صحن اس کا موتیاں سوں بھریا۔
۴۔ یو کتاب سب کتاباں کا سرتاج، سب باتاں کا راج۔
۵۔ موتیاں کی موجاں کا میں دریا ہوں۔

صفت

صفت ذاتی: سب رس میں صفت ذاتی عموماً دو لفظوں کو ملا کر بنائی گئی ہے دو ہندی دو فارسی، فارسی عربی، فارسی ہندی الفاظ ملا کر صفت ذاتی بنانے کا قاعدہ سب رس میں کثرت سے استعمال کیا گیا ہے۔

۱۔ نیک بخت، برخوردار، شیریں گفتار۔
۲۔ گذریا تھا سو قصا بولیاں حسن چھند بھری، ادتا راستری پاس۔
۳۔ دو نو روشن ضمیر۔
۴۔ وو گلگلوں بچن نے بولی کہ کیا فایدا۔
۵۔ ایسے خوش باس کے پھول اجیوں کسی باغ میں نیں کہلے۔

۶۔ وجہی بہوگنی گن بہریا۔

موجودہ اردو کے سا اور سے کی طرح قدیم اردو میں سرکا، سوں، تے جیئے اور تھے (تھے) وغیرہ کا استعمال نظر آتا ہے۔ ان سے مشابہت، مبالغہ یا مقابلہ ظاہر ہوتا ہے سب رس میں صرف تے، سوں اور جیئے استعمال ہوا ہے۔

۱۔ راویں تے مٹی بوے بات، آواز تے قمری کوں کرے شہ مات۔

۲۔ بال سوں باریک اس کا تیر۔

۳۔ آفتاب جیسا جمال۔

قدیم اُردو میں بھی چند علامتیں ایسی ہیں جو منفی صفات کے طور پر استعمال ہوتی ہے سب رس میں بھی صفات کے آگے نا، نر، بد اور بے بڑھا کر منفی صفات بنائی گئی ہیں۔

۱۔ نا سے

ناہل پاس جو سوال کرتا وہ جیو تا نہیں مرتا ہے۔

۲۔ نر سے

وہ چھاڑ اپیچ نُراس

۳۔ بے سے اور بد سے

بے حیا، بے ایمان بدکار بدگمان بے اعتبار کی اعتباری نہیں۔

صفت اعدادی

عدد معین :۔ سب رس میں عدد معین کا استعمال اسی طرح ہوا ہے جیسے مروجہ اردو میں رائج ہے البتہ ایک مثال مختلف ہے یعنی یکس (ایکس) یہ لفظ سب رس میں مختلف معنوں میں استعمال ہوا ہے جیسے۔

ہر ایک کے معنی میں۔

۱- ہرایکس کوں ہریکس سے قول قرار

کس کے معنی میں

۱- لھوے تے لوکاں ڈرتے ہیں تو آکریکس کی طاعت کرتے ہیں۔

عدد غیر معین کے لئے سب رس میں کیتک، لئی، سب، جتنے، اتنے، کئی بھوت، بھت، بہوت کا استعمال کیا گیا ہے۔

۱- القعہ کیتک وقت کوں سورج نے سر کاڑیا۔

۲- معشوقاں میں لئی نازاں لئی چھندراں ہیں

۳- عشق سب جاتکا حاضر ناصر۔

۴- جیتے اس شناس کے پیالے سوں متے ہیں۔

۵- ایتی مشقت ایتی محنت میں اس خاطر کیا۔

۶- اتنے ولے سب فتنے۔

۷- یادگار ہوا چھے گا دنیا میں کئی لاکھ برس۔

۸- بھوت سمجھیا کوئی تھوڑا۔

۹- عقل کوں خدا بھت دور۔

۱۰- بُرے لوکاں بہوت، بھلے لوکاں تھوڑے۔

بعض اوقات معین عدد بھی سب رس میں غیر معین کے لیئے استعمال ہوئے ہیں۔ موجودہ اُردو میں بھی یہی قاعدہ مروج ہے۔

صفتِ ضمیری

صفتِ ضمیری کی خصوصیت یہ ہے کہ جب وہ کسی اسم کے ساتھ آتا ہے تو صفت بن جاتا ہے اور جب تنہا استعمال ہوتا ہے تو ضمیر کا کام دیتا ہے۔ سب رس

میں بھی "وؤ" اور "یو" انھی خصوصیات کے لیے استعمال ہوئے ہیں۔

۱۔ شراب میں مستی نہیں وو شراب کیوں چڑھے گا۔

۲۔ یو کتاب گنج العرش بحر المعانی ہے

ضمائیر

ضمیر شخصی :۔ سب رس میں ضمیر متکلم کے لئے حسب ذیل الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

حالت	ضمیر متکلم واحد	جمع
فاعلی حالت	میں، آپے	ہمنا، ہمیں
مفعولی حالت	مجنے، مجھے، فیح، مجہ	ہمنا، ہمناکوں
اضافی حالت	جنج، فجہ، میرا (میری)	ہمارا

(۱)۔ ضمیر متکلم فاعلی حالت :۔ واحد۔ میں، آپے

۱۔ میں سواس باغ میں اسے دی وِ ثاق۔

۲۔ جو نماز کوں جائے تو یو جانناکہ آپے خدا کے حضور میں جاتا ہوں۔

ضمیر متکلم فاعلی حالت :۔ جمع۔ ہمنا، ہمیں

۱۔ ہمنا خدا کوں ایک جاننا ہور اس کا محبت ہے فرض۔

۲ ہمیں تمیں مل کر جائیں گے۔

(۲)۔ ضمیر متکلم مفعولی حالت :۔ واحد۔ مجنے، مجہ، مجہہ، مجھے۔

۱۔ دل مجنے دیجے گا تو میں بے اختیار ہوں۔

۲۔ تو نچہ ہے مجھے دل کوں ملانے کا ضمان۔

۳۔ ع نہ مجہ خوشبوئی خوش لگتی نہ مجہ سنگار یاد آیا۔

۴۔ جنجے دیکھو، مجھے سمجھو، مجنجے پاؤ۔

ضمیر متکلم مفعولی حالت :- جمع۔ ہمنا، ہمناکوں

۱۔ اس باتاں سوں ہمنا کیا کام

۲۔ اپنے باطن کی صورت ہمناکوں دکھلاؤ۔

(۳)۔ ضمیر متکلم اضافی حالت :۔ واحد۔ مج ، میرا، میری۔ مجھہ۔

۱۔ کیا مجھ میں ناز ہوا غمزا نہیں۔

۲۔ میرا بات سب کے اوپر در ہوا۔

۳۔ فقیری میری بڑائی ہے۔

۴۔ اس نازے آبحیات کی بات کنے طاقت نیں منجہ منے۔

ضمیر متکلم اضافی حالت : جمع۔ ہمارا، ہماری

۱۔ دانا موم دل ہے دانش کی آگ پر گلے گا ہمارا ہے ہمارا حکم اس پر چلے گا۔

۲۔ جو کوئی باٹ ہماری چلیا وو ہمارا ہے۔

ضمیر مخاطب

حالت	واحد	جمع
فاعلی حالت	تو ، توں	تم ، تمنا، تمہیں
مفعولی حالت	تجہ، تجے، تجھے	تمہیں
اضافی حالت	تیرا، تیری	تمہارے،

(۱)۔ ضمیر مخاطب فاعلی حالت :۔ واحد، تو، توں

۱۔ میں بولیا نشان اتا لہ تو سمجھ پہچاں۔

۲۔ پوچھیا کہ تو کون ہے تیر مقصود کیا ہے، تو کاں تے آیا۔

۳۔ خدا کے درگاہ امید وار ہو کر رضا دیا کہ توں جا

۴۔ توں اس چشمے کو دھونڈتا دنیا میانے۔

ضمیر مخاطب فاعلی حالت :۔ جمع۔ تم۔ تمنا۔ تمہیں۔

۱۔ تم دونوں کی شرم سار ہوں۔[1]

۲۔ ہمنا تمنا میں کیا جدائی ہے۔

۳۔ ہمیں تمہیں مل کر جائیں گے۔

(۲)۔ ضمیر مخاطب معفولی حالت :۔ واحد۔ تُجہ، تُجے، تجھے

۱۔ شاباش تجہ سوں مشورت کری ساری رات

۲۔ تُجے کام آئے گا وہاں کی روش سمجھائے گا

۳۔ خدا تجھے فرصت دیا ہے۔

ضمیر مخاطب مفعولی حالت :۔ جمع۔ تمہیں

۱۔ تمہیں دو پھول، دو تارے۔

(۳)۔ ضمیر مخاطب اضافی حالت :۔ واحد۔ تیرا، تیری

۱۔ یہاں کیا ہے تیرا کام

۲۔ تیری عقل پر میں واری

ضمیر مخاطب اضافی حالت :۔ جمع۔ تمہارے

۱۔ ہمارے تمہارے میانے میاں پروردگار ہے۔

ضمیر غائب

حالت	واحد	جمع
فاعلی	اُنے، دو، ان نے، او، وہ، اونے	انو
مفعولی	اس۔ اسے، اس کوں	انو کوں، اینو کوں

[1] صرف نسخہ م میں تم ہے باقی نسخوں میں تمنا

اضافی . اس کا انو کا ، اینو کا

(۱)۔ ضمیر غائب فاعلی حالت : واحد۔ اُنے، وو، اُن نے، او، وہ، اونے

۱۔ اُنے سب جانیا۔

۲۔ وو ہمیشہ کھیڑا ہے :

۳۔ اُن نے عشق کی مایا پایا چہ نیں۔

۴۔ اولیا سیچہ سوں توں یار تھا

۵۔ اُس کا کام وہ جانے

۶۔ جنے خلیفہ کوں نیں سمجھا اونے[۱۲] کیا سمجھے۔

ضمیر غائب فاعلی حالت :۔ جمع ۔ اُنو

۱۔ غیب کے پردے اُنو کیوں کھولتے۔

(۲)۔ ضمیر غائب مفعولی حالت : واحد۔ اس، اس کوں، اسے

۱۔ اُس بچے کوں دو کھڑکیاں ہیں کالیاں۔

۲۔ اُس مہر کوں اُس سحر کوں کہی جا

۳۔ اگر ہزار بھلا ہے بی اس کوں کون پتیائے۔

۴۔ اُسے فیض انپڑے ہمنا کوں ثواب۔

ضمیر غائب مفعولی حالت :۔ جمع ۔ اُنو کوں، اینو کوں

۱۔ وہاں تے اُنو کوں مار مار کر بہار نکالتے

۲۔ اینوں کوں یک وقت کر کے یارا چہ۔

(۳)۔ ضمیر غائب اضافی حالت :۔ واحد۔ اُس کا

نسخہ م ونے

۱- اس کا ناؤں رزق ۔

ضمیر غائب اضافی حالت : جمع ۔ اُنو ، اینو کا

۱- اُنو کا عشق فاش ہوا۔

۲- اینو کا دل ہات لے، اینو کے موں کی بات لے۔

ضمیر موصول

حالت	واحد	جمع
فاعلی حالت	جن نے، جنے، جو	جنوں، جنو
مفعولی حالت	جسے، جس کوں،	جنوں کوں، جنو کوں
اضافی حالت	جس کا	جنو کا ، جنو کی

(۱)۔ضمیر موصول فاعلی حالت : واحد۔ جن نے، جنے ، جو

۱ جن نے جو کچھ پایا سو ہمت ہور تدبیر سوں پایا ۔

۲۔ جنے سنیا اُسے گھائل ہونا ہے۔

۳۔ اس کتاب کوں وو۔ سمجھے گا جو کوئی صاحب راز ہے ۔

ضمیر موصول فاعلی حالت :۔ جمع ۔ جنوں ، جنو

۱۔ جنوں سمجھتے ہیں، باتاں کے بنداں ۔

۲۔ اس کے فرمائے پر جنو چلے، ہر دو جہاں میں ہوئے بھلے ۔

(۲)۔ ضمیر موصول مفعولی حالت :۔ واحد ۔ جسے ، جس کوں

۱۔ جیسے جیوں منگتا اُسے ووں رکھتا۔

۲۔ ع۔ گھر دہنی دو چہ جس کوں گھر ہے خوب ۔

ضمیر موصول مفعولی حالت : جمع ۔ جنوں کوں، جنو کوں

۱۔ جنوں کوں دیکھنے کا قدرت نیں۔

۲۔ جنوکوں معراج ہوئی کہتے

(۳)۔ ضمیر موصول اضافی حالت :۔ واحد۔ جس کا

۱۔ جس کا نانوں خدا ہے۔

ضمیر موصول اضافی حالت :۔ جمع۔ جنوکے، جنوکی (جنو کا کی مثال سب رس میں نہیں)

۱۔ جنوکے دل ہیں خدا کا کچھ محبت آیا تھا' جنوں کے دل میں دانش نے کیا تہا گھر۔

۲۔ جنوں کی مینکی جانتا سب جہاں

ضمیر استفہام

حالت	واحد	جمع
فاعلی حالت	کون، کن، کنے	کن
مفعولی حالت	کسی، کس کوں، کس تے (بہ معنی کس سے)	
اضافی حالت	کس کا	

(۱)۔ ضمیر استفہام فاعلی حالت :۔ واحد۔ کون، کن، کنے

۱۔ کون سمج سکتا خدا کی گت۔

۲۔ دل کی صفائی کن نے پائی۔

۳۔ کسے کیا کہے کنے کیا کیا۔

ضمیر استفہام فاعلی حالت :۔ جمع۔ کن

۱۔ کن نے ماریا کر بہت دائیاں۔

(۲)۔ ضمیر استفہام مفعولی حالت :۔ واحد۔ کس، کس کوں، کس تے

۱۔ کس عاشق کوں یو طمع' بتا کون۔ شق اس کام پر ہے۔

۲- بیقر منگے وو دین ہارا ہے، نیں دیا بی کس کوں کیا چارہ۔
۳- جو کچھ بادشاہاں کے دل پر آتا وہ کس تے رکھیا نیں جاتا۔

ضمیر استفہام مفعولی حالت جمع کے لئے قدیم اردو میں 'کے کوں' کا استعمال کیا جاتا ہے، لیکن سب رس میں اس کا استعمال کہیں نظر نہیں آتا۔

(۳)۔ ضمیر استفہام اضافی حالت :- واحد، کس کا

۱- عشق کوں کس کا ڈر۔ (ضمیر استفہام اضافی حالت جمع کے لئے قدیم اردو میں "کن کا" استعمال کیا جاتا ہے، سب رس میں یہ نظر نہیں آتا)

کوں کی طرح کیا بھی ضمیر استفہام ہے، لیکن اس کا استعمال ہمیشہ بے جان کے لئے ہوتا ہے۔ سب رس میں اس کا استعمال اسی طرح کیا گیا ہے۔

۱- اس کوٹ کا ٹاؤں کیا ہے۔

ضمیر اشارہ

ضمیر اشارہ قریب :- واحد۔ یو، اے، ان، انے یا انی، اس

۱- یو عقل تھا ایسے کیوں بھایا۔
۲- اگر اے دعوا نا کر جاتا تو کیا جانے عقل پر کیا دکھ آتا۔
۳- اِن آلجیات نے، اُس آلجیات کا رکھیا ہے لاج۔
۴- اِس باغ کی خبر تو کیوں پایا۔

ضمیر اشارہ قریب :- جمع۔ انو، انوں

۱- کج فاحی کی اِنو کوں کیا کمی۔
۲- اِنوں کوں کاں کا آرام۔

ضمیر اشارہ بعید :- واحد۔ وہ، اوہ، او

۱۔ وو ہمیشہ کھڑا

۲۔ اس کا کام وہ جانے

۳۔ او لہا پیچہ سوں تو یا تھا۔

ضمیر اشارہ بعید :۔ جمع ۔ اُنوں

۱۔ اُنوں کوں کاں کا آرام۔

ضمیر تنکیر

شخص کے لئے کوی (کئی بھی استعمال کیا جاتا ہے لیکن سب رس میں اس کا استعمال نہیں کیا گیا) اشیأ کے لیے کچھ

فاعلی حالت ۔ کوی

۱۔ کوی کیوں اسے کہے کہ یوں ہے۔

مفعولی حالت ۔ کسی کوں

۱۔ غ جنے جو دل کوں لیا ہات کسی کوں دیا۔

اضافی حالت :۔ کسی کی، یا کسی کا، کسی کے

۱۔ پسند کسی کی کاں بھاتی۔

۲۔ نہ کسی کا دہاک، نہ کسی کا ڈر۔

۳۔ جو کوی یوں کسی کے دنبال لگ لگ پیٹ بھرے۔

کوئی کی طرح کچھ بھی ضمیر تنکیر ہے۔ سب رس میں کچھ، کچ، کچھ یہہ تینوں شکلیں ملتی ہیں۔

۱۔ مرداں میں کچھ ٹھاوں اچھنا، کچھ ناؤں اچھنا۔

۲۔ غ کد ہیں کچھ ہے، کد ہیں سو کچھ کا کچ۔

جب ضمیر تنکیر کچھ تکرار کے ساتھ آتی ہے تو کمی یا قلت کے معنی دیتی ہے۔ اور

کچھ کا کچھ، کچھ کوں کچھ حالت کی تبدیلی کو ظاہر کرتے ہیں۔ سب رس میں ان کا استعمال اسی طرح ہوا ہے۔

۱۔ اس سُننے کی ترکیب کوں کچھ کچھ داروں کا موب درکار ہے

۲۔ صورت آدمی کی اور سیرت کچھ کا کچ۔

۳۔ بھلا آدمی کچھ کرتا یو کچھ کوں کچھ پاتے۔

۴۔ سب رس میں جو کے ساتھ کوئی کا استعمال بھی ہوا ہے جو عمومیت کے معنی دیتا ہے۔

۱۔ جکوئی خوب کوں کہے ہور کوئی بُرا مانے۔

جو کے ساتھ کچھ بڑھا کر تکمیل کے معنی بھی پیدا کئے گئے ہیں۔

۱۔ جو کچھ پانا تھا سو محمدؐ نے پایا

سب رس میں بعضے اور فلانے بھی ضمیر تنکیر کے معنوں میں استعمال ہوئے ہیں۔

۱۔ فلانے کی خلانے پر نظر ہوئی۔

۲۔ بعضے کہتے ہیں کہ خدا کوں دیکھا جائے۔

فعل

قدیم اُردو میں فعل ناقص عموماً پڑنا، ہونا وغیرہ ہوتے ہیں۔ سب رس میں بھی یہی افعال ناقص مل جاتے ہیں۔

علاوہ اس کے سب رس میں تھے، تھیاں، اتھا ہے، اہے، تھا، ہیں بھی افعال ناقص آئے ہیں۔

۱۔ جانو کد ہیں آئیچہ نہ تھے، جانو آشنائیچہ نہ تھے۔

۲۔ پاکی سوں ہم دست ہوتی تھی، پاکی سوں دل کوں دیکھ دیکھ مست ہوتی تھی

۳۔ جو کچھ باتاں بولنے کیا تھیاں۔

۴۔ ع عاقل اتھا تو جیو بُہلانے یوگت کیا۔

۵۔ انا پر آنا دیکھا دی وقت بے اختیار میر ہوتا ہے۔

۶۔ ع جہاں جلچہ ہے وہاں سب اہے ظہور اُس کا۔

۷۔ نظر رخسار کے گلزار کا نظارا کرتا تہا۔

۸۔ فارسی دنش منداں جنوں سمجھتے ہیں باتاں کے بنداں۔

سب رس میں بعض دفعہ نیل بھی حاقص محذوف بھی کر دیا گیا ہے۔

عشق ہم باطن، ہم ظاہر۔

زمانہ

ماضی :۔ ماضی مطلق۔ سب رس میں ماضی مطلق بنانے کے لئے مصدر کی علامت ناگرا کر عموماً یا بڑھا دیا گیا ہے۔

۱۔ جنے دل کوں جلایا اُنے کچہ پایا۔

۲۔ لشکر اپنا سب دیکھیا۔

اکثر ماضی مطلق الف بڑھا کر بھی بنایا گیا ہے۔

۱۔ قامت جو نظر کوں رقیب کے سنگات دیکھا۔

ماضی مطلق واحد مونث کے لئے مصدر کے مادے کے بعد "ی" کا اضافہ کیا گیا ہے۔

۱۔ حسن کا آواز سُنی سمجھی کہ یو ہیچہ ہے

۲۔ اس خاطر زلیخا نے کیا کری۔

۳۔ اُن نے مجھ سوں یوں کری بات

ماضی قریب :۔ سب رس میں ماضی مطلق کے بعد ہیں، ہے یا ہوں کا اضافہ کر کے

ماضی قریب بنایا گیا ہے۔

۱۔ ایسے دہتتاریاں کوں توچہ لوکاں مارے ہیں۔

۲۔ بسم اللہ کا معنی بسم اللہ کے ایک نقظ میں رکھیا ہے کریم۔

۳۔ جاتا ہوں کر منگیا رضا۔

ماضی بعید :۔ ماضی مطلق کے بعد تھا۔ تھی اور تھے کے اضافہ سے ماضی بعید بنایا گیا ہے

۱۔ عمر از گس زار میں عشویاں کے گلزار میں مست پھرتا تھا

۲۔ اول کے پیغمبراں کوں بی بے آیتہ اُتری تھی۔

۳۔ حضرتؐ کتے یک دیس یکس کے گھر گئے تھے مہمان۔

ماضی استمراری :۔ مروجہ اُردو کی طرح سب رس میں بھی فعل مضارع کے بعد تھے، تھی، تھا کے اضافے سے ماضی استمراری بنایا گیا ہے۔

۱۔ جو جبرئیلؑ خدر کے پاس تے خبر لیا تا تھا تو آدمی کی صورت ہو کر آتا تھا۔

۲۔ جو باتاں خدا کوں بھاتیاں تہیاں سو یا تاں دیلچ میں تے آتیاں تھیاں۔

ماضی احتمالی :۔ سب رس میں ماضی احتمالی بنانے کے لئے ماضی مطلق کے بعد اچھے گا یا اچھے گی کا اضافہ کیا گیا ہے۔

۱۔ تاراں کی زنجیراں سوں جکڑ کر عقل جاں گیا اچھے گا وہاں تے پکڑ کر لیا۔

۲۔ جدہاں تے جو کوئی دنیا میں آیا اچھے گا عجب ہے جو کوئی ایسا دغا کھایا اچھے گا۔

ماضی شرطیہ :۔ سب رس میں ماضی شرطیہ بنانے کے لئے مصدر کی علامت گرا کر تا، تی یا تے کا اضافہ کیا گیا ہے۔

۱۔ اگر محمدؐ نا ہوتا تو دین ہور دنیا نا ہوتا۔

۲۔ اگر توں خیال ہور تبسم کوں کہکر فیجے دار والے بے ہوشی نا بلاتی تو فیج پر ہور تجہ

پر ایسی بلا کی آتی۔

حال

مروجہ اُردو کی طرح قدیم اُردو میں بھی فعل حال بنانے کا قاعدہ یہ رہا ہے کہ مصدر سے علامت نا حذف کر کے تا کا اضافہ کرتے ہیں۔ واحد مذکر مخاطب اور واحد مذکر غائب کی صورت میں تا کے بعد ہے کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ واحد متکلم میں ہوں کا اضافہ کرتے ہیں اور جمع غائب اور جمع متکلم میں ہیں کا اضافہ کرتے ہیں۔ جمع مخاطب میں ہوں کا اضافہ۔ جمع مذکر غائب اور جمع مذکر متکلم میں تا کے الف کو یائے مجہول سے بدل دیتے ہیں۔ مونث کے دوسرے صیغوں کے لئے۔ تا کے الف کو یائے معروف سے بدل دیتے ہیں۔ اور جمع مونث کی صورت میں اُن کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

واحد مذکر مخاطب :۔

۱۔ اگر تو منگتا ہے کہ خلق تجے منگے۔

۲۔ توں جگچہ کتا سو سچ کتا ہے۔

واحد مذکر غائب :۔

۱۔ اس ڈونگر پر ایک کہنا بڈہا اچہتا ہے۔

۲۔ رقیب دیکہتا ہے جو نظر نیں جد ہر د ہو نڈتا ہے بی کد ہر نیں۔

۳۔ تو کا تو یچہ دیکہتا ہے جو زلف حاضر ہو آئی۔

واحد مذکر متکلم :۔

۱۔ دو آبِ حیات جو میں منگتا ہوں اسے کون پہچانے۔

۲۔ ع روتا ہوں میں سو خونِ جگر تجہ فراق تے۔

جمع مذکر غائب :۔

جمع مذکر غائب:

۱- فارسی کے دانش منداں جنو سمجھتے ہیں باتاں کے بنداں۔

سب رس میں حال مطلق کے لیے تیں کا اضافہ ملتا ہے۔

۱- دو دل ایک ہو تیں جھٹ تے۔

واحد مونث متکلم:۔

۱- ع۔ جہاں میں دیکھتی ہوں وہاں مجے اس کاچ موں دستا۔

۲- میں جانتی ہوں کس پانی سوں خمیر ہوئی عاشق کی خاک۔

۳- میں بی آرسی میں اپس کوں دیکھتی ہوں، اپس کوں جانتی ہوں، اپس کی خوبی پہچانتی ہوں۔

جمع مونث مخاطب:۔

۱- اگر تو اور وہ دونوں ملکر آتے[1] ہیں۔

واحد مونث مخاطب:۔

توں چھپی چوری سوں دل کوں اس ٹھار لیانے سکتی ہے، اتنی قدرت رکھتی ہے۔

واحد مونث غائب:۔

۱- جد ہر گئی یہی یکیلی جاتی فجے سنگات نیں لیجاتی (یہاں ہے حذف کر دیا گیا ہے)

۲- وہ بی لئی نازاں، لئی چھنداں، لئی غمزے، لئی عشوے، لئی کچہ دھرتی ہے عاشقاں پر ظلم کرتی ہے۔

---

[1] قدیم اردو میں چوں کہ یائے معروف و یائے مجہول کے اختلاف کی زیادہ پابندی نہیں کی جاتی تھی۔ اس لئے یہاں بی آتی ہیں کے بجائے آتے ہیں لکھا گیا ہے۔ آج بھی بول چال کی زبان میں عورتاں آتے ہیں، عورتاں جلتے ہیں کہا جاتا ہے۔

۳۔ یو فخیتے اپس کوں پھپیاتی ہے۔ یکیلی کہاں جاتی ہے۔

جمع مونث غائب :

۱۔ دنیا میں ایسا بی بیباں ہو یاں ہیں انو آجنوں جیتیاں ہیں۔

کلیات قلی قطب شاہ اور کلیات علی عادل شاہ ثانی المتخلص بہ شاہی کے یہاں برج افعال یعنی کرت، آوت، جات وغیرہ بھی مل جاتے ہیں جیسے

چو ندھر گرجت ہور منھوں برست

عشق کے چمنے چمن موراں کا ہے راج۔ (کلیات قلی قطب شاہ صفحہ ۱۹۱)

پیکھت مدن روپ پیم کو سمدر کرنیں کے

جھاج لاج مُوت بھر لیات ہے۔ (کلیات شاہی صفحہ ۱۷۴)

ابراہیم عادل شاہ ثانی کی نورس میں بھی برج افعال استعمال کیے گئے ہیں۔

ع۔ سکھیاں سنگت سندری ہت کھیلت چھاڈ پیرم انوکھی ٹھگلا۔

نورس صفحہ ۶۵)

ع۔ ابراہیم کرن کہت دنڈوت کرمت تب ہوت رُوم رُوم تھیو امنگ (نورس صفحہ ۱۰۴)

لیکن قلی قطب شاہ، علی عادل شاہ اور ابراہیم عادل شاہ کے علاوہ دبستان بیجاپور اور دبستان گول کنڈہ کے کسی اور شاعر نے برج افعال کا استعمال نہیں کیا۔ شاید یہ افعال صرف اُسی وقت استعمال کیے جاتے تھے جب شاعر ہندی رنگ میں کلام قلمبند کرنا چاہتا تھا۔

قدیم اُردو میں حال مطلق بنانے کا ایک قاعدہ یہ بھی رہا ہے کہ مضارع کے بعد ہے یا ہیں کا اضافہ کر دیا جاتا تھا۔ حال مطلق کی یہ شکل سب رس میں بہت کم استعمال ہوئی ہے۔

۱۔ غیر نے سمجھی کہ حسن دھن، من موہن اپس سوں کپٹ پکڑی ہے اپس سوں ہٹ

پکڑی ہے۔

قدیم اردو میں حال مطلق کے لئے صرف مضارع کا استعمال بھی ہوتا ہے۔ جیسے ہوتا اور جانتا ہوتا ہے اور جانتا ہے کے لئے مستعمل ہیں۔ سب رس میں بھی حالِ مطلق کی اس قسم کی مثال مل جاتی ہے۔

۱۔ ہوتا سب خدا کا بہاتا۔

۲۔ عاشق کوں عاشق جانتا۔

حال ناتمام کے لئے مصدر کے مادے کے آخر میں رہا ہے لگا دیا جاتا ہے۔ سب رس میں اس کا استعمال بھی بہت ہی کم ہوا ہے۔

۱۔ تیرے باتاں میں سن رہا ہوں آس کر۔

مستقبل

مروجہ اُردو کی طرح سب رس میں بھی مستقبل مطلق بنانے کے لئے مضارع کے بعد گا، گے یا گی کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ جیسے

۱۔ رموز راز ہوئے گا، ناز نیاز ہوئے گا۔

۲۔ دسریاں کا قصہ سُناؤں گا۔

۳۔ واں کیا دیکھے گا چرا ہور چوں۔

جمع کے لئے مضارع کے بعد می، ن، گ، ے کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ سب رس میں بھی یہی قاعدہ برتا گیا ہے۔

۱۔ خدائے تعالیٰ کوں قیامت میں دیکھیں گے ولے حیران ہوئیں گے کہہ ناسکیں گے

۲۔ اس دریا میں غوطے کھائیں گے تو جانا جا گا کہ غواصاں موتیاں پائیں گے

قدیم اردو میں مستقبل کی مخصوص علامت سی، یس، سے ہے عموماً نا اور نہ کے

ساتھ آتی ہے۔ سب رس میں اس کا استعمال کہیں مستقبل کی علامت کے لیے ہوا ہے کہیں سکنا کے معنوں میں اور بعض جملے ایسے ہیں جن میں ہر دو مفہوم ادا ہوتے ہیں۔ جیسے

۱۔ راجوٹ گھڑی نا رہیی آخر ٹلے گی۔ (مستقبل کے لئے)

۲۔ تجہ میں نا رہی تیری بد ۔ (" " ")

۳۔ اس کے دیوے کوں کیوں نہ پوسی روشنی (" " ")

۱۔ ہمت کی صفت جیوں ہے تیوں کوئی کرسی نا (سکنا کے لئے)

۲۔ ماں، باپ کی مہر دسرے میں نا آسی (" " ")

۳۔ سخی پر کسی کی بد دعا چل سی نا (" " ")

۱۔ نا مل سی سو ماں باپ (مستقبل کے لئے بھی اور سکنا کے لئے بھی)

۲۔ اگر کہے بی کوئی یکا یک پتیا سی نا (" " ")

۳۔ چھاندے میں پاڑیں گے ولے چھاندے میں پڑسی نا (مستقبل اور سکنا دونوں کے لئے)

فعل امر و نہی

سب رس میں امر علامت مصدر گرا کر بنایا گیا ہے۔

۱۔ خدا کا ہونے منگتا ہے تو کچہ خدا کے کام کر۔

۲۔ اگر منگتا ہے جفا تیرے انگے ہارے تو شراب پی۔

امر کی جمع بنانے کے لئے اس کے واحد کے آخر میں واو کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ سب اپنی مراد کوں انپڑاو، انو کوں غیب کی نعمت سنپڑاو۔

نہی بنانے کے لئے مروجہ اُردو کی طرح امر سے پہلے یا بعد میں ہیں، نا اور نہ کا اضافہ کیا گیا ہے۔ قدیم اُردو میں علامتِ نہی "نکو" بھی استعمال کی جاتی ہے۔ سب رس میں بھی اِس کا اِستعمال ہوا ہے۔

۱۔ یو اپنا ہور پرایا جاننے کی جاگا نہیں ہے۔

۲۔ اسی جاگا ضبط نہ کھانا، ایسی جاگا کچھ دل میں نالیا نا۔

۳۔ ڈر نکو اس وقت پر ہمت بسر تکو۔

۴۔ اے چیتر سجان انسان کوں تنہا نکو جان

فعلِ معطوف

سب رس میں فعل معطوف کر اور کو لگا کر بنایا گیا ہے۔

۱۔ نظر قامت سوں وداع ہو کر تسلیم کر کر سر پر بات دھر کر اپنے ٹھار تے ہلیا چلیا۔

۲۔ ع دل کوں کوئی جا کو بیگ بولو بات۔

قدیم اُردو میں ایک اور علامت "ت" بھی علامتِ معطوف کے لئے مستعمل ہے جیسے دیکھت، پیوت، سب رس میں اس قسم کی مثال نہیں ملتی۔

اِسمِ فاعل

قدیم اُردو میں اسم فاعل بنانے کا طریقہ یہہ رہا ہے کہ مصدر کے آخر میں مذکر واحد کے لئے ہارا یا ہار اور مونث واحد کے لیے ہاری جمع مذکر کے لیے ہارے اور جمع مونث کے لئے ہاریاں بڑھا دیا جاتا ہے۔ سب میں بھی اِسم فاعل اسی طرح بنایا گیا ہے۔

۱۔ قسمت کا کر نہارا۔

۲۔ لاج سٹ کر منگتا منگن ہارا۔

۳۔ ماٹی پتھر کی عمارت کچھ رہن ہاری نیں۔

۴۔ بادشاہ کے پیاریاں پیارے، مانتے منگن ہارے۔

حاصل مصدر

سب رس میں عموماً مصدر کے مادے میں کچھ گھٹا کر یا بڑھا کر حاصل مصدر بنایا گیا ہے

۱۔ بادشاہاں کوں بسراٹ خوب نیں۔

۲۔ ہماری جدائی کی یو کلکلاٹ اس پر پڑو

۳۔ اُچاٹ ہرگز نیں جاتا تلملاٹ ہرگز نیں جاتا۔

فعل مرکب اِمدادی

بہت سے فعل امدادی سب رس میں وہی ہیں جو اب بھی مستعمل ہیں البتہ اچھنا اور منگتا دو ایسے امدادی افعال ہیں جو اب متروک ہو چکے ہیں۔

۱۔ اگر کچہ اونچا چڑنے منگتا ہے تو شراب پی، اگر خدا کوں انپڑنے منگتا ہے تو شراب پی۔

۲۔ ظاہر باطن انوسوں صاف۔ دل اچھنا رات دن انو کی دعاسوں مل اچھنا۔

فعلِ مرکب ارتباطی

سب رس میں افعال مرکب ارتباطی ہندی اِسم و ہندی صفت کی ترکیب سے فارسی اسم اور فارسی صفت کی ترکیب سے بنائے گئے ہیں۔

(۱) - ہندی اِسم کی ترکیب سے :۔

۱۔ پھاندے بھانا

یو نچہ چنگ ، لاتے لاتے پھاندے میں پھاتے پھاتے پھسلاتے پھسلاتے دیدار کے شہر لگن لائے۔

۲۔ ٹہار کرنا۔

تو ایکس کے دل میں ٹہار کرتا ہے۔

(۲)۔ہندی صفت کی ترکیب سے :۔

۱۔ پرکٹ کرنا۔

ان دونوں میں اپنا بھید پرکٹ کیا۔

۲۔ ابکار کرنا۔

مجھ پر تو لئی ابکار کیا۔

(۳)۔ فارسی اِسم کی ترکیب سے :۔

۱۔ قصہ کاڑنا۔

ایک رات بات میں بات عقل ہور دل کے لشکر کا قصہ کاڑی۔

۲۔ مدعا پانا۔

اگر منگتا ہے جو دل کوں تازا رکھے، مدعا پاوے تو بھلا ہے جو عقل میں

کاکلوٹ کوں نہ ملا دے۔

(۴)۔ فارسی صفت کی ترکیب سے :

۱۔ سرگرداں ہونا۔

سرگرداں ہو کر سب سر پھوڑے۔

۲۔ خودی دور کرنا۔

خودی دور کرے تو خدائی دس آوے

(۵)۔ عربی اسم کی ترکیب سے :۔

۱۔ مقصود بر آیا۔

مقصود بر آئے گی بر میں دایم خوشی اچھے گی تیرے گھر میں۔

۲۔ نصیب جاگنا۔

مبارک ہے جاگے تیرے نصیب۔

(۶)۔ عربی صفت کی ترکیب سے:

۱۔ پاک ہونا۔

احمد تے جو میم گیا تو پاک ہوا۔

۲۔ عیاں کرنا۔

انسان کے وجود دیچہ میں کچہ عشق کا بیاں کرنا اپنا ناوں عیاں کرنا۔

متعلق فعل

متعلق فعل کیفیت و حالت: سب رس میں متعلق فعل کیفیت و حالت کا استعمال کم و بیش ایسا ہی ہوا ہے جیسا کہ مروجہ اُردو میں مستعمل ہے۔

۱۔ جوں باؤ کیس اوٹہیا کیس گریا۔

۲۔ جوں حسن فرمائی تھی وو نچہ اپے بہی فرمائی۔

۳۔ بیگ بیگ تو یہ کہنے آکر۔

متعلق فعل زماں

سب رس میں متعلق فعل زماں کے لئے مندرجہ ذیل الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

(۱)۔اب (۲)۔ایتال (۳)۔اتال (۴)۔آجنوں (۵) ہمیشہ (۶) دایم (۷) اول (۸) پچھیں (۹) پیچھے (۱۰) جداں (۱۱) جدیاں (۱۲) سدا (۱۳) یکایک (۱۴) کدہیں (۱۵)۔ آج

(۱)۔ اب:۔ ع پڑیا اب کام مشکل حسن اوپر۔

(۲)۔ ایتال:۔ ایتال کیا پوچھنا اس کا حال۔

(۳)۔ اتال:۔ دیکھیں اتال خدا کیا کرتا۔

(۴)۔ آجنوں :۔ انو آجنوں بی جتیاں ہیں

(۵)۔ ہمیشہ :۔ دو آکر اس چشمے میں تے ہمیشہ آبِ حیات پیتی ہے۔

(۶)۔ دائم :۔ جس کے سر پر طمع کا بھار اس کا سر دائم تلار۔

(۷)۔ اول :۔ اول کے بادشاہاں خوب جواناں رکھتے تھے۔

(۸)۔ پچھیں :۔ اول بھوک پیاس پر کھڑے رہنا پچھیں مرداں میں بزرگی کی بات کہنا۔

(۹)۔ پیچھے :۔ اول اپنی خبر میں اپے رہنا پیچھے ڈسریاں کوں بُرا کہنا

(۱۰)۔ جداں :۔ مصحف ہیں جداں تے ایجاہے دین۔

(۱۱)۔ جدیاں :۔ جدیاں تے دنیا ہوئی

(۱۲)۔ سدا :۔ اس جگ ہیں سدا جیوے گا

(۱۳)۔ یکایک :۔ یکایک غیب تے کچھ رمز پاکر

(۱۴)۔ کدہیں :۔ انو کا بول کدہیں ہو آتا کدہیں نیں ہو آتا۔

(۱۵)۔ آج :۔ آج مدت یک ہے کہ میرے پاس تے گیا ہے۔

متعلق فعل مکاں :۔

سب رس ہیں متعلق فعل مکان کے لیے مندرجہ ذیل الفاظ استعمال ہوئے ہیں

(۱)۔ یہاں (۲)۔ یاں (۳)۔ وہاں (۴)۔ واں (۵)۔ جاں (۶)۔ جہاں (۷)۔ کہاں (۸)۔ کاں (۹)۔ ادھر (۱۰)۔ اِدھر اُدھر (۱۱)۔ کدھر (۱۲)۔ آنگے (۱۳)۔ انگے (۱۴) پیچھے (۱۵) بہار (۱۶) اوپر (۱۷) تلے (۱۸) تلیس (۱۹) نزدیک (۲۰) نزیک (۲۱) بیلا (۲۲) ایلا

(۱)۔ یہاں :۔ جیون یہاں جاگتا سوتا، تیوں وہاں بی جاگنا سونا ہے۔

(۲)۔ یاں :۔ داناکوں یاں کیا چارا۔

(۳)۔ وہاں :۔ وہاں بی پونچہ ہنسنا کھیلنا، کھانا پینا ہے۔

(۴)- واں:- ع غمزہ اہے خنجر برہنہ جان بیٹھے واں کچہ کر اُٹھے۔

(۵)- جاں:- جاں رہے کھڑا واں قبول پڑے۔

(۶)- جہاں:- جہاں جیو لگتا وہاں اِن باتاں تے جیو نہیں بھگتا۔

(۷)- کہاں:- کہاں ہے وہ پھول جس پھول میں ایسی بات

(۸)- کاں:- نہ جانو کاں نے سکیاں حکمتاں یوں

(۹)- اِدھر:- ادہر بی آپے اودھر بی آپے

(۱۰)- اودھر

(۱۱)- کدھر:- کدھر جان دیتا نہ کدہر آن دیتا۔

(۱۲)- آنگے:- آنگے کے آن ہارے ہمیں بی کچھ ہے کر سمجھیں۔

(۱۳)- انگے:- اگر منگتا ہے جفا تیرے انگے ہارے تو شراب پی۔

(۱۴)- بھتر:- اُسے نہ بھتر قرار نہ بہار

(۱۵)- بہار:- اُس عقل بادشاہ کے بند میں بہار آیا۔

(۱۶)- اوپر:- سمجھیں اے دستا سو اوپر کا چھلٹا سب دور ہوا۔

(۱۷)- تلے:- آب حیات کا چشمہ نظر تلے تے چھپیا۔

(۱۸)- تلیں:- اس ڈونگر تلیں آئے۔

(۱۹)- نزدیک:- دودھ تھا سو اسے اپنے نزدیک بلایا۔

(۲۰)- نزیک:- ع نزیک دل کے تو دل کا مراد سب آیا۔

(۲۱)- بیلاڑ:- یو عقل تے بیلاڑ ہے آدمی سمجھتا کیوں۔

(۲۲)- ایلاڑ:- چوڑی ایلاڑ ہے۔

متعلق فعل استفہام :۔

سب رس میں حسب ذیل متعلق فعل استفہام استعمال ہوئے ہیں

(۱)۔ کیوں (۲)۔ کی (۳)۔ کیا (۴)۔ کاہے (۵) کاہے کوں (۶) کیونکر

(۱)۔ کیوں :۔ قطرے میں دریا کیوں آتا۔

(۲)۔ کی :۔ فراق میں کی ہلاک ہونا۔

(۳)۔ کیا :۔ کیا جانے کیا کرے گا کر دل میں گمان ہے۔

(۴)۔ کاہے :۔ جو پانچ حلق میں ہلکیا اُسے کوئی کاہے سوں اُتارے۔

(۵) کاہے کوں :۔ تجے کاہے کوں دُسرے کی فکر۔

(۶)۔ کیونکر :۔ ظلمات کوں نور سوں کوئی کیونکر ملائے۔

متعلق فعل سبب وعلت

سب رس میں مندرجہ ذیل الفاظ متعلق فعل سبب وعلت کے لئے استعمال کئے گئے ہیں

(۱)۔ اس وہات (۲)۔ کیا واسطہ

(۱)۔ اس وہات :۔ ہرگز کوئی فصیح اس فصاحت سوں بات نہیں کیا۔ اس وہات بات کوں سلاست نہیں دیا۔

(۲)۔ کیا واسطہ :۔ عقل ہور دل ہمنا نا دیکھے تیونچہ ان دونوں کوں شہر دیدار کے نزدیک لیانا کیا واسطہ کہ لشکر ہور حشم آتا ہے۔

سب رس میں کہ اور کہ تا اتا کہ کے معنی میں استعمال ہوئے ہیں۔ یہ بھی متعلق فعل سبب وعلت کا کام انجام دیتے ہیں۔

۱۔ عاشق اپس کوں سنوارتا کہ تا معشوق دیکھے معشوق کوں خوش آوئے۔ معشوق اپس کوں سنوارتی کہ تا عاشق کوں رجھادے۔

۲- نوبی تقطیع بیتیا کہ آنگے کے آن ہارے ہمیں بھی کچھ تھے کر سمجھیں۔

متعلق فعل مقدار :-

سب رس میں ایتا، یتا، اتنا، جیتا، کچھ، بہت، بھوت، بہوت متعلق فعل مقدار کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔

متعلق فعل ظن

سب رس کے حسب ذیل جملے متعلق فعل ظن کے زمرے میں شامل ہوتے ہیں۔

۱- یو بات بھی سُنی اچھے گی شاید۔

۲- کہ فاکہ ہیں کوئی عاشق بڑے ہے تمک تلملے، ٹک چر پہرے۔

مرکب متعلق فعل :-

سب رس میں حسب ذیل مرکب متعلق فعل نظر آتے ہیں۔

(۱)- کہیں کا کہیں (۲)- جدہر کا تدہر (۳)- کدہر کدہر (۴)- آس پاس (۵)- کاں کاں (۶)- جاں لگن (۷)- واں لگن (۸)- یاں لگ (۹)- جو لگ (۱۰) تو لگ (۱۱)- کو لگ (۱۲)، جو لگت (۱۳)- تو لگن (۱۴)- کدہیں مدہیں (۵)- اِدہر اُدہر۔

(۱)- کہیں کا کہیں، عقل ہو تو دل کوں کہیں کا کہیں لیا پاڑے۔

(۲)- جدہر ندہر بہی حسن ہے جو دل بہلاتا ہے۔

(۳)- کدہر کدہر کا حساب۔

(۴)- اس کے آس پاس زینت سوں کئے ہیں کام۔

(۵)- کاں کاں کا بچارا وے گا جواب

(۶)- جاں لگن بھلا آدمی ہے ماں لگن خواری

(۷)- غرض دھرتا ہے نئیں تو کیا غرض ہے یاں لگ آنے کوں۔

(۸)۔ جو لگ خدا کی خدائی قائم تو لگ ہمت قائم۔

(۹)۔ کو لگ بوجھا خدا جانے کدہاں ہوتا تھا نفا۔

(۱۰)۔ جو مکن دنیا تو مکن اُسے حیات۔

(۱۱)۔ چھپے چوری سوں کدہیں مدہیں ہوتا دیدار

(۱۲)۔ بڈیا لیا تیاں اِدھر اُدھر کیا دکایتاں

سب رس میں بھی اکثر تاکید، ۔ اور کثرت کے اظہار کے لئے لفظوں کی تکرار کی گئی ہے۔ جیسے۔

۱۔ گھر گھر میر گھر گھر راجوٹ گھر گھر تدبیر۔

۲۔ بات میں جنس جنس کی محنت حائل ہے

۳۔ سب کو پڑھنے آوے ہوس بول بول کوں چڑھے امس۔

اکثر دو لفظوں کے درمیاں "سے" کا اضافہ بھی کیا گیا ہے

۱۔ گھر سے گھر مکر سے زناں بھایا۔

۲۔ ع بلبل ہو کر نالے پرے چمنے چمن سیراب ہو۔

۳۔ حسن کوں نیں چھوڑے جو بھرے بازارے بازار حسن کوں قید کئے ہیں ٹہارے ٹہارے

اکثر دو لفظوں کے درمیاں "میں" کا بھی اضافہ کیا گیا ہے۔

۱۔ عشق نے کھیل یوں کھیلیا ٹہاریں ٹہار۔

۲۔ آدمی کوں پر یتا نگی ہے بالیں بال۔

۳۔ ہزار اور ایک اس کا ناؤں اس کی معرفت ٹہاویں ٹہاویں۔

علامت اضافت

قدیم اردو میں عموماً کا، کے، کی، کرا، کیرا، کیرے، کری، کیری علامت اضافت

کے طور پر مستعمل ہیں لیکن سب رس میں صرف کا، کی، کے ہی استعمال ہوئے ہیں۔

۱۔ نمک پر حرام اس کا کیا اچھے گا نام

۲۔ عقل کی دوڑ بہت دور ہے۔

۳۔ ع نفر دہیچ کہ صاحب کے کام پر جیوے۔

علامت فاعل :۔

قدیم اردو میں "نے" کا استعمال اول تو کیا نہیں جاتا تھا۔ اور جب کبھی کیا جاتا تھا تو کسی قاعدے کے مطابق نہیں ہوتا تھا۔ سب رس میں بھی ماضی مطلق، ماضی قریب و بعید، فعل لازم و فعل متعدی کے ساتھ "نے" کا استعمال کیا گیا ہے۔ ماضی استمراری کے ساتھ یہ علامت کبھی نہیں آئی۔ چند مثالیں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

(۱)۔ ماضی مطلق کے ساتھ :۔

۱۔ اُس نے کھیل یو کھیلیا۔

۲۔ وہی بولیا جو خدا نے فرمایا۔

(۲)۔ ماضی قریب کے ساتھ :۔

۱۔ خدا کے دوستاں نے بوے ہیں۔

۲۔ دل نے حسن خاطر بہت جفا دیکھیا ہے۔

(۳)۔ ماضی بعید کے ساتھ :

۱۔ ہمت نے مکتوب لکھیا تھا سو قامت کے انگے کھولیا۔

۲۔ دو یاقوت کی انگشتری جو دل نے حسن و جمن، من موہن تھا عاشق ہو لیا تھا۔

(۴) فعل لازم کے ساتھ :۔

۱۔ رقیب نے، روسیاہ نے، بے نصیب نے بولیا تو ں کہاں کا ہے۔

۲۔ وفا باصفا نے بولی میری عقل میرے سنگات

۵ فعل متعدی کے ساتھ :۔

۱۔ القصہ کیتک وقت کوں سورج نے سر کاڑیا

۲۔ عاقلاں نے بی یوں کہے۔

قدیم اُردو میں "نے" اکثر تعداد میں فاعل کا تابع ہوتا ہے سب رس میں بھی ایسی مثالیں مل جاتی ہیں جیسے۔

۱۔ نازاں نے گھونگٹ کھولے۔

۲۔ بادشاہاں نے دنیا کا حظ چھوڑے خلق کا دل توڑے

علامت مفعول :۔

قدیم اُردو میں علامت مفعول کو اور کوں مستعمل ہیں سب رس میں بھی یہ دونوں علامتیں استعمال ہوئی ہیں

۱۔ اگر کوڑاں کا یو فام ہے، تو کوڑاں کوں ہمارا سلام ہے۔

۲۔ خوشبوئی کی باس کہ دل کوں جلا ضاری تھی۔

موجودہ اُردو میں مفعول غیر ذی عقل یا بے جان ہو تو علامت مفعول استعمال نہیں ہوتی۔ لیکن قدیم اردو میں یہ علامت اکثر غیر ذی عقل کے ساتھ بھی استعمال ہوئی ہے۔ سب رس میں بھی اس کا استعمال بے جان مفعول کے ساتھ اکثر ہوا ہے۔

۱۔ سناراں اس انگشتری کوں ایسے وقت گھڑے۔

۲۔ نفر ہزار ہزار ہو تو بھی صاحب نے اپنا داب رکھنا اپنا حساب رکھنا۔

حروف جار :۔

سب رس میں حسب ذیل حروف، حروف جار کے طور پر استعمال ہوئے ہیں۔

(۱)۔یں (۲)منے (۳)۔سوں (۴)۔ستی (۵)۔سو (۶)۔تھی (۷)نے (۸) لگ
(۹)لگن (۱۰) پر (۱۱) اپسر (۱۲) اوپر (۱۳) بو (۱۴) یہ (۱۵) کدھن (۱۶) سات
(۱۷)سنگات (۱۸) انگے (۱۹) آنگے (۲۰) نزدیک (۲۱) خاطر (۲۲) کنے

۱۔ ہم گلاب میں ابلوج گھولیا۔

۲۔ ہر ایک شے منے دیتا ہے جلوہ فوراس کا۔

۳۔ سگے ماں باپ سوں ہوتے بیزار، جس یار سوں جیو لگیا اُس یار سوں اختیار۔

۴۔ آدم وہی ہے جو کرے آدم ستی آدم گری۔

۵۔ ہمارے گن کون دیکھے سو ہمنا دیکھے۔

۶۔ یو تین نانوں تھے مومن کے دل کوں تجلی۔

۷۔ محبت کون پالی اپنے آشنا تے بولی کام ہوا ہے مشکل

۸۔ دل کوں کچھ تدبیر کر، تسخیر کر، کچھ فن کر سحر ٹونا ٹامن کر جیوں تیوں مجہ لگ لیاؤ

۹۔ اس شہر کے عمارتاں جیساں کسی شہر میں کوئی آج لگن نہیں بندھایا

۱۰۔ توں اگر اس وصال کے جھجے پر آ کر سوتی۔

۱۱۔ ع پھولاں کے خاطر جا بڑی پھولاں اپر بے تاب ہو۔

۱۲۔ میرا ہات سب کے اوپر ور ہوا۔

۱۳۔ منہ پو مسجد دل میں بت خانہ

۱۴۔ کدھر کدھر کی بلا آشنا پہ لیا تا ہے۔

۱۵۔ تمہیں تین چیچہ نظراں چاروں کدھن رکھو۔

۱۶۔ دل ہور انگھیاں سوں بات ہوئی وے وو بات دونوں کے سات ہوئی۔

۱۷۔ قامت جو نظر کوں رقیب کے سنگات دیکھا۔

۱۸۔ نظر دل بادشاہ عالم پناہ سوں وداع ہو کر دم انگے وہیر روانہ ہوا۔

۱۹۔ کاملاں کے آنگے یو بنی ایک عرق ہے۔

۲۰۔ دور تھا سو اسے نزدیک بلایا۔

۲۱۔ ہمنا اس خاطر پیدا کیا ہے کہ۔

۲۲۔ دل کوں تیرے کہنے لیا نا ہے۔

حروف جمع :۔

سب رس میں حسب ذیل حروف جمع استعمال کیے گئے ہیں۔

(۱) اور (۲) ہور (۳) و (۴) کیا۔

۱۔ اگر یو میانے آوے اور اپس کوں یوں کو آئے نعوذ باللہ کافر ہوئے یا مردود ہو جاوئے۔

۲۔ خیال ہور نظر حسن کنے تے رضائے کر دعا دے کر تن کے شہر کوں چلے۔

۳۔ جنو کا قدو قامت[1] دیکھ خدا آوے یاد۔

۴۔ کیا عورت کیا مرد جس میں ہے کچھ عشق کا درد

حروف استدراک :۔

سب رس میں ولے، پن، اما، اگرچہ اور بلکہ حروف استدراک کے طور پر استعمال ہوئے ہیں۔

۱۔ بعضے کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کوں قیامت میں دیکھیں گے ولے حیراں ہوئیں گے کہہ نا سکیں گے۔

۲۔ بات جدا پن بھید وہیچ۔

---

[1] صرف گنجوب میں قدو قامت باقی نسخوں میں قد قامت

۳۔ عشق رکھیا نیں جدائی دا انتا ہوئے پر بی بشریت سوں مل چلیا ہے۔ خدائی۔
۴۔ جس کوں فنا میں فنا ہے اسے یو فنا ہے اگرچہ خدا سوں مل خدا ہوا ہے
۵۔ دل پر کیا آفتے کیا زلزلا ہے بلکہ قیامت گذرتا ہے۔

حروف علت :۔

سب رس میں "کیا واسطہ" اور "مبادا" حروف علت کے طور پر استعمال ہوئے ہیں۔
اعقل ہور دل ہنا نا دیکھے تو نچہ ان دونوں کوں شہر دیدار کے نزدیک لیا نا کیا واسطہ کہ لشکر ہور حشم آتا ہے۔
۲۔ ہشیاری ہیں آنکھ بھر دیکھتے مبادا لاج آوے۔

حرف استثنا :

سب رس میں بن، باج، بغیر حروف استثنا کے لیے استعمال ہوئے ہیں
۱۔ ع خدا بن حال کوں کون اس کے انپڑے۔
۲۔ وہاں دُسرا نہ تھا کوئی علی باج
۳۔ عقل بغیر دل کوں نور نہیں۔

حروف تشبیہ و مثال

قدیم اُردو میں تشبیہ و مثال کے لیئے ناد، سار، نمن، مانند، جانو، جون استعمال کیئے جاتے ہیں۔ لیکن سب رس میں صرف جانو، جوں اور جیسا ہی نظر آتے ہیں۔

بال یا نو کالے ناگ گال جانو عشق کی آگ
تا رک نرم جوں پھول جوں ابریشم
کرناں جیسے بال آفتاب جیسا جمال

حرف قسم :

سب رس میں قسم کے لیے حرف سوں استعمال ہوا ہے۔ ہندی میں بھی سوں قسم کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ جس میں کچھ انصاف اچھیے گا منصف کی سوں وہ منا بھوت نا نے گا۔

۲۔ تیری قبول صورتی کی سوں، تیری مدن مورتی کی سوں، تیری حفا کی سوں۔

حروف ندا، حروف تاسف، حروف تعجب اور حروف تحسین و آفریں سب رس میں وہی استعمال ہوئے ہیں جو آج کل بھی مستعمل ہیں۔

"سو" کا استعمال سب رس میں مختلف معنوں میں ہوا ہے جیسے

(۱)۔ ضمیر موصول جو کے صلہ کے طور پر :۔

۱۔ دور تھا سو اسے اپنے نزدیک بلایا۔

۲۔ سفر کیا سو دو جلنے کہ کیا سفر میں ہے۔

(۲) صفت کے طور پر :۔

۱۔ پانی نیں سو چشمہ پر گئے تو کیا پیاس جاتی۔

۲۔ جوں میٹھائی نیں سو شکر جوں معنی نیں سو بات

شرط کے طور پر :

۱۔ اس بات کی جو کچھ بات ہے سو سمجھانے ہارے کے ہات ہے۔

۲۔ جیتا کوئی طبعیت کے کواڑ کھولے گا اس کتاب میں نیں سو بات کیا بولے گا۔

مرکب الفاظ :

ذیل میں سب رس کے مرکب ارتباطی و مرکب امتزاجی پیش کئے جاتے ہیں

(۱)۔ مرکب ارتباطی

(۱)۔ سبقوں کی مدد سے

۱۔ یو رنگ رنگ کے پھول سرنگ مقبول

۲- بعضے عجب لوگ ہیں اودھر م۔

۳- وونڈر اسے کیا ڈو۔

۴- یو داس تلیں کے پر داس

لاحقوں کی مدد سے

۱- اس کڑوائی میں کون رکھے بیٹھائی۔

۲- یو وقت بھائی پنے ہو ریاری کا وقت ہے۔

۳- لٹ کوں اس کی پریشانگی پر حیرانگی پر سرگردانگی پر مہر آئی۔

مرکب امتزاجی :-

۱- اگر کسی میں سخن شناسی ہو راسرار دانی ہے

۲- اس ڈونگر تلے ایک پھول باڑی تھی۔

۳- دل ربا شوخ چشم، دل آشکار

۴- نیک بخت، برخوردار، شیریں گفتار۔

صوتی مطالعہ

سب رس کے صوتیاتی مطالعہ سے سب سے پہلے یہ بات سامنے آتی ہے کہ بعض ہلکی آوازوں کو بھاری آوازوں میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ جیسے۔

۱- کھی میری عقل میں ایک تدبیر آئی ہے۔

۲- ہمت مرداں کی سنگھاتی۔

۳- ایک بادشاہی کو الٹھانا ہے۔

دوسری طرف بھاری آوازوں کو ہلکی آوازوں میں تبدیل کرنے کا رجحان

بھی سب رس میں نظر آتا ہے۔

۱۔ اگر کچہ اونچا چڑھنے منگتا ہے، تو شراب پی۔

۲۔ داڑی موجیاں آیا تو کیا مرد ہوئے۔

۳۔ اس گوہر کوں پرکنا ہر کسی کا کام نیں۔

بعض اوقات مختصر مصوتوں کو طویل کر دیا گیا ہے جیسے۔

۱۔ یو بات چھوپی نیں ظاہر ہے

۲۔ جوں باؤ کیں اوٹہا کیں گریا۔

۳۔ یو اپنی جاگا پرتے نیں ہلتا۔

۴۔ دل رُبا شیر دیدار کے اودھر چلے

دوسری جانب ایسے بھی الفاظ ملتے ہیں جن کے طویل مصوتوں کو مختصر کر دیا گیا ہے۔

۱۔ دشمنی سُستی دوستی جاگی

۲۔ مست ہستی بادشاہ ہور باگ۔

۳۔ دُسرا اگر دشمن ہوا تو سہل ہے۔

۴۔ بات کوں بادل کہتے ہور بُند باہر نیں آتا۔

کوزی آوازوں (ٹ، ڈ، ڑ) کو دندانی آوازوں (ت، د، ر) سے بدل دینے کا رجحان بھی سب رس میں موجود ہے۔

۱۔ جو دھنڈ نا پانا ہے سو انگھیا چہ میں ہے۔

۲۔ سوکن تے جڑیا دل تیٹے

۳۔ کن نے ماریا کر بھوت دانٹیاں۔

۴۔ بہتے پانی کوں کھڑا کرے، اُڑتے جناور کوں پارے۔

سب رس میں ایسے بھی الفاظ ملتے ہیں جن میں یائے معروف و یائے مجہ
نون غنہ کا اضافہ کیا گیا ہے۔

۱۔ آبِ حیات کا چشمہ نظر تلے تے چھپیا۔
انگارے پھول ہو پانوں تلیں آئے۔

۲۔ دو شوق گیا پیچھے ویسا شوق بھی کانتے لیا نا۔
یو بی ہرنان کے پیچھیں لگیا شہر بدن کوں چلیا۔

۳۔ اُسے سقمی فعل بدلیا تے
بار بار بولتی سمیں پکار پکار بولتی۔

بعض الفاظ سب رس میں اسے بھی موجود ہیں جو مروجہ اردو میں تو غن
ساتھ لکھے جاتے ہیں لیکن سب رس میں ان کا غنہ ساقط کر دیا گیا ہے۔

۱۔ ادہر بائیں اُدہر کو!

۲۔ دونو صاحب صورت دونو صاحب ناز

۳۔ یو تینو یار۔

سب رس میں کئی الفاظ ایسے بھی ہیں جو کہیں غنہ کے ساتھ لکھے گئے
ہیں اور کہیں بغیر غنہ کے۔

۱۔ ایسی محنت میں اس ظاہر کیا کہ توں پہچانے۔
تو صاحب تھا اس عشق میں میری بے تابی دیکھ۔

۲۔ جو کوئی نفہے انوں کوں سمجھے گا
سب انوے کے زلیر

اِملاَ

اکثر ایسے الفاظ جن کے آخر میں 'ا' آتا ہے سب رس میں انہیں الف سے بدل دیا گیا ہے لیکن ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا۔

۱۔ شراب پینے کا پاویں گے مزا۔

۲۔ ولے کیا فاید کہ آدمی بے خبر ہے۔

۳۔ حسن پر پردا ہوا سو بہت خیر ہوا

۴۔ تیری مروت کا مجھے آزمودا ہوا

کہیں کہیں 'ع' کو بھی الف سے تبدیل کر دیا گیا ہے۔

۱۔ عشق میں اتنا چ ہے منا

۲۔ بڑے جکچہ کرتے سو اس میں بہوت نفا

۳۔ اس بات کا مانا بہوت غنیمت ہے

سب رس میں کہیں کہیں 'ا' اور 'چ' کا غیر ضروری اضافہ بھی نظر آتا ہے۔ (عموماً یہ اضافہ تاکید کے لئے ہوتا ہے)

۱۔ خبر دلیچہ کون علوم ہر ایک منزل کا

۲۔ اگر ایس کو نچہ خوب عقل آئی تو بہو تیچہ خوب

۳۔ ع۔ جہاں میں دیکھتی ہوں وہاں مجھے اُس کا چ موں دستا

دوسری طرف بہت سے ایسے الفاظ بھی مل جاتے ہیں جن کی 'ا' بالکل غائب کر دی گئی ہے۔

۱۔ سد کھویا، بدکھویا

۲۔ اسے پڑ کر جنے خط پایا

۳۔ موں پر نور چڑے گا

۴۔ بن رُت آئے بار۔

ذیل میں سب رس کے نسخوں کے اِملا کا تقابلی مطالعہ پیش کیا جاتا ہے۔

۱۰۷۳ھ	۱۱۵۷ھ	اوایل بارہویں صدی	۱۱۹۳ھ	۱۱۹۶ھ	مابعد بارہویں صدی	مابعد بارہویں صدی	۱۲۷۵ھ	۱۲۹۵ھ
آب	آب	آب	آب	آب	آب	آب	آب	آب
اتنا، انتا	اتنا، ایتا	اتنا، ایتا، یتا	ایتا یتا	اتنا یتا	ایتا	اتنا، ایتا	اتنا، ایتا	اتنا، ایتا
اُجالا	اجالا اوجالا	اُجالا	اجالا، اجالہ	اجالا، اوجالا	اجالا، اجالہ	اجالا، اوجالا اوجالا	اجالا، اوجالا	اجالا
ادہر	اِدھر	اِدہر	ادہر	ادہر	اِدہر	اِدہر	اِدہر	اِدہر
اُدہر اودہر	ادہر اودہر وودہر	ادہر	اودہر	اودہر	اودہر	اُدہر اودہر اودہر اُدہر	اودہر اُدہر	اودہر
آرام	آرام، آرام	ارم آرم، ارام	آرام، ارام ارآم، آرام	آرام	آرام، آرام	آرام، آرام	آرام	آرام
آرزو	آرزو	آرزو	۰	آرزو	آرزو	آرزو، آرزو	آرزو	آرزو
آسمان	آسمان، آسمان	آسمان، آسمان	آسمان، آسمان	آسمان، آسمان	آسمان، آسمان	آسمان، آسمان	آسمان، آسمان	آسمان، آسمان
آسودا	آسودا	آسودا	آسودا	آسودا	آسودہ	آسودہ	آسودا	آسودہ
آشیانا	آشیانا	آشیانہ	آشیانا	آشیانا	آشیانا	آشیانہ	آشیانا	آشیانہ
اصول	اصول اصول	وصول	وصول	اصول اصول	اصول	اصول اصول	اصول وصول	وصول
آفتاب	آفتاب	آفتاب آفتاب	آفتاب آفتاب	آفتاب	آفتاب آفتاب	آفتاب آفتاب	آفتاب آفتاب	آفتاب آفتاب
اکیلے	یکیلے	ایکے یکیلے	یکیلے	یکیلے	یکیلے	اکیلے	اکیلے	اکیلے

۱۰۷۳ھ	۱۱۵۷ھ	اوایل ی بالہ ہوئیں صدی	۱۱۹۳ھ	۱۱۹۶ھ	مابعد بارہویں	مابعد بارہویں	۱۲۷۵ھ	۱۲۹۵ھ
انجو، انہو	انجو، انہو، انھو	انہو	انجو، انہو	انہو	انہو	انہو، آنسو	انجو، آنسو	انجو، انجو، آنسو
انچل	انچل	.	.	انچل	انچل	انچل	انچل	انچل
اندازہ	اندازہ	اندازا، اندازہ	اندازا، اندازہ	.	اندازہ	اندازا، اندازہ	اندازا	اندازا
اندہارا، اندہارہ	اندہارا	اندہارا	اندہارا	اندہارا	اندہارا	اندہارا	اندہارا	اندہارا
اندہلا	اندھلا	.	.	اندھلا	اندہا	اندہا، اندہلا	اندہلا	اندہلا
اندیشا	اندیشا	اندیشہ	اندیشا	اندیشہ	اندیشا	اندیشا	اندیشا، اندیشہ	اندیشہ
انکھا، انکھی، آنکھہ	آنکھی، آنکھ	انکھی، آنک	انکھی	آنکھہ	آنکھہ	انکھہ، انکھی	آنکھہ	آنکھہ
آگ	اگ، آگ	آگ	آگ	آگ	اگ، آگ	اگ، آگ	اگ، آگ	اگ، آگ
اگن، انگن	انگن	انگن	انگن	انگن	اگن، آنگن	انگن، آگن	اگن، آنگن	اگن
انگے، انکھے، آنگے	انگے	انکے، آنگے، انگن	انکے، انگن، آنگے	انگے، آنگے	انگے، آنگے	انگے، آنگے	آنگے	انگے، آگے
آواز	آواز	آواز	آواز	آواز	آواز	آواز، آواز	آواز، آواز	آواز
اوپر	اوپر	اوپر	.	اوپر	اپر، اوپر	اوپر	اوپر	اوپر
اور، ہور	اور، ہور	ہور	اور، ہور، اور	ہور	اور، ہور	اور، ہور	اور، ہور	اور، ہور
اعلیٰ، الا	عالی، آلا	آلا	آلا	آلا	آلا، اعلیٰ	اعلا، اعلیٰ، آلا	آلا	آلا
ایک، ایک	ایک، ایک	یک	یک، یک، یک	ایک، ایک	ایک، یک	ایک، یک	ایک، یک	ایک، یک
آئینہ، آئینہ	آئینہ	آئینہ	آئینہ، آئینہ	.	.	آئینہ	آئینہ، آئینہ	آئینہ
				ب				
بچارہ	بچارا	بچارہ	بچارا	بچارہ	بچارہ	بچارا	بچارا، بچارہ	بچارا

بد	بد	بد	بد	بد	بد	بد	بد	بد
بہار (باہر)	بہار بھار	بہار بھار	بہار	بہار	بہار باہر	بہار	بہار	بہار، باہر
بند (بوند)	بند	بند	بند	بند	بند	بند	بند	بند
بندا	بندا، بندہ	بندہ	بندا، بندہ	بندا، بندہ	بندا، بندہ	بندا، بندہ	بندا، بندہ	بندا، بندہ
با (بہار)	یار، بہار	بہار بھار	بہار	بہار	بہار	یار، بہار	یار، بہار	یار، بہار
بہاں (بہن)	بہاں	بہاں	بہاں، بہن	بیان	جاں	بہاں	بہاں	بہاں
بہانا	بہانہ	بہانا	بہانا	بہانا بہانہ	بہانا	بہانا	بہانا	بہانا، بہانہ
بہروسا	بہروسا	بہروسا	بہروسا	بہروسا بھروسا	بہروسا	بہروسا	بہروسا	بہروسا
بہنور	بہنور	بہنور	-	بہنور	بہنور بہوز	بہوا بہورا	بہنورہ	
بہت بہوت	بہوت، بہونت	بھوت	بہوۃ	بہوت	بہوت	بہت، بہوت	بہت، بہت	
بھوت	بھوت							
بہوک	بہوک	بہوک	بہوک، بیک	بہوک	بہوک	بہوک	بہوک	

"پ"

پارا	پارا	پارا	پارا	پارا	پارا، پارہ	پارہ	پارہ	پارہ
پانچہ	پانچہ	پانچہ	پانچہ	پانچہ	پانچہ	پانچ	پانچہ	پانچہ، پانچ
پاوں، پانوں	پانو، پاؤں، پانوں	پانوں	پانوں، پانوں	پانوں	پاؤ، پاؤں	پاؤں، پاوں	پاؤں	پاؤں
	پانوں				پاوں، پاوں			
پتھر	پتھر، پتھر	پتھر	پتھر، پتھر	پتھر	پتھر	پتھر	پتھر	پتھر
پختہ	پختہ	-	پختا	پختہ	پختہ	پختا	پختا	
پردا	پردا، پردہ	پردہ	پردا	پردا	پردا، پردہ	پردا، پردہ	پردا، پردہ	
پروانہ	پروانا	پروانہ	پروانا،	پروانہ	پروانا، پرانا	پروانہ	پروانہ	

پہل	پہل، پھل	پہل	پہل	پہل	پہل	پہل	پہل	پہل
پھول	پھو پھول	پھول پھل	پھول پھل	پھوں پھول	پھل پھول	پھول	پھول	پھول
	پھول				پھول			
پیالا	پیالا، پیالہ	پیالہ	پیالہ	پیالا پیالہ	پیالا پیالہ	پیالا	پیالہ	پیالہ
پیدائش	-	پیدائش	پیدائش	پیدائش	پیدائش	-	پیدائش	پیدائش
					"ت"			
تازا، تازہ	تازا، تازہ	تازہ	تازا، تازہ	تازہ	تازا	تازا، تازہ	تازا، تازا	تازا، تازہ
تروار	تروار، تلوار	تروار	تروار	تروار	تروار	تروار	تروار	تروار
تقوا، تقوی	تقوا	تقوی	تقوا	تقوا، تقوی	تقوا	تقوی	تقوی	تقوا
				تقوی				
تماشا	تماشا	تماشا	تماشا	تماشا	تماشا	تماشا	تماشا	تماشا، تماشہ
توبہ	توبہ	توبہ	توبہ	توبہ	توبہ	توبہ	توبہ	توبہ
توشا	توشہ	توشہ	توشا	توشہ	توشہ	توشہ	توشہ	توشہ
					"ث"			
ثواب، صواب	ثواب، صواب	ثواب، صواب	صواب	ثواب، صواب	ثواب، صواب	صواب	ثواب	ثواب
					"ج"			
جا کا	جا کا	جا کا	جا کا	جا کا	جا کا	جا کا	جا کا	جا کا
جلوا، جلوہ	جلوہ	جلوہ	جلوا، جلوہ	جلوا	جلوہ	جلوا، جلوہ	جلوا، جلوہ	جلوا، جلوہ
جمع	جما، جمع	جمع	جما، جمع	جما، جمع	جما، جمع	جمع، جمع	جمع، جمع	جمع
جاں	جاں، جہاں	جہان	جاں، جہان	جہاں	جہان	جاں	جاں، جہاں	جاں، جہاں

چاند چشما چشمہ	چاند چشمہ	چاند چشمہ	چاند چشما چشمہ	چاند چشمہ	چاند چشما	چاند چشمہ	چاند چشمہ	چاند چشمہ
چہاچ	چہاچ	چہاچ چہانچہ	-	چہاچ	چہاچہ	چہاچ	چہاچہ	چہاچ چہاچہ
چہاؤں	چہانو چہانو	چہانوں چہاؤں	چہاؤں چہاؤں	چہانوں	چہاؤ چہاؤں	چہاؤ چہاؤں	چہاؤں	چہاؤں
چہونپڑی	چہونپڑی	چہونپڑی	چہونپڑی	چہونپڑی	چہونپڑی	چہونپڑی	چہونپڑی	چہونپڑی
				"ح"				
حصا	حصا	-	حصاحصا	حصا	حصہ	حصہ	حصہ	حصہ
حضم	حضم	حضم	حزم	حضم	حصم	-	حصم	حصم
حظ	حظ	حض حظ	حظ	حظ	حظ	حظ	حظ	حظ
حلوا	حلوا	حلوا	-	حلوا	حلوا	حلوا	حلوا	حلوا
حیلاحیلہ	حیلہ	حیلہ	حیلا	حیلا	حیلاحیلہ	حیلا حیلہ	حیلا	حیلہ
				"خ"				
خطرا	خطرا	خطرہ	خطرا	خطرہ	خطرہ	خطرا	خطرا	خطرا خطرا
				"د"				
دانا دانا	دانا	دانا	دانا	دانا دانہ	دانہ	دانا	دانہ	دانا
دروازا	دروازا	دروازہ	دروازا	دروازہ	دروازا دروازہ	دروازہ دروازہ	دروازہ	دروازہ
دسرا دوسرا	دسرا	دسرا	دسرا	دوسرا	دسرا	دسرا	دوسرا	دوسرا
دعوا	دعوا	دعوا دعوا	داعوداعوا	دعوا	دعوا دعوی	دعوا	دعوا	دعوی
دکہہ	دکہہ دکھ	دکہہ	دکہ دکہہ	دکہہ	دکہہ دوکہہ	دکہہ	دکہہ	دکہہ
دود	دود	دود	-	دود	دود	دود	دود	دود
دونو دونو	دونو	دونو دونو	دونو	دونو	دونو	دونو	دونو	دونو
دہندا	دہندا دھندا	دھندا دھندہ	دھندہ	دہندا	دہندا	دہندا	دہندا	دہندا

۱۰۷۳ھ	۱۱۰۷ھ	اوایل ماں رہوں	۱۱۹۳ھ	۱۱۹۶ھ	مابعد بارہویں	مابعد بارہویں	۱۲۷۵ھ	۱۲۹۵ھ
دہندورا	دہندورا	۔	۔	دہندورا	دہندورا	دہندورا	دہندورا	دہندورا
دھوپ	دھوپ	دہوپ	دوپ دوپ دھوپ	دھوپ	دہوپ	دہوپ	دہوپ	دہوپ
دہیں	دھیں	۔	۔	۔	دہیں	دہیں	دہیں	دہیں
دیدا	دیدا	دیدہ	دیدا	دیدا	دیدا	دیدا	دیدا	دیدا، دیدہ
دیوانا، دیوانہ	دیوانا، دیوانہ	دیوانا، دیوانہ	دیوانا، دیوانہ	دیوانا	دیوانہ	دیوانہ	دیوانہ	دیوانا، دیوانہ
دوانہ					دیوانا			دوانہ
				"ذ"				
ذرا، ذرہ	ذرا، ذرہ	ذرہ	زارہ	ذرا	ذرہ، زرہ	ذرا، ذرہ	زرہ، ذرہ	ذرہ
				"ر"				
رشتہ	رشتہ	رشتہ	رشتہ	رشتہ	رشتہ	رشتہ	رشتہ	رشتہ
ریتا	ریتا	ریتا، ریشہ	ریتا	ریتا	ریتا	ریتہ	ریتا	ریتا، ریتہ
				"ز"				
زخام	زخام	زکام	زکام	زخام	زخام	زخام	زخام	زکام
زرینا	زرینا	زرینا	زرینا	زرینا	زرینا	زرینا	زرینا	زرینا
زلزلا	زلزلا	زلزلا	زلزلا	زلزلہ، زلزلہ	زلزلہ	زلزلا	زلزلا	زلزلہ، زلزلہ
زمانہ	زمانا	زمانا، زمانہ	زمانا	زمانا	زمانا	۔	زمانا	زمانہ
زہار، زہر	زہار، زہر	زہر	زہر	زہر، زہر	زہار، زہر	زہار	زہار، زہر	زہار
زیاست	زیاست	زیاست	زیاست، زیادہ	زیاست	زیاست	زیاست	زیادا	زیاست، زیادہ
	زیاست		زیادہ					زیادہ
				"س"				
ساتو	ساتو، ساتوں	ساتو	۔	ساتوں	ساتو، ساتوں	ساتوں	ساتو	ساتوں

۱۰۷۳ھ	۱۱۰۷ھ	اوایل مارہویں صدی	۱۱۹۳ھ	۱۱۹۶ھ	مابعد بارہویں صدی	مابعد بارہویں صدی	۱۲۷۵ھ	۱۲۹۵ھ
سایا	سایا سایا	سایہ	سایا، سایہ	سایا، سایہ	سایا	سایا سایہ	سایا	سایہ
سجدا	سجدا	سجدہ	سجدا	-	سجدا سجدہ	سجدہ	سجدا	سجدا
سچہ	سچہ	سچہ	سچہ	سچ	سچہ	سچ، سچہ	سچہ	سچہ
سُد	سد، سدہ	سد	سد، سد	سد، سد	سد	سد، سد	سد	سد
سکہ، سکھہ	سکہ سکھہ	سک	سکھہ	سکھکہ	سکھہ	سکہ، سکھہ	سکہ، سکھہ	سکھہ
سمندر	سمندر	سمندر	-	سمندر	سمندور	سمندر	سمندر	-
سنگار، سنگھار	سنگار	سنگھار، سنگار	سنگھار، سنگار	سنگار	سنگار	سنگار، سنگھار	سنگار	سنگار، سنگھار
سوکا	سکا، سوکھا	سوکا	-	-	-	سوکا، سوکھا	سوکا	سوکا
سنا، سُنا	سنا، سُنا	سنا، سنا	-	سنا	سا، سونا	سنا سنا	سنا	سنا، سونا
سینا	سینا	-	سینا، سینہ	سینا، سینا	سینا، سینہ	سینا	سنیا، سینہ	سنیا، سینہ
سیدا	سیدا	-	-	سیدھا	سیدا	سیدھا	سیدا	-
شیشہ	شیشہ	شیشہ	شیشا	شیشہ	شیشا شیشہ	شیشہ	شیشا، شیشہ	شیشا شیشہ
صیا، صیاح	صیا، صباح	صبا	صبا	صبا، صباح	صبا	صبا، صبح	صبا، صباح	صباح
صدقا	صدقہ	صدقہ	صدقا	صدقا	-	صدقا	صدقا	صدقہ
طمع	طما، طمع	طمع	طمعا، طمع	طمع	طمع	طمع	طمع	طمع
عقل	عقل، عقل	عقل	عقل	عقل	عقل	عقل	عقل	عقل

۱۰۷۳ھ	۱۱۰۷ھ	اوایل ۱۱ھ رہویں صدی	۱۱۹۳ھ	۱۱۹۶ھ	مابعد ۱۲ھ رہویں صدی	مابعد ۱۳ھ رہویں صدی	۱۲۷۵ھ	۱۲۹۵ھ
				"ع"				
غزا	غزا	غزا	غزا	غزا	غزا	غزا	غزا	غزا
غصہ	غصہ	غصا	غصاغصہ	غصہ	غصاغصہ	غصہ غصہ	غصا	غصاغصہ
غنچہ	غنچا غنچہ	غنچہ	غنچہ	غنچا غنچہ	غنچہ	غنچہ	غنچہ	غنچہ
				"ف"				
فاقہ	فاقا	فاقا	فاقہ	فاقہ	فاقہ	فاقہ	فاقہ	فاقہ
فایدا فائدہ	فایدا فائدہ	فایدہ	فایدا فائدہ فاعدہ فایدا	فایدا	فائدہ فایدا	فایدا فایدا	فایدا	فایدا فایدہ
فتنہ	فتنہ	فتنہ	فتنا فتنہ	فتنہ	فتنہ	فتنا	فتنہ	فتنہ
فتوا	فتوا	فتوا	.	فتوا	.	فتوی	.	.
فرشتا	فرشتہ	فرشتہ	فرشتہ	.	فرشتہ	فرشتا	فرشتا	فرشتہ
فکرمند	فکروند	فکروند	.	.	.	فکرمند	فکرمند	.
فولاد پولاد	فولاد پولاد	فولاد پولاد	فولاد پولاد	فولاد پولاد	فولاد پولاد	پولاد	پولاد	فولاد
				"ق"				
قصاقصہ	قصاقصہ	قصہ	قصاقصیا قصاقصہ	قصہ	قصاقصہ	قصاقصہ	قصاقصہ	قصاقصہ
قطرا	قطرا	قطرہ	قطرا	قطرا	قطرہ قطرہ	قطرہ	قطرا	قطرہ
قلعدا قلعہ	قاعدا قاعدہ	قاعدہ	قائدہ قاعدا	قاعدا	قاعدا قاعدہ	قاعدہ	قاعدا	قاعدہ
				"ک"				
کارخانا	کارخانا کارخانہ	کارخانہ	کارخانہ	کارخانہ	کارخانا کارخانہ	کارخانہ	کارخانا کارخانہ	کارخانا کارخانہ

۱۰۷۳ھ	۱۱۰۷ھ	اوایل یا رہویں صدی	۱۱۹۳ھ	۱۱۹۶ھ	مابعد بارہویں صدی	مابعد بارہویں صدی	۱۲۷۵ھ	۱۲۹۵ھ
کاں	کاں کہاں	کاں کہاں کھاں	کاں کہاں	کاں کہاں	کاں کہاں	کاں	-	کہاں، کھاں
کبیرا	کبیرا	.	.	.	کبیرا	کبیرا	-	کبیرا
کتا	کتا، کھتا	کہتا	کھتا	کتا	کتا کہتا	کتا	کتا	کہتا کھتا
کلیجا	کلیجا	.	.	کلیجا	کلیجہ	کلیجا	کلیجا	کلیجا
کوا کووا	کوا، کوا	کوا، کوا	کوا کووا کوا	کوا	کوا کووا	کوا	-	کوا
کہانا	کھانا	کہانا	کھانا کھنا	کھانا کھنا	کہانا	کہانا	کہانا	کھانا
کہڑا	کھڑا	کہڑا	کھڑا	کہڑا	کہڑا	کہڑا	کہڑا	کہڑا کھڑا
کہانس	کھانس	کیاس کہانس	کھیانس	کہانس	کیانس	کہانس	کہانس	کہانس
				"گ"				
گلا	کلہ، گلہ	گلہ	گلا	گلا	گلا	گلا	گلا	گلا
گناہ گنہ	گناہ	گناہ گنہ	گناہ گنہ	گناہ گنہ	گناہ گنہ	گناہ گنہ	گناہ گنہ	گناہ گنہ
گوشا	گوشہ	گوشہ	گوشا	گوشہ	گوشہ	گوشہ	گوشہ	گوشہ
گہٹ	گھونٹ	کہونٹ	کھٹ، کھوٹ	کہونٹہ	کہٹ	کہوٹ	کہٹ گھونٹ	کہٹ
گہیو	گھیو	.	.	.	گہیو	گہی	گہیو، گہی	گہی
لاک لاکہہ	لاک لاکہہ لاکھ	لاک	لاک لاکہہ	لاک، لاکہ	لاکہہ لاکہہ لاکہہ	لاک، لاکہہ	لاکہ، لاکہیہ	لاک، لاکہہ
لالہ	لالہ	لالہ	.	لالہ	لالا، لالہ	لالا، لالہ	لالا	لالہ
لہوا	لھوا	لہوا	لہوا لھوا	لہوا	لہوا	لہوا	لہوا	لہوا
				"م"				
ماٹی	ماٹی	ماٹی	ماٹی	ماٹی	ماٹی	ماٹی	ماٹی	ماٹی

۱۰۷۳ھ	۱۱۰۷ھ	اول بار ہوئیں صدی	۱۱۹۳ھ	۱۱۹۶ھ	مابعد بار ہوئیں صدی	مابعد بار ہوئیں	۱۲۷۵ھ	۱۲۹۵ھ
ماں	ما، ماں	ما، ماں	ما، ماں	ماں	ما، ماؤں	ما، ماؤں	ماں	ماں
مذا	مزا	مضا	مضا	مذا، مزا	مذا	مزا	مذا	مزا
مچلی	مچھلی	مچلی، مچلی	مچھلی	مچی	مچھلی	مچھلی	مچھلی	مچھلی
مستعید	مستعید	مستعید مستعید	مستعید مستعید	مستعید مستعید	مستعید	مستعید مستعید	مستعید مستعید	مستعید
مسجد	مسید مسجد	مسجد	مسجد	مسید	مسجد	مسجد	مسجد	مسجد
مشاط	مشاط	.	.	.	مشاط	مشاط	مشاطا	مشاط
معما	معما	معما	معما	معما	معما	.	معما	معما
معنا، مانا	معنا، مانا	معنا، مانا معنی	معنا	معنا، مانا	معنا، مانا	معنا، معنی	معنا	معنا مانا معنی
ملاحظہ	ملازا	ملازہ	ملمازا ملاخطا	ملازا ملاخط	ملاحظ	ملاحظ	ملاحظ	ملاحظ
منا	منا، منع	منا، منا منع	منا، منا منع	منا	منا، منع	منا، منع	منا، منع	منا، منع
موں	موں	مؤموں	مؤموں	موں	موں، مؤہنہ	مؤموں	موں	موں، مؤہنہ
مہرواں	مہربان مہرواں	مہربان، مہربان	مہربان مہرواں	مہرواں	مہربان مہرواں	مہرواں	مہربان مہرواں	مہربان، مہرواں
میٹھا	میٹھا	میٹھا میٹھا	میٹھا	میٹھا	میٹھا	میٹھا	میٹھا	میٹھا
ن				ن				
ناؤ، نانو	ناؤ نانو	نانؤ، نانو	نانو، نونو	نانوں	ناؤں، ناؤ	ناؤں، ناؤ	ناؤں	ناؤں، نام
نانوں نانو		نام	نانو، نام	ناؤں، نام	نام	نام		
نظارہ	نظارا	نظارہ	.	نظارہ	نظارا	نظارہ	نظارا	نظارہ
نقط	نقط	.	.	نقط	.	نقط	نقط	نقط
نہنا	نہنا	نہنا نہنا	نہنا	نہنا	نہنا	نہنا	نہنا	نہنا نہنا

۱۰۷۳ھ	۱۱۰۷ھ	اویل یا رہویں صدی	۱۱۹۳ھ	۱۱۹۶ھ	مابعد بارہویں	مابعد بارہویں صدی	۱۲۷۵ھ	۱۲۹۵ھ
واسط	واسطا واسط	واسط	واسطا واسط	واسطا	واسطہ	واسطا واسط	واسط	واسط
واقعہ واقعہ	واقا واخا	واخا واخا	واقعہ	واخا	واقہ واقعہ	واخا واقا	واقہ واقعہ	واقعہ
واں وہاں	وہاں وہاں	وہاں وہاں	واں واں	واں وہاں	واں وہاں	واں وہاں	.	واں وہاں
			وہاں					
وسیلا	وسیلا	وسیلہ	وسلا	وسلا	وسیلہ	وسیلہ	وسیلا	وسلا وسیلہ
.	وضا وضع	وضا وزا	وضا	وضا وضع	وضا ضا	وضا وضع	وضا	وضع
		وضع						
وو	وو	وو و	وو او	وو	وو وہ	وو	وو او	وو وہ
				۷				
ہات	ہات ہاات	ہات	.	ہات	ہات	ہات	ہات	ہات ہاتہ
ہتی	ہتی	ہتی ہتی	ہتی ہاتی	ہتی	ہتی	ہتی باقی	.	باقی

سب رس کے ان مختلف نسخوں کے املے کا یہ تقابلی مطالعہ ظاہر ہے کہ املا کے ارتقا پر کوئی خاص روشنی نہیں ڈال سکتا۔ کیونکہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ۱۱۰۷ھ کا نسخہ ۱۰۷۳ھ کے نسخے سے بھی قدیم

نسخے کی نقل ہے اور مابعد بارہویں صدی کے نسخوں کے کاتبین کے پیش نظر قریب تر دور کے نسخے ہیں جب کہ ۱۲۷۵ھ اور ۱۲۹۵ نسخوں کا مطالعہ اور زیادہ الجھنیں پیدا کرتا ہے۔

نحوی مُطالعہ

نحوی نقطۂ نظر سے سب رس کا مطالعہ کیا جائے تو مفرد و مرکب دونوں قسم کے جملے ملتے ہیں۔ **مفرد جملے**

۱۔ غیر من میں نے کاڑی بیر

۲۔ فرہاد کوہ میں آہ بھرتا ہے۔

مرکب مطلق جملے :۔

(وصلی)

۱۔ جس کا نانوں خدا ہے، دو سب سوں ملیا ہور سب سوں جدا ہے۔

۲۔ دل ہجراں کے کوٹ میں بدحال ہے ہور عقل بی شہر بدن کوں گیا ہے۔

(ترددی)

۱۔ یو تن کا وصال نہیں۔ یو دل کا وصال ہے۔

۲۔ دنیا کی بہشت بادشاہ کا کھرانہ کہ بادشاہ کے کھر میں آئے بی سر درد۔

(استدراکی)

۱۔ دل پر کیا آفت کیا زلزلا ہے بلکہ قیامت گزرتا ہے۔

۲۔ خدائے تعالیٰ کون قیامت کے دن دیکھیں گے وے حیران ہوئیں گے کہ نہ سکیں گے۔

(سببی)

۱۔ نوی تقطع بیتیا کہ انگے کے آن ہارے ہمیں بی کچھ تھے کہ سمجھیں۔

۲۔ اُنے ہمنا اس خاطر پیدا کیا کہ اسے سمجھیں اسے یاد کریں اس کے ہوویں۔

مرکب ملتف جملے :۔

۱۔ زلف کہی غم نکو کر۔ (کہ محذوف)
۲۔ نظر پوچھیا کہ تمہیں کون ہیں۔
۳۔ میں سنی ہوں کہ بھوت دسیتاں بچھڑیا تھا سو ملیا ہے تیرا بھائی

(وصفی)

۱۔ جکوئی مرد، میں جیو کوں عزت پر وارے ہیں۔
۲۔ جو کوئی پُرستر عورت کی ذات، اسے بھا نیچ ہے گی یو سواد کی بات

(شرطیہ)

۱۔ اگر۔ یو پانی مہر کی موج اُچاوے تل میں عالم کوں گلستاں کر دکھلاوئے۔
۲۔ خدا سوں محظوظ ہونے منگتا ہے تو خلوت دل ہے دل میں آنا۔

(زمانی)

۱۔ جس وقت توں وہاں تے بی قدم انگے رکھے گا اے یار، تجہ پر لئی لئی قصے گھڑیں گے اس ٹھار۔
۲۔ یو طرفہ وقت ہے کام بہوت سخت ہے۔

(مکانی)

۱۔ جدھر جدھر دل جاتا دل کے پیچھے تن بی آتا۔
۲۔ دل کوں ادھر کا بی عذاب ادھر کا بی عذاب۔

(طوری)

۱۔ عقل میں کا کلوت۔ جو دودھ میں چھاچ جوں پاچ میں کاچ۔

(جملہ خبریہ)

عقل گئی جنگلے جنگل، عقل کوں وقت آیا کبل۔
۱۔ سبحان اللہ کام پایا سر انجام
۲۔ ہوا اب تیرے من کا بھایا۔

سب رس کے لسانی مطالعہ کے سلسلے میں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ زبان بیان کے تعلق سے قدیم اُردو کی دو اہم تصانیف کلمتہ الحقایق و کلمتہ الاسرار اور سب رس کا تقابلی مطالعہ پیش کیا جائے۔ تاکہ نثر کے ارتقائی سب رس کے مقام اور اہمیت کا ٹھیک ٹھیک اندازہ ہو سکے۔ اس ضمن میں پہلے تینوں کتابوں کے اقتباسات پیش کیے جائیں گے کلمتہ الحقاق کی زبان ناہموار ہے۔ کہیں عبارت بالکل صاف ہے کہیں فارسی آمیز اور کہیں صرف ایک یا دو جملے اردو کے ہیں اور ساری عبارت فارسی و عربی کی۔ اسلیے کلمتہ الحقائق کی عبارت کے تینوں نمونے پیش کیے جاتے ہیں۔

"اے عارف توں مخلوق ہے، تیرا تعلق و رہنا ایک جاگا سوں تعلق دھرتا ہے کہ توں بندۂ عاجز بے قدرت و خدائے تعالیٰ کوں یہ آرزو مندی نہیں کہ تو بے قدرت و خدائے تعالیٰ کوں یہ آرزو مندی نہیں کہ تو بے قدرت و خدائے تعالیٰ باقدرت اپس سوں اپے تھا" (کلمتہ الحقاق)

"اے عارف سبب کیا خوب دیکھین ہا راہ ئو عقل تو توں نہیں ہے کہ توں نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم بر سر تو عقل بار گیرد اور الٰہی باشد۔ (کلمتہ الحقائق)

بر قلوب المومنین اگر اس نفس رحمان کے بھاوتے میں پڑتے ہیں جناں باشد کہ خدا کے بھاوتے میں پڑتیا کہ نفس الرحمان بر دل آدمی ہمچوں نائب است نیک و بد و کس را نہ گوید"

(کلمتہ الحقائق)

مرید نے پوچھا مرشد کامل سوں اے مرشد رہنما دائے صاحب زمان کلمہ کا معنا کیا ہے سو یو لو ہور مہربانگی کر کے یہ رمز مجہ پر کھو تب مرشد نے فرمائے کہ کلمہ کا ظاہر کا معنا یو ہے کہ نہیں کوئی معبود بر حق

مگر اللہ ہے ہور محمدؐ بھیجے گئے اللہ کے ہمیں اس
معنے کون برحق کر جاننا ہور اللہ کون ایک کر ماننا
تب ظاہر کا مسلمان ہوئے"۔

(کلمتہ الاسرار)

"آب حیات کہتے سو وو آب حیات مردکے موں کا
پانی جو نگن یو پانی تو نگن مردکی زندگانی اس پانی
کی خاطر لوکاں مرتے کیا کیا مشقت جو نیں سو کرتے۔ ؎

یو سکندر کو نیں ملیا یک جام
زور ہور زر سوں نیں ہوتا یو کام
جوں حافظ طبیعت کا متا یو کہتا۔

سکندر را نمی بخشند آبے
بزور و زر میسر نیست ایں کار

یو پانی روشنائی میں ہے ظلمات میں نیں یو پانی
خدا دیوے کسی کے ہات میں نیں۔ یو پانی ہوئے تو
حیات خوب۔ یو پانی ہوئے تو سب بات خوب۔
یو پانی کے ملنے، پانی رکھیا سو جانے۔

کلمتہ الحقائق، کلمتہ الاسرار اور سب رس میں مختلف مسائل کو مثالوں کے ذریعہ واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کلمتہ الحقائق کا اندازِ بیان گنجلک اور زبان خام ہونے کی وجہ سے مافی الضمیر کو سمجھنے میں کسی قدر دشواری ہوتی ہے۔ کلمتہ الاسرار میں مثالیں اس قدر برجستہ اور صاف ہیں کہ قاری بغیر کسی دشواری کے بات کی تہ تک پہنچ جاتا ہے لیکن سب رس

کو ان دونوں تصانیف پر اس طرح فوقیت حاصل ہے کہ مثالیں تشبیہیں و ضرب الامثال برموقع اور موزوں ہونے کے علاوہ انداز بیان کا حُسن بھی قائم رہتا ہے۔

یہ صورتاں وہاں تھے بارہیں ولیکن وہ کیسی صورت
جیسا نھوے جوں کی بیج میں پھل و پھول کانٹے سب
کچ تھے ہوا ولیکن بیج اس ہوتے ایسا نھوے اس
چیزوں تھے بیروپ وکراوپ بیج کا تو پھول تھے
اور نہیں وسب روپ تو اسی کا ولیکن بیج سوں پھول
اور پھول سوں بیج اسی خاطر بے شبہ وبے نمونہ
جز انسان اور صورت نہیں کہ انسان کا صورت
خدا کے لطف تے ہوا ہے"

(کلمتہ الحقائق)

"کلمہ کا باطن کا معنا ہور ہے۔ جب تلک اس باطنی کون نہیں بجھا۔ تب تلک باطن میں مسلمان نہیں ہوا مثال اوس کا یو ہے کہ سورج کی دھوپ دیکھ کر معلوم کیا کہ سورج ہے تب دھوپ نکلی ہے اگر سورج نہ ہوتا تو دھوپ نا نکلتی ولیکن سورج کو دیکھیا نہیں یو محمدؐ صاحب کے معجزے دیکھ کر معلوم کیا کہ اللہ ہے تب محمدؐ صاحب کے معجزے ظاہر ہوئے ہیں لیکن اللہ نا ہوتا تو محمدؐ صاحب کون بھیجتا ہور محمدؐ صاحب کے معجزے کہاں سے

پیدا ہوتے۔"

(کلمتہ الاسرار)

"انسان کے دل میں جو خطرا آکر دونی پاڑتا ہے
دو خطرا اگر دور کرے تو تمام اپس کوں تو رکرے
ذات کوں انپڑے، بات کوں انپڑے کل
کائنات کوں انپڑے بندا بندگی تے جدا ہوئے
اپیچ خدا ہوئے۔ اول دود بیچ تھا دود کا دہیں ہوا
دہیں کا چھاچ ہوا تمام۔ چھاچ میں مشقت کرتے
کرتے کچہ نکلیا اسے مسکا رکھے نام مسکا آگ کی
آنچہ کھایا، ہور صورت پایا۔ گھیو کہوایا۔ دود
اپس کوں گنوایا بندا یو نچہ اپس کوں گنوائے تو
خدا کہوائے۔ اگر خدا ہیں فنا ہونے منگتا ہے تو توں
اتنا جان، اپے نا اچھتا میانے میاں آخر دود بیچ
جموے تو دہیں ہوتا ہے۔ دود بیچ چھاچ مسکا گھیو
ہو کر کام کیں کا کیں ہوتا ہے۔"

(سب رس)

ذیل میں نحوی ترکیب کے نقطہ نظر سے کلمتہ الحقائق۔ کلمتہ الاسرار اور سب رس کا تجزیہ پیش کیا جاتا ہے۔

مفرد جملے

۱۔ اے عارف بھی پر ظلمات و غفلت میں پڑیا۔ (کلمتہ الحقائق)

۲۔ میں دیکھین ہارا۔ (کلمتہ الحقائق)

۱۔ مرشد نے فرمائے۔ (کلمتہ الاسرار)

۲۔ بڑی مچھلی نے تعجب کرکے سُنی (〃 〃)

۱۔ میں بولیا نشان (سب رس)

۲۔ غیر کا اتریا روس (〃 〃)

مرکب مطلق جملے

(وصلی)

۱۔ قدرت خدا کی فہم میں آتا و نظر میں نہیں دستا۔ (کلمتہ الحقائق)

۲۔ میرا رہن کہاں بتاؤ اور کہاں سماؤ۔ (کلمتہ الحقائق)

۳۔ کہا یہ سکت تیری ہے کیا ہے توں کرے سو ہونہارا ہے۔ (حرفِ عطف محذوف)
(کلمتہ الحقائق)

۱۔ کلمہ کا باطنی معنی بولو ہور یہ نکتہ مجھہ پر بیگی سو کھولو۔ (کلمتہ الاسرار)

۲۔ یوسب عالم کہاں سوآیا تھا ہور کہاں جاکے گم ہوگیا (〃 〃)

۱۔ جو کوئی یو کلام سُنے گا پڑے گا ہور ناتحہ نہ پڑے گا دو بے خبر خام ہے۔ (سب رس)

۲۔ دل کوں عاشق کامل کوں اس واصل کامل کوں وہاں تے میرے حضور لیا ہور۔
اس کے پانوں میں کا بندکا ڑ کر اس رقیب بے نصیب کے پانوں میں بھا۔ (سب رس)

(تزیدی)

۱۔ توتوں شاید تو رہا نہ کی عقل۔ (کلمتہ الحقائق)

۲۔ لامکاں قدرت پر تھے دل سوں اتپڑتا ہے نہ کی صورت و شکل

(کلمتہ الحقائق)

۱- ہمنا کوں کیچ لیو پانی میں وگر نہ ہمیں کر پڑا کر مرتیاں ہیں۔ (کلمتہ الاسرار)

۲- یو رسول ہور ہر کارہ نیں یو سکندر ریچ ہے۔ (کلمتہ الاسرار)

۱- بُرا فعل منا ہے نہ کہ شراب۔ (سب رس)

۲- شراب کوں آپے پینا نہ یوں اچھنا کہ شراب آپ کوں پیوے۔ (سب رس)

(استدراکی)

۱- ایسے قدرت خدا کی فہم میں آتا و نظر میں نہیں دستا۔ (کلمتہ الحقائق)

۲- علم الیقین میں آتا اما عین الیقین میں دستا نہیں۔ (〃 〃)

۱- اتنا معلوم کیا و لیکن خدا کوں نیں دیکھیا۔ (کلمتہ الاسرار)

۲- اپنے جیو مول کو نا دیکھنا ہور مکان میں رہتے بستے اس مکان کو نا جاننا بڑی بے وقوفی، ہور احمقی ہور نادانی ہے۔ بلکہ جو کوئی اپنے جیو مول کوں نا پچھانے تو اس پر کھانا پینا حرام ہے۔ (کلمتہ الاسرار)

۱- یہاں ایک بات ہے، بلکہ بات میں بات ہے۔ (سب رس)

۲- آدم زاد کوں دینا مطلوب ہے و لے بے منت آئے تو بہت خوب ہے۔ (سب رس)

(سببی)

اس صفا تھے ہوا کیا، و ہوا تھے باؤ کیا، و باؤ تھے آگ کیا۔ و آگ تھے پانی کیا و پانی تھے خاک کیا کہ جز ہوا باؤ کوں جاگا نہیں و جز باؤ آگ کوں پرورش نہیں و جز گرمی پانی کوں جوش اظہاری نیں و جز پانی زمین کوں وجود نیں۔

(کلمتہ الحقائق)

۱- پانی ہمنا کوں دکھلا کس واسطے کہ لوکاں کہتے ہیں کہ پانی مچھلیاں کا ٹھا و ٹھکان۔

(کلمتہ الاسرار)

۱۔ کھڑی میں آئے گی پون واری کہ وہ ہے پریاں میں کی رہن ہاری۔ (سب رس)

۲۔ ہر رنج کون راحت ہے کیا واسطہ کہ یو عشق ہے۔ (سب رس)

مرکب ملتف جملے

(اسمی)

۱۔ دیکھ، تجہ میں اور اس میں کچہ تفاوت ہے یا نہیں (کہ محذوف کلمتہ الحقائق)

۲۔ اے عارف نہ فکر کر دیکھتا کہ یہ کل شاہدی کس تھے یار ہوئی (کلمتہ الحقائق)

۱۔ نوشا آنے سب حقیقت سن کر بولی ہور کہی یوں پیغام کس کا پہنچاتا ہے (کلمتہ الاسرار)

۱۔ رزق نے کہا کہ یہاں توں کیوں آیا۔ (سب رس)

۲۔ نظر بوچھیا کہ تمہیں کون ہیں۔ (" ")

(وصفی)

اجیچ کچ یاد سر ہوتا ہے سب جاگا میں وہی عارف الوجود غواص کر نہار توں اس غفلت کا شاہو۔ (کلمتہ الحقائق)

جو کوئی اس رسالہ کوں صدق دل سوں پڑے گا یا سینگا ہور اس کے معنے یاد کرے گا تو اسی وقت وصل کوں پہنچے گا۔ (کلمتہ الاسرار)

۱۔ جو کوئی صاحب فن اچھے گا اسے یہ سخن اثر کرے گا۔ (سب رس)

توں جو موتی سٹیا یو چنیا توں جو بولیا سو میں سنیا۔ (" ")

کلمتہ الحقائق، کلمتہ الاسرار اور سب رس کے اس لسانی تجزیہ کی روشنی میں نثر کے ارتقا کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ سرمایہ الفاظ کی کمی کی بنا، پر کلمتہ الحقائق کے مصنف کو بار بار فارسی اور عربی کا سہارا لینا پڑا ہے۔ جس کی وجہ سے بعض جگہ تو عبارت بالکل ہی مبہم اور غیر واضح ہو گئی ہے۔ اکثر مقامات پر حضرت برہان الدین جانم رح

نے اپنی شعری تصنیف ارشاد نامہ کے اشعار کو نثری جامہ پہنا دیا ہے ایسے مقامات پر عبارت مقفیٰ ہو گئی ہے۔ مشکل مسائل کی تشریح کے لئے اکثر مثالیں اور تشبیہیں بھی استعمال کی گئی ہیں۔ مفرد و مرکب جملوں کی کم و بیش تمام قسمیں کلمتہ الحقائق میں موجود ہیں۔ لیکن اس کے باوجود مصنف کے مافی الضمیر تک پہنچنے کے لئے کافی غور کرنا پڑتا ہے۔ چناں چہ کلمتہ الحقائق کی زبان کے متعلق ڈاکٹر حسینی شاہد کی رائے بالکل درست ہے کہ :

"جانم کے ہاں جملوں کی جس قدر شکلیں ملتی ہیں ان کی صورت یہ ہے کہ کچھ جملے تو اپنی مخصوص نحوی ترکیب کے اعتبار سے درست ہوتے ہیں لیکن بیشتر جملے مخصوص نحوی ترکیب تو رکھتے ہیں لیکن اس قدر اکھڑے اکھڑے ہوتے ہیں کہ ان کی نحوی ترکیب کی چگونی کو سمجھنے کے لئے غور کرنا پڑتا ہے۔"[1]

کلمتہ الحقائق کے مقابلہ میں کلمتہ الاسرار کی زبان زیادہ صاف ہے طرز بیان بھی سلیس ہے برمحل مثالوں اور تشبیہوں کے ذریعے عبارت میں حسن پیدا کیا گیا ہے مناسب کہاوتوں اور قصوں کے ذریعہ مافی الضمیر پوری طرح واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ عربی، فارسی کا غیر ضروری استعمال بھی نظر نہیں آتا جس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت تک زبان کے ذخیرے میں خاطر خواہ اضافہ ہو چکا تھا۔ اسلوب پر ہندی یا فارسی کی چھاپ کے بجائے مصنف کا اپنا انفرادی آہنگ چھایا ہوا ہے۔ لیکن سب سے جو کم و بیش اسی زمانے کی تصنیف ہے زبان اور اسلوب کے لحاظ سے کلمتہ اسرار سے

---

[1] سید شاہ امین الدین علی اعلیٰ حیات اور کارنامے۔ ص ۵۳۶

بھی آگے نظر آتی ہے۔ سب رس کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ مصنف کے پاس الفاظ کا ذخیرہ اسقدر موجود ہے کہ ایک ہی بات کو کئی طریقے سے واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تصوف کے دقیق مسائل کی تشریح کے لئے مانوس عربی و فارسی اصطلاحیں استعمال کی گئی ہیں۔ تشریح کا انداز اس قدر دلکش ہے کہ نہ صرف قاری بات کی تہہ تک بلا تکلف پہنچ جاتا ہے۔ بلکہ انداز بیان کا سحر بھی ذہن پر چھا جاتا ہے اردو فارسی اور ہندی الفاظ کو شیر و شکر کر کے نئی نئی ترکیبیں بنانے کے فن سے بھی وجہی خوب واقف تھا اور اپنے اس فن کا اس نے سب رس میں بھرپور مظاہرہ کیا ہے چناں چہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ کیا بہ لحاظ زبان اور کیا بہ لحاظ اسلوب گیارہوں صدی ہجری تک اردو نثر اس مقام پر پہنچ چکی تھی کہ اس میں سب رس جیسا شاہکار سرانجام ہو سکے۔

سب رس کا متن

(۱)

تمام مصحف کا معنا الحمد للہ میں ہے مستقیم، ہور تمام الحمد للہ کا معنا بسم اللہ میں ہے قدیم، ہور تمام بسم اللہ کا معنا بسم اللہ[۱] کے نقطے میں رکھیا ہے کریم۔ سمج دیکھ خاطر لیا اتال، حدیث بی یوں[۲] آئی ہے کہ اَلعِلمُ نُقطَۃٌ وکثّرھَا جُھَالٌ[۱] یعنی علم ایک نقطہ ہے جاہلاں نے اسے بڈھائے، جہالت کوں اس حد لگن[۳] لیائے۔ ہور فارسی کے دانشمنداں، جنوں سمجھتے ہیں باتاں کے بنداں۔ انو کوں یوں بھایا ہے، انو میں بی یوں آیا ہے۔ اگر در خانہ کس است[۴]، ایک حرف بس است[۲]، ہور گوالیر کے چاتراں، گن کے گراں انو بی بات کوں کھولے ہیں یوں بولے ہیں کہ

پوتی تھی سو کھوٹی بھئی پنڈت بھیا نہ کوئے
ایک ہی اچھر پریم کا پڑھے سو پنڈت ہوئے[۳] (۵)

---

[۱] علم ایک نکتہ ہے اور نادانوں نے اس کو کئی (نکتے) کر دیئے ہیں

[۲] اگر گھر میں کوئی ہو تو ایک آواز ہی کافی ہے۔ (امثال وحکم حصہ اوّل صفحہ ۲۳۳ از علی اکبر دھخدا میں یہ عبارت اس طرح ہے "در خانہ اگر کس است یک حرف بس است")

[۳] کبیر گرنتھاولی" مرتبہ ڈاکٹر شیام سندر میں یہ دوہا اس طرح ہے

पोथी पढि पढि जग मुवा पंडित भया न कोइ
ढाई कै अक्षर पीव का पढै सु पंडित होइ

"کبیر بانی" مرتبہ سردار جعفری و ملک راج آنند میں یہ دوہا اس طرح پیش کیا گیا ہے۔

پوتھی پڑھ پڑھ جگ موا، پنڈت بھیا نہ کوئے
ڈھائی اچھر پریم کے پڑھے سو پنڈت ہوئے (صفحہ ۵۸)

مرتب سردار جعفری کا خیال ہے "اس میں دلچسپ نکتہ یہ ہے کہ دیوگری میں جب پریم لکھا جاتا ہے تو صرف ڈھائی حرف ہوتے ہیں"۔

حضرت شاہ علی جیو گام دھنی (متوفی ۹۷۳ھ) نے بھی اپنی تصنیف جواہر اسرار اللہ میں یہ دوہا استعمال کیا ہے مگر کچھ فرق کیساتھ

بھت سیانی بدہ مویے پنڈت ہوا نکوئے (در عقدہ نکتہ پنجم، نسخہ مملوکہ اکبر الدین صدیقی
ایکے اکھر پریم کا پڑھے سو پنڈت ہوئے سابق ریڈر اردو جامعہ عثمانیہ)

(۲)

قدرت[۱] کا دھنی سہی، جو کچھ کرتا سو سب وہی خدا بڑا خدا کی صفت کرنے[۲] کوی کیتک، وحدہٗ لاشریک۔ ماں نہ باپ، آپیں آپ پروردگار، سنسار کا سرجنہار۔ جیتا جو کوی قدرت دھرتا، صفت اس کی اپنے پرتے[۳] کرتا۔ وو بے حد، اس کی صفت کوں کاں ہے

حدُ اَحَدْ صَمَدْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ۔ بیت

کسے ہے حد جو خدا کی صفت کی حد پاوے
ہر ایک بال کوں گر سو ہزار جیب آوے

جس کا ناؤں خدا ہے، وو سب سوں ملیا ہوا[۴] سب سوں جدا ہے۔ کوی کیوں[۵] اسے کہے کہ یوں ہے، خدا ہے جیون کیئں گے تیوں ہے۔ کون سمج سکتا خدا کی گت، ایک آپے[۶] لاکھ صفت۔ ہزار اور ایک اس کا ناؤں، اس کی معرفت ٹھاویں ٹھاوں۔ بیت

جہاں جو کچھ ہے وہاں سب (ہے ظہور اس کا)
ہر ایک شئے منے دیتا ہے جلوہ نور اس کا (۷)

خدا قادر، خدا ناظر، خدا سکتا، جسے جوں منگتا اسے ووں رکھتا۔ سات زمین سات آسمان میں اس[۸] کا کھیل، جو کچھ وہ کرے سو ہوے، اس کے حکم کوں کون سکے ٹھیل۔ آپیں آپ جل جلال، دم مارنے یاں کسے نیں مجال۔ بیت

(اس ٹہار پر کسے ہے نظر جو نظر سٹے) (۱۰)
گر جبریل ہو آوے تو بی یہاں بال و پر سٹے (۱۱)

عجب[۱۲] عجب اس کے کام، (اس کے[۱۳] کام انسان کیا کر سکے نام) پیدا کیا زمین، پیدا کیا آسمان سب دانایاں، سب دانش منداں حیراں۔ کیا ولی کیا نبی، سجدا کیے اس ٹہار سب ہی قادر قدرت کا دھنی، غنی مستغنی ہوتا سب خدا کا بھاتا، ہو کنے میں ہو جاتا۔ یاں چراں نہ چوں (جیوں[۱۴] عربی میں کتا ہے۔ کُنْ فَیَکُوْنُ)

---

[۱] ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے۔

(۳)

بیت۔ دھنی جو دھرتی دھریا، موریٰ دھرے سو ہوئے

کس کے کرنے تے کیا ہوئے خدا کرے سو ہوئے (۱)

عاشق کون عشق، معشوق کوں حسن دیا، ان دونو میں اپنا بھید پرکٹ کیا۔ ایکس کوں کیا پُرس، ایکس کوں کیا ناری۔ ایکس کوں کیا پیارا، ایکس کوں کیا پیاری۔ نہ یو اسے دیکھا نہ وو اسے جانے، ایکس کوں دیک ایک ہوتے دیوانے دو دل ایک ہوتیں (۲) جھوٹ تے، سراں تے گزرتے جیوں پر اٹھتے۔ سر جیا یوں گنج (۳) سر جنہار، کریم رحیم قہر (۴) واں کرتار۔ بیت

یو خاصیت ہے عشق کی یاں کوی کیا کرے۔ (۵)

بیگانے کوں یوں عشق بلا آشنا کرے (۶)

بہوت لطافت سوں پیدا کیا حسن، عشق میں رکھیا اپنے خاص (۷) گن چُن چُن۔ شان نہ گمان، جان (۸) نہ پہچان، ایکس کوں دیک ایکس پر ایک حیران پریشان سرگردان۔ دیکھے نہ دکھلائے ایکس (۹) کوں ایک بھائے دل سوں دل پران سوں، جانو قدیم آشنا جانو قدیم جان پہچان۔ ایکس (۱۰) کے خاطر ایک ترستے تپتے، ایکس کے خاطر ایک تلملتے جپتے۔ بیت

دوڑیا ہے عشق جس پہ لھوا کھینچ ناندکر (۱۱)

ایکس کے ہات ایکس کوں دیا ہات باندکر۔

سکے ماں باپ (۱۲) سوں ہوتے بیزار، جس یار سوں جیو لگیا اس یار سوں اختیار۔ ماں باپ پال پال جنم کھوتے، یو سو آخر کس (۱۳) کے ہوتے۔ جیو لگیا (۱۴) ادھر، بیچارے ماں باپ اتال کدھر۔ ماں باپ کوں سمجھتے جیوں خیال جیوں (۱۵) خواب، بھائی، تو بچارا کس میں حساب۔ انوں نے اپنا نفا کھینچے، ماں باپ اپنی خاطر کوں جفا کھینچے عشق نے یو کھیل (۱۶) کھیلا ٹھاریں ٹھار، اس کھیل کوں نادکہ نہ دیکھے (۱۷) نا ہانک نا پکار۔ ہر ایکس (۱۸) کوں ہر ایکس سوں قول قرار، سب آپس میں آپ یار

(۴)

پیارو دل بھتر موں پر[۱] ٹوکاں کا ڈر۔ ایسے پیارکوں کون سبال[۲] رکھتا' دل بھیتر کون کسے منا کر سکتا اپنے دل میں ہر گیس کوں ہے بادشاہی' وہاں دسریکی نیں پھرتی دراہی[۳]۔

پاوے بقا جو عشق میں آپس فنا کرے (۴)

یو ٹھار نیں ہے دوجو کسے کوی منا کرے

عشق ہم باطن ہم ظاہر' عشق سب جا گا حاضر۔ عشق[۵] بادشاہ عشق کوں کس کا ڈر' عشق ہم مست ہم ہشیار۔ ہم بے خبر' ہم باخبر۔ عشق سلطان چھتر اس کا رسوائی' عشق کا تخت استغنائی' عشق کا حشم بے پروائی' عشق لاابالی' عشق سب ٹھار بھریا ہے عشق کیں نیں خالی۔

عشق ہرگز کسے جدا نہ دھرے عشق دو کو ملا کے ایک کرے

عشق سر مست لاابالی ہے عشق آپ بھاوتا خیالی ہے (۶)

ایک عشق اسکے ایتے رنگاں' ایتیاں صورتاں ایک آپے اپنیاں' ایتیاں مورتاں عشق دو کے دلاں میں سٹیا غلبلا' دونوں کے دلاں میں عشق کی بلا عشق ہے سو[۷] حسن دو ستا خوب' عشق ہے تو نظر تلیں محبوب عشق ہے تو ہر ایک کام کا لگتا دھندا۔ عشق ہے تو کوی صاحب ہوتا[۸] کوی بندا عشق کدھیں عاقل کدھیں دیوانہ ہوتا' کدھیں ہنستا کدھیں ہنس ہنس روتا۔ بیت

عشق ساندی ہے عشق سری' ہچہ

کدھیں کچہ ہے کدھیں سو کچہ کا کچہ

اپس سوں آپے لگا لیا' کسے کیا[۹] ہے کنے کیا کیا۔ آپے کیا اسے کیا علاج' جیسا پڑے ویسا سوسے باج۔ اِدھر بی آپے' اُدھر بی آپے' آپے ترستے آپے تپتے۔ آپے اپسکوں دیکھے دکھلاوے' آپے اپستے آپس کوں چھپاوے۔ اپس کنے کرے اپنی فریاد' آپے دیوے اپنی داد۔ دین دنیا کوں دیا عشق نے آرائش' پیدا کر نہادے نے یوں کیا پیدائش[۱۰]۔

(۵)

بیت۔ سب میں وہ ہے تو دل ہے سب کا شاد
سب میں وو ہے تو سب میں یو ہے سودا (۱)

عشق میں آپ ہے تو اس میں ہیں ایتے چالے عشق میں آپے ہے تو اس میں ہیں یو مستی یو خوشی یو الالے۔ عشق (۲) میں آپے ہے تو اس میں ہے کمال، عشق میں آپے ہے تو عاشق کو نیں زوال۔ عشق میں آپے ہے تو اسے سب ٹھار۔ گذر عشق میں آپے (۳) ہے تو اسے سب جاگا کی خبر بے نہایت ریل چھیل ایک کھیلتا ایتے کھیل باٹاں بہوت ولے ٹھار ایک کھیلاں بہوت ولے کھیلنہار ایک عشق کی صورت کیسی ہے کر کیوں کہا جاتا، مانا بیچو بیچگونی پر آتا عشق خدا کی ذات ہے چھپا رہتا، جو کوی یو پات (۴) پایا یا وو آخر یو نچہ کہتا۔ یہاں جسم کوں دیکھنا مشکل ہے، جاں کوں کیوں دیکھا جاتا۔ تخت (۵) کوں دیکھنے نہ پاوے، سلطان کیوں دیکھا جاتا۔ جسم ہور جان کا ایک معنا ولے اتنا ہے جو بات ٹک سمجھی جاتا۔ عشق (۶) خدا (۷) کچھ جدا نہیچ، بات جدا پن بھید وہیچ عشق ہوتا ہے جہاں تمام، وہانچہ خدا ہے بلکہ دوچہ خدا ہے والسلام

واصلاں نے بولے ہیں اِذَا تَمَّ الْعِشْقُ فَهُوَ اللّٰهُ [۱] رُباعی

دیتا ہے نفا یہ رہتا ہے جس لے لگ (۸) دو میں تے اسے جان نہ دے ترسے لگ
گو پیو سو مل پیو چہ ہونے منگتا ہے تو یاد کر اس پیو کوں اپس بسرے لگ

"در نعت محمد مصطفیٰ و چہار یار و منقبت علی مرتضیٰ" (۹)

ابا بکر صدیق رض صادق ہیں خاص کیے خارجیاں کوں شریعت میں راس
عمر رض جب نبی کی امت میں ہوئے یہودی عرب نے جو تھے سر نوے
جمع کر جو عثمان رض قرآن کوں شرم کا دیے زور ایمان کوں

---

[۱] جب عشق درجہ کمال کو پہنچے تو وہی اللہ ہے

(۶)

ٹوٹیا کفر علیؓ ہت یے ذوالفقار خدا بعد محمدؐ بھی چاروں ہیں یار

عشق[۱۲] خدا کوں بھیدیا تو اپنا حبیب کر محمدؐ کوں پیدا کیا، عشق خدا کوں بھیدیا تو اس کی خاطر آسمان زمین ہویدا کیا۔ اگر محمدؐ نا ہوتا تو آسمان زمین نا ہوتا، اگر محمدؐ نا ہوتا تو ماہ و پروین نہ ہوتا، اگر محمدؐ نا ہوتا تو دین ہور دنیا نا ہوتا۔ صاحب طاھا و یٰسین صاحب الارحمۃ العالمین جس[۲] نور تے عالم نے پایا روشنی، لَولَاکَ مَاخَلَقتُ الْاَفلَاکَ[۱] کا دھنی۔ اول خدا ہے نبیؐ[۳] دوم سویم ہے ولی، یو تین ناؤں تھے مومن کے دل کوں تجلی۔ محمدؐ کوں جس رات ہوئی معراج، وہاں دُسرا نہ تھا کوئی علیؓ[۴] باج۔ گیان دھیان کے کام تمام محمدؐ[۵] تے لایا، جو کچھ محمدؐ[۶] نے پایا سو علیؓ کوں سمجھایا۔ یو سمج علیؓ کے تقسیم آیا[۷]، علیؓ خدا کوں بھایا، رسولِ[۸] خدا کوں بھایا۔ محمدؐ نبیؐ علیؓ ولی نبوت خدا کی پیشوائی ولایت محبوبی ہور استغنائی۔ نبوت کارسازی[۹]، ولایت بے نیازی۔ ولایت ہار گلے یار کا، نبوت دھندا گھر دار کا۔ ولایت آکر نبوت آئی، نبوت آئی تو کیا ولایت جاتی فرق دھندے کا[۱۰] ٹک میانے آتا، کسے کچھ سنپڑتا کوی کچھ پاتا۔ حضرت کہیں[۱۱] خدا شاہد، اَنَا وَعَلِیٌّ مِنْ نُوْرٍ وَاحِدٍ[۲]۔ تن سوں تن جیو سوں جیو دم سوں دم، نبوت محمدؐ پر ولایت علیؓ پر ختم۔ ابا بکرؓ عمرؓ ہور عثمانؓ جنوں کی نیکی جانتا سب جہان۔ حضورؐ[۱۲] کے یاراں ہیں، بزرگواراں ہیں۔ ایکس تے ایک سب بھلے جوں خدا رسولؐ فرمایا تھا یوں چلے لاف تین کیئے، خلاف نیں کیئے۔ حق پر چلنہارے ایسے اچھتے ہیں، خدا کے پیارے ایسے[۱۳] اچھتے ہیں۔ حضرتؐ کے یار جنوں سوں حضرتؐ کرتے تھے بچار، آخر بعد از حضرت بیٹھے حضرت کی ٹھار۔

---

[۱] (اے نبیؐ) اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔

[۲] میں اور علیؓ ایک نور سے ہیں۔

(۷)

ہر ایک حال خدا کوں یقین سوں جپنا (۱)

ولایت ہور نبوت یو قرب ہے اپنا

ولایت کی جاگا پر نبوت کی جاگہ[۲]، ایکس تے ایک خوب ایکس تے ایک خوب تر۔ خدا بہوت بڑا، سب ٹھار حاضر سب ٹھار کھڑا، سب میں اپنا نور بھریا، کسے کچہ کسے کچہ کسے سب کچہ کر دیا۔

"سبب تالیف کتاب و مدح بادشاہ"

سلطان عبداللہ ظل اللہ عالم پناہ، صاحب سپاہ، حقیقت آگاہ۔ دشمن پرور، ثانی سکندر۔ عاشق صاحب نظر، دل کے خطرے[۳] تے باخبر۔ صورت میں یوسف[۴] تے اگلے، آدم بیہوش ہوئے پتھر پگلے۔ حکمت میں افلاطون شاگرد، سخاوت میں حاتم کا کھولے برد، شجاعت میں رستم گرد، عالی ہمت غازی مرد شمشیر ہور ہمت کے صاحب، نیم دھرم ہور ست کے صاحب دارا در، فریدوں فر۔ کلیم بیان مسیحا دم مریخ صولت، زہرا عشرت، خورشید عالم صبا کے وقت بیٹھے تخت۔ لکایک غیب تے کچہ رمز[۵] پایا کر دل میں اپنے کچہ لیا کر۔ وجہی نادر من کون، دریا دل گوہر سخن کون۔ حضور بلائے، پان[۵] دیے، بہوت مان دیے ہور فرمائے کہ انسان نیچہ کے وجود بیچ میں کچھ عشق کا بیان کرنا، اپنا ناؤں عیاں کرنا[۶]، بادہ[۷] عشق کلینا۔ وجہی بہوگنی گن بہریا، ہم ہشیار دہریا[۸]۔ تسلیم کر کر سر پر بات دھریا، بہت[۹] بڑا کام اندیشیا، بہوت بڑی فکر کریا۔ بلند ہمتی کے بادل تھے دانش کے میدان میں گفتاراں برسایا قدرت کے اسراراں برسایا۔ بادشاہ کے فرمانے پر جنتیا، نوی تقطیع جتیا۔ کہ آنگے[۱۰] کے آن ہارے ہیں بھی کچھ تھے کر سمجھیں، ہارے ہمارے گن کون دیکھے سو ہمنا دیکھے۔ گنگا دیکھے سو جمنا دیکھے، ہمنا تے بھی آنگے تھے سو انو کا کچہ بھی تمیز کریں، ریاضت ہماری چیز کریں۔ عاشق کوں عاشق جانتا، عاشق کوں عاشق پہچانتا۔

(۸)

بیت۔ کبوتر با کبوتر باز با باز

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز (۱)

مورک آسودے دیوانے، نیں جلے سو جلے کی بات[۲] کیا جانے۔ جیوں تیوں اس دنیا میں کچہ یاد گار[۳] اچھے تو خوب ہے، یو جھاڑ ہے اس جھاڑ کوں کچہ بار اچھے تو خوب ہے اس دنیا میں رہے گی سو بات ہے، باقی دو دیس کا یو سورات[۴] ہے۔ جنے کچھ سمجھیا عاقبت لگن، انے اپنی جا گار کھیا اپنا گن، اس تے نیں رہیا گیا کچھ[۵] کھیا گیا۔ کہ شاید کدھیں کوی عاشق پڑ[۶] ہے، ٹک[۷] مستی چڑے، ٹک تلے، ٹک تر پڑے ہو رہے سمجھے کہ ان عاشق کامل نے کیا بو لیا ہے، کیسی کیسی جا گا پر کے کیسے کیسے بھیداں کھولیا ہے۔ ہم گلاب میں آبلوج کھولیا ہے، ہم مانک ہم موتی رولیا ہے۔ داد دیوے، امداد دیوے، مراد دیوے کیسے کچہ سنپڑے کچھ فیض انپڑے

وہی ہے صافی کہ جس صافی تے صفا کوی پاے

وہی ہے کام کہ جس کام تے نفا کوی پاے (۸)

(۹)

ایتا جد جو دھرتے ہیں، لوگاں باغ جو کرتے ہیں، سو ایسیچ خاطر کرتے ہیں کہ کوئی خوب چتر بہوگی ہوس نایک عاشق پیو کے[۱۰] اس[۱۱] باغ میں آوے محظوظ ہووے آرام پاوے باغ کے صاحب کون دعا کرے، پھولاں سوں گود بھرے رنگ میں ڈباوے آس، اسے بی کچھ لگے یا اس اسے فیض انپڑے ہمناکوں ثواب، خدا رسول خوش عالم خوش اس باب۔ بیت

جنے جو دل کون لیا ہات کچھ کسی کوں دیا (۱۲)

ہزار کعبے بندھا یا ہزار حج بی کیا (۱۳)

۱؎ ہم جنس اپنی جنس کے ساتھ اڑان لگاتا ہے۔ کبوتر کبوتر کیا اور شکرا شکرے کے ساتھ

(۹)

"در زینت سخن و ذکر کتاب گوید" (۱)

یو قدرت اللہ ہے، یو اسرار اللہ ہے، یو ہاتف اللہ ہے۔ لا الہ الا اللہ، (۲)
یو عجب کتاب ہے سبحان اللہ اس کتاب کا ناؤں سب رس، سب کوں پڑنے آوے
ہوس، بول بول کوں چڑھے اس، یادگار رہوا چھیگا دنیا میں کئی لاکھ برس۔ (۳) بہو تیچ
شیریں بہو تیچ لذیذ، عاشقاں کے گلے کا تعویذ۔ یو کتاب سب کتاباں کا سر تاج،
سب باتاں کا راج ہر بات (۴) میں سو سو معراج، اس کا سود سمجھے (۵) نا کوئی عاشق باج،
اس بات کی لذت پانے عالم سب محتاج۔ کیا عورت کیا مرد، جس میں ہے کچھ عشق
کا درد۔ اس کتاب کوں سُنے پرتے (۶) ہلاسی نا، اس کتاب (۷) بغیر کوئی اپنا وقت بھلاسی نا
جو کوئی (۸) پڑے گا جنس جنس کا اثر چڑے گا جو کوئی اس کتاب کا سمجھے گا مانا کیا حاجت ہے
اسے کیف کھانا، یو کتاب عاشقاں (۹) کا جیو صاحب، معشوقاں کا یار مصاحب یو رنگ
رنگ (۱۰) کے پھول، سر نگ مقبول۔ سب کسے بھاتے، یو پھول دائم تازے ہرگز نیں کملاتے
ایسے پھولاں (۱۱) اجہوں کسی باغ میں نیں کھلے، ایسے پھولاں اجہوں کسے نیں ملے (سنگتے (۱۲) دل میں
بھرے اساس) کہاں ہے وہ پھول جس (۱۳) پھول میں ایسی باس۔ جو کوی یو کلام سُنے گا،
پڑے گا، ہور فاتحہ نا پڑے گا دو لے خیر خام ہے، اس کی دانش پر اس بات کی لذت
حرام ہے، کیا واسطہ کہ یو بات نیں یو تمام وحی ہے الہام ہے، جسے خدا کی محبت سوں
غرض ہے، اس پر فاتحہ (۱۴) ہمارا فرض ہے اگر مات ہے تو اُدھر کی سعادتی کا، وگر حیات ہے تو اِدھر
کی سلامتی کا۔ اگر کسی میں سخن شناسی (۱۵) ہور اسرار دانی ہے، (۱۶) تو یو کتاب گنج العرش بحر المعانی
ہے۔ جیتا کوی طبیعت کے کواڑ کھولے گا، اس کتاب میں نیں سو بات کیا بولے گا جو کچھ
آسمان ہور زمین میں ہے سو اس کتاب میں ہے، جو کچھ (۱۷) دنیا ہور دین میں ہے سو اس
کتاب میں ہے۔ ہرگز کوی فصیح اس فصاحت سوں بات نیں کیا، اس دھات بات

(۱۰)

کوں سلاست نیں دیا۔ ہر ایک بشر کا کام نیں، ہر ایک بے خبر کا کام نئیں۔ اس کتاب کوں وہ سمجھے گا جو کوی صاحب راز ہے، یو کتاب تمام اعجاز ہے اگر دین ہور دنیا کی امید پانے منگتا ہے تو یو کتاب دیکھ، اگر بڑا ہو کر عالم کو سمجھانے منگتا ہے تو یو کتاب دیکھ کر سدھیں مرشد ہیں مسلمانان ہیں پیر و مرشد ہوئے گا، ہندواں میں جنگم[1] سد ہوے گا ہم ہندو تجھے بات[2] پاکے تجے مانیں گے، ہم مسلمان تجے بڑا[3] ہے کر جانیں گے۔ ایک کلمہ کا فرق ہے، باقی خدا کی واحدانیت ہیں ہندو ہور مسلمان غرق ہے اگر خدا کوں سمجھے ہور اسے ایمان ہووے، عجب کیا جو ہندو بی مسلمان ہووے۔ اس بات کی جو کچھ بات ہے سو سمجھنار[4] کے بات ہے اگر سمجھنار[5] اوصل ہور کامل ہے[6]، وو ہندو بی اگر وانا ہے تو اسے بی[7] جیوتے دل ہے۔ خدا حق ہے، ہور[8] حق سب ٹھار ہے، آدمی کی جنس کوں حق پر آنے کیا بار ہے۔ جیتے چوساراں، جیتے فہم داراں، جیتے کن[9] کاراں، ہوئے ہیں آج لگن۔ کوی اس جہاں ہیں، ہندوستاں ہیں، ہندی زبان سوں، اس لطافت اس چھنداں سوں، نظم ہور نثر ملا کر گلا کر یوں نیں بولیا، اس بات کوں اس نہات کوں یوں کوی آبحیات ہیں نیں گھولیا، یوں غیب کا علم نیں کھولیا۔ خضر کے مقام کوں انپڑنا، تو اس بات ہیں پڑتا۔ میں یو بات نیں کیا ہوں، عیسیٰ ہو کر بات کوں جیو دیا ہوں۔ دانش کے باغ میں آیا، بہار ہو کر پھولاں کھلایا۔ اگر کوئی ہور کوڑ جہالت، سوں بداصالت سوں، رزالت سوں، بات کرے ناسمج یو مایا تو (خدا بی)[10] اس جاگا حضرت جیسا کوں کہا ہے کہ کوڑان ہیں مجہول، نامعقول، مردود، ناقبول، سن یا رسول۔ اول کے پیغمبراں کوں بی یہ آیت اتری تھی اس اصول، کہ وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا[11] یعنی اگر کوڑاں کا یو[12] کام ہے، تو کوڑاں کو ہمارا سلام ہے۔ انو پر[13] خدا کی نیں رحمت

---

[11] اور جب ان سے جہالت والے لوگ بات چیت کرتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں (اچھا) سلام

(۱۱)

انو پر خدا کی لعنت۔ خدا اس بات کا مانا کھو لیا ہے، خدا یو بات بو لیا ہے۔ دائم انو کی ہارے بازی، خدا تو۔ تے کدھیں نیں راضی۔ جاہلاں جہالت پر جاتے، جتا سمجھائے بی حق پر نیں آتے۔ کافر تاریک دل، تو یہ استغرا اللہ بہوت مشکل۔ ہور گوالیری فہیم انو بی یوں کتے ہیں۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کہ کوڑ بھشت، کوڑسوں مشت بات یوں بی آئی، کہ جانتے کا گرانجانتے کا بھائی، فارسی میں بولتے ہیں کہ کوڑ پردا سے ہیں فراموشی، جواب ابلہاں خاموشی۔ کوڑ کی ذات، ننھا فہم بڑی بات نہ ایس کوں جانے، نہ دسرے کوں پہچانے، یو کوڑ پانی خدا کے رانے۔ یو جہنمی، کج خامی کی انو کوں کیا کمی۔ جاں فہم کی بات آئے، وہاں کوڑ کی چھاؤں نہ پڑیا جائے۔ چراغ میں چرچر، رنگ میں کرکر۔ کافران کوڑ تھے تو محمدؐ تے معجز۔ ادیکھے ایمان نیں لائے، لاعلاج تہ تیغ آئے۔ انو کے دلاں، انو کیاں انکھیاں انو کے کاناں، قدرت سوں باندر کر غفلت کی دیئے گرہ۔ جو مصحف میں خدا کتا ہے کہ خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ وَعَلٰی سَمْعِھِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِھِمْ غِشَاوَۃٌ۔ جنو کوں خدا باٹ دکھلایا تھا، جنو کے دل میں کچھ خدا کا محبت آیا تھا، جنو کے دل میں دانش نے کیا تھا گھر، انو دیکھتے کہے کہ تمہیں حق کے برحق پیغمبر۔ بات کے سنیتے مسلمان ہوئے، صاحب ایمان ہوئے، تابع قرآن ہوئے جاہل کسے بھاتا ہے، جاہل پر قتل واجب آتا ہے۔ جاہل تھے تو خدا کے فرمان کوں نیں بچالے جاہل تھے تو لہویاں سوں انو کوں مارے جو قوم کافر ہے، جہال ہے، مسلمان کون خون انو کا حلال ہے۔ ملا رومؒ جو خدا کے عشق سوں متے ہیں، جاہلاں کوں کتے ہیں۔ پے جہال

لہ پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کی شیطان مردود سے۔

۲ مہر لگادی ہے اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے۔

(۱۲)

ابو جہلم محمد بہروانایاں، دیکھ یو عارفاں کی بات کا مانا انپڑتا ہے کاں غرض بہوت نادر نادر باتاں بولیا ہوں دریا ہوکر موتیاں(۱) رولیا ہوں، موتیاں کے موجاں کا میں دریا ہوں تمام موتیاں سوں(۲) بھریا(۳) ہوں۔ اس دریا میں غوطے کھائیں گے، تو جاگا جاگا کے غواصاں موتیاں پائیں گے۔ یو کتاب عجائب ایک بندر ہے، اگر سورج منگتا و گر چندر ہے فرہاد ہوکر، دو نو جہاں تے آزاد ہوکر، دانش کے تیشے سوں پہاڑاں الٹایا(۴)، تو یو نوی باٹ پیدا ہوئی، تو اس باٹ آیا۔ ناداں ایتی(۵) پاٹاں میں یو بی ایک باٹ کر جانے، وے یو باٹ کیوں کا ڑے، کس وضع سوں(۶) نکلی، محنت نیں سمجھے(۷)، مشقت نیں پہچانے۔ انو کوں نیں کہتے زباں آور، یو بولتے جناور، عقل میں سر دغصے میں پتتے، عربی میں انو کوں حیوانِ ناطق کہتے۔ نادان کا وجود عدم ہے، نیچ میں شمار، دانایاں(۸) کوں سجدے کی ہے ٹھار۔ دانا موم دل ہے دانش کی آگ پر گلے گا، دانا ہمارا ہے ہمارا حکم اس پر چلے گا۔ دانا ہمنا رہنما کر جانے گا، ہادی ہے کر پہچانے گا۔ یو باٹ نہ تھی سو نکلی اتال، تو بی یکا یک چلنے کس کی مجال(۹) ڈھونڈتے ڈھونڈتے دل کے تلویاں کوں چھلے آنا ہے، تو یو باٹ پانا(۱۰) ہے۔ نیں تو۔ یو بی کیا کچھ نھنواداں کا کھیل ہے، یو بی(۱۱) کیا کچھ کھانا ہے۔ ہماری بات(۱۲) میں عجب کچھ ٹونا ہے، جنے سنیا ان نے کیا(۱۳) ہونا ہے۔ غرض اتال رہیا دیک کر کنا(۱۴) اسے کون کتا منا کنا۔ جتے گن کار کرتے کن(۱۵) درسن(۱۶)، اس باغ میں تے لیں گے پھول پھول چن چن جس کے دماغ میں اس پھول کی باس جاوے گی، تازی ارواح تن میں آوے گی، جو کوئی(۱۷) اچایا بنیاد، اول آخر وہی استاد۔ یو عجب نظم ہور نثر ہے، جانو بہشت میں کا قصر ہے۔ سطر سطر پر برستا ہے نور، ہر یک بول(۱۸) ہے ایک حور۔ اسے پڑ کر جنے خط پایا، جانو بہشت میں آیا۔ یہاں خدا بی بولنہارا چ ہے، جو کوئی(۱۹) ہماری باٹ چلیا دو ہمارا چ ہے ہر چند فہم داری ہے چلیا تو کیا ہوا باٹ ہماری ہے اگر نکتہ کس(۲۰) تے جانیا ہم ظاہر ہم باطن اسے ہیں

(۱۳)

(۱) مانیا، تو وہ مسلمان نہیں، اسے ایمان نہیں ایسے تے ڈرنا بہوت پرہیز کرنا۔ یو بی ایک چوری ہے۔ یو بی ایک حرام خوری ہے۔ نمک پر حرام، اس کا کیا اچھے گا۔ فام۔ جسے انصاف کا نین سکت اسے دل کے دیچ میں انپڑتی لت۔ جنے انصاف چھپایا، انے دل کوں بے دل کیا، کام گنوایا۔ حاجت نیں جو کوی کرے زبان، ایس کوں آپے کیا نقصان (۲)۔ اگر تو فہم دار ہے اپنی ریچ نکو مار، یو بات دل میں رکھ مرداں کی ہے یادگار جنے ریچ کوں جلایا، انے (۳) خدا کون پانا کھینچ کچھ جدا ہے، ریچ میں خدا ہے۔ ریچ کے گھٹ نکو پی گھٹ گھٹ۔ اگر کچھ نیں تو ٹک پکار تو بی اٹھا ساس تو بی بھر، چپ نکو اچہ کچھ تو بی کر۔ دل میں اُجالا پڑے گا، موں پر نور چڑے گا۔ یو بات اعجاز ہے، اس بات میں خدا کا راز ہے، یو بات غیب کی آواز ہے۔ مانتا (۴) جاننا پہچاننا انسان یعنی گیان جسمیں کچھ گیان وو حیوان بے درد نامرد، مرد میں درد سخت پکڑ وو آدمی نیں پتھر۔ عاشق معشوق سوں (۵) دل بند اچھتا (۶) ہے، عاشق بہوت درد (۷) مند اچھتا ہے (بے درد (۸)، درد منداں کوں کیا جانتے)۔ یو ندان (۹) مست منداں کوں کیا جانتے (۱۰)، معشوق کے نازاں کیا سمجھتے (۱۱)، عاشقاں کے چھندان (۱۲) کو کیا جانتے (۱۳)۔ ایتا عجب ایتا حسد، جنو حق تے گذرتے، انو میں کیا اچھے گا حد (۱۴)، انو کوں حق کیوں ہوتا مدد۔ موں پو مسجد (۱۵) دل میں بتخانہ (۱۶)، خدا تو سمجھتا ہے یو مانا (۱۷)۔ آدمی کے حضور چھپایا (۱۸)، خدا کے حضور کیوں چھپانا بعضے لوگاں عجب ہیں اودھرم (۱۹)، انو کوں خدا کی بی نیں شرم مسلمانان میں آتے جاتے، مسلمان کہواتے۔ اگر یو ہے مسلمانی، تو کافراں کی کیا ہے نشانی۔ اتا نوی باٹ پاڑیا کاڑیا، سو گنج کاڑیا کچھ نیں تھا سو لیا یا، باٹ دکھلایا۔ ہمیں تو بہت خوب سندر سوں باٹ سنوارے، اتا ل چل (۲۰) لیو باٹ چلنہارے۔ جس کا دل صاف اچھے گا، جس میں کچھ انصاف اچھے گا۔ مصحف کی سوں وو بہوت ہمنا مانے گا، خوب ہمنا پہچانے گا۔ جس کا دل روشن ہے وو نور کا

(۱۴)

گلشن ہے جو کوی نور ہوا، وو خدا کے حضور ہوا۔ ہر کچھ اُجالے میں نظر پڑیا(۱)، اندہارے میں کا رہن ہارا اُڑتا تر پڑتا بڑبڑتا، اُجالے کے رہن ہاریاں سوں لڑتا جھگڑتا اندہارے کون اجالا کر سمجھتا(۲)، لال کوں کالا کر سمجھتا۔ یو بُرا اجالا، اس کاموں کالا۔ جس(۳) کے دل کون صفا ہے، اسے بہوت نفا ہے۔ دل کی صفائی کنے پائی جسے خدا دیا اسے آئی۔ دل کی صفائی نہ کچھ خیال ہے، عین وصال ہے۔ یہاں کچہ ہے غرض، کہ(۴) کہے ہیں اللہ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[1] یعنی خدا آسمان ہور زمین کا نور ہے، اس کا نور ہر شہ میں بھرپور ہے۔ نور ہوئے تو نورسوں ملایا جائے، ظلمات نورسوں کیوں ملنے پائے۔ ظلمات(۵) کوں نورسوں کوی کیوں ملائے، اتنا ہے جو کچھ عقل اچھے تو جنے دیکھیا وو دورتے دکھلاے۔ کام بہت خاص کیا ہوں، چلتی عمارت راس کیا ہوں۔ یو غریب کی بشارت، جسے عمارت کہتے سو یو عمارت۔ ماٹی پھر(۶) کی عمارت سدا رہن ہاری نیں، وو بیوفا اس میں کچھ وفاداری نیں۔ دنیا دو(۷) دیس کی کوی نیں کس کا، آخر رہے گا سو یو چہ قدر جاننا اس کا۔ مال(۸) دھن سب خرچا جاوے گا، آخر کام یو پچ آوے گا، آخر نام یو پچ(۹) اُجاوے گا۔ تمام یو چہ ہے(۱۰)، کام یو چہ ہے(۱۱)۔ خدا کی عنایت، یہاں کیا شکایت، خدا بہوت بڑا بے نہایت۔

"آغاز داستان زبان ہندوستان"

نقل ایک شہر تھا(۱۲)، اس شہر کا ناوں سیتان۔ اس سیتان کے بادشاہ کا ناوں(۱۳) عقل۔ دین و دنیا کا تمام کام(۱۴) اس تے چلتا، اس کے حکم باج ذرا کیں نیں ہلتا۔ اس کے فرمائے پر(۱۵) جو چلے، ہر دو جہاں میں ہوئے بھلے۔ دنیا(۱۶) میں خوب کہوائے، چار لوکاں میں عزت پائے جان رہے کھڑے، واں قبول پڑے۔ نہ آفت دیکھے نہ زلزلا، آپے بھلے تو عالم بھلا

---

[1] اللہ (ہی) آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔

(۱۵)

جس کوں بُرا بولنا[۱] یو وسواس ہے، (بھلائی[۲]، برائی سب اپنے پاس ہے) آپے چل نین جانتے، دسریاں پر بُرا مانتے۔ اول اپنی[۳] خبر میں آپے رہنا پچھیں دُسریاں کون بُرا کہنا۔ جنے اپس کون پچھانیا[۴] انے سب جانیا۔ جدہر ڈھلنا[۵] ہے، اُدھر عقل کے اجلے میں چلنا[۶] ہے۔ آدمی نے عقل چھوڑیا[۷]، دیوانا ہوا اپنا سر آپے پھوڑیا۔ عقل میں جو کا کلوٹ ملتی تو حرمت میں نقصان ہوتا، مدعا[۸] دور پڑتا۔ دل تے اگر منگتا ہے جو دل کوں تازا رکھے، مدعا پاوے، تو بھلا ہے جو عقل میں کا کلوٹ کوں نا ملاوے۔ سکت[۹] ہو تو عقل میں ہمت کوئی[۱۰] کر شریک، یو بند ہے اگر تجہ میں کچہ سمج ہے تو یو[۱۱] پند سیک۔ جو کوئی یو چلنت[۱۲] چلتا ہے، وو کامل ہوتا ہے، روشن طبیعت زندہ دل ہوتا ہے۔ عقل میں کا کلوٹ جوں ریشم میں سوت، جوں دودھ میں چھاچ، جوں پاچ میں کاچ، جوں شیرے[۱۳] میں میرا، جوں اجلے زمیرے میں کالا زہیرا۔ جنے دل کوں جلایا، انے کچھ پایا۔ جنے قدم آگے دھریا، انے کچھ کریا۔ مردی و نامردی یک قدم ہے، مرد کوں یہاں[۱۴] بڑی فکر نامرد کوں کیا غم ہے۔ انجانتا بچارا بھلا، جانتے پر پڑی[۱۵] بلا۔ کا کلوٹ تے جو دل مرے گا، تو پچھیں، بچارا کیا کام کرے گا۔ دل اس کا جیتا[۱۶] ہے، جس میں عشق ہور ہمت ہے، جیونا[۱۷] نبی اسیچ کا ہے، اس پر رحمت ہے۔ جوں حافظ نے کہا ہے، دل کے گھر کے دروازے کھولیا ہے۔ بیت

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما [۱]

خاص[۱۹] اچھو یا عام، آخر عقل کے حکم سوں لگیا ہے کام۔ اس کے حکم باج کوی

---

[۱] وہ شخص کبھی نہیں مر سکتا جس کا دل عشق سے زندہ ہے اور (اسی لئے) صحیفۂ عالم پر ہمارے ابدی ہونے کی مہر ثبت ہے۔

(۱۶)

کسی کام میں جاوے، اپنا کیا آپے پاوے۔ بیت

عقل ہے بازو لے باز ہے بلند پرواز (۱)

شکارگاہ ہے اس کا حقیقت ہور مجاز

عقل نور ہے، عقل کی دوڑ بہوت دور ہے، عقل ہے تو آدمی کہواتے[۲]، عقل ہے تو عقل تے خدا کوں پاتے عقل اچھے[۳] تو تمیز کرے، بھلا ہور برا جانے، عقل اچھے تو آپس کون ہور دوسرے کوں پچھانے۔ عقل میر[۴] عقل تے پیر، عقل تے بادشاہ، عقل تے وزیر، عقل تے دنیا عقل تے دولت، عقل تے چلتی سلطناں کی سلطنت عقل[۵] تے رہیا ہے یو عالم کھڑا، جس میں بہوت عقل[۶] و بہوت بڑا عقل سوں[۷] چلتی خدا کی خدائی، جتنی عقل اتنی بڑائی، عقل نہ ہوتی تو کچھ نہ ہوتا، کچھ رچ نہ ہوتا۔ بیت

عقل کے نور تے سب جگ نے نور پایا ہے

جنے جو علم سیکیا سو عقل تے آیا ہے (۸)

عقل بغیر دل کوں نور نیں، عقل[۹] کوں خدا کہنا بی کچھ دور نیں۔ ذات[۱۰] ذات تے صفات ہے، ذات تے جو کچھ نکلیا سو بی ذات ہے۔ جوں آفتاب[۱۱] ہور اس کا نور، اگر آفتاب ہیچ نا اچھے تو نور کیوں ہوئے مشہور۔ اگر آفتاب ہیچ میانے تے جاوے، نور آفتاب میں تے نکلیا تھا سو بی آفتاب ہیچہ میں سماوے۔ سور کوں نور کہتے ہیں، نور ہے تو سور کہتے ہیں۔ نور تے آفتاب ہے نیں تو آفتاب کون آفتاب کون کہتا، اثر تے شراب ہے نین تو شراب[۱۲] کون شراب کون کہتا۔ یاس تے پھول نے شرف پایا، باس تے پھول[۱۳] کہوایا، جوت تے جوہر نے پایا مول، معنی تے مٹا لگتا بول۔ جوں خدا کے رسول امین نے، محبوب رب العالمین نے، صاحب آسمان زمین نے فرمایے کہ تفکروا فی صفات اللہ ولا تفکروا فی ذات اللہ[۱] یعنی ذات کوں صفات میں ڈھونڈیں گے تو

---

[۱] اللہ کی صفات میں غور و فکر کرو، اور اللہ کی ذات میں غور و فکر نہ کرنا۔

(۱۷)

پاویں گے، صفات کون چھوڑ دیئے(۱) ذات تک کدھرتے آئیں گے(۲) یعنے کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ آخرت کوں ایک(۳) معنی سوں اپنا دیدار دکھلادے گا مسلماناں کا دل اس وقت روشن ہوئے گا، مسلماناں کے دل کا شک(۴) جائے گا۔ بعضے کہتے ہیں کہ خدا کون دیکھا جائے، جو کوی خدا کوں ڈھونڈے سو خدا کوں پاوے جنونے نیں دیکھے جنوکوں دیکھنے کا قدرت نیں، انونے شک(۵) لیاوے۔ بعضے کہتے ہیں کہ خدا کوں اس نظر سوں دیکھا نا جاسی(۶)(۷) نظر سوں خدا کوں دیکھنے گئے تو خدا نظر نیں آسی(۸) سمج کی انکھیاں سوں دیکھے تو دیکھا جاتا ہے(۹)۔ نظر سوں کوی کیوں دیکھے گا کیا خدا(۱۰) ظاہر صورت(۱۱) پکڑ کر آتا ہے۔ بعضاں کوں اس جا کا(۱۲) یو سوال ہے، اگر خدا کوں چھت نیں، خدا کوں مکاں نیں خدا کوں کچھ صورت کا نشان نیں، خدا کوں دیکھنا محال ہے۔ بعضے کہتے ہیں خدا سمجا جائے تو بس، خدا کوں دیکھنے کا کسے کس، یوں دل(۱۳) کے دیچ میں رہے ہوس خدا(۱۴) تحقیق ہے اتنا جانیا تو بہت سرس بعضے کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کوں قیامت میں دیکھیں گے، ولے حیراں ہوئیں گے کہہ نا سکیں گے کہ یو نچہ ہے، یو چ ہے، یا ایسا چ ہے(۱۵) یوں کہے تو اس کے دسنے(۱۶) کی وضا سوں دستا ہے، ولے بولنے میں نیں آتا کیا بولوں تماشا چ ہے۔ خدا کی عجب(۱۷) ہے شوکت اور شان، بچارا انسان(۱۸) یہاں بی حیران، واں بی حیران ایتیچ جو مرداں ہیں نازک فام کے، عاشق ہوئے اس کے نام کے۔ اس کے نام پر جیو دیئے ہیں، اپنا کام کیئے ہیں۔ ایک کچھ یک ہے جو دستا ہے نیں دستا تیوں یو عقل تے بیلا ڑ ہے۔ آدمی سمجھتا کیوں اگر ہیچ(۱۹) وجہ مطلق کچھ نا دستا تو ہرگز خدا ہے کرنا کتے، اس کی عبادت چھوڑتے، اس کی یاد میں نا رہتے۔ خدا ہے کر(۲۰) تو بولیا جاتا ہے، کہ کچھ بی دس آتا ہے تو انسان اس سوں جیو(۲۱) لاتا ہے اس پر توکل کرتا ہے، اسے

(۱۸)

پتیا تا ہے کہ مجھ تو نچہ ہے، میرا کام تجہ اکسو نچہ ہے۔ یارا یارے کی وفاسوں دستا ہے، تارا تارے کی وفاسوں دستا ہے۔ یارے کوں تارے کی وفاسوں دیکھیں گے تو کیوں دسے گا، تارے کوں یارے کی وفاسوں دیکھیں گے تو کیوں دسے گا اس کا نور سب میں بھرپور رہے، ولے اس کے دیکھنے میں قصور ہے اگر اس کا قصور جاوے گا، تو سب جاگا اس کا جلوہ دیتا ہے نور دس آوے گا۔ اگر اللہ(۲) آسمان(۳) اگر زمین، اگر آب، آتش، خاک، یارا ہے، یو اپستے آپے(۴) پیدا ہوئے انوکوں(۵) کوی پیدا کرنہارا ہے۔ اگر یو عالم اپس(۶) تے آپیچ پیدا ہوا تو یو پچ خدا ہے، اس کا بھید کوں سمجھنا سو عارف جدا ہے۔ اپس کوں دیکھنا اپس کوں دیکھنا کہتے ہیں، اگر اپس کوں دیکھے تو بی خدا کوں دیکھنا مشکل ہے، خدا کی محبت حاصل ہوتی ہے اما خدا کسے حاصل ہے۔ خدا کچھ ایسا نیں ہے کہ جوں دیکھنا کہتے ہیں یتوں دیکھا(۷) جائے، بات گفتار کی کوی وصیت پائے۔ منصورؒ جو اس باٹ میں آیا، محبت کے زور سوں خدا کہوایا۔ نیں تو بندا کیں خدا کہواتا ہے، بندے تے خدا کہوایا جاتا ہے۔ محبت کے عالم میں کوی(۸) کہے کہ میں خدا ہوں خدا پرست لوکاں محبت کے عالم میں خدا کہوائے تو کہا جائے، قادریت کے عالم میں کچھ قدرت نیں جو خدا کہوائے۔ خدا سو خدا ہے۔ محبت کا عالم(۹) سو جدا ہے(۱۰) جیتے اپس کوں صاحب عرفان کر جانے، یہاں آکر زبان گردانے۔ بعضے کہتے ہیں کہ عقل کے احاطے میں ذات حقیقت تعالیٰ کما حقہ(۱۱) نیں آسکیا، پھیں جو عاشق ہوا(۱۲) انے اپس کوں عشق میں فنا کر بات کوں یہاں لیا(۱۳) رکھیا۔ خدا کے دوستاں نے بولے میں اسرار کے موتی روئے ہیں کہ فَنَا فِی اللہ، بقَا باللہ(۱۴) بیت

---

۱ جیسا اس کا حق ہے یا جیسا چاہیے

۲ اللہ میں فنا ہو جانا، اللہ کے ساتھ باقی رہنا

(۱۹)

آیا جو کوی خبر کوں یہاں وو خبر سٹیا
کھولیا لھوا کرتے سرن آس پرسٹیا۔ (۱)

خود بے خود ہوئے تو خدا کوں پاوے، خودی دور کرے تو خدائی دس آوے۔ جیتے عاقلاں نے عقل دوڑائے، آخر عشق کی بے آرامی میں آکر آرام پائے۔ عشق میں جا تو عقل میں کی آتا، سمجھنے کا، نیچ سوجھیا کیوں جاتا جوگن توں سب تے بے طمع نا ہوسی، عشق میں آئے بغیر خاطر جمع نا ہوسی۔ اگر مرد ہے تو عشق اپنا کمال کون انپڑا، فراق میں کی ہلاک ہوتا ایس کون وصال کوں انپڑا جو عشق تیرا نہایت کوں انپڑے گا اس دہات، پہچیں دل آپے بول اٹھے گا تیرے مراتب کی بات۔ قال حال ہوتا ہے، فرق وصال ہوتا ہے۔ جو کچھ دل میں تے آپے آتا ہے اپنی محبت کا قوت وہاں پایا جاتا ہے۔ خدا کا ہونے منگتا ہے تو کچھ خدا کے کام کر، جو کوی خدا کوں انپڑے ہیں انو کی بات قائم کر۔ ہمیں عاشق خدائی، خدا ہونا ہمارا احتشام، کیا تھا کیا ہے کیا ہوئے گا اس باتاں سوں ہمنا کیا کام ہمنا خدا کوں ایک جانتا ہوں، اس کی محبت فرض، خدا کے کاماں سوں ہمنا کیا غرض اسکا کام وو جانے، کسے کیا قدرت جو آئے میانے۔ ہمیں کون کہ اس کے نہایت کوں پانے کی فکر کریں۔ ہمنا ہماری نہایت کی معلوم نیں ہوتی خبر، اس کے نہایت کی کسے خبر۔ اس دریا کی کسے خبر نیں ہوتی، حیرت تے گنگے ہوتے سب موتی۔ موج پر موج آتی، کس تے سمجی جاتی۔ بعضے کہتے ہیں کہ موسیٰؑ نے خدا کون دیکھنے کا سوال کیا، نیں دستا سو دستا کر خیال کیا، فکر محال کیا۔ یہاں بات ہے یہاں تحقیقات ہے اگر دیکھنے کا نہ ہوتا ہور نا دیکھا جاتا، تو موسیٰؑ دیکھنے کی بات ہرگز میانے میاں نا لیا تا کیا واسطہ کہ وو پیغمبر تھا، اسے یہ اسرار روشن تھا، بلکہ روشن تر تھا۔ موسیٰؑ کوں جواب

(۳۰)

آیا کہ لف ترانی یعنی نا دیکھسی (۱) تو یو تو (۲) اسبحانی۔ یہاں واصلاں کتے ہیں صاحب حاصلاں کتے ہیں۔ نا دیکھے کہے۔ تو کیا دیکھنا نیں ہے جہاں محبت ہے ہور خدائی ہے واں یو (۳) کتے ہیں جو کوئی محرم راز ہے اس سوں یو ناز و نیاز ہے (۴) نا کہے تو ناچ کوں کھینچ نا پکڑ نا، ایک لطافت کی بات ہوئے تو وہانچہ نا اڑنا۔ یو کام موتوف عاشق کی دیری پر ہے، یو نی کیا (۵) خالا کا گھر ہے۔ کانٹیاں کوں الناگ جانا، تو باغ میں پھول پانا جو کوی دریا میں جاوے، سو موتی لیاوے۔ جیسے بخت اسے تخت دہرہ

سات سہیلی ایک پیو چوندھر پیو پیو ہوے

جس پر پیو کا پیارہ ہے سو دھن برلی کوے (۶)

عابد کا اس ٹھار کاں بات ہے، یو عاشق کے سمجھنے کی بات ہے۔ یو رمز ناز (۷) دیکھے نیاز دکھلاے سو جانے، عاشق کے معرکے میں آئے سو جانے۔ بندگی ہور صاحبی کی دھات ہور ہے، عاشقی ہور معشوقی کی بات (۸) ہور ہے ایک بات ہے لن ترانی، عاشق کوں اس میں ہزار نشانی۔ یو نا دیکھ (۹) سی کنا دیکھیں گا کہنے تے زیاست ہے عاشق سمجھتا ہے کہ کیا معشوق کی خواست ہے۔ عابد کوں کیا قیمت جو عاشق کی بات میں آکر دخل کرے جیوں (۱۰) اپنے کام میں خلل کیا تیوں دسرے کے کام میں خلل کرے۔ عاشق بلند عابد پست، عابد ہشیار عاشق مست۔ عابد دین خاطر جنم کھویا ہے، عاشق خدا خاطر دین دنیا تے (۱۱) ہات دھویا ہے۔ اس بات کا کون پایا کھوج، کاں گنگا تیلی کاں راجا بھوج معشوق (۱۲) دیدار دکھلاتا (۱۳) تو ہے، وے ٹک تپاکرد کھلاتا ہے، گھونگھٹ میں موں چھپا کر دکھلاتا ہے۔ عشق بڑھانے خاطر، لذت پانے خاطر بھک دی موں کھولے دکھلاے

(۲۱)

یہاں بی تو دل ہوتا ہے شاد، ولے ٹک ہاں ناں میانے میاں (۱) اچھے (۲) تو بہوت (۳) سواد
عاشق کو تپانا معشوق کا کام ہے، اپس کوں چھپانا معشوق کا ناز ہے، واں عاشق
گداز ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ خدا کی ذات بغیر جس شے کا طلب ہے، وو طلبیچ دیدار کا
حائل ہے، اس بات پر عاشق ہور عارف قائل ہے۔ اگر دل تے طلب تمام جاوے،
تو جان نظر سٹے واں خدا چ دس آوے۔ ایک ولی اس میں ایتا کچ، اتنے پر جو خدا کو
منگتا وو بڑا (۴) ہیچ۔ جس دل میں آیا یار، اس دل میں اپس کوں بی نیں ٹھار، جاں آپے
نیں جانتا، واں دُسرا کیوں سماتا۔ جس میں سلوک وہیچ سالک، نیں تو مذبذبین
بین ذالک۔ ایتیچ (۵) عاشقاں دین (۶) دنیا تے گذرتے ہیں، جیوں عاشقی کرنے کا
طریقہ ہے تیوں عاشقی کرتے ہیں۔ اما دنیا اسے کہتے ہیں کہ بے عزتی ہور خواری
سوں حاصل ہوئے (غفلگی ہور شرمساری) سوں حاصل ہوے۔ آدم زاد کوں دنیا
مطلوب ہے، ولے بے منت آوے (۷) تو بہوت خوب ہے۔ جنونے کچہ سمج کر بے منت
دیے ہیں، وو دینا (۸) پاک ہے، یہاں عارفاں (۹) نے قبول کیے ہیں۔ بعضے (۱۰) کہتے ہیں کہ)
حضرتؐ کی حدیث ہے یہاں سمجے کیا کہ (۱۱) رَءَایتُ رَبّی فِی صُورَۃِ اَحسَنَ اَمرَدٍ[۱] یعنی
امرد کی صورت میں دیکھا ہوں خدا کی تجلیات، یوں سمجنا بہوت مشکل بہوت نازک
ہے (۱۲) بات جو کچھ دستا ہے، ہور جو کچھ سنتے ہیں اسے تو سب ناوں ہے، یو تو سب صفت،
اتال ذات کسے کہنا، ذات کوں (۱۳) کون گت، یہاں (۱۴) بی صفا (۱۵) تیچ میں ذات ہے، یہاں ایک
بات (۱۶) ہے، بلکہ بات میں بات ہے۔ یو تو ہمہ از وست ہوا[۲]، ہمہ اوست، ہوا جتے اس

---

[۱] میں نے اپنے پروردگار کو ایک خوبصورت بے ریش و بروت مرد کی صورت میں دیکھا (بعض نسخوں میں فی صورۃِ عائشۃ بھی لکھا ہے) یہ حدیث اگرچہ موضوع کہی جاتی ہے مگر صوفیوں کے پاس عام طور پر استعمال ہوتی ہے۔ [۲] یوں تو سب کچھ اسی سے ہے بلکہ سب کچھ وہی ہے

(۲۲)

(۱) شناس کے پیالے سوں متے ہیں، انو سب یونچہ کتے ہیں اس ٹھار خوب بچار، فارسی واصلاں، فارسی صاحب ولاں، انو بی یو مخفی اسرار، یوں کے ہیں اظہار بیت

غیرتش غیر در جہاں نگذاشت

لاجرم عین جملہ اشیاء شد [1] (۲)

ہور واصل حق عاشق مطلق، گجراتی شاہ علیؒ، خدا کے لاڈلے خدا کے خاصے، (۳) خدا کے ولی، دایم خدا سوں مل رہے، انو بی یونچہ کہے۔

ہب مالے چڑھ چڑھ کہوں سبھی (۴)

سب وہی وہی سب وہی وہی [2]

اول جو سب (۵) جاگا خدا تھا، ہور کیں کچھ نہ تھا تو یوسب کاں تے آیا، جانہارا جانتا ہے کہ جاں تے آیا۔ پانی تے موتی کھڑیا، موتی بی پانچ ہے، ولے صورت میں فرق پڑیا۔ یو موتی دو پانی کھوایا، اس (۶) پانی ہور اس موتی کو جنے سمجیا سو گیانی کہوایا

---

[1] اس کی غیرت نے کسی غیر کو کائنات میں نہیں چھوڑا، لازماً وہ سب اشیاء کا وجود کے لحاظ سے عین ہے حضرت امین الدین علی اعلیٰؒ نے اپنی تصنیف کلمتہ الاسرار میں اس شعر کو حضرت برہان الدین رازالہیؒ سے منسوب کیا ہے خود حضرت رازالہیؒ کی تصنیف وصیت نامہ مخطوطہ تصوف ۸۰۴ مملوکہ اسٹیٹ سنٹرل لائبریری کے صفحہ نمبر ۱ پر یہ شعر موجود ہے لیکن چونکہ اپنی تصنیف میں حضرت رازالہیؒ نے جگہ جگہ کئی مشہور فارسی اشعار استعمال کئے ہیں اسلئے قطعیت سے نہیں کہا جا سکتا کہ مذکورہ شعر انھی کا ہے یا مضمون کی مناسبت سے حضرت نے کسی اور کا شعر استعمال کیا ہے

[2] حضرت شاہ علی گجراتیؒ متوفی ۹۷۳ھ کی تصنیف جواہر اسرار اللہ میں یہ شعر موجود ہے۔ جواہر اسرار اللہ کا وہ نسخہ جو حضرت شاہ علیؒ کے پوتے شاہ ابراہیم کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ کتب خانہ سالار جنگ میں موجود ہے اس نسخہ کا نمبر تصوف اخلاق نمبر ۳۲ ہے صفحہ ۱۳۲ پر یہ شعر اس طرح ہے "ہب مالے چڑھ چڑھ کہوں سبھی ؛ ہو وہی وہی سب وہی وہی"

جناب اکبر الدین صدیقی سابق ریڈر شعبہ اردو عثمانیہ یونیورسٹی کے پاس بھی جواہر اسرار اللہ کا ایک نسخہ ہے اس میں یہ شعر اس طرح ہے۔ "ہب مالے چڑھ کر کہوں سبھی
ہو وہی وہی سب وہی وہی"

(۲۳)

بعضے صفات کوں عین ذات کتے ہیں، بعضے ذات نہ خارج ذات یو بات کتے ہیں۔ کل ایک (۱) وجود ہے حفظ (۲) مراتب ہور حال تے جدائی پڑی، بیگانگی میانے آکر کھڑی۔ یو۔ نی ایک اس (۳) بات کی ہے بُد، "انکس کہ نہ ما بود و شما ما و شما شد"[1]۔ یو میرا و سرا ہوا میانے میاں کوچے (۴) بڑے گھر کوں جانے پھیرا ہوا۔ اگر یو میرا ہور (۵) تیرا میانے میاں تے جاوے، تو بیگانگی جاکر تمام یگانگی آوے۔ سب نیکج ہو دسے، سب ایکج ہو دسے۔ دریا میں (۶) تے قطرا ہار پڑیا، تو قطرا بی دریاچ تھا۔ دریا کوں بی عشق کا طوفان چڑھیا (۷) نیں تو دریا بی جیسے کا ویسا چ تھا۔ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ (۸)[2]۔ ذات تے صفات ہے، صفات تے ذات ہے۔ ذات ہور صفات ناوں ہوے، ایک وو ٹھاوں ہوے۔ فرق مراتب ہوا ظہوریات (۹) میں، اجہوں لئی معنی ہے اس بات میں۔ صفات خارج ذات نیں، اس بات پر سب قائل (۱۰) ہیں یہاں بات پہنچ (۱۱)۔ بات بی کیا غیر ذات ہے، یو کیا ذات (۱۲) ہے، یو کیا بات ہے۔ اس تے بیلاڑ۔ بیچکوں، واں کیا دیکھے گا چڑا ہور چوں۔ وہاں سب خانی ہور لبالب ہے، وہاں کچھ نیں ہور سب ہے۔ واں کچھ نیں ہور (۱۳) سب واں تے آتا، جاں کچھ نیں واں کیوں (۱۴) کوی جاتا۔ اس کچھ نیں میں ہے سب کچھ، اگر گیان ہے تو سمج اب کچھ جاں کچھ نیں واں (۱۵) کے نور کا رنگ کالا (۱۶)، کالے میں کون دیکھتا اجالا۔ فنا ہوئے باج وہاں رہا نہ جائے، یو بات کسے کہا نہ جاے۔ مورک کیلجے (۱۷) کا یو مت، بہ معنی فنا ہونا ہے نہ بہ صورت۔ دو تو جہاں تے گذرتا، تو اس ٹھار آشنائی کرنا۔ خدا کی ذات بغیر بی کس پر نظر نہ اچھنا، اپس (۱۹) کی آپس کوں خبر نہ اچھنا۔ اپس تے بے خبر،

---

[1] ۔ وہ ذات جو ہم تھی نہ تم وہی ہم میں بھی جلوہ گر ہوئی تم میں بھی جلوہ گر ہوئی۔

[2] پہلے کے جیسا اب بھی ہے۔

(۲۴)

اس تے باخبر، لازم یوں آتا ہے عاشق پر۔ حضرت کوں جس رات معراج کی بڑائی دیے، خدا کوں دیکھے بغیر کس پر نظر نیں کیے۔ جس سوں لگیا کام، اس کا چ اچھنا فام۔ یو فام تھا تو یو بڑائی پاے، یو فام تھا تو اس حد(۱) لکن آے۔ یو فام تھا تو حبیب کھواے، یو فام تھا تو خدا کوں بھاے۔ رسول ہوے، قبول ہوے، صَاحِبُ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی وَصَاحِبُ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی(۲)۔ یعنی کسی بات میں اپس کوں میانے میاں نیں لایا، وہی بولیا جو کچھ خدا نے فرمایا(۳)۔ رسول ایسیچ تے ناوں دیا رب العالمین خدا کے امر امانت میں اپنے نفس کوں دخل نیں دیا، جو کچھ خدا نے کہا سو کیا۔ بیت

جیسے عقل ہے وو ہر بات کو سنبھال کہے (۳)

جو سو برس کوں ہووے گا سو وو اتال کہے۔ (۴)

کرامت کتے سو عقل تمام، جو کچھ دنیا میں ہوا سو سب عقل(۵) کا کام عقل تے ہوا حلال ہور حرام عقل تے پکڑیا فرق خاص ہور عام، عقل تے رکھے ہر ایک کا نام نیں تو کاں تھا صبح اور شام، شیشہ ہور جام، پیتا بادام، صیاد دام، صاحب(۶) غلام۔ یو کچھ عجب نقل ہے، غرض جو کچھ ہے سو عقل ہے۔

سو اس عقل بادشاہ کوں، عالم پناہ کوں، ظل الہ کوں، صاحب سپاہ کوں، ایک فرزند(۷) تھا۔ کہ اس کا جوڑا دنیا میں کیں نہ تھا۔ واصل کامل عاشق عاقل عالم عامل ناؤں اس کا دل۔ دانش مندی(۸)، قبول صورتی دلاوری سب عالم تے اسے حاصل۔ بیت

کرے نت دل پہ نازش عقل جیسا (۹)

کہ فرزند نیں کسے دنیا میں ایسا

تخت و تاج کا لائق، سب پر فائق۔ بات میں قابل سمج میں فاصل سو ایک

لہ۔ ان (پیغمبر) کی نگاہ نہ تو بہکی اور نہ وہ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں بناتے ہیں۔

(۲۵)

دیس اس عقل بادشاہ، عالم پناہ، ظل اللہ، صاحب سپاہ، حقیقت آگاہ کے دل پر کچھ آیا، اپنا اندیشہ اپس کوں بھایا۔ سو اس دل شہزادے کون، اس ماہ زادے کوں، اس متقی کوں، اس سب علماں کے دھنی کوں تن کے ملک کی بادشاہی دیا۔ تن کے ملک کا بادشاہ کیا، سرفراز کیا، ممتاز کیا۔ بیت

عقل دل کوں دیا ہے بادشاہی
عقل دل کوں دیا عالم پناہی

سر چیتر (۱) چھایا، تخت بسلایا۔ دل بادشاہ کے ہات میں تن کا ملک آیا، ٹھار ٹھار کونچے کونچے بازارے (۲) بازار اپنی دراہی پھرایا۔ تن دل کا فرمانبردار، جوں (۳) نفر خدمت گار۔ بیت

خبر دیپچ کوں معلوم ہر ایک منزل کا
فقیر تن یو بچارا مطیع ہے دل کا۔ (۴)

جدھر جدھر دل جاتا (۵)، دل کے پیچھیں (۶) تن بی آتا (۷)۔ نوے نوے قانون دھرنے لگیا۔ دل تن کے ملک کی بادشاہی کرنے لگیا۔ دل (۸) جان، دل عاشق، دل کوں شراب کا بہوت دھیان۔ چیتر سگھڑ دل، شراب بغیر نیں رہتا ایک تل۔ شراب اسے بہوت (۹) بھایا تھا، شراب پینا اسے آیا تھا۔ بادشاہاں کوں سعی کرنا واجب ہے عدل انصاف پر، بادشاہاں کوں شراب پینے (۱۰) کا کیا ڈر۔ بادشاہ کوں عدل (۱۱) انصاف بغیر ہور کچھ لوچ بچار نہ ہوسی، بادشاہ شراب پیا تو گناہ گار نا ہوسی۔ بادشاہاں کوں خدا نے پیار کر (۱۲) لئی کچھ دیا ہے، دنیا کا سواد بادشاہاں خاطر پیدا کیا ہے۔ بادشاہاں دنیا چھوڑنے پر (۱۳) آپے پیچھے دنیا میں کیا رہا، دسریاں کوں دنیا کیوں بھایا ہے۔ دنیا کوں لوکاں منگتے ہیں سو دنیا کا ذوق کرنے خاطر، نہ چھک چھک کر حسرت سوں مرنے خاطر۔ بادشاہاں

(۲۶)

نے دنیا کا حظ (۱) چھوڑے، خلق کا دل توڑے، خلق آزردہ ہوا، دل پژمردہ ہوا خلق میں تے گرجی گئی، خلق افسردہ ہوا۔ بادشاہ خوشی پے آئے، تو خلق کوں بی خوشی بھائے ہر ایک کوی دو پیالے پیا، بادشاہ کوں دعا دیا (۲)، دو دیس کی دنیا (۳) محظوظ ہو جیا۔ جاں تازا، ایمان تازا؛ ایمان تازا، تو سب جہاں تازا، بادشاہاں کے دل پر اچھتا ہے کہ اپس کے دور کے (۴) لوکاں اپس تے خوش حال اچھیں، اپس کوں بہوت منگیں اپنے خدائی ہوویں۔ ہر ایک (۵) ٹھارا اپنے رکھوال اچھیں، اپنا دل شاد کریں۔ اپس کوں دایم یاد کریں۔ کہ ہمارا بادشاہ ایسا ہے، ایسا ہے، جیسی تعریف کرنے کا اس تعریف جیسا ہے۔ تا دور قیامت اپنے دور کی بات ہونا، آنگے کے لوکاں جو کوی سُنے سو شہ مات (۶) ہونا۔ شراب سب کیفاں کا بادشاہ کیف، جاں عاشق ہور معشوق اچھے وہاں شراب نا اچھے تو بڑا حیف۔ جیوں نمک نیں (۷) سو کھانا، بے نمک کھانے تے آدمی (۸) نے کیا سواد پانا۔ جوں جوت نیں سو گھر، جوں مٹھائی (۹) نیں سو شکر۔ جوں معنا نیں سو بات، جوں سخاوت نیں سو ہات۔ جوں پانی نیں سو لہوا، جوں سبزہ نیں سو ہوا۔ جوں حسن نیں سونار، کاجل نیں سونگار۔ دیوے میں بتی نیں سو اُجالا کیوں پڑے گا شراب میں متی (۱۰) نیں وو شراب کیوں چڑے گا۔ جس کام (۱۱) نیت ثابت نیں وو کام جس کیا شے گا دل میں تقوا پاچ نا اچھے تو مشقت کس کیا دے گا۔ پانی نیں سو چشمے پر گئے تو کیا پیاس (۱۲) جاتی، ہزار کیف کھاے تو کیا ہوا شراب کی کیف آتی (۱۳)۔ یو بات خدا جانتا ہے ایس آپ عاشقاں کوں شراب منا کرنا بڑا پاپ۔ عاشق مفلس عاشق کا ذخیرا سو یو ہے، عاشق میں گناہ کبیرا سو یو ہے۔ عاشقاں کوں شراب پلانا عاشق کا دھرم ہے، یہاں عشق (۱۴) ہے عاشق کا عاشق پر کرم ہے۔ اگر عاشق کوں عاشق نہ پہچانے، تو بیگانا ہمدرد بچارا کیا جانے یہاں جانتا پھول مارتا تو پکارتے، انجانتا پتھر مارے تو دم نیں

(۲۷)

مارتے۔ جسے بہ[1] حسبے ظاہری زور ہے" انجانتے کا علاج کچھ ہو رہے۔ جوں فارسی میں بولیا ہے کہ

گر نبودے چوب تر فرماں نبردے گاؤ خر [2]

شراب معشوق کا مشاط، ایک حسن کوں سو حسن کر دکھلاتا، صحبت کوں بڈھاتا جو کوی عاشق ہے، اسے شراب بہوت بھاتا۔ شراب عاشق ہور معشوق کے دل کے شک دور کرتا، شراب[3] دو کو محبت میں چور کرتا۔ شراب پیئے بیچیں دل میں کچہ خلاف نہیں اچھتا دنیا کا لذت تو جو شراب[4]، شراب نا اچھے تو عاشق کی بیگی[5] دنیا[6] خراب[7]۔ شراب ہرگز غم کوں آنے نہیں دیتا، شراب خوشی کوں دل میں تے جانے نہیں دیتا۔ شراب عشرت کی سنگاتی جان شراب وہاں عشرت آتی۔ دل کی تاریکی جاتی، دل پکڑتا صفا، شراب[8] پیئے تو عاشق کوں بہوت نفا۔ جس گھر میں شراب آوے، اس گھر میں محنت کیوں رہنے پاوے۔ اگر منگتا ہے غم کوں مارے تو شراب پی[9]، اگر منگتا ہے جفا تیرے انگے ہارے تو شراب پی اگر منگتا ہے رن میں گھوڑا بہانے تو شراب پی، اگر منگتا ہے حسن کا نظارا کرنے تو شراب پی، اگر منگتا ہے دل میں محبت بھرنے[10] تو شراب پی، اگر اونچا چڑنے[11] منگتا ہے تو شراب پی[12]، اگر خدا کوں انپڑنے[13] منگتا ہے تو شراب پی۔ بعضے اولیاں[14] نے شراب خوش گئے ہیں،

---

[1] اگر کچی لکڑی نہ ہوتی تو گاے اور گدھے مطیع نہ ہوتے (امثال وحکم از علی اکبر دھخدا جلد اوّل صفحہ ۵۵۶ پر یہ عبارت اس طرح ہے۔

تا نباشد چوب تر فرماں نبرد گاو و خر۔

لیکن امثال وحکم جلد سوم صفحہ ۱۳۰۷ پر یہ عبارت یوں ہے

گر نبودی چوب تر فرماں نبردی گاو و خر۔

امثال وحکم از علی اکبر دھخدا فارسی اقوال ضرب الامثال وکہاوتوں کے متعلق ایک اچھی کتاب سمجھی جاتی ہے یہ چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ تہران سے ۱۳۱۰ھ (۱۹۵۶ء) میں شائع کی گئی

(۲۸)

یو تیز اب خوش (۶) کیئے ہیں۔ شراب مرکب ہے محبت کے باٹ کا، شراب ہادی ہے اس کھاٹ کا۔ شراب آرائشِ (۳) بادشاہی، شراب اسرار خلوت خانۂ الٰہی۔ عین خوشی (۴) اسے بسبر تا کی، عمل بُرے نکو کر ڈر تا کی۔ جہاں خوب بست ہے وہاں البتہ منا کرتے ہیں، کم حوصلیاں کوں ڈرانے (۴) کہ یو بدنیت دھرتے ہیں۔ اگر پاک ہوا ہے تیرا دل و جان، ہور توں بی عاشق ہے تو عاشق کوں پہچان۔ شراب کوں اتال حرام کتے ہیں سخت، ولے حلال تھا عیسیٰ پیغمبر کے وقت۔ ایتی شراب کی منائی، آخر یہی فعل پر بات آئی۔ برا فعل منع ہے تا کہ شراب، عارفاں سو جہل منا ہے تنکہ شراب شراب نا پی کر جو برے فعل کرتے، واں نیں ڈرتے۔ بیت

از حسد امروز زاہد می کند منع شراب (۵)
ورنہ کے ایں نامسلمان را غم فردائے ماست [1]

عالم خارج شراب (۶) ہزار گناہ کرتا، جو جیوں (۷) کوں بھاتا وہاں کوی منا کرنے نیں آتا، وہاں کیوں (۸) چپ رہا جاتا۔ کیا تمام تاکید (۹) شراب پر پیچ آیا ہے، باقی گناہ سب بخشے کر کوئی لکھ لایا ہے۔ سواد کے گنہ سب آپیچ کرنا، دسریاں کوں ڈرانا، ہور اپے نا ڈرنا خدا نے بخشا کیا کر، خدا کی فرمودی میں بی ایتے (۱۰) مکر۔ دو دیس کی دنیا (۱۱)، کوی کیتا جوڑے گا۔ گناہ کرنے کوں نئیں (۱۲) چھوڑتے، سو ثواب کرنے کون چھوڑے گا۔ لوکاں (۱۳) لوکاں کے مال پر اور جیو پر کھڑے ہیں، شراب (۱۴) نے کیا کیا شراب کے دنبال کی پڑے ہیں۔ آپ پینا دسریاں کوں منا کرنا، یہاں انصاف ہے خدا کوں نا سزا۔ اپنے گنہ کا اپس کوں اچھنا لمام، دسریاں کے گنہ سوں (۱۵) کیتے کیا کام۔ دسرے کی تقصیر کا حجت اپس

---

[1] آج حسد کی وجہ سے زاہد شراب پینے سے منع کرتا ہے، ورنہ اس (ظاہر پرست) غیر مسلم کو ہمارے مستقبل [illegible] کا کیا غم۔

(۲۹)

پرنا آسی، کسی کے گنہ خاطر کسی کوں دوزخ میں نا بھاسی۔ ہر کوی اپنا ثواب ہور گنہ پہچانتا ہے، اپنا جواب آپے (۱) جانتا ہے۔ اگر کوی دوزخی اچھو و گر بہشتی تجھے کیا کام آوے گی کسی کی خوبی کسی کی زشتی۔ تجے کاہے کوں دُسریا (۲) کا ذکر، توں کچھ اپنی عاقبت کی کر فکر۔ غرض آدمی میں جہل نا اچھنا آدمی میں بُرا فعل نا اچھنا۔ مراحی کے گردن پر گنہ کا بھار نا دھرنا (۳)، آدمی آپے بُرا اچھے تو شراب نے کیا کرنا۔ اگر کوی پوچھے کہ شراب کیسا (۴) ہے؟ توں بول کہ جیسے سوں ویسا ہے۔ (۵) تو بول یہاں کیوں رہتا ہے، جوں فارسی میں کتا ہے۔

از شیشہ ہموں برون تراود کہ دروست [1] (۶)

کتا کہنا (۷) دُرا دُرا، خوب سوں خوب بُرے سوں بُرا۔ آپے بُرے ہو (۸) کرتے بُرے کام، میانے میاں بچارے (۹) شراب بدنام۔ ہور بہانا کیا کہ شراب پیے تو یوں ہوتا، تو یوں (۱۰) آب پیے تو یوں ہوتا۔ شراب پر ہزار ہزار تہمت کرتے، اپنے برے فعل کوں سو (۱۱) سو بر تے۔ اگر کوی خوب سمجے تو اس سوں بات کیا جاوے، ایک بات کوں سو دھات کیا جاوے۔ شراب کے منع کرنے میں ایک (۱۲) حکمت ہے، بلکہ ایک غرض ہے۔ اگر کوی پاوے، یو بات کسے سمجانے کی نہیں مگر خدا سمجاوے۔ اگر دانا (۱۳) دریا، دل پاک (۱۴) پر پیوے شراب، تو نادان بی دیکھا دیکھی پی کر اپس کوں عالم کوں کرے خراب۔ شراب تو خوب ہے ولے سمی (۱۵) اسے بُرا بول کر ڈراتے، منا کرتے، حرام تو بہ کراتے (۱۶)

مے کہ بدنام کند اہل خرد را غلط است

بلکہ مے می شود از صحبت ناداں بدنام [2] (۱۷)

---

[1] شیشے سے وہی چیز باہر گرتی ہے جو اس میں ہوتی ہے (امثال وحکم جلد اول صفحہ ۲۳۳ پر یہ مصرع اس طرح ہے "از کوزہ ہمان برون تراود کہ دراوست"

[2] شراب کے متعلق جو مشہور ہے کہ اہل خرد کی رسوائی کا باعث ہوتی ہے یہ صحیح نہیں بلکہ شراب کم عقلوں کی صحبت میں رسوا ہوتی ہے۔

(۳۰)

عام خاص پر منا کا حکم آیا یو عالم جانتا ہے، پہچیں جو کوی راز جانتا ہے، امر(۱) پہچانتا سو پہچانتا ہے۔ اگر اس میں کچھ خدا کا راز نا اچھتا تو اہل راز اس پر مائل ناہوتے، اگر اس راز کوں(۳) سمج کر یو کام کرتے تو کامل نہ ہوتے۔ اگر کسی(۴) انسان میں کچھ خام ہے، تو دل پاک کرنا(۵) بڑا کام ہے۔ خدا نے منا کیا سو برے فعل انچ خاطر، اس نامعقولاں کے جھلانچہ خاطر۔ نیں تو کاملاں کے انگے یو بی ایک(۶) غرق ہور اس میں کیا فرق ہے۔ دریا ایک بندے الائیش نیں پاتا، وے دریا تیر ناکسے آتا۔ جاہل سو ایک بار عارف بولے گا تو(۷) دو بولے گا۔ دس، شراب پیئے، گنہ کیے، خدا بخشے گا بولے تو بس۔ نیں تو اس حلال کوں حرام ناکرتے، عارفاں ہرگز ایسا کام ناکرتے۔ افیم حلال ہور شراب حرام، یو کیا عارف(۸) کا ہے کام مصلحت ہے کچھ جس میں، وہیچ سمجے سمج ہے جس میں۔ تمام مستی کوں حرام کیئے ہیں، کیا جانے کیا خام کہے ہیں

نامعقول اے زاہدے منع شرابت از کجاست
آنچہ گندم کرد با آدم شرابت آں نہ کرد [۱] (۱۹۱۰)

یوں کہے تو ان مستی ہے، زور کہے تو تن مستی ہے، عشق قوت پکڑیا تو من مستی ہے، خدا کچھ دیا تو دھن مستی ہے۔ شراب کی مستی کون کیے منا، اس مستیاں کوں کیا کنا۔ یو نہ زید(۱۰) بولیا نہ عمر، حضرت مرتضیٰ کا قول ہے کہ سُکْرُ الْحُکُوْمَۃِ اَشَدُّ مِنْ سُکْرِ الْخَمْرِ۔ [۱] یعنی حکومت کی مستی شراب کی مستی تے زیاست ہے۔ یو بڑیاں(۱۱) کا قول(۱۲) ہے، الحق راست ہے۔ یہاں چپ رہنا، کسے کچھ ناکنا۔ کدھر کی بی بات برے فصلح پر آتی، بدنیتی

---

[۱] حکومت کا نشہ شراب کے نشے سے زیادہ ہوتا ہے۔

(۳۱)

ہور جھیلچ پر آتی۔ (۱) بُرا فعل حرام ہے باقی سب حلال، کھانا پینا انذر کرنا محظوظ اچھنا، نیکی کوں ہرگز نیں زوال۔ اگرچہ (۲) بہ حسب ظاہری شراب پینا گناہ ہے، (۳) ویسے گناہ کون بی خدا کی بخشش کا پناہ ہے۔ خدکا ناؤں غفّار ہے۔ غفار کا کیا معنا، گناہ (۴) نابخشے تو غفار کیوں کہوانا۔ بولیچ ہیں کہ بندا گنہ گار، خدا بخشن ہار۔ ولے عاشقاں نے یو گناہ اختیار کیے ہیں، (۵) اس گناہ کوں بہوت پیار کیے ہیں۔ عاشقاں کوں خدا پر جو اتنا پتیارا ہے، کہ یو معقول گناہ خدا بخشن ہارا ہے۔ ناپاکاں کنے شراب جاتی تو ناپاک ہوتی ہے، پاکاں کنے آی تو پاک ہوتی ہے۔ شراب بہوت بری بلا (۶) پتھر پر کوی سٹے گا تو پتھر ہوے گا مت۔ بیباک (۷) ہونا تو یو آگ پینا، اس کام کوں فولاد (۸) کا ہوتا سینا۔ اپنے فعل بد کوں نیں کر سکتے منا، شراب کوں بُرا کیا خاطر کرنا۔ مرد ہونا جو اسے حضم کرے، اس (۹) سوں بزم کرے (۱۰)۔ جو کوی پاک پورا ہوتا، اسے یو چ شراب شرابا (۱۱) ظہورا ہوتا۔ دانا کوں (۱۲) یہاں کیا چار، نادان کی سمج میں (۱۳) اندہارا سمجیا سو پایا نیں سمجیا سو گنوایا۔ جو کوی اس شراب کی مستی نیں سمجیا سو اس شراب کی مستی کیا جانے۔ جو کوی اس شراب کا بھید نیں پایا سو اس شراب کوں کیا پہچانے۔ شراب کوں آپے پینا، نایوں اچھنا کہ شراب اپس کوں پیوے، جو شراب اسے پیا خراب کیا تو یو کیوں جیوے۔ کھانیں آگ کھانے (۱۴) جاے تو جلنا، مچلی خشکی پر پڑی تو تلملنا، چمٹی ہستی کا بھار (۱۵) جا سکتی ہے؟ تیتوری بحری کا زور (۱۶) لیا جا سکتی ہے؟ کنکر ڈونگر کی برابری کرے گا؟ تارا چندرسوں (۱۷) ہم بھرے گا؟ دیوا آفتاب کے سمکہ آے گا؟ شرار شعلہ پرموں بھائے گا؟ شراب پر ہر کوی ہم نیں بھاتا، شراب پینا سب کسے نیں آتا شراب حسن کا زرینہ ہے، میخانہ عشق کا مدینا ہے عاشق کی عبادت حسن دیکھنا، (۱۸) راگ سننا شراب پینا۔ عاشق جو کچھ میخانہ میں پایا، سو کعبہ میں زاہد کے بات نیں آیا۔ جوں

(۳۲)

حافظ کہتا ہے۔

بر در میخانہ رفتن کار یک رنگاں بود
خود فروشاں را یکوی میفروشاں راہ نیست [1] (۱)

خودی بیچنے والے اس بات کا رمز کیا پہچانتے، سب کو اپنے پر یکیہ جانتے او بے خبر سو کہیں، اس بات کی خبر عاشقی مصاحبت ہور یاری، عبادت بندگی ہور خدمت گذاری۔ (۲) محبوباں ہیں سو صاحب کے گود میں سوتے، جاکروں ہیں سو بات باندھ کر رہتے۔ نفر جیتا بڑا ہوا بی محبوبی کا ناز کچھ ہوا ہے، لو راز کیہ ہور ہے۔ سر پچھاڑ لینے تو بی کیا کچھ کہے دیتے ہیں۔ کیتک محبوب ایسے ہیں، مطلب لیے ہیں، جو دینے میں لیتے ہیں۔ (۴) بر در ہور در بہ یہاں آسمان زیر [illegible] لو ہر ایک۔ مراتب تا ہے مقام، اس مراتب کے آدمی کوں اس مراتب کا کہا ہے (۵) مقام۔ ہر ایک کوئی اپنے مراتب کوں خوب سمجھ کر جانتا، دوسرے کے مراتب کوں یکا یک نہیں مانتا۔ یہ ظاہر کا مراتب نہیں جو کوئی رمز نہ بجائے، باطن کی بزرگی نادان کوں کیوں (۶) دیکھا جائے۔ عاشق ہور عابد کا مراتب دسا قیامت پر موقوف ہوا ہے، اجہوں بات پر دے میں ہے روایت پر موقوف ہوا ہے۔ عاشق کے مراتب پر کون (۸) کھڑا، عاشق کا مراتب سب (۹) مراتب سو بڑا۔ عاشقاں لو شراب بہوت (۱۰) نام سوں پیتے ہیں، بہت احترام سوں پیتے ہیں۔ جوں شیشہ حلق لگن پیٹ (۱۱) (۱۲) میں شراب بھرتا، ولے بدمستی نہیں کرتا۔ جیوں پیالا دسرے کوں چڑتا، ولے آپ بدمست ہونیں پڑتا۔ جو (۱۳) خم لبالب شراب سوں بھریا ہے ہور مستی کم، شراب پیویں گے اس وضا، تو شراب پینے

---

[1] مئے خانۂ معرفت میں جانا موحدین (ایک رنگوں) ہی کا کام ہے۔ ظاہر پرستوں (خود فروشوں) کے لیے پیر مغاں کا راستہ بند رہتا ہے۔

(۳۳)

کا پاویں گے مزا۔ بارے جوں حقیقت کی شراب میں تے منصورؒ ایک نطرانی کرانا لحق کہوایا، بعضیاں نے خماں خالی کے وُلے راز کوی بھاریں بھایا۔ جنے یو پیالا پیا، یو اسرار چھپایا۔ محمدؐ کوں کیا یو پیالا نیں آیا، محمدؐ دریا تھے محمد میں سمایا، اتا جہ اشارت دکھلایا۔ اَنَا اَحْمَدُ بِلَا مِیْمٍ[1] یو بات عاشقاں میں پھل آئی یو اسرار ہے قدیم۔ یعنی احمد تے جو میم گیا اسد ہوا، پاک ہوا، صمد ہوا۔ یو راز کی بات جو حضرت مرتضیٰ کو وے میں سر بھاکر بولے تھے پنہانی، تو کہتے ہیں اس وقت لھو ہوا تھا سب اس کو وے کا پانی۔ یو سماو، یو گنبیری انوچ کوں سہاوے کم ظرف آدمی کے ہات تے یو کام کیوں ہوآوے۔ یو تھا تو انوں کوں شاہ ولایت کہتے ہیں، بزرگی انو کی سب بے نہایت کہتے ہیں۔ جس ولی نے ولایت کی تشریف پایا اس کی تشریف پر شاہ ولایت کا سکہ آیا۔ ولایت بغیر از شاہ ولایت کسے نیں آئی۔ یو بزرگی باٹ میں نیں پڑی ہر کسے دی نیں جاتی۔

القصا ایک رات دل بادشاہ عالم پناہ، ظل اللہ، صاحب سپاہ کہ بیچ طنبور قانون، عود بیچگا کر، مطریاں خوش سرور بلا کر، دف دائرہ چنگ رباب سوں، بے حجاب سوں دو چار پیالے شراب کے پیا تھا، ارکانِ دولت، ندیم قصہ خوانِ شہنامہ خواں، خوش طبعاں، لطیفہ گویاں، حاضر جواباں، گلرویاں، خوش خویاں سب حاضر تھے مجلس کیا تھا۔ جس کا راگ اسم ہے، دو عشق کا جسم ہے۔ اس جسم میں عاشق کا جان ہے، اس جان میں سجان ہے۔ اس ٹہارہ عاشق کوں شک لیانا کافری ہے، بیدردی، بے رویشی، بدگوہری ہے۔ عشق کی صورت وے پکڑنے گئے تو ہات میں نیں آتی، عاشق کوں بہوت بھاتی۔ دل کے انکھیاں

---

[1] میں احمد ہوں بغیر میم کے (یعنی احد)

(۳۴)

سوں دیکھے تو دیکھے بی جاتی۔ عاشق کوں آگ ہو جالے۔ عاشق کا دل نرم، یو تو باد سموم، ہوت گرم۔ راگ میں عجب ہے تاثیر، عاشق کے دل کوں یوں لگتا جوں تیز بہتے پانی کون کھڑا کرے، اڑتے جناور کوں پاڑے، داناکوں دیوانہ کرے، ہشیار کوں مست کر پچھاڑے، راگ ہو نیچ میں عاشق زار زار روتا، بے اختیار روتا، ہاکاں مار مار روتا۔ سینا پھوڑ دل کوں آگ لگتا، ولے سنتے سنتے ہرگز جیو نہیں بھگتا۔ درویشاں کوں حال آتا ہے، ہزار ہزار دل میں خیال آتا ہے۔ بیت

سرود چیست کہ چندیں فنون عشق در وست
سرود محرم عشق است و عشق محرم اوست [1]

بارے اس وقت یو کا یک عین مستی میں، بادہ پرستی میں، فراغ دستی میں، اس کمالِ ہستی میں ایک قدیم ندیم، بہوت لطافت سوں، بہوت فصاحت سوں، بہت بلاغت سوں، بات کا سر رشتہ کاڑ کر، ایک تازے آبحیات کا قصا پڑیا۔ ولے پڑلے وقت اس قصے کی مستی چڑھی، سو آپے بی ٹک گر پڑیا۔ دل کھولیا، بات سنیا تھا سو بولیا۔ کہ جو کوئی یو آبحیات پیوے گا، دُسرا خضر ہوئے گا، اس جگ میں سدا جیوے گا۔ اس آبحیات کی ایک بات ہے، یو نوا آبحیات ہے۔ جو کوی دھایا، ہرگز زوراں سوں نیں کنے پایا۔ یو خدا کے ہات، اس آبحیات کا جیوہے یو آبحیات۔ آبحیات کو جو پیسے گا، بے حیات دنیا میں جیونا ایسیچ کا ہے۔ جو کوئی یو آبحیات پیا نیں تو دنیا میں عبث آیا، کیا لذت دیکھا، کچھ نیں کیا، عبث جیا۔ جس کے دل میں یو نیں طمع، کیا جیونا اس

---

[1] نغمہ (راگ) کیا چیز ہے کہ عشق کے اتنے پہلو (ہنر) اس میں چھپے ہوئے ہیں، راگ عشق کا راز دار ہے اور عشق راگ کا ہمراز

(۳۵)

کاکس جیونے میں جمع جس کے آبحیات سوں تر ہوئیں گے لب، حیران ہوئے گا (۱)
تماشا دیکھے گا عجب عجب۔ ان آبحیات نے اس آبحیات کا [illegible] لاج، نبی (۲)(۳)
ہور علی اس آبحیات کے محتاج۔ اس آبحیات کی بات (۴) کا اثر بہوت وہان سوں
دل بادشاہ، عالم پناہ، ظل اللہ، صاحب سپاہ کے سر چڑیا۔ دل بادشاہ، اس (۶)
آبحیات کی بات پر مطلق عاشق ہوا، بیتاب ہو پڑیا، کام ایسا کھڑیا۔ بیت

ناوں سنتیچ دل ہوا بیتاب
باس آتیچ میں چڑیا یو شراب

دل بہو تیچ طالب ہوا، اشتیاق غالب ہوا۔ بات سنتے (۷) اس حال کوں انپڑیا،
عاشق تھا بچارا بیگج سنپڑیا۔ اس فکر تے کھٹیا، بادشاہی کا سکہ سٹیا۔ عاشق تھا تمام،
آخر اس حد لگن آیا کام۔ بات (۸) سنتے حال ہوا اس دھات کا، تاثیر دیکھو اس آبحیات کا
کہ اس آبحیات کوں مطلق منگتا ہے الحق برحق منگتا ہے۔ ناون تے اثر چڑیا، نیں تو چپ ہلاک
ہونے کیسے کیا پڑیا۔ اس ناوں میں ایتا زور ہے، تو دل کے دل (۹) میں یو شر شور ہے (۱۰)۔
جیو کوں محبت کے رنگ میں رنگنا (۱۱)، تو کوی کس کوں منگنا (۱۲)۔ کوی کچھ بی لطافت دھرتا
ہے، تو یکس کے دل میں ٹھار کرتا ہے۔ پولاد کے ٹانکیاں سوں تن اپنا کھڑیا ہے،
تو ہر ایک کوی اسے منگنا نیں تو منگنا کیا مفت پڑیا ہے۔ یو بات (۱۳) سہل نیں بہوت
مشکل، کسی میں کچھ خوبی دیکھتا ہے تو رہ بچھتا ہے دل نیں، تو دل جیسا دانا، دل
جیسا عاقل، ہور یو ہو نادیوانا۔

ہوا دل بہوت اب بیدل کہ مشکل وقت آیا ہے
یو دل لانے کی جاگا ہے اگر دل دل لگایا ہے۔ (۱۴)

ایسی دیوانگی سوں اس دل کوں کیا نسبت، بھی اپس کوں سنبھالیا ہے۔ (۱۵)

(۳۶)

(۱) شاباش رحمت۔ دل میں (۲) اٹھے جہال، کیوں کر رکھے (۳) سنبھال۔ عاشق ہے اس کو (۴) عشق اپنا ہے
عشق جلنا ہے، عشق تپنا ہے۔ بچارے عاشق کا دل بیگ لگ جاتا، (۵) آزما کر دل
لگاتا، دغا کھاتا۔ آزمانے گئے تو سواد ٹٹتا۔ لذت کم ہوتی، نین آزمائے تو یو بلا
آتی۔ دل (۶) درہم ہوتا، بارے یو کسے ہے نام، عاشق پر صبوری ہے حرام۔ صبوری
کا نا دل (۷) لیتے جیو جاوے، عاشق تے صبوری کیوں کر آوے۔ بے صبری عاشق
کی صفت (۸) ہے، بے تابی عاشق کی عزت۔ تلملنا عاشق کا کام، جلنا عاشق کا احترام۔
سعدی (۹) نے بو لیا ہے عشق (۱۰) میں ایسا ہے حال، نہ صبر در دلِ (۱۱) عاشق نہ آب در غربال۔[1]
عاشق بے تاب بے آرام ہوئے تو خوب، عاشق تک بی بدنام ہوئے تو خوب۔
بدنامی (۱۲) نے عشق میں کچوا نا خامی ہے، یو بدنامی نیں عاشق کی نیک نامی ہے۔ عشق
میں بدنامی جوں کھانے میں نمک، جوں دیوے میں جھمک، جوں محبوب میں ٹھمک
عشق کا یہی (۱۳) ہے نشان، بچارا جیتا پنہاں کرنے جاے اتنا ہوئے آشکار سب
کا حال ظاہر ہوا (۱۴) آیا، کون عاشق وو جو عشق کوں چھپایا خسرو شیریں، فرہاد
یوسف زلیخا، لیلی مجنوں، انو کا (۱۵) عشق فاش ہوا تو یو حکایتاں چلیاں آجنو۔
عشق کوں (۱۶) کوی چھپا کر ٹھار یا ہے، (۱۷) آفتاب کوں کوی بقل میں ماریا ہے آگ میں
کوی باندیا ہے گھر، غوطہ مار کر کون رہیا دریا بھیتر۔ عشق ہرگز نیں چھپتا، چھپاتے
کتے سو پاتاں ہیں، خرافاتاں (۱۸) ہیں، حکایتاں (۱۹) ہیں۔ یو آگ، اس آگ کوں
کون دل میں چھپایا ہے۔ آگ کوں دل میں چھپانے کا علم کسے آیا ہے۔ عاشق
کا دیوانا ہونا (۲۰) کام، بیلاڑ جو کچھ ہوے گا سو خدا کو نچہ غم۔ عاشق جو جیو

---

[1] نہ عاشق کے دل میں صبر و قرار نہ چھلنی میں پانی ٹھہرتا ہے

(۳۷)

لگتے وقت اندیشے پر آیا، عشق کی لذت گنوایا۔ اندیشا عاشق کوں لہنا نیں، اتال بات کہنا نیں۔ عشق ہیں آیا ڈر ہیچھیں لذت کدھر۔ اتال کیا ڈرے گا، کیا بچارا عاشقی کرے گا۔ جس ہیں اچھے گا یو نام، ایک دل کیوں کرے گا دو کام۔ رن ہیں کھنسے پچھیں لھوا ہور تیتا کیا، عاشق ہوئے تو بی اندیشا کیا۔ اگر جیوتے ڈرتا، تو کے عشق بازی کرتا۔ جاں نیں ڈر، وہاں دلبر۔ جان ڈر، وہاں خطر۔ ڈر ہیں گھر، بر ہیں دلبر۔ کون ایسا عاشق ہے غازی، ہر ایک کا کام نیں جانبازی بیت

عشق کھلے نیں سو دیوانے
عشق کا کھیل، کھیل کر جانے۔ (۲)

القصا دل بادشاہ، عالم پناہ، ظل اللہ، صاحب سیاہ حقیقت آگاہ، بہوت بیدل ہوا، دل پر کام مشکل ہوا۔ شہر سب حیران، گھر گھر لوکاں پریشان۔ جتنے جتنا دوڑے۔ سر گردان ہو کر سب سر پھوڑے۔ پیشوا، دبیر، امیر خاں، وزیر۔ کوی کر نیں سکے اس کی تدبیر۔ بیت

بادشاہ کے جو دل پہ آوے غم
تل منے ملک سب ہووے درہم۔ (۶)

ویسے ہیں دل بادشاہ کوں، عالم پناہ کوں، ظل اللہ کون، صاحب سیاہ کوں خصوص ایک جاسوس تھا۔ اس کا ناوں نظر، سب ٹھاوں اس کا گذر، سب جاگا کی معلوم اسے خبر۔ صاحب فراست، صاحب ہمت۔ خوش طبعیت، خوش محبت۔ عقل بہوت دھرے، نیں ہوتا سو کام کرے۔ کوی نہ جا سکے، وہاں جاوے، کوی نیں خبر لیا تا سو خبر لیاوے۔ سارے شہر کی خبر دل کوں تل ہیں دیوے، ہر روز ہزار، ہزار شاباش لیوے۔ بیت

(۳۸)

گھر دھنی وو جہ جس کوں گھر ہے خوب (۱)

وو چہ صاحب جسے نفر ہے خوب۔ (۲)

سود و نظر جا سوں، دل بادشاہ، عالم پناہ، ظل اللہ صاحب سپاہ کے (۳) حضور آ کر، سر اکر، تعظیم کر، تسلیم کر، بہوت ادب سوں، ایک سبب سوں، بولیا بات کا ما یا سب کھولیا۔ کہ اے دل بادشاہ، عالم پناہ، دل کوں رکھ کھٹ، تقوا انکوسٹ۔ خدا سر پر دھرتا، فکر کے کرتا۔ بیت

جاں [illegible] سے نفر نہ کھیا جاے (۴)

[illegible] پر جو کوی نفر کام آے۔ (۵)

جتیاں کوں توں کتا، اس کام پر کوی نیں دستا (۶)۔ اس کام پر اتا ل میں راضی، دیکھ میری جانبازی۔ مجھے رخصت دے اس کام کوں میں جاؤں گا، جدھر کدھر (۷) ڈھونڈ کر توں منگتا سوا (۸) بحیات کی خبر میں لیاوں گا۔ بیت۔

کھینچیا ہے دل کوں عشق نے اب دل کوں کچھ چارا نیں

عاشق کوں کوی کیتا رکھے کس تے رہنہارا نیں۔ (۹)

توں منگتا سوا بحیات ہے تو اس کی خبر تجہ لگن آئی، اگر یو آب حیات دنیا میں نا اچھتا تو نا دیتا کوی تجھے یو بدھائی (۱۰)۔ ندیم پڑتے وقت میں کیا نام، کہ یہاں (۱۱) تو کچھ ہے دام، ولے آخر ہونہارا ہے تو کام۔ بادشاہاں کا دل جگا جوت ہے، سب ٹھار جیوتا ہے۔ بادشاہاں کے دل پر (۱۲) جو کچھ گذرتا ہے (سو ہوتا (۱۳) ہے) بادشاہاں کا دل خدا کے رہنے کی ٹھار، یہاں شک لیانا توبہ استغفار۔ خدا یہاں بیٹھ کر اپنا کام چلاتا، خدا یہاں بیٹھ کر دیتا دلاتا۔ باطن میں تو خدا چ آیا کتے، ظاہر خدا کا سایا کتے۔ جاں بادشاہ کا دل جا سکتا ہے، واں

(۳۹)

تے کس کا دل خبر لیا سکتا ہے۔ جس دریا میں انو کا دل تیرے، دسرے[1] دل کوں قدرت ہے جو وہاں پھیرے۔؟ ذرا آفتاب کے آنگے کیا دسے گا' ایک بول کتاب کے آنگے کیا دسے گا۔ جیتا کوی دوڑے جدھر، دریا میں قطرا کدھر۔ یو مراتب پائے، جو خدا کے خلیفہ کہواے۔ جکوی خلیفہ کوں سمجیا' سو خدا کوں سمجیا۔ جنے خلیفہ کوں نیں[2] سمجیا' انے کیا سمجیا۔ جو کچھ پانا ہے سو یہاں پانا ہے' دھونڈنا سو دیوانہ ہے۔ آرسی ہات میں ہور[3] موں دیکھے نیں آتا کھیسا کمر میں ہور نقد لینے[4] نیں پانا۔ جیتا[5] ہے سو رجینا بسریا' دریا میں پڑیا ہوا پانی پینا بسریا۔ سر میں پھول ہور دماغ میں باس نہیں آتی، دل میں معنا بھریا ہور بات کہے نیں جاتی۔ معشوق کھونکھٹ کھولیا، انے انکھیاں جھانکیا، یا رلٹ پٹ ہوا' یو ڈر کر بھانکیا۔ ظاہر خلیفاچ کنا ہے، باطن میں جو کچھ ہے سو وو بات کنا منا ہے' چپ رہنا ہے۔ یو بادشاہاں بہوت بڑے ہیں، بہوت بڑی جاگا کھڑے ہیں۔ انوسوں بے ادبی سوں پیش آنا[6]، نابود کی نشانی ہے' انو سوں بدنیتی کرنا' مردود[7] کی نشانی ہے۔ ظاہر باطن انوسوں صاف دل اچھنا' رات دیس انو کی دعا سوں مل اچھنا۔ انو کی خدمت عظمت ہے' بڑا ثواب ہے۔ یو عظمت بخش ہیں' یہاں فتح باب ہے۔ شاہاں کے وجود کا شرف معبود سچ جانتا، جس میں کچھ بی بود ہے وہ سچ پہچانتا۔

بارے ول بادشاہ' عالم پناہ' نظر سے فتوے کی یو بات سنیا' اُمید کے چمن میں تے گود بھر بھر پھول چنیا۔ بیت

من کے چمن میں باؤ آ پھل کے غنچہ آس کا
ڈالیچ پر پھول ہنس پڑیا اُمید ہے اب باس کا (۸)

خوش ہوا' جیو میں رہا۔ نظر جاسوس کوں شاباش شاباش کہیا' گلے لایا۔

(۴۰)

بہوت منت کیا، خدا کی درگاہ امیدوار ہوکر رضا دیا کہ تو جا، یو خوش خبر لے کر (۱) بیگ آ۔ یو وقت بھائی پنے ہور یاری کا وقت ہے، مخلصی ہور خدمت گاری کا (۲) وقت ہے، دل داشتی ہور دوست داری کا وقت ہے۔ تاخیر نکو کر، اس کام (۳) کوں تقصیر نکو کر۔ اس کام پر جد دھیرے گا، تو خدا نی (۴) تیرا مراد صاحل کرے گا (۵) مقصود آے گی بریں، دائم خوشی اچھے گی تیرے گھر میں۔ مبارک ہے جاگے تیرے نصیب، کے نَصرٌ مِنَ اللّٰہِ وَفتحٌ قَرِیبٌ۔ [۱] بیت

شاہاں کنے کوی قابل اچھے تو خوب ہے
صاحب سوں اپنے ایک چت یک دل اچھے تو خوب ہے (۶)

جاسوس نظر دل بادشاہ، عالم پناہ، سو وداع ہوکر قدم آنگے دھیر روانا ہوا، اپنے کام کی شمع پر پروانہ ہوا۔ جوں باوکیں اٹھیا، کیں گریا۔ جلگا جاگا (۷) دھونڈیا، عالم سب پھریا۔ جس (۸) ٹھار کیا جب تماشے دیکھا عجب عجب۔ بیت

سفر کی کیا ہے خبر جو لگن دو گھر میں ہے
سفر کیا سو وو جانے کہ کیا سفر میں ہے۔ (۹)

عقل کے (۱۰) پیالے سوں متا (۱۱) ہے، جو فارسی میں کتا ہے۔ بیت

صد تجربہ شد حاصل در راہ بہر گامی
بسیار سفر باید تا پختہ شود خامی [۲]

چت اس دل سوں (۱۲) لایا، پھرتے پھرتے ایک شہر میں آیا، اس شہر کے

---

[۱] اللہ کی طرف سے مدد ہے اور کامیابی قریب ہے۔
[۲] راستے میں ہر قدم پر سینکڑوں تجربے حاصل ہوئے، خام کار کو پختہ کار ہونے کے لئے بہت سفر کرنا پڑتا ہے۔

(۴۱)

عمارتاں جیسیاں کسی شہر(۱) میں کوی آج لگن نیں بندھایا، کہ اس شہر کے آس پاس تمام پھلواری(۲)، تمام پھولاں کی باس۔ لوکاں وہاں کے سب ادب دار، تمیز دار، نیک بخت، برخوردار، شیریں گفتار، نیک نیت، نیک کردار۔ پردیسی کوں آے گیے کوں بہوت کرتے پیار۔ بیت

دنیا دغا زہے بہوت او باش ہور حیلیاں بھری (۳)
آدم وہی ہے جو کرے آدم ستی آدم گری

نظر وہاں کے لوکاں تے لیا خبر کہ یو ٹھانوں کیا ہے، اس شہر کا ناؤں کیا ہے وہاں کے لوکاں ہوے یک کوے، سب بولے۔ کہ اس شہر کا ناؤں عافیت، ہور(۴) اس شہر کے بادشاہ کا ناؤں ناموس، نظر اپنے مقصود کوں دل میں یاد کر ہزار ہزار کیا افسوس۔ کہ یو کام کیوں ہوئے گا(۵)، اس کام کا سرانجام کیوں ہوے گا بیت

خدا مدد ہے اسی کوں جسے ہمت کچھ ہے
وہی مراد کوں انپڑیا ہے جسمیں ہمت کچھ ہے۔ (۶)

(۷) میں تو جیوں تیوں وہاں تے یہاں لگ زمین چکلیا(۸)، منہم کر نکلیا۔ اتال خدا شرم رکھے، خدا یو نیم دھرم رکھے۔ اتنا کہکر(۹)، ٹک ایک رہکر، عقل سوں اپنے دل میں کچھ لایا، دل کو سمجایا، وہاں کے بڑے لوکاں(۱۰) کوں میانے بھایا۔ ناموس بادشاہ سوں(۱۱) جاکر ملیا، اپنے کام خاطر بہوت بلبلیا۔ ناموس بادشاہ اسے دیکھ کر، اس کی ادا دیکھ کر، اس کی رویش دیکھ کر، بہوت خوش ہوا۔ ہنسیا(۱۲)، ہلیا غنچہ تھا سو خوشی سوں جوں پھول کھلیا۔ بیت

ادب ہے جس میں تو ضع ہے جس میں وو مرد ہے (۱۳)
دو کچھ یو جس میں نیں ہے دو مرد سر در ہے۔ (۱۴)

(۴۲)

دور تھا سولے(۱) اپنے نزدیک بسلایا۔ پوچھیا کہ توں کون ہے؟ توں کاں تے آیا؟ بیت

جو کوی کس کے کنے آے غرض غرض کرے
وہی بہلا جو غرض و واپس پہ فرض کرے۔ (۲)

لاج سٹ کر منگتا منگن ہار ادین ہار انیں دیا تو شرمندہ ہوتا بچارا۔ شرم کا کوی منگے تو وہاں کہے ہیں دھرم۔ بے شرم گھڑی(۳) گھڑی منگیا' اسے منگنے کی کیا شرم ہیت

اسے خوشں لگتا ہے منگ لینا
دے کوی کیتا کسے دینا۔ (۴)

گنج قارون اگر اچھے گا تو بی دیتے سرے گا' وے بے شرم کا منگتے منگتے پیٹ نا بھرے گا۔ یوگدا' اس کا بیچ ایسا سدا۔ شرم کوں نیں پچھانیا منگنا ایک ہنر کر جانیا۔ جاں گیا وہاں کچھ(۵) منگ لیا، کنے دیا کنے نیں دیا۔ کاں کا نیم کاں کا ست ہے اپنی وہیچ عادت اس بات پر یو بات بی آئی' کہ علت جاتی وے عادت نیں جاتی۔ محوب(۶) کاں کوں خدا کی ہور خدا کے خلیفہ کی آس' عار(۷) آتی منگنے دسریاں پاس۔ دسریاں پاس منگنے جیو پر آتا' ایسے لوکاں تے کس پاس کیوں منگیا جاتا۔ کسی کا بیڑا(۸) پان قبول کرنے کا نیں تاب(۹)، ایک بیڑا قبول کیا تو اس میں ہزار حجاب۔ خدا نا کرے جو مردار حلال ہونے کا وقت آے۔ کیں تو بی دیکھنا کہ کس پاس منگیا جاتا ہے کہ نیں(۱۰)۔ خدا کا خلیفہ رزق کا قسمت(۱۱) کرنہار(۱۲)، اگر یہاں کوی(۱۳) منگے تو بارے منگنے کی ٹھار ہے عیب(۱۴) نیں منگنا اس ٹھار(۱۵)، اس ٹھار بادشاہ کوں اپنا خلیفہ کیا ہے پروردگار۔ بادشاہاں پاس حق ہے سب(۱۶) کا منگیا جاتا ہے، خدا دلاتا ہے(۱۷) تو یہاں تے کچھ آتا ہے۔ نہ کہ جیسے دیکھے دنیا دار، منگتے کھڑے رہے ہات پسار(۱۸)۔ صاحب صاحب کہتے

(۴۳)

پھرتے آس پاس، جانو یوچھ[1] صاحب اسپیچ کے چاکر اسپیچ کی آس. جو کوی یوں کسی کے دنبال[2] لگ لگ پیٹ بھرے، بے حیائی[3] پر دل دھرے[4]۔ پچھس ہمت کا آدمی لاعلاج ہوکر کچھ تو بنی[5] دیتا ہے، بچارا کیا کرے۔ ایک بار، دو بار، تین بار مبالغہ چار بار دیا جائے گا، پانچویں بار ایسے آدمی تے آدمی بیزار ہوے گا تنگ آے گا۔ یو اپنی جاگا پرتے نیں ہلتا، بقول اہل ہند چکنے گھڑے[6] پر پانی ڈھلتا۔ کوئی[7] بھلا کو کوی برا کو۔ کیا اپنے کو کس کا کہنا، اسے اثر نہ ہوے، یو بے حیائی کی شراب[8] پیا ہے، مست ہے اسے خبر نا ہوے۔ دراصل[9] کسی پاس منگنا بھلے آدمی کوں معلوم ہے کہ کیا بلا ہے، دل پر کیا آفت ہے کیا زلزلہ ہے، بلکہ قیامت گذرتا ہے، بہوت مشقت گذرتا ہے۔ ماں باپ ہور خدا پاس بی منگتے دل کون ملاحظہ آتا ہے یکایک نیں منگیا جاتا[10]۔ لاج کے آدمی کون بہوت آتی لاج بچھس[11] ضرور کوں ہوا تا لاعلاج کوں کیا علاج۔ لوکاں کا[12] یو نام، لوکاں کی یو چال۔ اتال[13] بچارے بھلے آدمیاں کا کیا حال۔ لوکاں بھلیاں کوں برے کر جانتے، بریاں کو بھلے کر پچھانتے بھلے آدمی کوں جیوتا بہوت مشکل[14]، دل میں کیتا ہمت دھرے۔ خدا سب کرے، ولے کسے بھلا نا کرے اپنا ہیڑا[15] آپی کھانا، اپنا لھوا آپی پینا، تو دنیا میں بھلا آدمی ہوکر جینا۔ برے آدمی بھلا جانتے، دغا دے جانتے، جوں تیوں کس پاس تے کچھ لے جانتے۔ جاں لگن بھلا آدمی ہے، واں لگن خوار ہے۔ برے لوکاں کوں سب کیں ٹھار ہے بھلا آدمی کیوں بھاوے، گائے[16] قصاب بیچ کوں پتیاوے۔ یو سمجھے نیں دراصلا، دکھن کا ہے یو مثلا۔ جو کوی آوارہ، وو بھائی[17] ہمارا۔ جو کوی کرے ہٹ مار نکالیں نٹ۔ الٹی چلتی دنیا داری، بھلے لوکاں کی ہوی خواری۔ نا اہل پاس جو سوال کرتا ہے، وو جیوتا نیں مرتا ہے، بلکہ مرنا بہتر[18] ہے۔ شرم کے آدمی کوں شرم کا آدمی اچھے سو جانے، جس میں شرم نیں

(۴۴)

وو شرم کے آدمی کوں کیا پہچانے۔ جو کوی جانتے ہیں اپنے ایمان(۱) رہنے ، اَلْحَیَاءُ تَمْنَعُ الرِّزْقَ[1] کے معنی۔(۲) حیا کے لوگ رزق کے باب(۳) اکثر تنگی سوں گذرانتے ہیں۔ دنیا جھوٹیاں کی ہے، دغا بازاں کی ہے، بے ایماناں کی ہے، یو خوبی جانتے ہیں۔ حق(۴) کڑوا ہے، یو کڑوا جسے میٹھا لگیا وو(۵) بڑا اس باٹ میں پاوں پھسلتا ہے، ہر کوی نیں ہوتا کھڑا۔ اگر کسی میں بات سمجھنے کا مایا ہے، تو حدیث میں "اَلْحَقُّ مُرٌّ[2]" بی آیا ہے۔ اگر توں موں کار کنے منگتا پاتی، تو غم کوں کھا ہور انکھیاں کے اچھو(۶) پی لے سارے بھلیاں کی زندگانی۔ اصیل بغیر اصالت کوں کون پاتا ہے، بھلے آدمی کوں اصلالت سنبھالنے جیو پر آتا ہے۔ لاعلاج کوں سکال، دوکال ہوتا ہے، تو مردار بی حلال ہوتا ہے۔ بھلے آدمیاں تے کس پاس منگیا نیں جاتا، تو انو پر یو واقعہ(۷) یو فاقہ آتا۔ بھلے آدمیاں کا منگنا ایک اشارت ہے، یا نیں تو ایک بات کرنا ہے۔ اتنے میں کام ہوا تو ہوا، نیں تو اس کام تے درگذرنا ہے۔ مجھیں(۸) خدا جلاوے گا تو جیویں گے، نیں تو مریں گے۔ بھلے آدمیاں کا کرنا استاج ہے، بھی کیا کریں گے۔ دنیا دود دیس کی دکھ اچھویا سکھ، جوں تیوں یہاں وقت گذر جاتا ہے۔ واں دیکھیں بُریاں(۹) کا کیا حال ہے، ہور بھلیاں کے بات میں کیا آتا ہے۔ خدا بولیا سو سیچ ہے رسولؐ بولیا سو سیچ ہے۔ وہاں تو بھلے برے کا پوچ بچار ہوئے گا، برا ہوے گا سو عزت گنوائے گا، خوار ہوے گا، شرمسار ہوے گا۔ خاطر لیاے بھلے لوکاں کوں خدا(۱۰)، رسولؐ کی باتیچ کا تفاوت ہے۔ نیں تو دنیا میں جیونا(۱۱) سکتے۔ یہاں خوب سمجھ کر یہاں کی اُمید چھوڑے ہیں، امید وہاں کی رکھتے ہیں(۱۲)، بھلے لوکاں اپیسچ تے

---

[1] شرم وحیا روزی کے لئے رکاوٹ ہے۔

[2] حق کڑوا ہوتا ہے۔

(۴۵)

دنیا چھوڑے ہیں دنیا تے دل کوں توڑے ہیں بھلے آدمی کاش کے دنیا میں نہ آتے، جو بُرے لوکاں اپستے جفا نا پاتے۔ برے لوکاں شہر میں کونچے کونچے بھرے ہیں، بُرے لوکاں بھلیاں کو بُرے کرے ہیں۔ بڑے لوکاں بہوت بھلے لوکاں تھوڑے بھلے لوکاں سو بھلا ہوے تو یاری جوڑے۔ جیتا جیئے بھی آخر مرتا ہے(۱)، اتنا خاطر اتنا کیا کرنا ہے۔ جیو دکھنی مثل ہے، مرنا مرنا(۲) چوکے نا، ایسا مرنا جو کوی تھوکے نا۔ جینوں تحقیق جانے کہ پیدا کرنہارا ایک خدا ہے، انو کا راہ(۳) روش انو کا چلنت جدا ہے۔ بُرے لوکاں اگر خدا کر(۴) جانتے تو بھلے ہو کر اچھتے، برائی کون پہنچانتے۔ کچھ خدا کا ڈر دھرتے، برے کاماں ہرگز نہ کرتے۔ خدا ہے کر جاننا بہوت مشکل ہے(۵)۔ جس تے بُرے فعل دور ہوئے اسے جاننا کہ یو خدا کون ہے کر جانتا ہے(۶)۔ اپس کے پیدا کرنہارے کوں پہچانتا ہے۔ دیکھتے کے آنکے کچھ کیا جاتا ہے(۷)، دیکھتے کے انکے قدرت کا حال کیا جاتا ہے۔ جو کوی کہتے ہیں(۸)۔ خدا ہے، سمیع ہے، بصیر ہے، قادر ہے۔ علیم ہے کر جانتے ہیں، تو یو ہوتا نہیں یو باتاں ہیں(۹)۔ جاننے کی نشانی فعل نیک ہے، دیگر باتی(۱۰) اپنے خاطر کیا حکایتاں ہیں۔

بارے ناموس بادشاہ کے حضور راز(۱۱) کا پردہ پھاڑیا، اس تازے آبحیات کی بات کاڑیا۔ ناموس بولیا کہ اس تازے آبحیات کا قصا ایک تاویل دھرتا ہے، یک تمثیل دھرتا ہے۔ ہر ایک کوی آکر(۱۲) اس ٹھار ناسمج کر بات کرتا ہے، ست(۱۳) کوں بول لگاتا ہے، فہم گھات کرتا ہے۔ یو بڑا ایک پیکھنا ہے، یہاں اندیش کر دیکھنا ہے۔ آبحیات کتے سو وو آبحیات مرد(۱۴) کے موں کا پانی، جو لگن یو پانی تو لگن مرد کی زندگانی۔ اس پانی کے خاطر لوکاں مرتے کیا کیا مشقت جونیں سو کرتے بیت

سو کرتے۔ بیت۔

یو سکندر کوں نیں ملیا یک جام (۱)

زور ہور زر سوں نیں ہوتا یو کام (۲)

جوں حافظ طبیعت کا متا، یوں کتا۔ بیت

سکندر را نمی بخشند آبے

بزور و زر میسر نیست ایں کار [1]

یو پانی روشنائی میں ہے، ظلمات میں نیں۔ یو پانی خدا دیوے کسی (۳) کے ہات میں نیں۔ یو پانی ہوئے تو حیات خوب، یو پانی ہوئے تو سب بات خوب۔ اس پانی کے معنی پانی رکھیا سو جانے۔ جیو اس تے ملا یو پچ پرانی ہے، دنیا میں جو کچھ ہے (۴) سو یو پانی ہے۔ بیت

دین ہور دنیا کی خوبی نسیم ہور دھرم ہے

ایمان کی نشانی سو مرد کوں شرم ہے۔ (۵)

کہ کتے ہیں اَلْحَیَا مِنَ الْاِیْمَانِ [2] حضرت کی حدیث ہے یو تحقیق جان۔ اگر اس آبحیات کی کچھ بات ہے۔ حیا میں یو (۶) آبحیات ہے۔ اتال تو سمج پہچان۔ کھول کہے اس بات کے چھپے معنی، اتال اس پانی سوں تجے کچھ کام اچھے گا تو توں جانے۔ نظر بولیا کہ اے ناموس بادشاہ، عالم پناہ، توں مرد ہے، فرد ہے، ہمدرد ہے۔ نیم دھرم تجہ کنے رہتا ہے، تو جو کچھ کتا سو سچ کتا ہے۔ مجے تیری بات کرے (۸) نہ مات، سنے کے پانی سوں لکھ رکھنا۔ یو تیری بات۔ بیت

---

[1] سکندر کو (چمشۂ آب بقا پر) پانی کا ایک قطرہ نصیب نہ ہوا۔ زور و زر کے بل پر ایسی مہم سر نہیں ہوتی۔

[2] شرم و حیا ایمان سے ہے۔

(۴۷)

آدمی نیں ووجس منے کچھ نام ونگ نیں
آدمی نیں ووجس منے آدمی کے ڈھنگ نیں۔ (۱)

ولے میرا مدعا کچھ ہور ہے، میرے مدعا میں ہنوز بی شر شور ہے۔ وو آبحیات جو میں منگتا ہوں اسے کون پہچانے، کاں اچھے گا خدا جانے۔

چلیا اُمید کوں اُمید کون بر لیاوے
وو نا اُمید ہوآتا اُمید کون پاوے

نظر ناموس بادشاہ کوں سلام کر، کچھ کلام کر، چلیا۔ نشان اس آبحیات کا کیں نیں پایا کر بہوت تلملیا۔ کام تاخیر ہوا، دل گیر ہوا۔ بی یاد کر اس دل کی یاری، خداسوں لگایا امیدواری۔ جاتے جاتے تلملاتے، حیفی کھاتے کھاتے یاٹ میں دیکھا ایک ڈونگر عظیم الشان، دُسرا آسمان۔ ہر ایک کھورے میں اس کے چاند سورج کا مکان، ہر ایک جھاڑ کی بیل اس پر جیون کہکشاں۔ خیال کا ہات اس پر نیں پڑتا، خیال چڑ چڑ کر پڑتا۔ نظر اس کی بلندی پر نیں جاتی، کچواتی بھی پھر پھر آتی۔ جیو نیں رہیا، اس ڈونگر کے نزدیک گیا۔ وہاں کے لوکاں کوں پوچھیا کہ اس جاگا کوں کیا کہتے ہیں؟ یہاں کون رہتے ہیں۔؟

خدا کریم ہے سب کوں مکر ہیں تے کاڑے
کسی کے مکر کے پھاندے کسی کوں نا پاڑے (۱۲)

انو بولے کہ یو ڈونگر ہے زاہد و رزق کا آشیانا، مشکل ہے اس ڈونگر پر یکایک جانا۔ اس ڈونگر پر کہنا ایک بڑھا اچھتا ہے رات دیس، اسے پرسن ہوا ہے پر ملیں اس کا ناوں رزق، مکر ہور اس میں کچھ نیں فرق۔ نظر کوں بہوت تھی اپنے طلب کی آس، باو ہو کر ڈونگر پر چڑیا گیا۔ اس رزق کے پاس۔

(۴۸)

انے کہا اے پیر سلام، صاحب تدبیر سلام۔ انے کہا اے جوان علیک سلام، علیک اسلام۔ یو(۱) بے غرض اسے غرض تمام، خدا کرے تو ہوئے یو کام۔ بیت

یو کاں کا وو کا یو دو نوں ہوا ئی (۲)
تماشا عجب ہے نوی آشنائی۔

رزق کہا کہ یہاں توں کیوں(۳) آیا؟ کون تجے یہاں لے آیا؟ کون تجے یو باٹ دکھلایا؟ یہاں کیا ہے تیرا کام؟ حیران(۴) ہوں میں(۵) نیں ہوتا فام۔ نظر اپنے دل کی گانٹ کھولیا، اس تازے آبحیات کا قصہ بولیا۔ رزق کہا آبحیات کا چشمہ کتے سو کس بلغ میں نہ کس(۶) کشت میں ہے، وو چشمہ کتے سو بہشت میں ہے۔ تو اوس چشمہ کو ڈھونڈتا دنیا میانے، لیکن اوس کا نشان کوی کیا سمجے کون کیا جانے(۸)۔ یو غرض ہے پوچھے بغیر نیں رہتا، یو کچھ پوچھتا، وو اسے کچھ کہتا۔ غرض اگر تجے ہونا چ ہے یو پانی، تو عاشق کے انکھوں میں ہے اس پانی کی نشانی۔ عاشق کے انکھیاں کا پانی کیا ہے؟ عشق کی قوی(۹)۔ اس پانی نے کیا عجب جو موا سو جیتا(۱۰) ہوی۔ مسیحا(۱۱) کا دم اس پانی تے فیض پایا۔ مسیحا اس پانی تے موے کوں جلایا۔ اس پانی کے قطرا(۱۲) میں فیضاں ہیں اگر کوی(۱۳) پہچانے، یو چہ پانی آبحیات ہے اگر کوئی جانے(۱۴)۔ جو اپنے رونے تے محظوظ(۱۵) ہیں دردمنداں، سو ہنسی تے نیں پلتے ہیں حظ یو محبوباں۔ چنداں کس کس لذت بھرے دردماں سوں انکھیاں ہیں تے پڑتا ہے بند ایک ایک۔ اگر تو عاشق ہے تو بند بند کا لذت دیکھ۔ اس غم میں کیوں خوشی آئی، اس کڑوائی میں کیوں رکھے بیٹھا۔ کانٹیاں تے پھولاں(۱۶) کو لیا ہے، آگ میں پانی ہے وو پانی کون پیا ہے۔ وو بھنور(۱۷) کاں ہے جو یو باس لیوے، وو پیاسا(۱۸) کاں ہے جو یو پانی پیوے، ہور اس پانی کی خبر دیوے۔ یو قطرا ہے بہوت لذت بھرا(۱۹)، ہر قطرے میں سو دریا(۲۰) تجھے معلوم تھا

(۴۹)

سو کیا عرض، اتال توں جانے تیرا فرض(۱)۔ نظر ہنس کر رزق کوں جیلے کے برق، کوں، بولیا توں بی کتا ہے سو اس میں ایک معنا ہے، وے یو منا پا نا ہے۔ مکر کتے تھے ولے یہاں مکر کچھ نیں دسیا(۲)، تمام مٹھا بغیر شکر کچھ نیں دسیا۔ شاباش انجھواں(۳) کا عجب بیان کیا، عاشقاں کا خاطر نشان کیا۔ عاشقاں کے انکھاں کے انسو ایچ ہیں، جو توں کتا ویچ ہیں(۴)۔ جس انکھیاں کوں دیدار کی لگی حیرانی، اس انکھیاں کا کیوں(۵) نہ ہوئے ایسا پانی۔ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللّٰہِ[1] یعنی مسلماناں کا دل خدا کا عرش ہے۔ یو پانی اس عرش(۶) کے چشمے میں تے آتا ہے، عاشق کے انکھیاں کے کنکوریاں پرتے جاتا ہے۔ نعوذ باللہ۔ یو پانی اگر قہر میں آوے، دریا کوں ڈوبائے۔ نوحؑ کا طوفان، اس پانی کا(۷) قطرا جان۔ اس پانی کا بہوت ادب دھرنا، اس پانی(۸) سوں بے ادبی نا کرنا۔ اس پانی سوں(۹) بہوت ڈرنا اور خوف(۱۰) کرنا، پرہیز کرنا۔ یو پانی اگر موج(۱۲) اچاوے(۱۱)، تل(۱۳) میں عالم کوں گلستان کر دکھلاوے پھول کوں پھولواڑی، کرے باڑ(۱۴) کوں باڑی کرے۔ پات کوں جھاڑ کرے، کنکرے کون پہاڑ کرے۔ ذرہ کوں آفتاب کرے، آتش(۱۵) کوں آب کرے۔ گدا کوں بادشاہ کرے، ستارے کوں ماہ کرے۔ تیرا سخن مجھے خوشی دیا، تیری بات(۱۶) تے حظ لیا۔ عجب فہم دھرتا ہے، شاباش بہوت سمجھ سوں(۱۵) بات کرتا ہے۔ تو کہا سو بات(۱۸) بی میری بات میں ہے، وو دیس بی اس رات میں ہے۔ توں جو موتی سٹیا میں چنیا، توں جو بولیا سو میں سُنیا۔ ولے میرا مدعا کچھ جدا ہے کس تے کیا ہوئے گا۔ اتال خدا ہے یو کہکر وہاں تے اٹھیا، اس کی خدمت کے بند(۱۹) میں تے چھٹیا۔ اس کام پر یوں تھی قضا، جاتا ہوں کر منگیا رضا۔ اس فکر تے جلیا(۲۰)، بہوت تلملایا۔ بہی اپنے کام کوں

---

[1] بندۂ مومن کا دل اللہ کا عرش ہے۔

(۵۰)

باؤ ہو کر جنگلے جنگل چلیا، بہوت تلملیا۔ اس جنگل میں دیکھتا ہے جو یکایک ایک کوٹ نظر آیا، آسمان پر (۱) پڑیا تھا اس کا سایا، سات زمین اس کوٹ کے یک طرف کا پایا، ہر ایک کنگورا اس کا عرش (۲) کا ہمسایہ۔ ایسا کوٹ دنیا میں آج لگن کوی بادشاہ نیں بندھایا، جانو آپے کچھ قدرت تے مستعد ہو آیا۔ بیت

عجب کوٹ اوت ہے رکتا بکھانو (۳)

کہ حلقہ اژدہا ماریا ہے جانو (۴)

اس کوٹ کنے آکر، وہاں کے لوکاں کی روشن پاکر، پوچھیا (۵) کہ اس کوٹ کا ناؤں کیا ہے؟ اس کوٹ کے بادشاہ کا ناؤں کیا ہے؟ اس کوٹ کے بادشاہ (۶) کی کیسی ہے عدالت؟ وہاں کے لوگ بولے کہ اس کوٹ کا ناؤں ہدایت، ہور اس کوٹ کے بادشاہ کا ناؤں ہمت۔

ہدایت لگ تو آیا ہے دیکھیں کیا ہوئے ہدایت سوں

نظر نے لئی جفا دیکھیا لکیا اب کام ہمت سوں (۷)

نظر بولیا کہ شکر الحمد للہ، ایتا (۸) جد دیکھے سر دھن (۹)، بارے اپنڑے ہمت لگن، اتال خدا ہمت دیوے، خدا وصت دیوے۔ ہمت تے کچھ ہمت پاویں، کچھ (۱۰) مت پاویں، مراد اپنی برلیا ویں۔ ہمت تے نیست ہوتا ہست، دنیا میں ہمت بڑی بست۔ عقل ہمت تے پکڑتی بلندی، ہمت کے سر ہے تمام ارجمندی۔ ہمت کا ڑی کوں ہوئے تو پہاڑ (۱۲) کوں زیر کرے، قطرے کوں ہمت ہوئے تو دریا سوں دعوا دھرے۔ ہمت تے ننھا بڑا ہوتا، ہمت تے پڑیا سو کھڑا ہوتا۔ ماں ہمت باپ ہمت، پیر ہمت مرشد ہمت، جو کچھ ہے سو ہمت ہمت جس مرد میں کچھ ہمت ہے، اس پر رحمت رحمت ہزار رحمت۔

(۵۱)

بیت۔

وہی مرد جو ہمت سوں ہمیشہ ہم دست ہے (۱)

ہمت خدا کے خزانے کی خاص کچھ بست ہے۔ (۲)

بڑائی صفت نیں آتی، جتنی ہمت اتنی بڑائی آتی۔ جنے گنوایا، انے دنیا میں کیا پایا۔ ہمت کی صفت جوں ہے تیوں کوی کرسی نا، ہمت کی صفت جتنا کہے بی سرسی نا۔ مرداں کوں ہمت، عاشقاں صاحب درداں کوں ہمت، نامرادآں کوں ہمت۔ کیا کام آوے رس نیں سو گانڈا، جس میں ہمت نیں سو خالی بھانڈا جو کچھ خوبی ہے سو ہمت کے ہات ہے، ہمت کا ناوں لینا بی نئی صواب ہے۔ ہمت مرداں کا سنگار، ہمت صاحب درداں کا آدہار، ہمت سوں راضی اپنے پروردگار۔ ہمت کے تعلیم جانے میں چھٹ ہشیار اچہ، ہمت نکوسٹ۔ ہمت مرداں کی سنکھاتی، ہمت کوں خدا منگنا ہمت خدا کوں بھاتی۔ غرض مرد کوں ہمت مطلوب ہے، بہو تیچہ خوب ہے۔

القصہ جاسوس نظر، ہمت بادشاہ عالم پناہ، ظل اللہ، صاحب سپاہ سوں جاکر ملیا کہ خدمت کرے، عظمت پاوے۔ نامرادی جاوے، مراد آوے، محنت کا جھاڑ راحت کے پھل بار لیاوے۔ بیت۔

غرض دھرتا ہے نیں تو کیا غرض ہے یاں لگ آنے کو

جو کوی سیوا کرے کس کی سو کچھ مقصود پانے کو (۱۵)

سینا ہوا خفا، کو لک یو جفا، خدا جانے کون سے دن کر ہاں ہوتا نفا۔ نظر کا خاطر وہاں ٹک جمیا، چند روز ہمت کی خدمت میں گمیا گمتے گمتے ہمت کنے ایک دیس اس تازے آبحیات کی بات کیا، اپنے سب واقعات کہیا۔ ہمت سن ہنیا، ہنس کر

(۵۲)

بی رویا، انجواں سوں موں دھو یا، لہو کو پانی میں گھولیا، ہور بولیا۔ اس تازے آبحیات کی بات کنے، طاقت نیں مجھ منے۔ یو آبحیات توہے، یو شہد یو نبات (۱) توہے۔ ولے بات کرتے (۲) اثر جڑھتا، آدمی بے ہوش ہو پڑتا۔ (۳) رگے رگ منے لہو کوں آتا جوش، یو عالم (۴) سب ہوتا فراموش۔ یو بات (۵) تند ہور تیز، ناز آمیز خونی خوں ریز۔ اس بات (۶) سے پرہیز حذر کر، اے نظر خوب (۷) بی نظر کر۔ اس بات تے درگذر کر، بلکہ دُسرے کون بی خبر کر۔ بہوت لوکاں اس باٹ میں آکر جیواں گنوائے ہیں، ایمان پر بات لیائے ہیں شیخ صنعاں بی تین سو ساٹ مریداں چھوڑ (۸) مصحف (۹) (۱۰) کوں جالیا سور چرایا، شراب پیا، اپس (۱۱) کوں کفر میں کھالیا۔ حضرت داؤدؑ اس خاطر اپنے جیو پر (۱۲) اٹھے، یکس کوں جیوں مارے، خدا کوں بسارے، ایسا کیے (۱۳) جو آخر پچھتا کر کمر بسلائے۔ مجنوں جیوتے اٹھا، اپنا لہو آپے گھوٹیا (۱۴)، مجنوں کا سینا پھوٹیا (۱۵)۔ اس خاطر لیخا نے کیا کری (۱۶)، شرم تے اٹھی جیوتے نیں ڈری، فی الب تھی پسمی (۱۷)، کا کلوٹ میں آکر یوسف پر کیا (۱۸) کیا فتوی رچی۔ مرد کوں بے ہمتی خوش نیں آتی، جسے ہمت ہے (۱۹) اسے صاحب ہمت (۲۰) کی صحبت بھاتی۔ توں یو بات سنتے کچھ کا کچھ ہووے گا، دیوانہ ہوئے گا، ہیچ ہووے گا، بیتاب ہووے گا، بے آرام ہوے گا، چپ عالم میں بدنام ہوے گا۔ بیت

شراب پیے تو بی کوی نہیں ہوتا ماتا (۲۱)
حسن شراب کہ جس دیکھتے اثر آتا (۲۲)

تجہ میں نارسی (۲۳) تیری سد، پچھیں کاں کی عقل (۲۴)، کاں کی بد (۲۵)۔ تے (۲۶) دل کوں اپنے جوڑ، اس بات بھلا، دنیا لا (۲۷) جھوڑ۔ میں کہ ہت ہوں سو اس ٹھار میرا یو احوال، اتال دُسریاں کی بات کیا کہوں دُسریاں کا کیا حال (۲۸)۔ نظر۔ تو خبر سن بہوت کھا برا (۲۹) ہوا چپ چت کا برا ہوا۔ معاملہ کچھ کا کچھ کھڑیا، اندیشے میں پڑیا۔ سو یو پیرت ہے (۳۰) اسے

(۵۳)

کون نہایت کوں انپڑایا(۱)، اس کوں انت نیں، کون اس کا انت پایا۔ کہ یو ابحیات کی خاطر دیسا دیساتے یو جفا دیکھے گا(۲)، کیا نفا دیکھے گا۔ توبہ کئے پچتاے، آخر بہی پھر(۳) اپنی جا گا آے۔ کوی اس باٹ میں جاکر اپس کوں پورا نیں انپڑایا، جس باٹ(۴) گیا تھا اس، باٹ کی مقصود نیں پایا۔ گریا، پھر یا(۵) ڈریا نیں، کریا گرم دل بی اگر اس آبحیات کی خبر پاوے گا، تو کیا نہایت کوں انپڑاوے گا۔ اگر دل کے لوبھر(۶) دیکھتا ہوں تو دل کے فایدے کیاں بہوت پاتاں ہیں، ادھر جیو کے(۷) اپنے کی کچھ فکر کرتا ہوں تو لئی حکایتاں ہیں۔ میانے میاں پڑیا(۸)، بچارے پر مشکل کھڑیا۔ بیت

نفر شہاں کنے کوی دور اندیش ہوے تو خوب
کہ زیر کام نہ ہوے گا کام پیش ہوے تو خوب (۹)

ولے عاشق کوں قابل(۱۰) کی بات بول خاطر میں کاں(۱۱) آتی، پند کس(۱۲) کی کان بھاتی(۱۳)، دوستی جاکر دشمنی بھاتی۔ دل میری بات کیا مانے(۱۴) گا، اگر بولوں گا تو دشمن کر جانے گا۔

بیت جو کوی خوبی کوں کہے ہور کوی بُرا مانے
نہ یول بول کہ کیا کام بیٹھے پچھتانے (۱۵)

کہا خوب سب سوں چت دھرنا، اتال کیا کرنا۔ کیا سکے کیا ہرے، جسے خدا(۱۶) ہمت دیوے سو کرے۔ دل کے دل میں میری ہے آس، میں بی انپڑیا(۱۷) ہوں ہمت(۱۸) پاس۔ بارے یہاں تک آیا ہوں، مقصود کوں جگایا(۱۹) ہوں۔ کام ہوتا چ بہلا، کم ہمتی کا خطرا سوتا چ بہلا۔ (دُسریاں(۲۰) کا) قصہ سناؤں گا، دل کو بی ہمت پر لیاؤں گا(۲۱) دل ہے آخر یوں کچھ کام کرے گا، (بالذات(۲۲)) مردانا ہے۔ مردانگی پر دل دھرے گا، ہرگز نہ ڈرے گا۔ دل کوں کہوں(۲۳) گا کہ کرتے تو کیا، ولے ہشیار اے جیا۔ مرداں میں بٹھاوں اچھٹا، کچھ ناوں اچھنا(۲۴)۔ کہ ارے سن لے دل، کام کیا جاے ولے کام

(۵۴)

نبھانا[1] مشکل۔ یوں بولیا ہوں[2] تیری خاطر میں کچھ[3] اختیار کرتا ہوں، تجھے اپنے ٹھار ہشیار کرتا ہوں۔ بیت۔

نفر وہیچ کہ صاحب کے کام پہ جیوو ے
اپس کے کام کوں ست دے نام پر جیوو ے (۴)

کہ میں نفر تیرا، توں صاحب میرا۔ تیرا نیم دھرم، میرا شرم۔ صاحب کی بزرگی، نفر کی بڑائی۔ کوئی[5] نفراں خوب ہیں دائم انو کوں ایسی عقل آئی، ایسی[6] عقل تے انو کوں بڈھائی۔ ایسا کچھ اندیشا رانديش کر، قدم[7] پیش کر، ہمت کوں بولیا۔ کہ توں بادشاہ، توں ہمت، توں فتح، توں نصرت۔ توں صاحب ملک، توں صاحب مملکت۔ توں صاحب دین، توں صاحب دولت، توں ہمت مجھے میرے کام کوں ہمت دے، ہمت کی کچھ ہمت دے۔ ہمت تے ہمت خوب ہے، ہمت[8] مطلوب ہے۔ تیرا جیونیں رہیا، توں یو بات البتہ میرا جیوو دیکھنے کہا۔[9] میں تو توں ہمت یو بات کدھر، تجھے اس بات پر کہاں نظر۔ توں سعادت مند، توں بہت ہمت بلند۔ جہاں تے ہمت ہاری بیٹھیں وہاں تمام خواری۔ جو لگ[10] خدا کی خدائی[11] قائم، تو لگ ہمت قائم ہمت دایم۔ بیت۔

تجھے کیا ہے توں بیل یو کیا عقل کرتا
ہوئے سو کام ہیں میرے توں کے خلل کرتا۔ (۱۲)

خوب خدا خاطر جوں تیوں، اس ابجیات کی بات توں بول، (اتال[13] دل کوں) کہول۔ جو اس کے اثر تے کیا ہوتا ہے، کھڑی[14] بھر ایک جاگا دونوں مست ہو[15] پڑیں، ایکس کے ایک گلے لگ لگ ٹک ہنسیں، ٹک روویں، ٹک چرپھڑیں۔ یو بی ایک تماشا دیکھیں، اس معاملہ کوں بے خطر[16] لیا دیکھیں۔ یو بی ایک عالم ہے، آخر[17] خوشی ہے

(۵۵)

کیا غم ہے۔ یک ساعت مست اچھیں، اپس میں آپے ہم دست اچھیں۔ دو نو بی مست، دو نو مئے پرست۔ دو نو بی دانے، دو نو بی دیوانے۔ دو نو بی دانش مند، ایکیں سوں ایک بچارے ایکیں کوں ایک دیے بند۔ آج لگن عاقل تھے، ایک ویس دیوانے اچھیں۔ یو بی ایک گل ریزی[۱] ہے، اچھیں[۲]، دیکھیں جانے اچھیں۔ پیرت[۳] پتلی کیوں کہڑتی، ناؤں تے مستی کیوں چڑتی۔ کو نی[۴] کہتے یو بات خرافات ہے، ناؤں تے مستی چڑنا[۵] بہوت بڑی بات ہے۔ بیت

نفا ہے کیا جو چھپا راکھے دل منے دھرکے
جو کام دل منے آوے وو یکھنا کر کر۔ (۶)

توں ہمت، توں صاحب شوکت۔ بارے ہمنا کچھ فیض انپڑے، تیری دولت مقصود سنپڑے۔ دل کون کھول[۷]، وو آبجیات کاں ہے اس کا نشان اتال بول۔ کتا تپاوے گا، صبوری کرتے جیو جاوے گا۔ ہمت نظر کوں بہوت کیا، بیٹ پکڑ پکڑ کر ہنیا۔ کہا شاباش تجھے اس کام پر بہوت ہم ہے، توں بہوت ثابت قدم ہے۔ جس کا نفر ایسا اچھے گا، اس کا صاحب کیسا اچھے گا۔ بیت

نفر جیسے کتے دنیا میں وو نفر کاں ہے
نفر پیچ کو اتے کسے خبر کاں ہے۔ (۹)

نفر ایسا اچھنا جو صاحب کا نام[۱۰] کرے، اپنا کام کرے۔ نفر وو جو اپنے کام تے صاحب کا کام اگلا جانے، نفر وو جو صاحب نیں کہے تک صاحب کا خیال پہچانے نفر کوں بہوت عقل کا سکت اچھنا، نفر بہوت عالی ہمت اچھنا۔ جاں ایسا صاحب[۱۱] ایسا نفر، وہاں کام فتح ظفر[۱۲] اتال کیا ہے ڈر جو کوی ہے دانا، جو کوی سمجھتا ہے بات کا مانا، وو نفر کوں دیکھ صاحب کا مقدار جانتا ہے۔ وو[۱۳] نفر کوں دیکھ صاحب

(۵۶)

کوں پہچانتا ہے۔ کہ اس نفر کا صاحب اتنی عقل اتنچ فام کا ہے، اتنچ تدبیر اتنچ کام کا
ہے۔ نفر کوں کیں مقصود کوں بھیجے تو بہت فکر کرنا، عاقل لوکاں بہوت تماشے کے
ہیں، بہوت ڈرنا۔ جو کوی دانا یا دانش مند کہواتے، با تیچ میں بات کون سمج جاتے۔
عاقلاں نے عقل سوں ملک گیری کئے ہیں، اجالا پاڑے ہیں روشن ضمیری کے ہیں
جو عقل پر آے ہیں، تھوڑے کوں بہوت کر دکھلاے ہیں، تدبیراں کئے ہیں ملکاں
لئے ہیں۔ اگر عقل کوں ٹک ہمت کی چاشنی دیا جاے، تو لگی کچھ کام کیا جائے۔ جیتا
عقل جیتا گیان ہے، تو کل بنی میانے میاں ہے۔ مردان کوں ایک عقل ہے، کہ اس عقل کا
نام دیوانگی، مردانگی۔ مرداں کوں وو بہوت بھاتی، وو عقل اڑے وقت پر کام آتی۔
یو عقل نیں سب کسے، مگر خدا دیوے جسے۔ بعضے لوکاں ایسے لوکاں کوں دیوانے کتے
انو کیا جانے کتے۔ دراصل اس میں نیں ہے اتنی سمج، کیا سمجیں گے دانے دیوانے کے رچ۔
انو چپ باتاں کرتے آکر میانے، آخر بھلے بُرے کے یار سو دانے دیوانے۔ تدبیر رچ سوں
اچھے تو کچھ سواد ہے، (کام سمج سوں اچھے تو کچھ سواد ہے)۔ جس تدبیر میں رچ نیں، وہاں
عزت کوں کچھ سمج نیں۔ ایسی تدبیر کا مایا قائم نیں اچھتا، دایم رہے گا کر جانتا ولے دایم
نیں اچھتا۔ دشمن کوں زیر کرنے پیش ہونا یا زیر، دشمن تل تل کی لیتا ہے خبر۔ آج کیا کھایا،
آج کیا پیا، آج کس سوں کیا بات کیا۔ آج کیا تدبیر کرتا ہے، آج کیا قصد دھرتا ہے۔
آج کس کنے تے کیا لایا، آج کسے کیا دیا۔ آج کہاں بیٹھا، کہاں سوتا، آج گھر میں کیا
اندیشہ ہوتا۔ یوں بے چین پر مثال لئے دیتا، نزدیک کے لوکاں کوں باندلیتا۔ یو غافل
بچارا خبر نیں دھرتا، جو کچھ اپس کوں بھلے سو کرتا۔ یو تو سب کوں بھلے جانتا، سب
کوں مانتا۔ اس کا سب پر اعتبار، ولے بعضے نزدیک کے لوکا نچہ دشمن کے خبردار۔ تن
میں دشمن پورے دھتیارے، سوا نوچ، دشمن کون خبر انپڑا نہارے۔ دنیا ایسی

(۱) (۲)
ہے جو اس دنیا خاطر لوکاں نے ماں باپ کوں مارے ہیں، سکے بھایاں تے سکے بھایاں
(۳) (۴)
سوں عداوت سارے ہیں۔ دنیا ماں، دنیا باپ، دنیا بھائی۔ آخر یو دنیا کس کی ہوئیں
(۵)
آئی۔ دنیا کے لوکاں بہوت مست، بہوت بے خبر، خدا رسولؐ انوکوں کدھر، انو کا
(۶)
ماں باپ انو کا خدا، رسول سوزر۔ رام جو جان کر راون پر آئے، گھر کے بھیدی تے
(۷)
لنکا جائے۔ رام جو جان کر راون پر آئے، مایا دے کر بھائی کوں بھائی مارنے
(۸)
فرمائے۔ یو دنیا ہے۔ سگے بھائی کوں یہاں پتیا یا نا جائے، نفر جا کر تو بیگانے نفر
(۹)
چاکر پر تو یکا یک پتیارا کیوں آئے۔ دنیا میں ہر ایک کام کوں وسیلا بہوت ہے،
(۱۰)
دنیا دغا باز ہے، دنیا میں مکر ہور حیلا بہوت ہے۔ ایک بادشاہ جو دسرے بادشاہ
(۱۱) (۱۲)
سوں کچھ کام دھرتا ہے، تو اسکے نزدیک کے لوکاں کوں بی کچھ دے کر اپنے چاکر
کرتا ہے۔ اس کے بندی جو اپنے ہوے چاکر، تو کام دنیا کا بند بیٹھا ہے آکر۔ جو
(۱۳) (۱۴) (۱۵)
اس کے ارکان دولت اپس سوں کیے قول قرار، پچھیں انو کے بادشاہ کے دل
(۱۶) (۱۷)
کون پھراتے کئی بار، اول کے دانا لوک بی خوبیچہ فکراں ڈھونڈتے تھے اپس میں
(۱۸)
آپے بچار، بہوت کا ماں ایسے تدبیراں سونچہ کیے، جاں انو کوں مشکل پڑیا
(۱۹) (۲۰)
اس ٹھار۔ دنیا تماشے کی ٹھار ہے، ولے جو کوی عاقل ہے وہ اپنی جاگا بہوت
ہشیار ہے۔ در و دیوار تے بچکنے کی جاگا ہے، اپنے جیو کے بار تے بچکتے کی جاگا ہے۔

بہ شمع خانہ ہم اسرار خوانی پارۂ کم کن
زنامحرم چہ غم داری حذر از یارِ محرم کن[1] (۲۱)

جو توں ایکس کوں اپنے جیو کی بات پتیا کر کتا کہ یو میرے جیو کا یار ہے۔
(۲۲)
(تیوں اس یار کوں بی ایک جیو کا یار ہے) اس کا بی اس یار پر اعتبار ہے، یو

---

[1] گھر والوں سے بھی راز کی باتیں کم کیا کر، نامحرموں سے کاہے کا دھڑکا ہے تجھے۔ احتیاط کر محرمان راز سے

(۵۸)

رازکس تے نابول سی کر خاطر قرار ہے۔ اس بھروسے پر یو تیرے رازکی بات جاکر اس اپنے جیو کے یار کنے کتا، اسے یار کر پتیا یا ہے جیو نیں(۱) رہتا۔ جان جیو پتیاتا۔ وہاں ہر ایک بات کنے کوں دل یں(۲) ملاحظہ نیں آتا۔ یونچہ یار کوں یار کوں(۳) یار کتے کتے بھیتر کی چھپی بات بہار جاتی، تدبیر کا بند ٹٹیا، یکہادی وقت نیں سوکیں(۴) کی بلا آتی۔ یار کوں یار کتے تفر سنیا، جاکر سنیا، ایک بات پر چار باتاں زیاست بنیا۔ ایسیاں باتاں سنتے بھلے آدمیاں کے نقشان چنتے، ہجوم ملتا جو ندھرتے۔ پھچیں(۵) وو خلوت میں کی مخفی بات کونچے کونچے بازار بازار پھرتی، اس بات کی یو ہے جڑ(۶)، اس جڑ کی اسے نیں خبر۔ یوں حیران ہوتا پریشان ہوتا کتا(۷) وا ے یو بات ہیں خلوت میں فلانے سوں کہا تھا، وو بی ایک بہانے سوں کہا تھا۔ یو بات کیوں بہار(۸) پڑی، یو بات غیر ٹھار کیوں پڑی(۹) (۱۰) توں اپنی بات کوں آپے نیں چھپا سکیا جب، تو دُسرا تیری بات ناچھپا کر کسے بولے تو کیا عجب۔ ایکس(۱۱) کا مایا لینا، ولے اپنا مایا(۱۲) کسے نا دیتا۔ جتنا سکنا، اتنا اپنا مقصود اپنے دل میں رکھنا۔ دل کا یار سو پاک پروردگار، جنے ہر کسے پتایا، انے دغا کھایا۔ اگر کوی کسے پتیا کر اپنے راز کی بات بولے، تو ایسے(۱۳) یوں چھپانا جوں اپنی شرم۔ تو اسے کتے ہیں نیم(۱۴)، اسے کتے ہیں دھرم۔ ہزار جیو کا یار اچھے تو بی کوی(۱۵) اپنی شرم دکھلاتا ہے، اپنی شرم دکھلانا کسے خوش آتا ہے، ایسا کام ہرگز(۱۶) کسے بھاتا ہے۔ امانت میں خیانت کرنا بھلے آدمی کا کام نہیں، یو کام دانایاں کا نادان کوں نام نیں جو کوی دنیا دار ہیں سو دنیا کون(۱۷) خوب ظام کرے ہیں، کہ دنیا میں دوست تھوڑے دشمن بھرے ہیں۔ دشمن اگر چمٹی(۱۸) ہے تو بی عداوت(۱۹) سر چڑے گی، غفلت میں یکادی وقت دغا دے کر لڑے گی۔ جوں فارسی میں(۲۰) کتا ہے کہ

دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد (؟) (دشمن نتواں حقیر و بے چارہ شمرد) [1] (۲۱)

---

[1] خبر ہے تجھے کہ زال نے اپنے پہلوان بیٹے رستم سے کیا کہا تھا؟ (اُس نے یہ کہا تھا کہ) دشمن کو کبھی حقیر اور بے کس نہ سمجھنا چاہیئے۔

(۵۹)

بارے کہانی کہے ساری رات آخرو، ہیچ بات کہ دشمن گذرتا سو ضرور کون گذرتا ہے، اپس کے بل میں سنپٹر یا تو کچھ کرتا ہے۔ مردیوں رہنا کہ دشمن اس کے رہنے کی وضا کوں دیکھ ڈرے، اپنی حد سوں اچھے زیاستی فکر نا کرے۔ مردیوں رہنا، جو خدا بی شاباش شاباش کہے۔ دانے جو رکھے دانے دیوانے، وو ایک ضرور کے وقت کام آنے۔ وقت جیسے کتے ووضرور کا ہے، یو اندیشا بہوت دور کا ہے سب باتاں کا پوچ مانا، کہ دانے دیوانے لوگ بہوت ملانا۔ بہوتاں کوں تھوڑے مارے سو دانے دیوانے، خداچ کوں بڑا کر جانے سو دانے دیوانے دانے دیوانے لوک ملا، اپنے بی بزرگی سوں جی، دُسریاں کوں بی بزرگی سوں جلا۔ یو مکرے دغا بازاں کام کیا آتے، ہے لگن کھاتے نیں تو نکل جاتے۔ اپنی عزت کی نیں شرم، سو دسریاں کا کیا رکھیں گے نیم دھرم۔ دانے دیوانے چھوڑ جانے نیں جانتے، بھی کچھ حیلا مکر نیں جانتے۔ انو کا دل بہوت کڑوا، لینے دینے کی بی نیں پروا۔ بعضے لوکاں مزوری کرتے، صاحب کے کام پر نظر نیں ہر کس کی شرم حضوری کرتے۔ مزور کے ٹکڑے روٹی پر نظر، بعضے کاماں کی اسے کیا خبر۔ مزدوراں میں کاں ہے بڑا نام، ایسے مزوراں تے کیا ہوے گا کام۔ جو کوی آکر دولت پر کھڑے، دانے دیوانے ملے تو ہوے بڑے۔ خدا جانے کس کے سر یو اتر چڑیا ہے، بڑے ہونا کیا باٹ میں پڑیا ہے۔ آدمی جاگتا نیں سوتا ہے، آدمی جس پے میں پڑیا سو ہوتا ہے۔ مشقت ٹالی نیں جاتی، ہمت خالی نیں جاتی۔ ولے شرط ہے جوں ہمت اچھنا، سکت کا گت اچھنا۔ عاشق ناوں کے ہوکر خدا پاس ٹھاوں منگنا، منگے تو ناوں منگنا۔ مرد وہی ہے جو اپس کوں پہچانیا، جنے اپنے ناوں کی لذت جانیا۔

القصہ ہمت نے نظر کوں، اس خوش خبر کوں، خلوت میں لے جاکر، اپنے

(۶۰)

نزدیک بسلاکر، سمجایا، مقصود اس کا پایا۔ بیت (۱)

جنے یقین سوں جیو اپنے یار سوں لایا (۲)

جو کوی ثابت ہوآیا مراد انے پایا۔ (۳)

کہا خوب توں مرد سد ہے، ہور اس کام پر بہو تیچ بجد ہے۔ توقھا کتا ہوں (۴) (۵)
سن، کہ انپڑے اس آبحیات کے چشمے لگن۔ کہ مشرق ولایت ہیں، اس ولایت
ہے نہایت میں، ایک بادشاہ ہے۔ ظل للہ ہے، عالم پناہ ہے، صاحب سپاہ
ہے، حقیقت آگاہ ہے۔ عشق اس کا ناؤں، ہر دل میں اس کا ٹھاون۔ سب (۶)
سوں جوڑیا کسی سوں نیں توڑیا۔ کیتا کریں گے اس کا بیان، اگر ملیں گے ہر دو جہان۔
عشق آپ بھاوتا، عشق خدا کوں انپڑاتا، عشق خدا کہواتا۔ عشق کوں نہ پہچیں کی (۷)
فکر نہ انکہے کا اندیشا، عشق سرمست بے پروا اس کا لیشا ریشا۔ عشق کس تے نہ ڈرے، (۸)
عشق خوشی بھاوے سو کرے۔ بیت

دو شاہ عشق ہے جو سب جہان اس کا ہے۔ (۹)

ستارے چاند سورج آسمان اس کا ہے

عشق آگ ہے جاں جاوے وہاں جائے، عشق کی آگ کوں کون سنھالے عشق
کا جیو حسن، اس جیو میں لاک لاک گن۔ عشق جھاڑ ہے حسن پانی، حسن تے قائم (۱۰)
عشق کی زندگانی۔ عشق حسن پر والہ شیدا، عشق حسن کی خاطر ہوا پیدا۔ بیت (۱۱) (۱۲)

عجب شراب ہے حسن جس میں سب ہستی

کہ اس شراب سوں چڑتی ہے عشق کوں مستی (۱۳)

اس کا کام ناز، اس کا کام نیاز۔ یو مستغنی و محتاج، یو سب شوخی و سب لاج۔ (۱۴)
عشق ہور حسن دونو جوڑا، کوی بہوت سمجیا کوی تھوڑا۔ عشق حسن خاطر، حسن عشق خاطر ہوا (۱۵) (۱۶)

(۶۱)

آشکارا، اس دونوچ کا ہے شور گھر گھر یں گھر ٹھار یں ٹھار عشق، عاشق معشوق حسن ناری عشق کی معشوق، دائم سنواری سنگاری. القصہ اس عشق بادشاہ کوں، عالم پناہ کوں حقیقت آگاہ کوں، ایک بیٹی ہے. بہوت مقبول، بہوت معقول، بہت خوش اصول. بہوت خوش رنگ، بہوت خوش ڈھنگ. نور میں سورنیں، اس کے سم، نازک نرم جوں پھول، جوں ابریشم. بالاں کرناں، دیکھتے انکھیاں کوں کھیرے آکر کرناں (۱) سد چھوڑ دیوانے ہوکر پھرناں (۲). بیت

گھر میں تے ہنستے نکلے تو انگن منے پھولاں جھڑیں (۳)

عاشق ہوکر چاند ہور سورج در وازے پر آکر پڑیں. (۴)

یو نو انور، نو آفتاب (۵) (۶)، سے دیکھنے کا کسے تاب. عالم عالم اس کی خاطر خراب (۷)، ہر دل میں اس کا اضطراب. ہر طرف عاشق، ہزار مجنوں، ہزار فرہاد. سرمست، دلربا، بے پروا، بے داد (۸). بیت.

گل کے رنگ کیاں چمن میں شاہاں ہیں

لالے نیں جانو آفتاباں ہیں. (۱۰)

ناؤں اس کا حسن، کہتے (۱۱) بولوں اس کے گن. القصہ کوہ قاف کے اوپر ایک شہر ہے، اس شہر میں ایک باغ ہے. کہ بہشت (۱۲) اس باغ کے رشک تے داغ ہے. جس باغ کے پھول دیکھتے جیو آوے، اس باغ کوں بہشت سوں کیوں تشبیہ دیا جاوے (۱۳). صحن اس کا موتیاں سوں (۱۴) بھریا، جوں تاریاں سوں گگن (۱۵). بہشت اس کے باغ کے ایک کونے کا چمن. ملایک آرزو دھرتے ہیں اس باغ میں آنے، حوراں ترستیاں ہیں اس باغ کے پھول کا طرہ لیانے. بیت

جل ہو کر نالے بھرے چمنے چمن سیراب ہو ؛ پھولاں کے خاطر جا پڑے کانٹیاں اپر تاب ہو (۱۶)

(۶۲)

مجنوں لیلیٰ نالیا اپس کوں بہوت سنبھالیا، آخر دیوانہ ہوا، اس باغ کے پھولاں کی باس تے۔ فرہاد کوہ(۱) میں آہ بھرتا ہے اجنوں(۲)، اس باغ کے شیریں پھلاں کی آس تے۔ زلیخا جو پھرتی تھی یوسفؑ کے آس پاس، سو اس باغ کے پھولاں(۳) کی پائی تھی باس۔ بیت

جدھر تدھر بی حسن ہے جو دل بھلاتا ہے
کدھر کدھر کی بلا عاشقاں پہ لیاتا ہے (۴)

جس دلربا شہر میں یو دل آرام باغ ہے(۵)، اس دلربا شہر کا ناؤں دیدار۔ اس دل آرام باغ کا نام(۶) لقب رخسار۔ اس باغ میں ایک چشمہ ہے، اس چشمے کا ناؤں(۷) دھن مین موہن، جگ جیون۔ بہو تیج میٹھا جون نبات، اس چشمے میں ہے توں منگیا سو آبحیات۔ اس چشمے پر جاوے گا، تو وو آبحیات پاوے گا۔ ہور دو حسن نار، دل کا سنگار، جس پر بھولیا سب سنسار۔ بیت۔

لالے ویلے سینے پہ گل پھل پھل کے تیرے گال پر (۸)
دریا میں تے ہنس آوے گا عاشق ہو تیری چال پر (۹)

عشق کی بیٹی(۱۰)، لطافت کی بی بی۔ بہوت نازسوں، بہوت سازسوں لٹکتی ٹھمکتی جھلکتی جھمکتی رخسار کی پھول باڑی میں، اس پھولے پھول(۱۱) واری میں، ناز، غمزہ(۱۲)، عشوا، ادا، حرلت دل ربائی(۱۳)، خوشنمائی، لطافت ایسیاں چاند جیسیاں سکھڑ سہیلیاں سوں مل مل ایسیاں، رنگیلیاں جھیلیاں(۱۴)۔ سوں مل مل دائم تماشہ دیکھی(۱۵) پھرتی ہے(۱۶)، جا بجا دیکھتی(۱۷) پھرتی ہے(۱۸)۔

آنی ہے دھن چمن کے انگن میں
پھول پھرتا ہے پھول کے بن میں۔ (۱۹)

(۶۳)

ایسا خیال کتی ہے، وو آ(۱) کر اس چشمے میں تے(۲) ہمیشہ آبحیات پیتی ہے(۳)۔ ہمت یو بات کہا گم ہو رہا، تطر سنیا بے سُد ہوا(۴)، سر دھنیا(۵) دونو ہوے بے ہوش، دونو کیے ایس کوں فراموش۔ نہ یو دیکھتا اس کے ادھر، نہ اس کوں اس کی خبر۔ دونو مست۔ دونو بے سُد ہو پڑے۔

بارے کتے(۶) وقت کوں دونو ہشیار ہوے، دونو اٹھ کھڑے۔ دونو حیران دونو پریشان۔ ایکس کا ایک دیکھے موں، کیسے عجب تھا یو جنوں۔ تطر دل پر فکر کی کسوٹ بنیا، ایسا تماشا(۷) نہ کوی(۸) دکھیا نہ کوی سُنیا۔ یو قدرت کا کام، یو حیران ہونے کا مقام۔ ہمت کہا میں کہا سو آنگے آیا، بادے(۹) الحمد للہ جوں تیوں اپنی مقعود پایا۔ بیت

سب کسی کوں خدا مراد دیوے (۱۰)

اتال تجھے میں کیا کہوں، نہ کہوں تو چپ بی کیوں رہوں۔ توں تو بیت دانا بہوت عاقل ہے، وے ہٹیار دلر باشہر دیدار کوں اپڑنا بہت مشکل ہے۔ بات میں جنس جنس کی محنت مُل ہے، اس دربار میں کہیں گرداب، کہیں غرقاب، کہیں ساحل ہے۔ کیا واسطہ انگے(۱۲) ایک شہر ہے(۱۳)۔ اس شہر کا ناؤں مسکسار، تو یہ استغفار۔ دل کوں(۱۴) وہاں بہوت اکراہ(۱۵) لاحَولَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ[1]۔ وہاں ایک دیو ہے بادشاہ روسیاہ، گمراہ بدکار، اس کا ناؤں(۱۶) رقیب، نابرخوردار، دل آزار، پلشٹ مردار، ہیچ کار، بے بہار۔ بیت

عشق کے دروازے پر سب کسی کوں سر دھرنا پڑے ہے

جو عشق فرمادے اپنے اختیار ہو کر ناچ ہے (۱۸)

وے عشق بادشاہ، عالم پناہ، صاحب سپاہ کے ہات میں اس کا اختیار، عشق بادشاہ کوں اس جنس کا آدمی بی ہے درکار۔ بادشاہاں میں اچھتے پر کم، بادشاہاں کنے جنس

---

[1] قوت اور طاقت وہ اللہ کے ساتھ ہے۔

(۶۴)

جنس کا اچھتا آدم (۱) عشق بادشاہ کے فرمان تلے، رقیب سر دھرے۔ جو کچھ عشق بادشاہ فرمائے، سو رقیب کرے۔ دلربا (۲) شہر کا ہے نگہبان، اغیار کوں وہاں نیں دیتا آن۔ ہرگز کس تے نیں ڈرتا، جو کوئی آتا اسے منا کرتا۔ اس کے ڈرتے نظر بھر ٹکنے ناپاوے، انداز کس کا جو وہاں کوی آوے۔ جو کوی آتا اس سوں جھگڑتا، کتا ہو کر لڑ لڑ بڑتا۔ جان ایسا آدمی اچھے نت، کتا رہنے کی وہاں کیا حاجت۔ نہ بھلے تے ڈرے گا، نہ بُرے تے ڈرے گا۔ ایک رقیب، ہزار کتے کا کام کرے گا۔ بیت

باغ میں مالی کیوں کسے چھوڑے (۳)

بن رضا آے تو کمر توڑے۔ (۴)

توں اگر اس شہر سبکسار (۵) تے، اس بے اعتبار (۶) ٹھار تے، خلاصہ پاوے گا۔ ہور خدا لیجاوے گا، تو دلربا (۷) شہر میں جاوے گا۔ تو یاد (۸) اچھو میرا وہاں ایک بھائی ہے، ایک ماں تے جائی ہے۔ قامت (۹) اس کا نام، استقامت اس کا کام، دلربا شہر دیدار میں اس کا مقام۔ قبول صورت مدن مورت (۱۰)۔ بلند بالا، بہو تیج آلا۔ دل کوں لگے، جیون کون ٹھکے۔ سُد چھینے، بُد چھینے۔ فراق کوں ہلکاوے (۱۱)، اشتیاق کوں آنگے لیاوے۔ بیتابی (۱۲) کوں بے آرامی کوں جالے، قرار کوں بے قرار کرے، انتظار کوں پیار کرے۔ صبوری کوں لوٹ لیوے، اضطراب کوں قوت دیوے۔ بیت

یو دنیا میں حسن نین یک بلا ہے (۱۳)

کہ عالم اس بلا پر مبتلا ہے (۱۴)

قامت نیں دو ایک آفت ہے، عاشقاں کے دلاں کا ضیافت ہے۔ اس قامت ظاہر (۱۵) عاشقاں پر بہوت محنت ہے، بہوت مشقت ہے۔ اس قامت

(۶۵)

کوں اس قیامت کوں تیری سفارش (۱) کی ایک کتاب (۲) لکھ دیتا ہوں، تیرے (۳) قصے کی حکایت (۴) لکھ دیتا ہوں۔ میرا ناؤں (۵) لے، یو کتاب (۶) اس کے ہات دے البتہ تجہ سوں (۷) کچھ محبت دھرے گا، مروت کرے گا تجے کام آوے گا، وہاں کی روش سمجھائے گا۔ بیت (۸)

یکس پر مہر دہر نا خوب ہے کچھ (۹)

مروت کس سوں کرنا خوب ہے کچھ (۱۰)

جس وقت توں وہاں تے بی قدم آنگے رکھے گا اے یار، تجہ پر لئی قصے کھڑیں گے اس ٹھار۔ بیت

نفا ہے تیو نچہ جفا بی اہے سفر میانے (۱۱)

خدا کسے نہ لجاوے بُرے شہر میانے

القصا جوں ہمت نے نظر کوں، اس پُر ہنر کوں، اس (۱۲) چنچل نظر کوں، اس آبجیات کا نشان دیا، خاطر نشان کیا۔ نظر ہمت کنے رضا منگ (۱۳) کر، امنگ کر، بہوت محبت سوں، بہوت مروت سوں، چکور ہو کر، شرم حضور (۱۴) ہو کر، بھی مشرق کے ملک (۱۵) کے ادھر رُخ کیا، تو کل کے ہات میں ہات دیا۔ نظر کوں پکڑیا اچاٹ (۱۶)، بھی اپے ہور اپنی باٹ۔ کیتک دیس (۱۷) چلتے چلتے (۱۸)، تلملتے تلملتے، اپنے دل کوں تقوا دیا (۱۹)، سمجایا۔ ایک دیس اس بیت (۲۰) المال شہر سبکسار میں، اس پلشٹ (۲۱) ٹھار، میں بات وہیچ تھی لا علاج ہو آیا۔ رقیب بادشاہ کے لوکاں، اس روسیاہ کے لوکاں (۲۲)، دیکھے کہ یو آدمی اس شہر میں نوا (۲۳) آیا ہے۔ پالی (۲۴) ہے، جاسوس ہے بھیدی ہے جو رہے آیا (۲۵) اس کا کیا مایا (۲۶) ہے۔ بیت

پرائے شہر میں ہرگز۔ خدا کسے نہ لیجاوے

اگر ہزار بھلا ہے بی اس کوں کون پتیاوے۔ (۲۷)

دل میں سب یوں جانے، اس کا مایا (۲۸) پانے۔ پکڑ کر، جکڑ کر، رقیب روسیاہ

(۶۶)

بدراہ کنے، کتے جنے مل کر لیاے، احوال اس کا سب سمجلے۔ رقیب نے، روسیاہ نے، بے نصیب نے، بولیا کہ توں کون ہے، کہاں کا ہے۔ اس جاگا توں کیوں آیا، اس شہر کی باٹ توں کیوں پایا، تجھے کون وکھلایا۔ نظر عاقل تھا، سمجھیا کہ یو طرفہ وقت ہے، کام سخت ہے۔ یہاں عقل نا بسرنا، اندیش کر کچھ کام کرنا۔ بیت۔

عقل اچھنا وقت اوپر خدا کا کچھ کرم ہونا

اگر فولاد ہے تو بی ضرورت کوں نرم ہونا (۶)

رقیب روسیاہ کوں، اس گم راہ کوں، خواہی نخواہی وقت قصور تھا، ضرور تھا۔ سلام کر، کچھ کلام کر، چپ نیں رہیا۔ کہیا کہ میں حکیم ہوں، بہوت معتبر ہوں، سب حکمت تے باخبر ہوں۔ سر تے پاؤں لگ علم ہوں، ہمنر ہوں۔ بے جان کوں دیوں گا جان، شاگرد ہے میرا افلاطون، ارسطو، بوعلی ہور لقمان۔ دنیا میں عقل کچھ بی جو دھرتا ہے سو وچہ خوب، مجلس سمجھ کر بات جو کرتا سو وچہ خوب۔ نیں جانتا ہوں کیا تھا خدا کا بھایا، جو مجے اس ملک میں لایا۔ اگر حکمت پر میں دھیان دھروں گا، تو ماٹی کوں سنا کروں گا۔ اگر کسی کون سنا بھاتا ہے، تو مجھے راس کرنے آتا ہے۔ بغیر پت بغیر آس، پتیل کوں کر دکھلاؤں گا۔ سُنے تے خاص۔ رقیب بے نصیب، بے روشن، بے ترتیب سُنے کا طالب تھا، اشتیاق غالب تھا۔ بولیا کہ الحمد للہ یو توں نیں آیا ہے، الحق کے یہاں تجے خدا لیایا ہے۔ حکمت کے علم میں تا ور ایسا، بہوت دیساں پچھیں مجے ملیا تجہ جیسا۔ بیت

خدا سنبھالے بُری ہے طمع کی دشواری (۲۰)

جہاں بہوت طمع بہوت ہے وہاں خواری (۲۱)

بہوت طمع تے بہوت ہے زیان، بہوت طمع تے عزت کوں نقصان، بہوت طمع تے رہتا نیں مان۔ بہوت طمع تے آدمی دین گنوایا، بہوت طمع تے آدمی کا ایمان جاتا۔ طمع تے آدم

(۶۷)

کوں بہشت میں تے کاڑے، طمع تے آدم پر یو بلا پاڑے۔ جس کے بڑیاں پر طمع نے یوں بھلے خواری، انو کے فرزنداں سوں کیا کرے گا وفاداری۔ طمع کا آدمی سر نیں اُجاتا، جاں جاتا وہاں سر نواتا۔ جس کے سر پر طمع کا بھار، اس کا سر دایم تلار بے مغز خالی سر، بھینچ پر پڑتا پھر پھر۔ طمع تے بڑائی جاتی، طمع دار کوں بڑی بات کاں آتی۔ نبھنا کام کیا قبول، بڑائی کاں تے آسے گی۔ دھول۔ بے طمع تے خدا کا وصال، بے طمع ہوتا صاحب حال۔ سواد نیں رہتا، جاں طمع آئی وہاں خدا سوں بی کچھ سودا نیں اچھتا، طمع تے دایم پریشان، کدہیں دل شاد نیں اچھتا۔ زیاستی طمع نہ خلق کوں بھاتی، نہ خدا کو بھاوے۔ خدا پاس بی اتنا نا منگتا، جو خدا بی واز آوے۔ بیت

طمع داری بری ہے اے عزیزاں
نیں کچھ خوب اے صاحب تمیزاں (۱۳)
طمع داری سوں آتی یار خواری (۱۴)
طمع داری میں نیں ہے رست کاری
طمع داری کے سر تے جو اٹھے ہیں
وہی ایسے بلایاں سو چھٹے ہیں۔ [1] (۱۵)

---

[1] حرص و طمع کے تعلق سے دہنی کے ان اشعار کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ سب رس کی تصنیف کے اکتیس ۳۱ سال بعد ابن نشاطی نے اپنی مثنوی پھول بن (سنہ ۱۰۷۶ھ) میں دورانِ قصہ اپنے بیان میں زور پیدا کرنے کے لئے انھیں اس طرح استعمال کیا ہے۔

خوشی سوں اپنے دلمیں ہو کو گل گل ؛ پڑیا دیوانہ ہو دانے پو بلبل ؛ گیا کھانے کو جوں دو بیگ پک رک ؛ پڑیا پھاند اگلے میں آ یکا یک
بچارہ دو گیا چارے کوں کھانے ؛ لگیا پھانسے میں پڑ کر پچھ پچھ رونے ؛ طمع داری بری ہے اے عزیزاں ؛ نہیں کچھ خوب اے صاحب تمیزاں
طمع داری سوں کھانے جا کو چارا ؛ پڑیا دو بند میں آخر بچارا ؛ طمع داری تے آتی یار خواری ؛ طمع داری میں نیں ہے رست کاری
طمع داری کے سر تے جو اٹھے ہیں ؛ وہی ایسی بلایاں تے چھٹے ہیں

(پھول بن از ابن نشاطی صفحہ (۴۳-۴۴) مرتبہ عبدالقادر سروری)

(۶۸)

یوں لے تو لین ہارے کا دل شاد کیا اچھے گا، واز ہو کر دیئے تو اس دینے میں سواد کیا اچھے کا۔ بغیر منگے وو دین(۱) ہارا ہے، اگر نیں دیا بی کس کوں لیا پارا ہے۔ اس کی لوڑ لوڑنا(۲) اپنی خوشی اس کی خوشی پر چھوڑنا۔ کس پاس تے زوراں سوں کوئی لیتا ہے، دین(۳) ہارا سوآ بیچ دیتا ہے۔ اگر زوراں سوں کچہ لیا جاتا، تو کام اس جفا پر نا آتا۔ جو کوی کہوایا بندا، انے خدا پر چھوڑنا اپنا دھندا جو کچہ دیا انے اس پر شکر کرنا، غرض خواری سوں پیٹ(۴) بھرنا۔ بڑا نیں ہوں دیتی طمع کی خواری، طمع تے یو نٹھا ہوا نیں تو اسے کیا دہاڑ ماری۔ جو کوی مرد ہے بے طمع، وو بڑا ہے سدا اس کا خاطر جمع۔ دنیا دو دو یسیں(۵) کی ہے، تھوڑے پر بی گذرتا ہے، بہت پر بی گذرتا ہے۔ ولے جو کوی مرد ہے، وو عزت پر نظر کرتا ہے جیوہے بگچ(۶) اڑ کے کسے ایک کسے چار، آخر وقت کوں برابر ہیں مسکین ہور دنیا دار۔ اگر کوی حق دوست، مومن راست اچھے گا(۷)، اس وقت دنیا دار تے بلکہ مسکین کا مراتب زیاست اچھے گا۔ مرد کی نظر ہمت پر ہے(۸)، مرد کی نظر عزت پر ہے۔ مرد کوں مرد جانے(۹)، مرد کوں مرد پہچانے۔ بہوت کا ناکرنا ہوس، عزت سوں جتنا ملیا اتنا چ بس۔ بے عزتی پر آئے تو لئی ملتا، لئی ملایا جاتا۔ ولے مرداں(۱۰) کے آنگے وو مردار ہے، مردار کوں، کون کھاتا۔ دینا تو خدا کا دینا(۱۱)، خدا کے خلیفاں کا دینا۔ باقی کیا، بچارے باقیاں پاس منگ(۱۲) لینا۔ انو بی ہزار مشقت سوں ملائے کر آس، یو داس تلیں کے پر داس۔ یو باندی تلیں کے باندی، کیا ہوا جو دو(۱۳) ٹرا کے ملا کے ناندی۔ اگر کوی بھوکے اچھے یا ننگے(۱۴) حیف نیں جو کوی اپنے جیسے(۱۵) پاس منگے۔ مردار بی بڑی جاگا(۱۶) تے کچہ لے سکتے ہیں، مردار بی کسے کچہ دے سکتے ہیں۔ عزت خدا کوں آئی(۱۷)، عزت رسول کوں آئی۔ عزت(۱۸) مسلماناں کا مایا، جنے عزت کوں سمجیا(۱۹) انے خدا کوں پایا۔ اس معنی پر یو آیت آئی ہے(۲۰) مصحف میں جہاں سے اچیا ہے دین کہ

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ[1] جو کوی ہر ایک پاس تے کچہ منگ لیے،

---

[1] حالاں کہ عزت تو بس اللہ ہی کی ہے۔ اور اسکے پیغمبر کی اور ایمان والوں کی۔

(۶۹)

ہر یک جاگا سر نوائے، نہفتے تھے سو اس پر بڑے ہوئے۔ اتال ایسے بڑائی کاں تے آئی،
ایک سر پر ایتیاں(۱) کا بھار، کس کس کا اُچائے(۲) کا اپکار۔ ایک صاحب چھوڑا تنے صاحب
کیا، وہی(۳) صاحب اس کا جنے اسے کچہ دیا۔ ایسے کوں(۴) دھیان کاں(۵) ایک صاحب پر،
یو پچاس(۶) صاحب کا ایک نفر۔ ایسے کوں ایسی باتاں(۷) کا کچہ(۸) عار نیں، ایسے کا ایک جاگا
پر ایمان قرار نیں۔ ماٹی ہیں جاو ننگ نام، ایسے آدمی کوں(۹) پیکیاں سوں غرض، پیکیاں(۱۰) انہاں
سوں کام۔ عزت حرمت کی کیا ہوس، پیکے ہات میں آئے تو بس۔ کوی برا کہو یا بھلا،
تلیں مونڈی کٹے ہور آکہنا کلا(۱۲)۔ دل قرار کھ عاجز(۱۳)۔ نکو ہو نپٹ، اگر ماٹی لے گا تو بی بڑے
ڈھیگ پر ہات سٹ۔ خدا گھٹ(۱۴) کیا ہے کاہے کوں گھٹنا، جیو گیا بی ہمت(۱۵) ناسٹنا۔
مرداں جیو کے طمع تے بی چھٹتے ہیں، سر گیا بی مارتے اٹھتے ہیں۔ اپنے نیم تے ناجانا،
موے بی ہات ہلانا۔ بڑا ہو بڑے کام پر اختیار اچہ، دنیا یک دم کا جیونا بے خبر نکو
ہو ہشیار اچہ۔ جس وضا سوں(۱۶) یہاں لینا ہے، اس وضا سوں وہاں خدا کوں جواب
دینا ہے۔ یہاں تیری ہمت کا یو اصول، وہاں تجے خدا کیوں کرنا قبول۔ یہاں کا کام
نیں کر سکیا فام، وہاں بی تو اچھوں لئی ہے کام۔ یہاں کی آرزو پر ایتا مشکل، وہاں
بی لئی(۱۷) لئی جاگا تر سے گا دل۔ بُرا ہے عورت(۱۸) ہور سینے کا درد۔ جو کوی یہاں اپس کو(؟)
سنبھالا سو بڑا مرد۔ عورت کی بات عشق ہے، پیغمبراں پر گذریا ہے۔ بہر حال پرایا مال تو
کیا اچھے گا کہ کوی اس پر کرے گا خیال۔ داڑی موچھاں آیاں تو کیا مرد ہوئے۔ چار
عورتاں بھایاں تو کیا مرد ہوے۔ ایسے مرد عورت(۱۹) تے بتر راسک راس ایسے مرد پیکے
کے پچاس۔ خبردار کھواتے ہور بے خبر، بیچ۔ صورت آدمی کی ہور سیرت کچہ کی کچہ یہاں
ایسیاں کوں بہوت بڑا جنجال ہے، آدمی ہو کر آدمی کوں سمجھنا تمام آشکال ہے۔
بارے رقیب، بے نصیب کا طمع تے سنا گیا تھا چکلیا، نظر کے حضور موں

(۷۰)

میں تے یوں نکلیا۔ کہ تیریاں باتاں ن میں رہا ہوں آس کر، اتاں جوں توں کہا تیوں سنا راس کر۔ بیت

سُنیے کا چت براہے آدمی کوں
کہ غم کرتا ہے سب بے غمی کوں ۔ (۱)

نظر جواب دیا کہ اس سُنے کی ترکیب کون کچہ کچہ (۲) داروں (۳) کا موپ (۴) درکار ہے، معدن اس داروں کا دلڑ باشہر دیدار ہے، ہور گلشن رخسار ہے۔ رقیب، بدبخت، بے نصیب بولیا کہ (۵) سُنا راس کرنا میسر ہے، تحقیق اکسیر ہے (۶)، تو بہتر ہے۔ دلڑ باشہر دیدار ہور گلشن رخسار (۷) اہے بی نزدیک، بلکہ نزدیک تر ہے۔ خدا قادر ہے، جو کچہ توں منگنا (۸) سو سب حاضر ہے۔ ہمیں تمہیں مل کر جائیں، جو کچہ مستعدی ہونا سو شہر دیدار تے (۹) لیائیں۔ انے بی کہا خوب، (۱۰) انے بی کہا خوب، مطلب پر آیا مطلوب۔ بیت

زباں یک تھی دونو کا دل جدا تھا (۱۱)
سمجھتا حال انو کا سو خدا تھا (۱۲)

رقیب بدبخت، گمارہ، دل سخت۔ ہور نظر دل کا دولت خواہ۔ دونو مل کر، ایک دل کر، دلڑ باشہر دیدار کے اودھر چلے، دل میں کوڑ کپٹ (۱۳) موں پر دونو ہلے۔ بیت

اگر کوی مرد ہے یا استری ہے
دنیا میں سب دغا بازی بھری ہے

مصلحت سوں چلتا دنیا کا کارخانا، کیں سچا بول، کیں جھوٹا بھانا۔ ولے جھوٹے کوں سب کوی پتیاتے، سچے کی بات کوی خاطر نیں لیاتے۔ جھوٹا دنیا میں بہو بیچ بھاتا، سچے کوں کتے کچہ کام نیں آتا۔ جھوٹا نیں ہوئے سو بات کاڑے، جھوٹا دو میں عداوت پاڑے۔ جھوٹا کافر بے ایمان، جھوٹا بدبخت بدگمان جھوٹے کی بات

(۱۷)

کون نیں کچہ بند[1]، جھوٹا سچیاں کے گوشاں کا اسپند[2]، جھوٹے کے موں میں دایم گند۔ جھوٹے کون کیں عزت نیں، جھوٹا کافر پیغمبر کا اُمت نیں۔ حضرت[2] کہے[3] ہیں یو سچ نبی کے رتی کہ اَلْکَذَّبُ لَا اُمَّتِیْ[1]۔ جھوٹے کوں لاٹنا، جھوٹے کی جیب پھاڑ کر کاٹنا۔ جھوٹا شیطان کا سالا، جھوٹے کا دین دنیا میں موں کالا۔ جھوٹا اپنے دل تے[4] باتاں جوڑے، جھوٹا لوکاں کے گھراں پھوڑے۔ جھوٹے کی میں کیا کہوں بات، خدا پناہ دیوے جھوٹا ہے شیطان کی ذات۔ سچے کون سچ[5] کتے، کچہ کا کچہ کتے۔ سچے کی بات کون مانتا، سچے کون کتے[6] یو کیا جانتا۔ سچے کوں[7] سچا جانے[8]، جھوٹا سچے کون کیا پہچانے۔ سچا جھوٹے تے دغا کھاوے، سچے کوں جھوٹے کی صحبت کام نہ آوے۔ شیطان تے ڈرے تیوں جھوٹے تے ڈرنا، جھوٹے کے موں پر[9] لعنت کرنا۔ بیت

جھوٹے تے کام نہ آوے بڑا نکامی ہے (۱۰)

جو کوی جھوٹ کتا بہوت ووحرامی ہے (۱۱)

سچے پر ہنستے، مسخریاں کرتے، سچے کوں اڑاتے[12]، سچے پر بولاں دھرتے۔ سچے میں نیں ہے جھوٹی بازی، سچے سوں[13] خدا رسول راضی۔ بعضے ناپاکاں پیغمبر کوں بولتے تھے کہ یو دوانا ہے، ساحر ہے، یو بات چھپی[14] نیں ظاہر ہے[15]۔ اتال دسریاں کوں بولیں تو کیا عجب، اس جاہلاں کی ذات[16] ایسی سب۔ کہ حدیث ہے اَلصِّدْقُ یُنْجِیْ وَالْکِذْبُ یُهْلِکُ[17] سچے کا دل پاک، جھوٹے کے دل میں شک۔ یعنی جھوٹ ہلاک کرتا ہے، ہور سچ دیتا ہے نجات۔ یو رسول[18] تے آی[19] سو ہے بات[20]۔ خدا روزی[21] ناکرے اہل کوں نااہل کی صحبت، یو بہوت[22] بڑا عذاب، یو بہوت بڑی محنت۔ یا عاقل سوں بیٹھنا مل، یا محبوب سوں

---

[1] جھوٹا میرا اُمتی نہیں۔

[2] صداقت بچاتی ہے اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے۔

(۴۲)

لانادِل، جو کچھ ہووے حاصل۔ یا اکیلے اچھنا ہور آپے کنا[1]، ہور آپے سُننا اپنی بین۔
یہاں حدیث ہے کہ اِسْلَامَۃٌ فِی الْوَحْدَۃِ وَالْاٰفَاتُ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ[2] یعنی اکیلے اچھنے میں سلامتی ہے، اکیلے اچھے تو گیان کوں بل ہے۔ جاں دو تین مِلے وہاں بڑا کچاٹ ہے وہاں بہوت خلل ہے۔ دانا کی گھٹ کچہ ہور ہے، نادان کی ہٹ کچہ ہور ہے۔ فارسی میں کہتا ہے۔

صحبت کہ بہ عزّت نبود دوری بہ[3] (۸)

جاں عزّت نا اچھے گی وہاں کیا سودا دیوے گا بینا۔ یوں بی کہتا ہے کہ اَے وَاے بُرَاں صُحبتْ لَادِیْنَ وَلَادُنْیَا[4] جو کوی دانا ہے، وہی یو بات کچہ پایا، کچہ سمجھیا کچہ سنیا۔ نادان میں بیٹھ عبث بولنا، عبث سُننا، اوقات ضائع کرنا دانا کا کام نیں دانا کوں ہر گھڑی، ہر جاگا ہزار کام ہے۔ ناداں کوں فام نیں۔ یو عمر ایسی نیں ہے جو یوں کوی اسے گذرانے، لہو ولعب کر جاتے کام کے آدمی کوں یاں کام کرنا ہے، کیا کام ہے سو فام کرنا ہے۔ تنہائی دانا کا خاصا ہے۔ تنہائی دانا کا خلاصا ہے۔ تنہائی میں دانا کوں بہوت حاصل ہے۔ تنہا و ہیچ رہوے جو کوی واصل ہے، کامل ہے۔ نادان تے ایک تل تنہا رہا نا جاسی، نادان کوں ہرگز تنہائی نا بھاسی۔ اگر توں دانا ہے، تو نادان سوں نکو مل، خلل میں پڑے گا دل، کام بہوت ہوے گا مشکل۔ گدگڑا ہوئے گا تیرا صاف پانی، جمعیت تیری ہوئے گی سب پریشانی۔ نخنی عقل کے آدمی سوں بڑی عقل کے آدمی نے بات کیا تو بہوت زیاں ہے، اس کی عقل بی نخنی ہوتی ہے، بڑی

---

[1] سلامتی تنہائی میں ہے اور آفتیں دو کے بیچ میں آنے سے پیدا ہوتی ہیں۔
[2] ایسی صحبت جس سے آن میں فرق آئے، دوری بہتر۔
[3] ایسی صحبت جس سے نہ دین حاصل ہو اور نہ دنیا اس پر افسوس ہے۔

(۴۳)

عقل کوں نقصان ہے۔ شربت میں نمک گلائے تو کیا سودا دیوے گا، گلاب میں چھاج بھاوئے تو کیا باس دیوے گا۔ ایسے سوں بات کرنا جس کی بات سوں اپنی (۱) بات کو کس (۲) چڑے، بات قوت پکڑے، بات کوں رس چڑے۔ بڑی عقل میں ننھنی عقل ملے تو یوں ہے خانجی (۳) جوں شراب میں تاڑی (۴)، جوں دود میں کانجی۔ فارسی میں بی (۵) دیے ہیں دانا یا یو بُد، بیت

پسر نوح (۶) با بداں بہ نشست
خاندانے نبوتش گم شُد۔ لہ (۷)

عاقلاں تے اول نے باندے ہیں یو قاعدہ، نادان سوں تھوری (۸) بات بولنا بہوت فائدہ۔ دانا نادان کی صحبت (۹) سوں بیزار ہے، دانا کون نادان سوں بات بولنا عار (۱۰) ہے۔ جوں فریزق (۱۱) کتاہے کہ "تا من باشم با حمق (۱۲) نکنم" لہ، عارف (۱۳) بغیر کون گذران سکتا یو جنم۔ جنے دانائی کا لذت پایا، اسے نادان کی صحبت ہرگز نا بھایا۔

القصہ وو رقیب ناپاک، یو نظر سینا چاک۔ اس مصفا (۱۴) دلکشا قامت کے بستاں میں ایسے نادر (۱۵) مکان میں بارے دونوں آئے، دیدیاں کوں دورتے شہر دیدار کا تماشا دکھلائے۔ بیت

خدا مراد دیتا ہے اس کوں جس کی ہے ہمت عالی (۱۶)
عجب ہے اس وقت اس آدمی کی خوشحالی (۱۷)

قامت جو نظر کوں رقیب کے سنگات دیکھا، چوری سوں اس کے احوال

لہ۔ نوحؑ کے فرزند نے بروں کی صحبت اختیار کی (نتیجتاً) اس کی خاندانی نبوت اور منزلت بھی اُس سے چھین گئی۔

لہ جب تک میں زندہ ہوں نا اہل سے بات نہیں کرتا۔

کی بات پوچھیا۔ بیت

چھپے کچھ رمز ہور نزدیک اغیار
انکھی سوں بات کرنا عاقل اس ٹھار (۱)

نظر اپنا قصا قامت کو (۲) بولیا، ہمت نے مکتوب لکھا تھا سو قامت کے آنگے کھولیا۔ قامت اس مکتوب کا مضمون خاطر لیا، بہوت محظوظ ہوا، بہوت خوشی میں آیا۔ قامت کون ایک غلام تھا سیم ساق اس کا نام تھا۔ اسے بولیا کہ نظر کوں ایسے (۳) میں کدھر تو بی نبہا کر، جیو دان (۴) کر، مشکل (۵) اس کی آسان کر۔ کہ رقیب جتا دھونڈے تو بی اسے کیں نہ پاوے، رقیب کے ہات میں نظر پڑ (۶) نہ جاوے۔ بارے (۷) جس مراد کوں آیا، سو اپنی مراد پاوے۔ رقیب (۸) کے ہات تے نظر دیکھا (۹) ہے بہوت جفا، ہمناتے (۱۰) اسے یو چہ نفا۔ بیت

مرد وہ جو اِسم اپنا اچاوے (۱۱)
کہ جوں تیوں کچھ کسی کے کام آوے (۱۲)

قامت تے، خوبی کی علامت تے، یو بات سن سیم ساق غلام نے، دل کے آرام (۱۳) نے، نظر کوں فرش فرح بخش کے آسرے چھپایا (۱۴)، جو کوی نہ پاوے اس کا مایا۔ بیت۔

خدا نہ روزی کرے کس کو بند دندی کا (۱۵)
خبر خدا چ لیوے اس بچارے بندی کا۔

رقیب دیکھتا ہے جو نظر نیں، جدھر (۱۶) دھونڈتا (۱۷) ہے بی کدھر نیں کہا سنا راس کرتے سو دھتیارے ہیں، ایسے دھتیارے کوں توچہ لوکاں مارے (۱۹) ہیں۔ دنیا میں (۲۰) سنایوں ہوتا تو سب کوی کرتے، یوں کے لوکاں بھوکوں (۲۱) مرتے۔ نر جیو کوں جیو دنیا، ہور سنا راس کرنا۔ جاں ایسی بات ہوے (۲۲)، وہاں بہوت ڈرنا۔ خدا کا عالم ہے، نا تو نا کہا جاے،

(۷۵)

(۱) (۲)
وے ہمیں تو اس طلب تے بہوت ادب پائے۔ نظر آخر گیا، اپنے قول پر نہیں رہیا، دغا
(۳) (۴) (۵)
دیا، دغاباز تھا۔ دغابازی کیا۔ اس کا مکر اسے نہ تھا فام، انے تو کیا اپنا کام۔ بیت

رقیب بند کیا تھا سو بارے بند ٹٹیا (۶)

ہوا خلاص بچارا یو اسکے بندتے چھٹیا (۷)

رقیب گمراہ، روسیاہ حیران، پریشان، سرگردان۔ فکر میں چوکیا، عقل تے گریا۔
(۸)
آخر کچہ تدبیر نہیں دسی لاعلاج ہوکر اپنے شہر کے ادھر بھریا۔ بیت

اُمید سٹ کہ رقیب آج نا اُمید ہوا

خدا کیا تو نظر پر نظر یو بھید ہوا (۹)

(۱۰)
نظر، رقیب کے ہاتھ تے خلاصی پایا، خوش ہوکر بھی قامت کنے آیا۔ دل کا
مدعا کھولیا، بولیا۔ کہ تیری ہمت تے، تیری دولت تے، رقیب کی محنت تے، آسودا
(۱۱)
ہوا۔ تیری مہر، تیری مروت، کا مجھے آزمودا ہوا۔ تو (نے) مجھ پر بڑی شفقت، مجھ پر پیار
کیا، مجھ پر توں بڑی اپکار کیا۔ یو کام کرنے تو نچہ سکے، خدا تجے سلامت رکھے۔ مجھ لگیا
(۱۲)
ہے شہر دیدار کا خیال، رضا دے اتال۔ بہوت ضرور ہے یو کام، یو ضرور میرا خدا جیہ
(۱۳)
کوں ہے فام۔ قامت کہا۔ اے واللہ، بسم اللہ، بہ صحت وسلامت خدا تجے تیری
(۱۴)
مراد کوں انپڑاوے، جو کچہ توں منگتا سو خدا تے پاوے۔ بیت

دنیا میں مل کر بچھڑنا یو بہوت مشکل ہے

لگیا ہے دل ستے دل مل رہنچ پر دل ہے (۱۵)

بہوت استقامت سوں، نظر قامت سوں، وداع ہوکر، تسلیم کر کر، سر پر
(۱۶) (۱۷) (۱۸)
ہات دھر کر اپنے ٹھار تے ہلیا، چلیا۔ سو دیکھنے اس شہر دیدار کوں، اس رنگ بھرے
گل زار کوں۔ اس لطافت کے لالہ زار کوں، اس نوے روپ کے نوبہار کوں

(۷۶)

لذت سب محبت ہور پیار میں ہے، جسے سواد کتے سو (۱) دیدار میں ہے۔ بیت

جو کوی عاشق ہے اس کوں ہوا بلا دیدار (۲)

کیا دلاں کوں بچاریاں کے مبتلا دیدار (۳)

عشق دیدار تے پکڑ تا زور، عشق کوں دیدار تے لذت ہے کچہ ہور۔ جن عاشق نے سمجیا ہے کچہ عشق کی گت، جیوں تیوں اسے دیدار بہوت (۴) ہے غنیمت دیدار دیکھے تو دل میں آتا پیار، دیدار دیکھے تو (۵) دل (۶) کوں ہوتا قرار۔ عاشق جو منگیا ہے اپنا بیو (۷)، دیدار کے خاطر دیتا جیو۔ یار میں لطافت ٹھاریں (۸) ٹھار ہے، ولے جو کچہ ہے سو دیدار ہے (۹)۔ دیدار سب خوبی کا سنگھار (۱۰) ہے، دیدار دیدیاں کا آدھار (۱۱) ہے۔ دیدار سحر، منتر، ٹونا، عاشق کوں دیدار ہونا۔ جو عاشق دل معشوق پر واریا، آخر دیدار دیدار کر پکاریا۔ خدا کا بی دیدار (۱۲) بیچ دیکھنا ہے، وہاں بی کچہ جھلکا بیچ دیکھنا ہے۔ دیدار دیدے (۱۳) ہور دل کا آرام، عاشق کوں دیدار بیچ سوں لگیا ہے کام۔ دیدار میں حسن جلوا دیتا ہے، دل لیتا سو دیدار بیچ لیتا ہے۔ دیدار بیچ (۱۴) کی لذت دل پر یو بلا لیاتی، دیدار بیچ کی لذت دل کوں اس بلا میں بھاتی۔ بھوت ایسیچ (۱۵) تے حسن کو چھپاتے ہیں، بہوت قید کر محافظت میں لیاتے ہیں۔ اگر حسن سب بے شک نکلتا بھار، عاشقاں میں ہوتا ٹھاریں ٹھار۔ خونا خون، مارا مار۔ حسن آفتاب ہے پردے میں تے اُجالا پاڑ (۱۶) تے حسن کا حکم لاجواب ہے دل میں تے عشق کوں میدان میں کاڑے (۱۷)۔ اگر حسن پر پردا نا کرتے تو ایک عاشق نا جیوتا سب لڑ لڑ مرتے جاں آپے ہور غیر ہوا وہاں حسن پر پردا ہوا سو بہوت خیر ہوا جس کا حسن اسم ہے۔ بہوت (۱۸) بڑا طلسم ہے۔ اس طلسم تے کوی چھوٹ نیں سکیا۔ جو کوئی چڑیا سو ٹوٹ نیں سکیا۔ عشق کے دریا کا طوفان سو حسن، عاشق کا دین ہور ایمان سو حسن حسن کوں اپس تے چھپاتے ہیں آتا سب (۱۹) ہیں اپس کو دکھلاتا چھپا چھپا تے ہزار پردے پھاڑیا (۲۰)۔ پردے میں تے اپس کوں بھار کاڑیا۔ خوبی کیا چھپی

(۷۷)

رہتی ہے، محبوبی کیا چھپی رہتی ہے۔ جو کوئی خوب ہے اسے اپنی خوبی چھپانے نہیں آتا (۱) خوبی چھپانے خوباں کوں ہرگز نہیں آتا۔ (۲) ہر کوی منگتا ہے کہ اپنی کوئی (۳) دیکھے، (۴) ہر کوی منگتا ہے کہ اپنی محبوبی کوئی دیکھے) خوبی خوب ہے دکھلانے خاطر، ناکے چھپانے خاطر، ایس کوں آپ دیکھ کر حیرت کھانے خاطر۔ دے بعضے خوباں خوبی اپنی کسے نہیں دکھلاے (۵) ہیں، جتنا سکے ہیں اتنا (۶) اپنی خوبی کوں چھپائے ہیں۔ حسن کوں نہیں چھوڑے ہیں جو پھرے بازارے (۷) بازار، حسن کوں قید کیے ہیں۔ ٹھارے ٹھار۔ انو کا ریتا کس کے نظر نہیں (۸) پڑیا، سر تیچ انو کوں خدا نے شرم سوں (۹) کھڑیا۔ اصیل عوراتاں اپنے مرد بغیر دُسرے مرد کوں اپنا حسن دکھلانا گناہ کر جانتیاں ہیں، اپنے مرد کوں ہر دو جہاں میں اپنا (۱۰) دین ایمان کر پہچانتیاں ہیں، (۱۱) جیوں خدا کوں جانے تیوں (۱۲) اپنے مرد کوں مانتیاں ہیں جو مرد (۱۳) راضی تو خدا راضی رسول راضی، جو مرد راضی تو دین (۱۴) دنیا میں عورت کی سرفرازی۔ جنے نخریاں میں انکڑی، مرد کا دل ہات نہیں پکڑی، اپنی چاتراتی کچھ فام نہیں کی، نکامی کچھ کام نہیں کی۔ وہی عورت بھلی، جو کوئی (۱۵) مرد کیے میں چلی۔ بیت۔

سٹیا ہے غم نے عداوت طرب عزیز ہوا (۱۶)

نفا دیتا ہے بشارت جفا یو چیز ہوا (۱۷)

(۱۸)

القصا بارے ہزار مشقت سوں، ہزار (۱۹) محنت سوں، شہر دیدار کوں آیا۔ نظر کا جیو بہت خوشی پایا۔ اس شہر دیدار میں دیکھا رخسار عجائب گل زار، مگر نوی بہشت (۲۱) پیدا کیا ہے پروردگار (۲۰) جھاڑاں، ڈالیاں سب پھولاں سوں بار پھلاں سب نادر، سب اچنبا سب اوتار۔ بیت

صفت اس باغ کی گر کوئی سناوے

عجب کیا جو جنت کوں رشک آوے (۲۲)

(۷۸)

مقبول وہاں ہر پھول پھلتا، پاتیں پات جیو بھلتا۔ عاشق دیکھ وہاں جیو کھونا، ہر پھول میں لاکھ طلسم، لاکھ ٹونا۔ رنگ اس کا کرے انکھیاں سوں ہم آغوشی، باس اس کی تمام داروے بے ہوشی۔ طوبیٰ سوں دعوا کرتی ہر جھاڑ کی ڈالی، اس نادر پھولاں سوں بھریا ہے چمن کیں نیں خالی۔ عاشق ہوا سو سمجھا یو مانا، جنے یو پھول دیکھیا سو ہوا دیوانا عاقل پڑی، دیوانگی کھڑی، ہشیاری اڑی مستی چڑی۔ کیا لطافت، کیا ناز، کیا چھب، جنے یہ تماشا دیکھیا، انے بی رہیا عجب عجب۔ کمر کوں دیکھا کہ بال تے باریک، دیکھتے وقت نظر ہوتی تاریک۔ بیت

نظر حیرت تے یہاں گم ہو کہ جاوے (۸)
کمر دستیچ نیں کیوں ہاتھ پاوے

موٹھی میں کیوں پکڑے بچارا، جدھر دیکھے ادھر باو بارا۔ نظر کون ایسی جا گما پرتے گذر نان مشکل ہوا۔ نظر تیراں، پریشان، فکرمند بے دل ہوا۔ بیت

نظر کون ٹھار نیں کس ٹھار جاوے (۱۲)
وقت مشکل خدا کچھ کام آوے

نظر خوار، آوارا، کچھ نیں دستا چارا، عاجز ہوا بچارا۔ قفا یوں ہوا، خدا کا رضا یوں ہوا۔ جو ویسے میں حسن نار، اوتار، خوش دیدار، خوش گفتار، خوش رفتار، دیدیالی کا سنگار، دل کا آدھار۔ پھول ڈالی تے خوب لٹکے، چلنے میں ہنس کوں ہٹکے۔ راویں تے مٹی بولے بات، آواز تے قمری کوں کرے شہ مات۔ کنول کے پھول کی پنکھڑیاں جیسے ہات، چمن میں پھول شرم حضور، لاج تے آسمان پر چڑھے چاند سور۔ مست ہستی تے مغرور ماتی بھاتی، کسے خاطر نیں لیاتی۔ بال جانو کالے ناگ، گال جانو

(۷۹)

عشق کی آگ۔ بیت

یو موہن دھن ہے عجایب موہنی

سورج اس کے درس کا ہے درسی (۱)

جوبن الماس تے گھٹ، اُدھر یاقوت تے اعلیٰ پنٹ۔ اس کے (۲) انکھیاں جانو لالے، جانو شراب کے پیالے۔ دانتاں دیکھ موتی کے دانے، گھر گھر پھیرتے ہو کر دیوانے۔ بیت

عجب پری اہے سو اس پہ حور عاشق ہوئے (۴)

مسیح دیکھ کہ گم ہوے سو رعاشق ہوئے (۵)

سو اِس دلربا نارکوں، دیدیاں کے سنگھارکوں، چترچوسارکوں (۶)، ایک سہیلی تھی۔ بہوت چھیلی تھی، رات رنگیلی تھی۔ ناوں (۷) اس کا لٹ، سانولی نیٹ۔ رنگ کون کالی گھنگھرو والی (۸)۔ قامت کے گلزار کا ہو رشہر دیدار کا تماشا دیکھتی تھی، جا بجا دیکھتی تھی، آب (۹) و ہوا دیکھتی تھی۔ تماشے سوں جیو لائی تھی۔ آسائش پائی تھی۔ سو اس وقت دھوپ کی گرمی تھی، اپنی نرمی تھی کمر کی چھاؤں تلے آئی تھی۔ ایسے (۱۰) میں یکایک نظر پر اس کی نظر پڑی، بیٹھی تھی سو بچک کر اٹھ کھڑی۔ بیت

آشنا آشنا کوں جانیا نیں (۱۲)

آشنائی کوں کوی پہچانیا نیں (۱۳)

نظر کون پوچھی کہ توں کون ہے؟ کدھر تے آیا، اس باغ کی خبر توں کیوں پایا۔ تیرا خاطر جمع (۱۵)، تجہ میں بھوت دستی طمع۔ پریشان سا دستا حیران (۱۶) سا دستا، کچھ گنوالیا توں (۱۷) دستا کسی کی چوری کیا توں دستا۔

دونوں حیران دونوں سرگردان ؛ سکتے نیں ہیں یکس کوں ایک پہچان۔ (۱۸)

(۸۰)

نظر کی(۱) ماں تھی ہندوستانی، سیاہ پیشانی، باپ تھا ترکستانی۔ لٹ سوں لٹ پٹ ہوکر، یا رنپٹ ہوکر، آشنائی(۲) و ہم شہری(۳) کا اظہار کیا، اس وقت بارے اپنی دست گیری کون ٹھار کیا۔ جیب لگا کر بالیں(۴) بال، بولیا اس کنے(۵) اپنا سب احوال۔ بیت

مہر عاجز پہ ہر کسے آتی (۶)

کہ خدا کون بی عاجزی بھاتی (۷)

کہ یاں لگ آکر پڑیا ہوں(۸)، کیا کروں تدبیر نہیں لایا(۹) ہوں۔ یو پل صراط کی باٹ ہے، بہوت(۱۰) یہاں آٹا آٹ ہے۔ ایتا کچہ مجہ پر کھڑیا، ولے ایسا مشکل مجے کیں نیں پڑیا۔ لٹ کوں اس کی پریشانگی پر، اس کی حیرانگی(۱۱) پر، اس کی سرگردانگی پر مہر آئی۔ اسے گلے لائی(۱۲)، کہی اے بھائی(۱۳)۔ خدا ہے کچھ غم نکو کر(۱۴)، خوش اچہ خدا کوں نکو بسر، تقوا کم نکو کر(۱۵)۔ یو بول لٹ بہوت لبھی، بہوت بڑی، وہاں تے پیچاں کھاتے کھاتے مکر پر چڑی۔ وہاں تے دو چار تارسٹ(۱۶)، نظر کو کمر پر لیائی، کہی تیری خوشی کدھر جاتا ادھر جا بھائی۔ نظر لٹ کون بہوت بھلی کر جانیا، بہوت اس کا اپکار مانیا(۱۷)۔ ہمت منگیا، رخصت منگیا(۱۸)۔ لٹ پیار سوں، اپنی لٹ میں تے چٹ کاڑ کر تھوڑے دی بال(۱۹)۔ کہ کیں تجے کام مشکل پڑے(۲۰) تو یو بال آگ پر جال(۲۱)، میں حاضر ہوں گی اس ٹھار، بیلا ڑ کام کرنہار پروردگار۔ بیت

خدا کا کھیل کچہ سب تے جدا ہے

جسے کوی نیں مدد اس کوں خدا ہے (۲۲)

ڈر نکو(۲۳) اس وقت پر ہمت کوں بسر نکو(۲۴)۔ لٹ سوں وداع(۲۵) ہوکر، نظر وہاں تے شہر دیدار کے اُدھر چلنے سر کوں قدم کیا، خوش ہوا، غم کم کیا(۲۶)، یارے بیگج شہر دیدار میں رخسار کے گلزار میں، عجائب ناور بہار میں آیا۔ آسودا ہوا، راحت پایا(۲۷)۔ (نین جو دیکھتا ہے تو مخمور ہو نرگس کھیل رہی ہے، اس کے خمار کی مستی ہر ایک طرف پڑی ہے۔ وو

(۸۱)

نظر خماری جس نظر سوں ملتی، اس کی بی نظر مست ہو جاتی۔ حیران ہوتی، اخل گر پڑتی، یو عقل لونڈی ہوکر بھاگ جاتی، دیوانگی صاحبی کرنے آتی۔ نظر کوں سدہ سنبھالنا مشکل ہوا بدہ سنبھالنا مشکل ہوا یہاں بھانت بھانت کی مستی بھانت بھانت کی دیوانگی بھانت بھانت کا جنوں، جاں دیکھتا ہے وہاں بہوں چکر حیرانی اور حکا لو۔ کس کس سیں سنبھالے، کس کس سیں بچاوے۔ کہاں لگ عقل دھرے، عقل بچاری یہاں گرے۔ جس جا پیغامبر کا یو حال، صاحب پیغام کا کہو یہاں کیا احوال۔ جو دیکھے وہاں جلیلاٹ اور چلیلے آپے آپ اٹھے گد گلے) انکھیاں نرگس، زلف سنبل، رخسار لالہ، قد پھول کی ڈالی دہن غنچہ سو بال کالا بالا۔ جوڑا طاوس، گلا قمری، بچن میں طوطی توڑے، تل بھنورا، چال کبک ادھر عین شکر خورے۔ گلے میں چاروں طرف گوھراں، جانو میٹھے پانی کی لڑیاں۔ انگلیاں پھنکڑیاں ہات کا پنجا کنول، جوبن سدا مست کے پھل جو ھر دیکھتا ہے ادھر ناز ہور چھند۔ بیت۔

نظر اپنی مراد کوں انپڑیا
تھا یو بیداد داد کوں انپڑیا (۷)

یکایک وہاں کیتک جنی بچے نظر کے نظر پڑے، بچے کچے نظر کے نظر میں پڑے۔ جتنے اتنے بہوت سہانے، جانو تل کے دانے۔ باتاں بولتے اتنیچ سن میں، چالے ایسے جیسے جن میں۔ اتنے، ولے سب فتنے۔ ہر ایک تیز تند، جانو شراب کا بند۔ چنگیاں تے گرم، ہم دل جالیں۔ ہم چرم۔ صورت اس تل کا، جانو قطراز ہر ہلاہل کا۔ بیت

تل نیں ہیں حسن کے دیدے میں
جیو لینے کوں بہوت سیدے ہیں

نظر پوچھیا کہ تمہیں کون ہیں؟ کیا نام دھرتے ہیں؟ کیا کام کرتے ہیں؟ انو

(۸۲)

(۱) بوے کہ حسن ناز، عالم کے دیدیاں کا آدہار، دلرُبا شوخ چشم دل آشکار۔ جش ہور رنگبار تے، (۲) بہوت پیار تے، منگائی (۳) تھی سو ایک تل دھرتی ہے، تل اپنے پر بہوت دل دھرتی ہے۔ وو تل آفت ہے، بلا ہے، عاشقاں کے دلاں میں اس کا غلبلا ہے۔ ساحر ٹونے وا ایک، (۴) جیو کا جھونٹے مار، دل کا چور پایک۔ عاشقاں (۵) پر کرتا ظلم، سب عاشقاں (۶) ہوے یہاں (۷) حیران ہور گم۔ جس عاشق کوں انے مار یا، وو عاشق نہ کیں داد منگیا نہ کیں پکار یا۔ بہوت جوبلا، بڑا ہٹیلا ہمیں سب اس کے غلاماں ہیں، عاشقاں کے دلاں کے داماں ہیں۔ اس باغ کی نگہبانی کرتے ہیں، چمنے (۸) چمن پانی دیتے پھرتے ہیں۔ جھاڑاں، پات پھول پھل (۹) یہاں کا ہے ہمارے حوالے، یو پھل (۱۰) جھاڑاں سب پانی دے دے ہمیں پالے۔ بیت

(۱۱) دو آشنا یو بچھڑ کر ہوے سو بیگانے

(۱۲) یکس سوں ایک مل یکس کوں ایک نہیں جانے

(۱۳) وے نظر کوں ایک بھائی تھا بہوت خوش فام، عمر۔ اس کا نام۔ نھن پن تیں جدا پڑیا تھا، ایتا کچہ قصا گھڑیا تھا۔ آخر حسن کی خدمت اسے روزی ہوں، فیروزی ہوئی۔ بیت۔

(۱۴) جو کوی کام کوں جاتا ہے کام پر اچھنا

(۱۵) وے وو کام ہوئے لک بہوت ڈرا چھنا

(۱۶) القصا، قصا (۱۷) یوں ہوا، جس وقت کہ نظر رخسار کے گلزار کا نظارا کرتا تھا، (۱۸) دل پارا پارا کرتا تھا، خدا کیا کرے گا کر استقارا کرتا تھا۔ عمر۔ نرگس زار میں اس عشوہ یاں (۱۹) کے گل زار میں مست پھرتا تھا وے شعور دھرتا تھا، سب ٹھار نظر کرتا تھا۔ نظر کوں (۲۰) نظر سوں دیکھیا، عمر۔ انیں پہچانیا، کوی بیگانا ہے کر جانیا ہڑبڑ اٹھیا، اپنا ہوا پے (۲۱) کھٹیا۔ لگوا اس پر اچایا کہ توں کون ہے؟ کیوں اس باغ میں آیا؟ عمر۔ امت، تجھ سوں ہم دست۔ نظر کون مارنے خاطر قطر کے انکھیاں باندیا، تن پر کے

(۸۴)

(۱) کپڑے اتاریا۔ منگتا تھا۔ مارے، ولے نیں ماریا، کچھ دل میں بچاریا۔ نھن پن میں نظر ہور غمزے کی ماں نے کچھ فکر کی تھی دونو کوں دو لعل دی تھی بازو کوں (۲) باندنے، مہر محبت سوں تاندنے۔ (۳) دنیا کوں کیا پتیانا ہے (۴) کہ ایک وقت ہے زمانا ہے۔ کچھ ہوئے تو ایکس کوں (۵) ایک پہچانے، ایکس کوں ایک جانے۔ غمزے نے نظر کے بازو کا (۶) دو لعل (۷) پہچانیا جانیا کہ یو تو اپنا بھائی ہے، ایس میں ہور اس میں کیا جدائی ہے۔ بہوت رویا (۸)، گلے لایا، بہوت عذر خواہی کیا۔ بیت۔

جو کوی بچھڑے بچھیں ملنے نیچ پاتا ہے (۹)
خدا ملانے کوں منگتا تو یوں ملاتا ہے (۱۰)

(۱۱) بولیا یو قصا کسے تھا فام، خدا کے ایسے ہیں کام۔ بہوت عزت سوں، بہوت حرمت سوں غمزے نے نظر کوں اپنے گھر لے کر گیا، ولاسا دیا۔ جوں تواضع کرتا تھا، تیوں تواضع کیا۔

القصا حسن نارتے، گلعذار نے، انکھیاں کے سنگار نے، دل کے آدھار نے سنی کہ غمزے کا بھائی (۱۲) جو نھن پن تے بچھڑیا تھا۔ سو ملیا (۱۳)، غمزے کے دل کا غنچہ، جوں پھول کھلیا بیت

جو کوئی طالب ہے اس کوں طلب انپڑتا ہے
طلب میں ثابت ہوتا ہے تو سب انپڑتا ہے (۱۴)

حسن نارہ، چترچوسار، صاحب صورت، صاحب دیدار۔ دسری دیں غمزے کوں (۱۵) بلائی، کہی کہ میں سنی ہوں، کہ بہوت دیساں (۱۶) پچھیں بچھڑیا تھا سو ملیا ہے (۱۷) تیرا بھائی، کیا نام دھرتا ہے، کیا کام کرتا ہے۔ غمزا بولیا کہ میرے بھائی کا ناؤں (۱۸) نظر، عجب مرد ہے باخبر بولی کہ کیا ہنر جانتا ہے، بولیا کہ لعل، مانک، ہیرے، رتن خوب پہچانتا ہے۔ بیت

خوبی اچھتی ہے خوب کے سنگات ؛ خوب ادمی کہتے ہیں خوبیچ بات۔ (۱۹)

(۸۴)

حسن نار، دل پرور، دلدار، جیو کے آدہار پاس بڑی مول کا، بہوت تول کا عجب (۱) ایک جوہر تھا۔ کہ کسی بادشاہ کے خزانے میں ویسا جوہر نہ تھا۔ کہ جو پڑتا (۲)۔ اس جوہر کا جھلک، روشن ہوتے ساتوں فلک۔ بولی کہ میرے دل میں بہوت دیساں تے یو تھا (۳)، خبر لیتی تھی جا بجا (۴) کہ کوئی مردِ خاص پیدا ہووے، جوہر شناس پیدا ہووے کہ جوہر کو جانے، جوہر کی قدر کو پچھانے (۵)۔ بیت۔

آدمی کی آدمی کوں طلب گر آوے (۶)
آدمی جیسا منگے وو ویسا پاوے۔ (۷)

بارے الحمد للہ، ایسا جوہر شناس آدمی آیا، خدا نے اسے (۸) یہاں لیایا۔ یو بات ہوی پچھین، عمر نے نظر کوں (۹) دُسری دیس حسن کے حضور لیایا۔ نظر آیا، نظر کی روشن حسن کوں بہوت بھائی، نظر کی نظر حسن پر پڑی، حسن کی نظر، نظر پر کھڑی۔ سلام علیک، علیک سلام، جیوں، دنیا کی روش تھی تیوں (۱۰) چلیا دنیا کا کام۔ بیت

چترتھا گیا بیگ مجلس کوں فام (۱۱)
یو بھا کر لینا دل چتر کا ہے کام

حسن دھن، من موہن، جگ جیون۔ جس جس (۱۲) علم کی جوں جوں (۱۳) پوچھی بات، نظر نے تیوں تیوں ایک ایک بات کوں کہا سو سو دہات۔ چھیلی نار، رنگیلی سحر کار دو بات سن ہوی بہوت شہ مات۔ حسن دھن، خوش طبع، خوش فام، جیو ہور دل کا آرام۔ بات تے دکھیا کا وکہ جاوے، موں دیکھتے دل میں خوشی آوے۔ خزانے دار کوں بلائی فرمائی کہ وو سنگ، خوش رنگ تراشتی صورت ہے (۱۴)۔ من مورت ہے (۱۵)۔ جا بیگ لے کر آ، خزانے دار (۱۶) بیگ دھایا، جو صورت حسن دھن من موہن منگتی (۱۷) تھی۔ سو لے کر آیا، دکھلایا، نظر کی جو اس صورت پر نظر پڑی، حیران ہوا (۱۸) عقل گم پڑی۔ بیت۔

(۸۵)

یوگو ہر دیکھ کر گو ہر پہچانیا

جو اس گو ہر میں جو ہر تھا سو جانیا

کہا مہیز مورت، یو آشنا(۱) کی صورت - مجھے بہوت بھائی، ولے یو صورت یہاں کیوں(۲) آئی(۳)۔ یو پاک صورت، اوتار مورت۔ مغرب ہور شام کے بادشاہ کی ہے، عالم تمام کے بادشاہ کی ہے۔ یو اس(۴) کی صورت ہے جس(۵) کی صاحبی پر سب(۶) چلے، یو اس کی صورت ہے جس کے حکم تے زمین آسمان ہلے۔ صورت بہوت عاقل، اس صورت کے صاحب کا ناؤں دل(۷)۔

بیت صفت دل کی کیا لئی حسن کے پاس

لگایا دل کی آخر حسن کوں آس۔ (۸)

نظر جاگا جاگا کے پردے کھولیا، چھپیاں چھپیاں باتاں بولیا۔ حسن یو سواد بھریاں(۹) باتاں سن، یو کہریاں تاباں سن، کچھ فکر دل پر لیائی، دل پگلائی۔ عاشق ہوئی، دل پرتے اڑ گئی دوئی۔ بیت۔

حسن پر دل بھلیا دل حسن اوپر

پڑیا اب کام مشکل حسن اوپر

دل پر عشق چھایا، ناز نیاز پر آیا(۱۰)۔ حسن کوں دل کا دگلیا دھیان، دل حسن کا ہوا پران۔ حسن کا ذکر ہوا دل، حسن پر وقت(۱۱) کام ہوا مشکل۔

"غزل گفتن حسن از فراق دل۔ غزل"

سہیلی یار بچھڑا ہے مجھے وو یار یاد آتا (۱۲)

بسر نہیں سکتی یک تل میانے وو سو بار یاد آتا (۱۳)

جہاں میں دیکھتی ہوں وہاں مجھے اس کاچ موں دِستا

وہی بستا ہے دل میں وو چ ٹھاریں ٹھار یاد آتا

(۸۶)

میرے یو دیدے نا دیدے کدھیں تک دیکھیں گے دیدار (۱)
مجے دیدار دے آٹک مجے دیدار یاد آتا (۲)
میرے انکھیاں میں پھرتا ہے تیرے مکہ کا خیال آکر
تیرے رنگ روپ پر بھولی تیرا رخسار یاد آتا۔
کھڑے قد کی بلالیوں گی نظر بھر دیکھوں کی جس دیس
تیرے نیناں تیرے سیناں تیرا گفتار یاد آتا (۳)
سٹی ہوں سد میں اپنی، کہاں کی بدھے اب مجھ میں (۴)
نہ مجہ خوشبوی خوش لگتی نہ مجہ سنگار یاد آیا
گلے لگ سووں گی تیرے خدا وو دیس کو ہوے گا (۵)
نظر جو سیج پر پڑتی تو تیرا پیار یاد آتا (۶)
تیرے دیدار کا میں دھیان دل میانے پکڑ رہی ہوں (۷)
نہ مجہ کوں پھول خوش لگتا نہ مجہ گلزار یاد آتا (۸)

کھانا نیں بھاتا، پانی نیں بھاتا۔ دل کی خاطر حسن کا جیو جاتا بیت

حسن پر اندھارا ہوا سب جہاں
حسن پہ پڑیا ٹوٹ کر آسماں (۹)

عشق کے پھاندے (۱۰) سنپڑی، باتا نیج سن (۱۱) اس حال کوں (۱۲) انپڑی۔ گمان جو اسے (۱۳)
تھا سخت، پانوں سوں پڑنے لگا آیا وقت (۱۴) عشق عاجز عشق تو انا (۱۵)، عشق دانا عشق دوانا
عشق اپنے رنگ میں آپے کھلتا (۱۶) عشق اپس پر آپی بھلتا۔ عشق کے چالے، کون سنبھالے
عشق چندر، عشق بھان۔ عشق دین، عشق ایمان۔ عشق حاکم، عشق سلطان۔ عشق تے

(۹۵)

(۱) انے ہمنا اس خاطر پیدا کیا ہے کہ اُسے سمجیں (۲) اُسے یاد کریں اس کے ہو ویں، نہ کہ غفلت سوں جیویں غفلت سوں کھاویں، غفلت سوں پیویں، جنم اپنا غفلت سوں کھوویں جکوی اسے سمجیا ہو راس کی یاد میں رہا وو انسان، جکوی یو دو کام نیں کیا وو جیوان بی کھاتا پیتا (۳) ہے، جیوان بی جیتا ہے۔ اگر لہو ولعب سو جیے پس ہزار حیف (۴) ہے کچہ نیں کیے۔ خالی ہات آنا، خالی ہات جانا وہاں خدا ہور رسولؐ کوں کیا موں دکھلانا بہ حسب (۵) ظاہری پانچہ وقت کی نماز کرنے کی جوں شرط ہے، تیوں نماز کیے (۶) پچیس بی ہزار جنس کی عبادت (۷) ہے۔ (۸) ووں عبادت کیے تو خدا کا دیدار، رسولؐ کی (۹) شفاعت (۱۰) ہے، لاکہ لاکہ عنایت ہے۔ نماز کوں کھڑے رہے) تو دل کوں پاک کر کھڑے رہنا، دل پر ہور کچہ نالیا نا۔ جو لگن نماز کرتے ہیں، (۱۱) تو لگن خدا چ یاد آنا۔ اگر یو بھید کوی پایا (۱۲)، تو لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ لِقَلْبٍ[1] بی آیا ہے۔ نماز میں جو کچہ پڑنا (۱۳) ہے سو جانوں خدا سوں باتاں کرنا ہے، یو ادب کی جاگا (۱۴) ہے، زیاستی (۱۵) کا ماں سب بیر نا (۱۶) ہے۔ نماز یوں کرنا کہ نماز کرتے وقت یو دنیا (۱۷) اس کے وہم میں نا گذرنا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ[2] ہور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ[3] جو کچہ پڑے سو اس کا معنا سمج کر پڑے تو بہوت حاصل ہوتا ہے، دل اِدھر اُدھر نیں جاتا اس کے معنیچ میں اچھتا ہے، دل خدا سوں واصل ہوتا ہے۔ اس وقت یوں جاننا کہ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ[4] خدا ایک ہے، حاضر ہے، دیکھتا ہے، میں اس کی عبادت کرنے آیا ہوں، بندا ہور (۲۲) عاجز ہوں اس کی درگاہ اپنی

---

[1] بغیر حضوری قلب کے نماز درست نہیں۔

[2] سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں۔

[3] آپ (ان لوگوں سے کہدیجے کہ) وہ یعنی اللہ ہے۔

[4] اللہ ایک ہے (اور) اس کا کوئی شریک نہیں۔

(۹۶)

عاجزی لیا یا ہوں۔ کہ وو دل کا مالک ہے (۱) دل تے خبردار ہے، بے عیب پاک پروردگار ہے۔ جتنا سکنا، اتنا دل کوں اس باتاں میں رکنا سیوائے (۲) اس کے جو مقصود کا خطرا دل پر آتا ہے بے اختیار (۳)، آخر اس خطرے کا علاج ہوتا ہے۔ اسی ٹھار۔ تو اُسی ٹھار خاطر اچھنا (۴) خوب ہے کہ سب مقصوداں برآویں، بلکہ ایس تے دسرے کچھ (۵) مقصوداں (۶) پاویں۔ اگر اس وقت تجے دنیا کوں بسرنے کیں نامل سی (۸) ٹھار، تو یاد کر گور کا عذاب ہور قیامت کا پوچ بچار۔ اِدھر اُدھر نکو جا، دوزخ ہور بہشت تو بی خاطر میں لیا۔ (۹) ماں باپ مرتے وقت دیکھا اچھے گا (۱۰) وو وقت تو بی یاد کر، کہ اس وقت یو (۱۱) دنیا کیوں دستی تھی ہور کیا گذرتا تھا تیرے اوپر۔ شاید یوں تو بی نماز کے وقت دنیا ٹک فراموش ہووے، بے ہوشی تیری جاوے صاحب ہوش ہووے۔ جنے خدا کوں تحقیق جانیا ہور رسول کو برحق مانیا نماز کرنا (۱۲) اس کا کام ہے، نیں تو بھوئیں پر سر رکھنا (۱۳) ہور آیت پڑنا (۱۴) یو یک رسم عام ہے۔ یعنی نماز کرتا ہے، نیں نماز کرتا ہے خدا کوں واز کرتا ہے۔ اگر اس دو باتاں پر کوی استقامت (۱۵) پکڑیا ہے تو نماز میں اس کا خاطر (۱۶) قرار اچھے گا، نیں تو دل تمام خطرا خطرا ہو کر سو ٹھار اچھے گا۔ جو کچھ ہے (۱۷) سو خدا ایک ہے کر جاننا، رسول کوں رسول برحق ہے کر ماننا ہے۔ نا رسول کوں سمجھے نا خدا کوں پہچانے، کیسی مسلمانی ہے کون جانے۔ ایک گھڑی (۱۸) دنیا کا دھندا چھوڑ (۱۹) خدا کی عبادت میں رہیا نیں جاتا، وو کیسے (۲۰) جو تمام عمر چھوڑے ہیں اجھوں (۲۱) بی چھوڑنا پر آتا جگوی صاحب ہے دیتا ہے دلاتا ہے۔ اس سوں دل جوڑنا، اسے ہرگز نا چھوڑنا۔ جس تے سب کچھ پانا، اس کی عبادت (۲۳) میں ہور خطرے کیوں میانے (۲۴) مہاں لیانا۔ جگوی صاحب دل ہیں انو کے دل اس گل میں نا بھاسی، انو کے (۲۵) دلاں پر ایسے خطرے ہرگز نا آسیں۔ خدا بغیر دل میرتے

(۹۷)

سب کاڑے، پچھیں خطرے کیوں آتے آڑے۔ اگر اس کے دل پر کچہ باقی اچھے گا تو ہور خطرا آوے گا، اس کی مشغولیت میں خلل بہاوے گا۔ انسان نے اتنا تو کرنا ہے حاصل کہ بارے نماز کئے لگن اسے خدا بن کچہ یاد نا آوے، اس دنیا میں آئے کوں کچہ بی اپنا کام کرنے پاوے، چپ ناچیز ہونا جاوے کھانے پینچ کا لگیا ہے، مرنا بسر کے چینچ کا لگیا ہے۔ اگر پتھر پر توں سر پھوڑے گا، تو بی کوی تجے جیوتے چھوڑے گا۔ جیوتا ہے لگن مرنے کا کام کر، کچھ کرنے کا کام کر۔ جیونے تے کچہ حاصل نیں مرنے منگتا ہے اگر تو آخر مرنا ہے مرنا کوں نکو بسر، بلکہ جیہ تیچ مر۔ خداچ کا یاد خداچ کا ذکر، جو کوئی چینچ موا اسے مرنے کی کیا فکر۔ اس دنیا میں مر رہنا، اپنا کام کر رہنا۔ اپنا کام آپ سنوں کیتا بچارے، کیا حاجت ہے جو اسے ہور کوی اتارے۔ جکوی جیونے خاطر پکارے گا، عزرائیل اسے آکر مارے گا۔ بوڑے کوں کنے پکاریا نیں، موے کوں کوی ماریا نیں۔ مُوتُوا قَبلَ اَن تَمُوتُوا حدیث بی یو آئی ہے، اس جیونے کے معنے سمجائی ہے۔ کرنے کا سو نیں کرتے، نیں کرنے کا سو کرتے۔ بسرنے کا سو یاد رکھتے، ہور یاد رکھنے کا سو بسرتے۔ یک ساعت توبی دل صاف رکھنا، دنیا کا کچاٹ دل تے دھونا۔ تقوی قرار رکھ، خاطر جمع کر، کھا برا نا ہونا۔ آئینہ صاف اچھے گا تو خدا کے نور کا جھلک اس میں پڑے گا، دل روشن ہوئے گا، بہوت بلندی پر چڑے گا۔ خدا کے حضور کھڑے رہکر ایک جیو سوں اپنا دل کھولنا، جو کچھ اپنا مدعا اچھے گا سو نماز میں خدا سو بولنا۔ نماز میں خداچ سنگات اچھنا خداچ سوں بات اچھنا۔ خدا سوں اختیاری کرنا، خدا کوں اپنی بے کسی دکھلانا، زاری کرنا۔ جو نماز کوں جائے تو۔ یوں جاننا کہ آپے خدا کے حضور جاتا ہوں، اسنے فرمایا سو اس کی فرمودگی بجا لیاتا ہوں۔ خدا کون حاضر ناظر کر جاننا، آفریندہ قادر کر جاننا۔ کہ اسنے پیدا کیا ہے، جیو دیا ہے۔ اسے سمج کر

لہ مرنے سے پہلے تم مر جاؤ

(۹۸)

جنے اس کی عبادت کیا وو بہوت بڑا۔ ایسے سمج کے (۱) گنج میں تے جنے کچہ لیا، وو بہوت بڑا اول اس دنیا کی بودگی یک ذرا خاطر میں نا لیا نا، پچھیں عبادت کرنے خدا کے حضور جانا، تو دیکھنا کہ دل (۲) کہاں جاتا ہے، ہور کیا صفا پاتا ہے، دل پر کیا کیا خدا کی تجلیات آتا ہے۔ اس پانچ وقت ظاہری (۳) نماز کے خارج جو عبادت ہے سو شغل ہور ذکر، یو بہوت دور اندیشی یو بڑی فکر۔ یو مرداں کا کام ہے، یو صاحب دراں کا کام ہے۔ یو خدا کے خاصے، عین خدا کے (۴) محرم۔ بے یاد، گز خالی نیں، انو کا آیا (۵) جانا تادم۔ آپے ہور اپنا خدا، باقی دل تے سب کے جدا۔ انو کا ہم راز، انو کا محرم اللہ، چڑتا دم (۶) لَآ اِلٰہَ اتر تادم اِلَّا اللّٰہُ۔ جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا سمج دل میں ثبوت پاتا، خاطر میں بی خوب (۷) آیا خدا نے یہاں کچہ سمجایا۔ پچھیں چڑتا دم اتر تا دم بی اللہ اللہ کہتا آتا ہے، بندا خدا سوں یار ہوتا ہے، بندا خدا کون بھاتا ہے۔ جیون شراب کی مستی جڑتی، یتوں محبت کی مستی چڑتی۔ بندے ہور خدا میں یاری بڑتی (۸) عاشقیت ہور معشوقیت آکر کھڑی رہتی ناز ہور نیاز کیاں باتاں کتے (۹)۔ محبت زور ہوتا، کام کچہ ہور ہوتا۔ جکوی اس ٹھار محبت کا بیج بوتا ہے (۱۰)، رہتے رہتے (۱۱) بھنگے ہور اس کیڑے کا قصا ہوتا ہے۔ منصورؒ یہا نچہ آکر بولیا مطلق، کہ میں سچ ہوں (۱۲) اَنَا الْحَقُّ [۱]۔ یو بندے (۱۳) ہور خدا کا وصال ہے، یو عشق کی کمالیت کا وصال (۱۴) ہے، یہاں (۱۵) یو حال ہے۔ عشق ایسا ہے کہ عشق تے ایسے کاماں بہوت ہوآتے، بعضے عاشقاں دکھلاتے، بعضے (۱۶) عاشقاں چھپاتے بعضے (۱۷) کتے چھپانے میں سواد ہے، بعضے کتے دکھلانے (۱۸) میں۔ ہر ایک کوں یک قسم کا (۱۹)

---

[۱] ۔ میں خدا ہوں۔

(۹۹)

(۱) وقت تھا زمانے میں۔ بعضے عاشقاں (۲) یا عارفاں عشق یا عرفان کے زور سوں خدا کہوائے، بہت خوب تھے، عاشق تھے، عارف تھے سہائے، یو نچہ ہے تو کہوایا جائے (۳)۔ اَنَا اللّٰہ (۴) یعنے میں خدا ہوں یو بی وصال تو ہوئے (۵)، یو بی کمال تو ہوئے (۶) ولے میں ہور خدا یو دو ہوئے اس نہایت یگانگی سوں یو بی دوئی کا مقام ہے، دوئی تو واں لازم نیں آتی۔ جاں عشق تمام ہے۔ دوئی دور کرنا، یو تو عشق کا عین کام ہے، انا اللہ کا معنا عشق کتا سو عاشق کوں فام ہے۔ جو عشق انا کہنے پر آتا، تو عاشق پورا مقصود پاتا۔ سب آپیچہ ہوتا، انا اللہ میں کا دوئی (۷) پنا دور ہو جاتا یہاں اپنا آپیچ یار ہے، وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ کی ٹھار ہے۔ یہاں اپنا عشق اپس سوں دھرتا، یہاں اپنی پرستش آپی کرتا۔ یہاں (۸) تو نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ (۲) ہے، یہاں آپیچ سب جاگا بھریا پورا ہے۔ حضرتؐ جو خدا سوں ملنے گئے تھے معراج کی رات، تو پردے میں تے (۹) یو آئی (۱۰) بات۔ کہ صبور کرو خدا نماز کرتا ہے، یعنی اپنا شغل اپس سوں دھرتا ہے۔ وو نماز کتے سو یو نماز ہے۔ اگر کوئی پہچانے گا، جکوی محرم راز ہے سو جانے گا۔ جو تحقیق ہوا آپیں آپ، نہ (۱۱) اسے ماں نہ اسے باپ۔ اَحَدٌ (۳) ہوا، لَمْ یَلِدْ (۴) ہوا، وَلَمْ یُوْلَدْ (۵) ہوا۔ حد تے گذریا، بے حد ہوا۔ جکوی اپنا عشق اپس سوں دھرتا (۱۲)، وو دوسرے کی نماز کیوں کرتا (۱۳)۔ اسے اپنی عبادت تے فرصت نیں ایک تل، یوں آپس سوں آپے گیا ہے مل۔ (۱۴)

۱ے میں اللہ ہوں۔

۲ے نور پر نور ہے۔

۳ے ایک (ہے)

۴ے اس کے اولاد نہیں

۵ے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے

(۱۰۰)

تحقیق یونچہ ہے، جوں کہا گیا ہے تیونچہ ہے۔ اما یک اَنَا اللہ واں عشقی ہے۔ دو ایک اَنَا اللہ واں عرفانی ہے۔ اگر یو دو نو حاصل ہیں تو زہے سعادت تمام شادمانی ہے اگرچہ عشق ہور عرفان ذکر ایک ہے ولے ہوے دو ٹھار، عشق مت ہے عارف ہشیار۔ اَنَا اللہ کے مقام پر ہم عشق میں ہم عرفان میں جگوی کامل ہے۔ دو ہمیشہ کھڑا ہے، ولے اَنَا پر آنا ہور بشربت بالکل اس تے جانا یو مشکل یو کام بہوت بڑا ہے۔ اگر کوی عاشق یا عارف اس ٹھار یو سمج کر کرتا ہے فرق، تو انا پر آنا یکھادی وقت بے اختیار میسر ہوتا ہے اَلْحَالُ کَالْبَرْقِ۔ تمام بشریت کس تے گئی ہور کس تے جاتی نہایت دور ہوتی، یک وقت یک تل اس حد لگن آتی۔ تو یو اَنَا پر آنا اور یو اَنَا کہوانا یو اپس تے آپ سمج کچہ ہو آتا ہے، نہ یہاں اپس کا بھاتا ہے۔ اگر یو آپے میانے آوے، ہور اپس کوں کہواوے، نَعُوْذُ بِاللّٰہِ کافر ہوے، یا مردود ہو جاوے۔ اَنا پر آنا بہوت مشکل ہے اَنا کا تمام علم کسے حاصل ہے۔ وَاللّٰہِ، بِاللّٰہِ، تَاللّٰہِ، محمدؐ نے یہانچہ کہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ میں تو کیا محمدؐ کوں یو حال نہ تھا۔ یو وصال نہ تھا، یو قال نہ تھا۔ بشربت مطلق جانہاری نیچ، یو درست نیں نیچ۔ اَنا کے مقام بغیر جتے مقام ہیں و دسب حال ہے، یو وصال ہے۔ قرب کا انداز ہے، معشوقیت کا ناز ہے، ہمت کا امداد ہے، عشق کا اتحاد ہے۔ جو لگن بشریت اس میں باقی ہے، تو لگن اَنا اللہ کہنے کی مشتاقی ہے۔ بشریت کی دھن، اَنا اللہ لگن۔ اللہ کا عشق یہاں

۱؎ حال (موجودہ زمانہ) بجلی کی مانند (تیز رفتار) ہے

۲؎ اللہ کی پناہ

۳؎ اللہ کی قسم، اللہ کے ذریعہ، اللہ کی قسم

۴؎ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے، محمد اللہ کے رسول ہیں۔

(۱۰۱)

لگ انپڑیا ہے، کہ یو اَنا اللہ کہتا ہے، پچھیں رہتے[1] رہتے یو کیہا دی وقت اَنا کے مقام پر آنا تو اَنا اللہ بی کتا رہتا[2] ہے اَنا کے مقام پر جو آنا ہے، سو لِی مَعَ اللہِ وَقت[3] کے وقت کا معنا ہے۔ یاراں ہو انصاف کرو، دل کوں صاف کرو، بہوت نکو لاف کرو۔ کہا مانو، ایس کوں پہچانو۔ یا ناجان کے[4] یا مستی سوں یا دیوانگی سوں لئی کچہ کہا جاتا ہے، وے جکوی سمجیا وو بھی[5] اپنی جاگا پر آتا ہے۔ عربی میں[6] بی یوں دے ہیں خبر، کَلَامُ الْمَجَانِیْنَ لَا تُعْتَبَرُ[7] اماجوں ابتداتے رسول خداتے ذکر شغل کا قاعدا آتا ہے، تیوں بیاں کیا جاتا ہے کہ انسان اَنا اللہ ہوا اچھو[8] یا اَنا ہوا اچھو۔ اول تو واجب ہے[9] ایس کوں یہاں بسرنا، وے بلا اختیار خدا[10]، خدا بولیا جاتا ہے، اسے کیا کرنا۔ ایس معلوم ہوتا ہے کہ اَنا بی معشوقیت کی کمالیت کا مقام ہے، جس کوں سمج میں سمج ہے جس کوں فام میں فام ہے، اسے یو فام ہے[11]۔ اگرچہ خدا سوں مل خدا ہوا ہے[12] عشق رکھیا نیں جدائی[13] اما اتنا ہوے پر بی بشریت سوں مل چلتی ہے خدائی[14]۔ اَنَا للہ و اَنا[15] کا تو لگیا ہے دھندا، وے جو بشریت کی احتیاج میانے آئی[16] تو وو خدا سو خدا یو بندا سو بندا۔ بیت۔

گشتم تمام جمع و پراگندگی بجاست (۱۷)

سر تا بپا خدا شدم و بندگی بجاست[3] (۱۸)

اما جو ابتداتے، رسول خداتے، ہوا ہے، سو روا ہے۔ بندا اگر خدا ہوا تو خدا کے کام کرنا، خدا کے کام اگر ہات نیں ہوئے[19] تو آپے بندا ہوں کو[20] کام کرنا۔ قطر دریا سوں

---

[1] اللہ کے ساتھ میرا ایک وقت (خاص) ہے

[2] پاگلوں کی بات معتبر نہیں۔

[3] میں نے اپنے وجود کو ایک جا کر لیا ہے لیکن پھر بھی ہستی کا انتشار اپنی جگہ موجود ہے سر سے پاؤں تک خدا ہونے کے باوجود میری بشریت اور بندگی قائم ہے۔ (یہ شعر دیوان وجہی کے ص۴۷ کی غزل کا مطلع ہے)

(۱۰۲)

واصل ہوا، دریا قطرے کو حاصل ہوا۔ ولے یو کیا آپے بالذات دریا ہے، دریا قطرے میں بھریلے ہے۔ عجب قطرا ہے وو(۱) جس میں دریا بھرتا، قدرت دیکھو قطرے کوں دریا کرتا، تو دریا میں دریا سماتا، قطرے میں دریا کیوں آتا۔ جنو یہاں کھڑے ہیں، انو بہت بڑے ہیں۔ انسان جو اس مقام پر آتا ہے تو لئی(۲) کچہ کہا جاتا ہے۔ یو سب عشق ہور عرفان کا زور ہے، مبادا توں جانے گا کچہ ہور ہے۔ یو بات تحقیق سب وونچہ ہے جو یاراں جانے، اما ٹک ولے(۳) ہے درمیانے۔ ایکچ(۴) سواد کے خاطر ایک کے دو ہوئے یعنی(۵) یو تھے سو وو ہوئے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ[۱] کا ذکر(۶) جنو روز زبان سوں کرتے ہیں، خاطر قرار رکہ، دل کوں ٹھار رکہ بہوت دھیان سوں کرتے ہیں۔ جو یو ذکر اسے خوب وضا سوں بھیدے، یو فکر اُسے خوب وضا سوں بھیدے۔ اس ٹھار پر آیا، صحبت حاصل ہوی یہاں کا لذت پایا۔ بعد اذاں اللہ کے اسم کے، اس قسم کے، ذکر کرتے ہیں کہ زبان کوں اس ذکر کا اثر نیں انپڑتا، زبان کہاں ہے کہ زبان کوں خبر نیں انپڑتا(۸)۔ جاں اس ذکر کوں ٹھار ہے، وہاں زبان بیکار ہے، اس جاگا پر فکر کرتا کہ یو بے زبان ذکر کرتا سو کون ہے؟ ایس میں آپے ہزار ہزار فکر کرتا سو کون(۹) ہے؟ یو ذکر اس حد لگن انپڑتا ہے کہ ذاکر مذکور ہوتا ہے، ظلمات سب نور ہوتا ہے لطافت آتی ہے۔ کثافت(۱۰) سب دور ہوتا ہے، غایب حضور ہوتا ہے، خالی سب بھر پور ہوتا ہے۔ جو بے زبان بولتا(۱۱) وو تو بے چوں بے چگوں(۱۲) ہے، بے شبہ بے نموں ہے۔ سنتا ہے ہور کان نیں، بولتا ہے ہور زبان نیں، جکچہ وو کتا(۱۳) سو ہمیں کرتے، اگر مرو کتا ہے تو مرتے۔ دوڑتے ہیں جدھر وو دوڑاتا، آتے ہیں جدھر وو لیاتا۔ ہمنا چارا نیں ہمیں بچارے، جکچہ وو فرماتا ہو کرنہارے۔ ولے کدھیں ہماری بی بات سنتا ہے، ہمارا(۱۴) بی دل ہات لیتا ہے، ہمناسوں

---

[۱] نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے۔

(۸۷)

روشن زمین، عشق تے روشن آسمان، عشق تے روشن ہر دو جہاں۔ عشق تے عاشق مغرور، عشق تے معشوق نے پکڑا ظہور۔ عشق روشن سب میں بھرپور۔ عشق اجالا، عشق نور۔ عاشق ہور، معشوق کے من کا مایا سو عشق، اس دونوں کوں دھندلایا سو عشق۔ ہلاک ہو کر غم سوں، ایکیں کوں ایک بھلاتے ہم سوں۔ کیا پُرس کیا نار، عشق میانے میاں آیا پچھیں کہاں کا قرار۔ عشق لگے بغیر دل لگتا نیں، عشق کی لذت ایسی ہے جو ہرگز دل بھگتا نیں۔ عشق میں جتنا وکہ، عاشق کوں اتنا سکہ۔ جاں دو جیو ہوتے ہیں راضی، وہاں دل کی کھلتی بازی۔ جیوں کے دریا میں پیار کا طوفان ماریا، کتے دل جیتیا کتے دل ہاریا۔ عاشق اپس کوں سنوارتا کہ تا معشوق دیکھے، معشوق کوں خوش آوے، معشوق کوں بھاوے۔ معشوق اپس کوں سنوارتی کہ تا عاشق کوں رجھاوے، عاشق کا دل بھلاوے، عاشق کوں اپنے پھاندے میں پھاوے۔ معشوق ہے ولے معشوق میں بی تمام عاشق کی صفت ہے، عاشق ناؤں ہے، ولے عاشق میں بی تمام معشوق کی گت ہے۔ عاشق معشوق دو نام، ولے دونو کا ایک کام۔ سب کوں ایک وضا سوں گھڑے، ولے ناؤں جدا پڑے۔ عشق ایچ ہے جو دونو جا کا چلوا دیا ہے، کیں ناز کی صورت پکڑیا، کیں اپس کوں نیاز کیا ہے۔ ایک عشق ہے، جو دونو کوں بے آرام کیا ہے، ایک عشق ہے جو دونو کوں بدنام کیا ہے۔ ایک عشق، جو اتنے کام کیا ہے۔ دونو بی عشق پر عاشق ہیں، یو کون فام کیا ہے۔ عاشق روتا معشوق بی روتی، عشق کی بات گھر گھر ہوتی۔ معشوق اپنی مشتاقی دل میں چھپاتی، عاشق کی بے تابی ظاہر ہوآتی۔ عاشق اتاولا بہوت گرم، معشوق کوں مایل ہوتی نرم۔ عشق سب کوں اُچاتا کسے چھوڑیا نیں ہے، عشق کا ہات کوی بی خوب رو یا نیں ہے۔ معشوق پکارتا کہ آہ عشق، آہ عشق۔ ہم عاشق ہانک مارتا کہ آہ عشق آہ عشق۔

(۸۸)

زانکہار منزہ پاک، معشوق پرلیشان عاشق ہلاک عشق عالم گیر(۱)، اپیں بادشاہ آپے وزیر(۲) اگر جوان ہے وگر پیر، یہاں کسے کیا تدبیر(۳)۔ عشق کی گت کسے ہے فام، سب سوں غرض ہور کسی سوں نیں کام سب کے دلاں پر سٹیا ہے چالا۔ عالم حیران آپے نروالا۔ عشق کیا کس تے ڈرتا ہے، خوشی(۴) بھاے سو کرتا ہے اپس کوں آپ بھاتا ہے، اپس کو ن آپ بھاتا ہے۔ فارسی میں(۵) کتا ہے۔ بیت

عشق است بسکہ در دو جہاں جلوہ می کند

گہ از لباس شاہ گہ از کسوت گدا۔ [1]

عشق کدھیں صاحب، کدھیں غلام، ایک شخص(۶) کے یو دو نام(۷)۔ عاجزی ہوئے استقنائی، یو ایک صفت ہے عشق کی جو دو صفت ہوآئی۔ اگر توں عاشق ہے(۸)، تو یہاں سمج اے(۹) بھائی۔

بارے حسن دھن، جیو کا جیون، عجایب رتن، گلر و غنچہ دہن۔ نظر کوں خلوت کر گھر میں بلائی اپنے نزدیک بسلائی(۱۰)، عشق سوں سینا جالی، انکھیاں میں تے انجھوڑ دھالی(۱۱) سبحان اللہ یو عشق ہے، اگر یکس کے دل کوں زیر و زبر کرے گا، پانی کوں خون جگر کرے گا، تو آخر دوسرے کے دل میں گھر کرے گا۔ آگ ہے جاے گا، اثر کرے گا۔ مستی بخشے گا، بے خبر کرے گا۔ بیت۔

عشق تے عاشقاں مراداں پاے

عشق آخر مراد کوں انپڑاے (۱۲)

---

[1] عشق ہی ہے جو دو جہاں میں جلوہ گر ہے۔ یہ کبھی بادشاہ کی پوشاک میں جلوہ دیکھاتا ہے کبھی فقیر کے لباس میں (جامی کا یہ شعر دیوان کامل جامی مرتبہ ہاشم رضی میں اس طرح ہے۔

عشق است دلبت کہ در دو جہاں جلوہ میکند

گاہ از لباس شاہ گہ از کسوت گدا۔)

حصہ غزلیات صفحہ ۱

(۸۹)

رموز راز ہوے گا، ناز نیاز ہوئے گا۔ بھوے بغیر بھلایا نا جائے، ڈھونڈے بغیر پایا نہ جائے بات اپکج کتا کنا، جو کچھ ہے سو ثابت پنا ثابت پنا۔ بیت۔

ادھر تے ناز توں کرتا ادھر وو کرتی ناز (۲)

دو ناز خوب نیں دونو بی ہووین گے واز (۳)

معشوق نے ناز کری تو عاشق نے نیاز جوڑنا، ناکہ عشق بی (ناز کر کر) معشوق کا دل توڑنا۔ دو نازاں بلا ہے، دو نازاں میں بڑا غلبلا ہے۔ سارا بھانڈا نکو پھوڑ، جاں دو نازاں وہاں توڑا توڑ معشوق کا نا منگنا بی ایک پیار ہے، دل ٹوٹیا تو منگنا بی کیا ڈر کا رہے۔ جو لگن نا منگنا ہے میاں، تو لگن اس میں منگنا بی ہے تحقیق جان معشوق نین منگتا تو بیگی نکو کر، دل نکو توڑ۔ جتنا وو توڑے گا، اُتنا توں جوڑ۔ عشق ورز ورگیا سو چھٹنا کیوں، توں نیں توڑتا سو تٹتا کیوں۔ معشوق کا نیں منگنا عین ناز ہے، اس کُھار عاشق کا کام نیاز ہے، اس کے نین منگتے توں ایتا کے واز ہے۔ عاشق ہے تو معشوق کا ناز سوس، توں نین سو سیا، یونیں سمجھیا تو ہزار افسوس۔ کہ آخر استغنائی عاجزی کا پہنے گی لباس، نا امیدی، امیدتے ہووے گی خاص معشوق کا ناز وہات وہات ہے، اگر کوئی عاشق سمجھے گا تو یہاں بات ہے۔

القصا حسن دھن، من موہن، جگ جیون۔ دل کھولی، وا پر جو عاشق ہوئی تھی سو نظر کنے اپنا احوال سب بولی۔ سمجائی کہی لے بھائی، جوں توں دل کی صفت کر مجے دل پر عاشق کیا ہے۔ تیونچہ اتال اُس کے ملنے کی بھی کچھ فکر کر، خدا تجے فرصت دیا ہے مجھے دل پر عاشق کرنے تجھے آتا، دل کوں مجہ پر عاشق کیا تو تیرا کیا جانا۔ بیت۔

جو دل کا یار اچھے کوئی تو کئوں میں بات لسے دل کی

کہ آسانی کچہ اندیشے کرم کر میری مشکل کی۔ (۲۲)

(۹۰)

(۱) جو کوی چیز ہے، جو کوی جان ہے، سو تجے پچھانتا ہے۔ توں یوں کیا سوووں (۲) (۳) بی کرتے جانتا ہے۔ مجے دل کوں ملانے کا ضمان سو تو نچہ ہے، میرے ہور دل کے (۴) (۵) میانے میاں اتنا کیا سو تو نچہ ہے، یو کام سب تجہ سو نچہ ہے۔ محبوب (۶) خوب نیں کیں (۷) (۸) (۹) (۱۰) اسے دنیا منے، سورج چاند دو تو مل اس تارے کوں جنے۔ نظر بولیا اے حسن دھن جگ جیون، من ہرن، مسن موہن محبوبی کی روشنائی، نازاں کی صفائی، جیواں کی پیاری، دلاں کو آرام دین ہاری۔ دیے (۱۱) (۱۲) مشتاق تیرے دیدار کے، عاشقاں امیدوار تیرے پیار کے۔ یو اور کچہ نیں ہے یو دل ہے، دل ہات لینا بہوت مشکل ہے (۱۳) دل بادشاہ، دل آپ بھاتا، دل سوں دل ملے بغیر دل ہات نیں آتا۔

کرے کوی دل کو کیوں اپنا سینے میں چھپ کے یو دل ہے
سمجھے آسان دستا ہے مجھے یو بہوت مشکل ہے۔ (۱۴)

(۱۵) (۱۶) دل تو ملے جو دل کوں کوی دل ملانے جانے، جو کوی دل سوں دل ملا دے سو دل (۱۷) (۱۸) (۱۹) کوں پہچانے، اول تے دل کسی سو جوڑنکو، دو تو ٹوڑے گا تو توں توڑنکو عشق کرتے سو (۲۰) (۲۱) (۲۲) دیوانے ہیچ ہوڑ، دل لگا توڑتے سو سخت دل بے خبر کوڑ۔ عشق ہیں معشوق کی جفاتے (۲۳) (۲۴) کچوانا نان، دل پر اپنے دریغ لیا ناناں۔ عشق کا وضاچ یوں (۲۵) ہے، یہاں اپس کوں بے دل ناکرنا، کام (۲۶) اپس پر مشکل ناکرنا۔ عشق، ایسچ چالیاں تے پایا رواج، عاشق کوں (۲۷) سوے بغیر کیا علاج۔ ہر جفا کوں فراغت ہے، ہر رنج کون راحت ہے۔ کیا واسطہ کہ یو عشق ہے، عاشق (۲۸) کا یو حال کرتا ہے، تو کیا معشوق تے گذرتا ہے معشوق (۲۹) میں عشق نیں سپڑتا، معشوق کوں عشق دیوانا نیں کرتا۔ معشوق ڈاواں ڈول نیں ہوتے۔ معشوق گھانگرا کھول نیں ہوتے۔ معشوق بی عشق کا سواد لیتے ہیں، (۳۰) (۳۱) معشوق بی عاشق خاطر جیو دیتے ہیں، معشوق بی عاشق خاطر لئی کچہ کرتے ہیں۔

(۹۱)

اتنی طاقت کاں اُس میں جو بچھڑ(۱) رہ سکے، بچھڑے کا دکھ سہ سکے معشوق کا دل بیدل ہوکر کاں جاتا، عشق آپیچ لٹ پکڑ(۲) زوراں سوں کھینچ لیاتا۔ عاشق کے عشق کوں پاکر، معشوق پاواں پر پڑ(۳)تے آکر۔ معشوق بے پروا صاحب ذات، عاشق کا جو عشق پورا دیکھتے تو وو عاجز ہوکرتے بات۔ اگر وو اپنی بے پروائی پر آوے، تو عاشق کا کھڑی(۴) میں حیو جاوے۔ توں تو عاشق، تجہ میں کیتا نیاز اچھنا، کیتا امتیاز اچھنا۔ توں تو یوں آنا پیش، جون بادشاہ انگے درویش۔ جوں صاحب انگے غلام، ہزار ہزار سلام۔ اس کا حسن تیرے دل کا اُجالا، اس کا عشق تیرے پینے کا پیالا۔ معشوق کا جفا سو سنے عاشق کوں نا رنیں، عاشق کوں معشوق بغیر آرام(۵) کی ٹھا رنیں۔ عاشق کوں معشوق بغیر سرناج نیں، عاشق معشوق کی بے رضائی کرتا نج نیں۔ عاشق ایسکوں کیا خاطر میانے(۶) لیاوے، وہی خوب(۷) جو معشوق(۸) کوں بھاوے(۹)۔ عاشق جو تابت ہوا اپنے ٹھار، تو معشوق آپیچ آتی ہے بے اختیار۔ معشوق جو کچھ کرے(۱۰) تو عاشق کے چاڑ(۱۱)، تجے معشوق کی کیا پڑی توں عاشق ہے اپنی نباڑ(۱۲)۔ بیت۔

معشوق بے نیاز اہے بادشاہ پری
معشوق سوں نکو کرد ہرگز برا بری (۱۳)

معشوق بے نیاز صاحب(۱۴) ہے وو جو کچہ کرے(۱۵) گا سو اسے سہاتا، توں عاشق خریدی بندا تجے دل توڑ لینا کیا کام آتا۔ دل توڑتا تو کیا دل توڑیا جاتا ہے، دل توڑیا ہوکر چپ موں میں تے بول آتا ہے۔ یو عشق ہے اس تے جیو کیا بھکے گا، جتنا توڑے جائے گا اتنا لگے گا۔ اگر عاشق میں ہے عشق کی نشانی، تو عاشق پر معشوق آپی ہوتی دیوانی۔ یوسن، کہ ایک عشق اس میں ایتے گُن۔ بارے اے من موہن تو جو کہتی ہے کہ میں دل پر عاشق ہوی ہوں۔ مجے دل سوں ملا، میرا دل غنچہ ہوا ہے۔

(۹۲)

(۱) پھول کر کھلا دل بہوت ہے بڑا دل پر کون رہ سکتا (۲) کھڑا دل بہت آلا، کہ کہیں ہیں۔
"قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللّٰهِ[1]" یعنی خدا کا عرش مسلمانان کا دل، جو کوئی دل کوں
انپڑیا وو خدا کا واصل۔ بعضے کہتے ہیں کہ حضرتؐ کوں بی معراج دیلیچ پر ہوا تھا، یو راج کاج
دیلیچ پر ہوا تھا۔ دیدار کوں دیلیچ میں (۳) دیکھے، (۴) پروردگار کوں ویلیچ میں دیکھے۔ جو باتاں خدا
(۵) کون بھاتیاں تھیاں، سو باتاں ویلیچ میں تے آتیاں تھیاں۔ بعضے کہتے جو روح جسم
سوں آسماں پر جاتی، اس جسم کوں روح سوں مفارقت لازم نیں آتی۔ جو جسم روح
ہو کر آسمان پر چڑے، اس جسم کون شکست ترکیب نیں، وو کیوں خاک میں پڑے،
حضرتؐ جو دل پر آنے سکے، جو خطرا دل میں تے آتا تھا اس خطرے کا ناؤں جبرئیلؑ
(۶) رکھے۔ بعضے کہتے کہ یوں نیں کہ بزرگاں کہے تھے کہ حضرت روح سوں آسمان پر گئے تھے
انونے تحقیق یوں کیے ہیں، ہمنا خبر یوں دیے ہیں (۷)۔ شرع کے لوکاں کہتے کہ (۸) نا یوں نیں،
حضرتؐ اسی جسم سوں آسمان پر گئے تھے، اسی قسم سوں آسمان پر گئے تھے۔ جو جبرئیلؑ خدا
(۹) کے پاس تے خبر لیا تا تھا، تو آدمی کی صورت ہو کر آتا تھا۔ جہاں اسرار، جاں راز کی
(۱۰) بات اس تے (۱۱) پیشتر حضرتؐ جانے ہور پروردگار۔ یو بات عقل کی حد تے آنگے ہے،،
(۱۲) نقل کی حد تے آنگے ہے۔ جتنا ہے اس ہر دو جہاں کی منزل میں، اتنا ہے سب دل میں
(۱۳) (۱۴) (۱۵) وہی ہوا عاشق، ہور وہی بھلیا، جس پر پردا کھلیا دل میں جانے ہور دل کوں پانے
(۱۶) کی باٹ جدا ہے، دل میں خدا ہے۔ یہی (۱۷) دیدے یہاں دیکھتے سو دید (۱۸) دے دل میں جاویں
تو دل کا دیدار پاویں۔ دیدا ہور دل دونوں ایک ہو ویں مل (۱۹)، دل دیدا (۲۰)، دیدا دل
یوں بی مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ[2] کا مقام ہے، اپس کوں دیکھنا اپس کوں

---

[1] بندۂ مومن کا دل اللہ کا عرش ہے۔
[2] جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے خدا کو پہچانا۔

(۹۳)

(۱) سمجھنا عارف ہور عاشق کا کام ہے۔ یو اپنا پیکھنا ہے، (۲) یہاں ایس کوں (۳) آپے دیکھنا ہے۔ (۴) یو حضور کا جلوہ ہے، (۵) یوں اپنے (۶) حسن کے غرور کا جلوہ ہے۔ جکوی یہاں آتا ہے، وو کچہ خدا کوں پاتا ہے۔ یکیس کوں کنے پوچھیا کہ توں خدا کوں کیوں جانتا، کہا دیکھیا ہے نین پہچانیا۔ دیدا ہوئے تو دل میں جانا۔ جیو ہوئے (۷) تو پیو (۸) کو پانا، جیو کے جیوں کوں (۹) پانا۔ دل کوں دیکھنا عجب تماشا ہے، سر تے پاؤں لگے عجب (۱۰) تماشا ہے۔ (۱۱) باپ کے صلیب میں تے جو قطرا ماں کے رحم میں آیا تھا، (۱۲) ہور جیو اس سمایا تھا۔ (۱۳) ہنوز (۱۴) آپے اسی پیچ ہے، ولے یہاں سمجھنے میں پیچ ہے۔ (۱۵) وہی قطرا ہے جو دجود پکڑ کر بھار نکلیا، وہی قطرا یو عمارت ایس پر سنوار نکلیا۔ وہی قطرا ہے جو پچھتار چھاتا، وہی قطرا ہے جو بھلتا بھلاتا۔ (۱۶) وو قطرا جیو کا وجود، جس جیو میں معبود۔ (۱۷) وو قطرا (۱۸) اچھوں انکھیاں میں ہے تازا، یہاں دم مارنے کیسے ہے۔ (۱۹) اندازا۔ عارفاں (۲۰) کی شناس وونچ ہے، اچھوں (۲۱) قطرے کی باس وونچہ ہے۔ ایک قطرا وے ہزار دریا اس میں، خدا نے قدرت عجائب (۲۱) کریا کچہ اس میں۔ اس قطرے کا کون پایا مایا، آسمان زمین اس قطرے میں سمایا۔ خوبی دیکھ، انکھیاں ہور دل کا ستر ایک، جو کچہ کرتیاں (۲۲) انکھیاں ہور دل۔ اسے سمجھنے عاشق ہونا یا بہوت عاقل، یو بات بہوت باریک، بہوت مشکل۔ اس بات کے معنی، نَعُوذُ بِاللّٰہ نادان کچہ کا کچہ جانے۔ داناکوں فکر سر چڑے، نادان ہنس پڑے۔ (۲۳) اتنے پر بی کیا چپ رہیں گے، کیا جانے کیا کیا کہیں گے۔ یو رمز نکات بولتا ہوں، خدا کے راز کی بات بولتا ہوں۔ یو عاشق ہور عارف کے سنگات بولتا ہوں۔ کہ عارف (۲۴) عاشق عاشق عارف ہے بالذات۔ (۲۵) وو پاوے گا، یو بات۔ اس قطرے میں جیو ہور جیو (۲۶) تو مرتا نیں۔ وو قطرا تا قیامت جیسے کا ویسا چ ہے، اس قطرے کوں کوی تحقیق کرتا نیں۔

(۹۴)

کتا کہوں اس بات کے مانے، اس تے آنگے خدا جانے۔ غرض یو جیو ہور سب دل میں ہے
(۱)
ہزار ہزار عالم ہر ایک کی منزل میں ہے۔ اے چیتر سبحان، انسان کوں نتھا نکو جان،
(۳) (۲)
اگر خدا کوں پہنچانے منگتا ہے تو انسان کوں پہچان۔ جند کا جسم سو بند ہے، بند میں جند (۴)
ہے۔ جنے اپنے باپ کے بذر کوں دیکھیا، انے اپنے جذر کوں دیکھیا۔ اپس میں جائیگا
تو اپس کوں دیکھے گا، اپنی ماہیت معلوم ہوئے گی، اپنے نفس کوں دیکھے گا۔ یو تن
(۵) (۶) (۷)
جانہارا ہے اسے اتا لیچ تے کر جدا، جیو سوں توں جاناں سو خدا۔ ایتی یو خدائی ہے۔
(۸)
انسان کون خدا نے ایسا بڑا کیا ہے کہ یو خدائی سب اس میں سمائی ہے اِدھر اُدھر دیکھ
(۹)
کر کیا ہوتا عجب، اپس میں دیکھ کہ تجہ میچ ہے سب۔ یوں دیکھے تو سب ٹھار خدا ہے،
(۱۰)
ہر ایک ٹھار یک لزت جدا ہے۔ اگر کوی سمجن ہار ہے، تو جاں خدا نیں وو کون ٹھار
(۱۱)
ہے۔ اگر خدا، آفتاب ہوآیا تو ہمناں کیا حظ، اگر چاند ہو کر دکھلایا تو ہمناں کیا حظ۔
(۱۲)
آدم کی صورت میں اگر کوی خدا کوں پاوے تو سواد ہے، آدم میں جو کچہ ہے سو دیکھا
(۱۳) (۱۴) (۱۵)
جاوے تو سواد ہے۔ یہاں خوب اندیش دیکھ اگر تجے ہے نظر تجے ہے نگاہ، کہ خدا بی
بولیا ہے کہ "فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ"[۱] یک راز کی بات کتا ہوں سن کہ وو بات
(۱۶)
جداچ ہے، اس آیت کا معنا یوں ہے کہ جدھر توں دیکھتا ہے اُدھر خدا چ ہے۔ اگر
تجہ میں کچہ شناس ہے اگر تجہ میں ہے کچہ دید، تو مصحف میں یوں بی آیا ہے کہ "نَحْنُ
اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ"[۲] "ذراشہ رگ تے نزدیک تر ہے، ولے کیا فائدا
کہ آدمی بے خبر ہے۔ آدمی جس کام سوں جیو لاتا ہے، خدا نا اُمید نیں کرتا ہے۔ کچہ
(۱۷)
بی پاتا ہے۔ بے خبری دور کر خبردار اچہ، دنیا دو دیس کی ہے ہشیار اچہ۔

---

[۱] جہاں کہیں (قبلے کی طرف) منہ کرو اُدھر ہی کو اللہ کا سامنا ہے۔
[۲] ہم تو اس کی رگِ گردن سے بھی بڑھ کر قریب ہیں۔

(۱۰۳)

بی مل چلتا ہے، ہمنا بی دلاسا دیتا ہے۔ غم کے وقت یاری کرتا، خوشی کے وقت دلداری کرتا۔ آپڑے کوں کام آتا۔ مرتے کی جاگاتے بچالیا تا۔ خوش دل کرتا ہے، مراد صاحل کرتا ہے۔ وو بے چوں بے چکوں بے زبان بات کرتا ہے سو اسے بی ایک بے صورتی سوں نور کی صورت ہے، بہت پاک(۱)، بہوت لطیف مورت ہے(۲)۔ اتنی نازک ہے جو دکھلائی نیں جاتی، جیتا کہے بی کہنے میں نیں آتی(۳)۔ اگر کوئی کہے تو بی یکایک کوی پتیاسی نا(۴)، یو دریا کسی قطرے میں آسی نا(۵)۔ بیچ میں جاکر جھاڑ کون دیکھا ہے(۶)، کنکر میں گھونس کر پہاڑ کون دیکھا ہے(۷)۔ تارے میں آسمان(۸) کیوں سمانا، ذرے میں آفتاب کیوں دیکھا جانا۔ محال یو حال(۹) خدا کرے توچہ ہوئے، اس(۱۰) حال وصال خدا کرے توچہ ہوئے، یو بات جو آتی سو خدا تے آتی(۱۱)، جاں تے آتی(۱۲) وو خدا یو خوب پہچان جان تے بات آتی، وہاں جاتی۔ با پنچ(۱۳) میں جو بات دھونڈیا سو ہوا سرگرداں ہور عام خاص سب ہور عالم سب یہاں حیران(۱۴)۔ ہور جس پردے تے بات بچار پر آتی(۱۵) سو قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ[۱] جسے امر خدا کا کہتے یو(۱۶) روح کا مکان، توچہ روح تے بات ہمنا پر آتی تو ہمیں بولتے کہ ہمیں انسان(۱۷)۔ بعضے وقت یوں ہوتا ہے کہ عالم غیب کا مدد ہوا روح ہور انسان اپس میں آپے بات کہتے ہیں مل(۱۸)، ولے یو بھید کون سمجھنا بہوت مشکل۔ کسے ہے دل(۱۹)، کون ہے ایسا کامل(۲۰)، واصل(۲۱)۔ اس غیب(۲۲) کی ہویت میں تے بات ہزار ہزار جنس کی آتی(۲۳)، انسان کوں خدا عقل دیا ہے تو ہر یک بات ہر یک جاگا سمج کر کہی جاتی(۲۴)۔ وہاں تے جو کچہ آپا ہور انے بھار بھایا تو مجذوب ہوا دیوانہ کہوایا بے سد بیہوش ہوا(۲۵)۔ کیا کیا کہا(۲۶)، کیا میں کہا سو فراموش(۲۷) ہوا۔ بے بند ہوا بند چھٹیا(۲۸)، آدمیاں میں تے اٹھیا(۲۹)۔ یولا وبالی درگاہ(۳۰)، یہاں کیا فقیر کیا بادشاہ۔ گناہ ہور ثواب(۳۱)

---

[۱] زیادہ کہئے کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے ہے۔

(۱۰۴)

سب بھار ہے، دل میں خدا چ کی ٹھار ہے۔ ولے عارف کوں ضرور ہے کہ یو تحقیق کر جاننا
نفسانی خطرا ہور رحمانی خطرا کون[1] سو پچھانے۔ نفسانی شیطانی خطرے کون سر بہا بہ
کاڑنے[2] نا دینا، اس خطرے کوں بہوت قید سوں رکھنا، جاگا نازک ہے؛ پر دا پہاڑ
نا دینا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ[3] اگر یو نفسانی خطرا بھار نکلے، تہ ری پر پاوں دے گلا چکلے
گنہ گار یو خطرے کرتے ہیں، شرمسار یو خطرے کرتے ہیں۔ اگر مرد ہے تو صاحب حال،
تو اس نفسانی خطریاں کو سنبھال۔ تیرے رہزن سو یو چ ہیں، تیرے دشمن سو یو چ
ہیں۔ دشمن کوں پتیا نا خوب نیں ہے، انو ہیں مل جانا خوب نیں ہے یو چ بچار کے
وقت بلا تجہ[4] پر بھائیں گے، آپلے میانے تھے نر والے ہو جائیں گے۔ اس وقت کیا توں
اُنو کوں پکڑنے پاے گا، کدھر دہو نڈے گا، کہاں تے لیانے جاے گا۔ کام بہوت[5]
کٹھن، اگر توں عاقل ہے تو دیکھ[6] جل جھاڑ، پہاڑ، خاک بارا، آتش، آب، چاند، تارا
ابھال، آسمان، آفتاب یو چھپے ہیں[7] حجاب[8] اگر کسی پر کھلے ہیں ہور کسی تے دیکھا جاتا ہے[9]
تو دانش کے انکھیاں سوں[10] خدا سب میں[11] ہے بے چوں بے چگونی کے وفا سوں دس آتا[12] ہے[13]
ہے۔ دیکھین ہارا ہوے تو دس[14] آوے ڈھونڈن ہارا ہوے تو پاوے۔ پیر و مرشد
تو بولنے[15] کا بولتا ہے، ولے اس کا مطلب اس پر کھلتا ہے۔ جس طالب کا طلب کمال
ہے[16]، وو خالی نیں البتہ اس پر (کچہ حال ہے) اگر پتھر سو برس پانی میں اچھے[17] گا پھوڑے[18]
تو پتھر سو کھا، کوڑ آدمی او پر چکنا دستا۔ درونے میں سب رو کھا۔ جنے ریچھا وو
پتھر بھیجا جس طالب کوں طلب کا زور ہے۔ اسے پیر و مرشد کی صحبت اثر کرتی ہے،
جس طالب کوں طلب کا زور نیں، پیر و مرشد کیتا بی کہو کیا فائدہ کچہ یاد[19] نیں اچھتا
سب بسر تا ہے[20]۔ جوں حافظ کتا ہے کہ[21]

گوہر پاک بباید کہ شود قابل فیض ❊ ورنہ ہر سنگ و رولولوے مرجان نشود۔[۲]

---

[1] اللہ کی پناہ [۲] اس شعر کے متعلق ضروری وضاحت اگلے صفحے پر دیکھئے۔

(۱۰۵)

جو طالب حبس ٹھارہے، سب اس کے طلب کا یارہے۔ طلب باندیا دردازا
(۱) (۲) (۳)
کھولتا، طلب بولاتا، طلب بولتا۔ طلب مطلب کوں انپڑاتا، وہی طلب حبس پر
طلب تمام آتا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر یوں ہے، اللہ کے ہے کے جو لا کتے ہیں۔ تو زمین
(۴) (۵)
ہور آسمان کوں فنا کر جانتا، اپنا وجود جملہ جہاں کوں فنا کر جانتا۔ جو طالب اس شغل
(۶) (۷)
کے دنبال ہوا، یو قصور اس کا کمال ہوا۔ پچھیں اے دستا سو اوپر کا چھلٹا سب۔ دور ہوا
(۸) (۹) (۱۰)
بھیتر یو بے زبان بولتا سو رہا، جو یو بی اس لا کے سنگات فنا ہوا بعد ازاں اس بولتے
(۱۱) (۱۲)
کوں جو بولاتا وو رہا۔ اِلَّا اللّٰہ کتے سو وو چہے، طالب کوں اس ٹھار اتنی مشقت
(۱۳)
توچہ ہے۔ عشق عشق کر عاشقاں کو نچے کو نچے پکارتے، منصورؒ انا الحق کہا اگر انا
(۱۴) (۱۵) (۱۶)
العشق کتا تو ہرگز اسے نا مارتے خدا شاہد تھا، معنا واحد تھا بندا جو اپس کوں تمام دور
(۱۷) (۱۸) (۱۹)
کیا، تمام نور کیا پچھیں بندے میں خدا رہتا ہے، نیں جانتا سو کچہ کتا ہے۔ خدا اپس
(۲۰)
کوں خدا ہوں کر بولیا خدا ہوں کر بولنے بندے کوں ہے کاں سکت، بولتا سو ہور
کوی ہے کون سمجتا یو گت۔ کسے قدرت ہے جو یہاں لگن آوے، خدا ہور بندے کا بھید
پاوے۔ یو اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ[1] کا ٹھاوں ہے، یہاں جدائی کی جا گا
(۲۱) (۲۲)
نیں خدا ہور بندے کا ناوں ہے۔ ایک جھاڑ ایک ڈالی سمج آکر دوئی ڈالی جھاڑ
(۲۳) (۲۴)
ڈالی کوں جدا کر نکو جانو، ڈالی تے جھاڑ سہاتا ہے پچھانو۔ پھول پھل سب ڈالی

سلسلہ صفحہ گزشتہ

اصلی گوہر پاک ہونا چاہیئے تب کہیں جاکر فیض پانے کے قابل ہوتا ہے۔ ورنہ ہر پتھر بیش بہا موتی و مرجان نہیں ہوتا (دیوان حافظ میں یہ شعر اس طرح ؎

گوہر پاک باید کہ شود قابل فیض
ورنہ ہر سنگ و گلے لؤلؤ و مرجاں نشود۔ سفینہ حافظ ص ۲۸۵)

[1] انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں۔

(۱۰۶)

کوں آئے بار، پھول ہور پھل ہور ڈالی جھاڑ کا سنگھار عارفاں جیتے(۱) نشانیاں دیتے، ناداں چپ اپس کوں جدا کر لیتے۔ دل میں اپنے دوئی آنے(۲)، ڈالی نے اپس(۳) کوں جھاڑ تے جدا کرنے۔ ایک جھاڑ اسے کیتاں(۴) ڈالیاں سن، ہر ایک ڈالی میں جنس جنس کے گن اس ڈالی(۵) میں بی رنگ رنگ کے پھلے(۶) پھول کتا میں ڈالی میں تے آیا ڈالی کتی میں جھاڑ میں تے آئی، سب جھاڑ ہے نکو بھول۔ بندے کوں اگر خدا کوں انپڑے(۷) کا طلب ہے، تو اسے بی پیر و مرشد(۸) یک سبب ہے جنے جاں انپڑیا ہے، اپنے طلب سوں انپڑیا(۹) ہے۔ انسان کے جو(۱۰) دل میں خطرا آکر دوئی(۱۱) پاڑتا ہے وو خطرا اگر دور کرے، تو تمام اپس کوں نور کرے۔ ذات کو انپڑے بات کو انپڑے، کل کائنات کون انپڑے۔ بندگی تھے جدا ہوئے، آپیچ خدا ہوئے۔ اول وو دیچ تھا دود کا دھیں ہوا دھن کا چھاپ ہوا تمام، چھاپ میں متفت(۱۲) کرتے کرتے کچہ نکلیا اسے مسکار کھے نام جو مسکا آگ کی آنچہ کھایا، ہور (صورت پایا) کھیو(۱۳) ہوایا(۱۴)۔ دود اپس کوں گنوایا(۱۵) بندا یونچہ اپس کوں گنواوے، تو خدا کہواے۔ اگر خدا میں فنا ہونے منگتا ہے تو توں اتنا جان، آپے نا اچھنا میانے میاں۔ آخر دو دیچ جموے تو دھیں ہوتا ہے، دو دیچ چھاچ(۱۶) مسکا کھیو(۱۷) ہو کر کیں(۱۸) ہوتا ہے۔ پچھیں اس کھیو میں ایک سباس ہے کہ اسے وو چہ(۱۹) کتے ہیں، بندے میں خدا میں یو چہ کتے ہیں۔ اپس کوں پاک کر خدا سوں انپڑنے میں ہنر ہے، نہ لوکاں سو لڑنے ہو(۲۰) جھگڑنے میں ہنر ہے۔ اگر مرد ہے تو آپس سوں لڑ(۲۱)، اپس سوں جھگڑ، دسریاں کے دنبال نکو پڑ۔ اپس سوں جھگڑے گا تو ہات میں آوے گا دل، کسی سوں جھگڑے گا تو کیا حاصل(۲۲)۔ ہر یکس کوں یک جا گار کھے ہیں۔ تجہ جھگڑنے سوں(۲۳) کیا غرض، یو خدا کے کاماں ہیں کرنے(۲۴) سوں کیا غرض۔ اسے کوئی(۲۵) واں رکھیا ہے تو(۲۶) وو واں رہیا، تجے(۲۷) اس سوں لڑ و کر کون کہا۔ خدائی کا دعوا کرتا، نیں ڈرتا آدمی نے خدا کے کاماں سمج کر چپ رہنا،

(۱-۷)

کسے کچھ نہ کہنا۔ سبیچ اپنے خدا کے اُدھر ڈھلے ہیں، برے کوی نیں سب بھلے ہیں۔ سب میں عشق ہے۔ سب میں عشق کی مستی اُلمتی ہے، خدا کی خدائی یوں چلتی ہے۔ جو آیا سو کچھ کچھ بولیا چ، آکر پردا کھولیا چ۔ بشریت کے منزلاں جتیاں یو چل کر آیا۔ خدایت کی منزل تلک، دل تلک۔ اتنی منزلاں پر یکھا دی وقت اسے بی گذر ہوتا ہے۔ خدایت (آمی تو) کیا ہوا بشریت بی اس میں اچھتی ہے، جاتی نیں بشریت بی ایک قسم کی خدایت ہے دل کی طلب کدھیں اس پر بی ہوتی ہے۔ یو راج ہے اس کا تمام کاج اس سوں آج نیں اچھتا، چنداں بشریت کا محتاج نیں اچھتا۔ یو ہور ہے، اس کا خاصا منزل ہے کیں اگر یو ہے تو ہے۔ نیں تو نیں، بادشاہاں رات دیس تخت پر نیں بیٹھتے اچھتے ہیں، اپنے محلاں میں بی سیر کرتے ہیں۔ سب انوچ کا ہے، اگر دل منگیا تو ادھر بی رغبت دھرتے ہیں۔ واصل پر، کامل پر اس بات تے کچھ قصور نیں آتا، بعضے لوک اندھے ہیں یو تماشا انوتے دیکھا نیں جاتا۔ یو ناداں آپیسچ رہیں گے پکار پکار، اندلیاں ہور احمقاں کی باتاں کوں کیا اعتبار۔ اپنے خاطر کوں پکارتے، جھک مارتے۔ یو بادشاہاں کی بات کا داب ہے، مغلوکاں کوں سُننے کا کاں تاب ہے۔ یکادی وقت چار حرام خوراں حرام خوری پر آتے ہیں، تو بادشاہاں بی آزار پاتے ہیں۔ ولے بہی بادشاہ سو بادشاہ سرزور، مغلوک سو مغلوک حرام خور۔ جو عاشق کون عشق جوش میں آکر، خروش میں آکر، جا لتا ہے، اچھا لتا ہے۔ اگر عشق جوں کمال کوں اپیڑیا تیوں عرفان بی کمال کوں اپیڑے، تو ہزار مشقت سوں جیوں تیوں سنبھالتا ہے۔ عاشق بدمست ہو کر بھرے شیشے کوں نیں چھوڑتا، جیتا مست اچھو جیتا بے خبر اچھو ہشیاری کوں نیٹ نیں چھوڑتا۔ ہم ہشیار اچھتا ہم مست، یو حال ہر کسے نیں دیتا دست۔ مستی اپنی بیس میں سما کر رہنا، نیں کہنے کی بات جاں تا کہنا، واں نیں کہنا

(۱۰۸)

عشق چھپتا نیں یو خلاصا ہے اس کی ہستی کا، ولے فرق اس میں خوش مستی ہور بدمستی کا۔
جو بدمستی آتی تو جیو پر لیاتی جو عشق ہور عرفان میں یاری ہوتی، تو مستی اس کی عین
ہوشیاری ہوتی۔ جاں عشق ہور عرفان ہوتے ایک وجود، واں عالم آکر کرتا سجود۔
یو عشق ہور عرفان کا وصال ہے، اما محال در محال ہے، بڑے نصیب اس کے جس پر یو
حال ہے۔ اتنے پر بی عشق بادشاہ ہے اگر جوش میں آیا تو آیا چ نیں سمایا تو نیں سمایا چ۔ جو یو
اپنے وادی پر آتا ہے، تو سب عالم اس میں سماتا ہے غرض ایسے مست کون عرفان کمال
درکار ہے، نیں تو ایسے مست کوں کچہ کا کچہ کرنا کیا بار ہے۔ عشق میں اتنا چ ہے
منا محرمت کی بات نا محرماں کنے ناکنا۔ نیں تو عشق ہے عشق کا سخن کہا جاتا ہے،
نیں کہے تو کیا رہیا جاتا ہے۔ اگر یو بات جسے کہتا ہے اسے فام ہے، تو اس بات کنے
میں بہوت آرام ہے۔ یکس کے درد دل کوں ایک انپڑتا ہے، یکس کے بات کا اثر
یکس کوں چڑتا ہے دونوں مست، دونوں ڈلتے، رازاں کے پردے کھلتے۔ یکس تے
یک فیض پاتا، خدا خوش رسول کوں بھاتا۔ زاہد کوں تکو پلایو شراب، نیں تو توں
ہوئے گا خراب۔ خلوت میں جگوی آتے ہیں، ایسی باتاں سو نچہ مارے جاتے ہیں
خلوت میں کا پیالا بہار کے لوکاں کوں بلانے جاتے، پچھیں جیسا آپے کرتے، ویسا
پاتے۔ اس مستی میں آکر آپے سد نا دھرے تو کوی کیا کرے۔ ہر یک بات سمج کر کنا ہے،
اپس میں آپے گرج کر کنا ہے۔ منصور محبت میں مست ہور، اَنَا الحَقّ اس کی مستی
کا اُبال تھا، جو یو نادان سمجھتے ہیں منصور کوں کچہ وو خیال تھا۔ انے حق بولیا، لوکاں
اسے ناحق مارے جھک مارے۔ دنیا میں احمق بہوت ہیں نا سمج کر ایسے کام کر نہالے
یو محبت کے پیالے کے چاٹے تھے، یو محبت کی بے خودی کے الالے تھے۔ بندا اگر اپس
کوں خدا کہے تو کیا چتیاتے کی بات ہے۔ یا جھوٹ ہے یا دیوانا ہے یا مستی کی وھات

(۱۰۹)

(۱) ہے۔ دیوانے کون جھوٹے کوں سمجایا جاتا ہے، نہ کی دیوانے پر جھوٹے پر مست پر (۲) خون لازم آتا ہے۔ بہوتاں نے (۳) اس محبت کے باتاں میں اپنا سر لیائے، اپنی جرأت دکھلائے۔ ولے قبول پڑیا سو منصورؒ کا سر، کہ اس سر میں تھا کچھ تو سر۔ یو وو درگاہ (۴) (۵) ہیں کہ یہاں ہر کسی کا سر قبول پڑے، سر اپٹا بلند ہوے اس بلندی چڑے۔ بیت (۶) (۷)

تا کہ از جانب معشوق نباشد کششے

کوشش عاشق بیچارہ بجائے نرسد۔ [1] (۸)

(۹) کہتے ہیں کہ کیتک (۱۰) طالباں اپنے مرشد کوں پوچھے، اپنے سد کوں پوچھے کہ ظاہر کی (۱۱) صورت تمہاری دیکھتے ہیں، اپنے باطن کی صورت دکھلاو۔ وو مرشد کامل تھا، واصل (۱۲) (۱۳) تھا، صاحب دل تھا۔ بولیا کہ تمیں جاں عاشق ہوتے ہیں، وہاں دو نویں جو عشق ہور محبت ہے، ناز نیاز ہور لذت ہے، راحت ہور مشقت ہے، وو میں ہوں۔ مجے دیکھو (۱۴) (۱۵) مجے سجو، مجے پاؤ۔ ولے ہر یک نادان تے، ہر ایک ناقص تے، یو بات تک چھپاؤ۔ یو (۱۶) اَنَا الْعِشْقُ کا مقام، عاشق جانتا ہے، عابد کوں یو کاں (۱۷) نام ہے۔ توں جانتا اس کا (۱۸) (۱۹) وو جانتا کہ تیرے پر عاشق ہیں تمہیں (۲۰) دونوں جی میرے پر عاشق ہیں۔ میں ترساتا، میں تپاتا۔ میں آگ لاتا، میں جلاتا۔ اس جلنے میں کیا ہے سو دیکھ، اس تلملنے میں کیا ہے سو دیکھ۔ دو (۲۱) جلنے میں ہے ہور جلتا نیں، وو تلملنے میں ہے ہور تلملتا نیں (۲۲)۔ اے عاشق، اے راہ رو، اے نیک توں کیں (۲۳) دیکھتا ہے تو اس دیکھنے میں کیا ہے سو دیکھ۔ (۲۴)

---

[1] جب تک معشوق کی جانب سے کسی کشش کا اظہار نہیں ہوتا۔ بچارے عاشق کی کوشش رائیگاں ہی جاتی ہے (امثال وحکم جلد اول میں یہ شعر اس طرح درج ہے۔

تا کہ از جانب معشوقہ نباشد کشتی

کوشش عاشق بچارہ بجائے نرسد۔ (صفحہ ۵۳۷)

(۱۱۰)

اس دیکھنے میں بی ایک شخص دیکھتا ہے۔ (۱) وو کسے خبر یچہ نیں (۲)، سب یہا نچہ بے خبر ہو جاتے وہاں کا کسی (۳) میں اتر یچ نیں۔ وو وو چہ ہے، (۴) جو کچہ ہے سو یو چہ ہے بعضے سب کوں ذا یتیچ کر جانتے، سب کوں ذا یتیچ کر پہچانتے۔ ولے یہاں بات ہے، یہاں (۵) بر دیہاں تہ مات ہے۔ جوں ہمارا وجود (۶) ہے ہمارے سنگھات، تیوں ہے ذات (۷) ہور صفات۔ انکھی کوں دیکہ کتے (۸) تو دیکھتی، ہات کوں، کنہ (۹) لیا کتے (۱۰) تو لیا تا۔ پاؤں کوں کتے (۱۱) بیٹہ (۱۲) تو بیٹھتا، اٹہہ کتے تو اٹھتا۔ جدھر جا کتے، اُدھر جا تا۔ ہات ہور پاؤں ہمارے ہیں، ہمناسوں ہیں۔ ولے وو ہمیں (۱۳) نیں، یو سب ہمارے فرمانبردار ہیں۔ ہمارے حکم باج جا سکتے (۱۴) نیں کیں۔ اس وضاسوں یو صفات تابع ذات ہے، جوں ہمیں ہور ہمارا (۱۵) ہات ہے۔ یوں کتے ہیں کہ اَلْاِنْسَانُ بُنْیَانُ الرَّبِّ (۱۶) لہ جدھر ذات لے جاتی اُدھر صفات (۱۷) آتی۔ بندا سو صفات (۱۸)، خدا سو ذات (۱۹) عشق کوں خدا نزدیک عقل کوں خدا بہوت دور۔ عقل غائب (۲۰) ہے کر جانتی ہے۔ عشق جانتا ہے کہ حاضر حضور ہے۔ جو عشق (۲۱) کا غنچہ پھول ہو کر کھلے گا، تو اس پھول میں باس (۲۲) ہے سو خدا البتہ ملے گا۔ بات کا عالم بہوت بڑا عالم ہے، کو ر باطن کون اس عالم میں گذر کم (۲۳) ہے۔ یو اپنے دل کا ریش دیکھنے کی جا گا ہے، یو خوب اندیش دیکھنے کی جا گا ہے۔ اگر کوئی چپ دیکھے گا آسمان، کیا سمجے گا بچارا جو بات نا آسی میانے میاں۔ بات خدا کی (۲۴) ذات میں ہے ظاہر باطن سب بات میں ہے۔ جکوی بات (۲۵) میں آیا، انے خدا کوں پایا۔ یو زبان سوں بولتے ہیں سو بی با یتیچ ہے، ہور دل پر جو خطرا آتا ہے وو (۲۶) با یتیچ ہے، یو بات ہور جا گا (۲۷) ا یتیچ ہے۔ یو بات (۲۸) نین آتی (۲۹) پہچیں چھپی سب خدا کی خدائی۔ حیوان کا بی یو چہ حال ہے، ولے وہاں خطرے کا چال (۳۰) ہے۔ ہور جتنی (۳۱) پہر کی (۳۲) ہے ذات، وہاں

لہ اِنسان اللہ کی بنائی ہوئی مخلوق ہے۔

(۱۱۱)

(۱) نہ خطرا ہے نہ بات پتھر ہے جاں لگن وو تمام سن۔ زمین بہوت بڑی ہے، اس میں (۲) نبی ہور ولی سمائے ہیں، جائیں گے بی خایچ میں ہور خایچ (۳) تے آئے ہیں۔ اس میں تیچ نکلے، ہور امیچ کا نکلایا کھاتے۔ آخر جائیں (۵) گے وہانچہ نہیں (۶) کیں آتے، نہ کیں جاتے اما خدا کی شان ہور شوکت، عدل ہور (۷) انصاف کی جا گا سو آسمان۔ اگر اپس کوں (۸) کچہ مشکل پڑے تو دل سوں آسمان پر جانا، اگر خدا سوں عشق (۹) بازی ہے، ہم رازی (۱۰) ہے۔ خدا یاچ ہور طلب نہیں ہے، خدا سوں مخطوط ہونے منگتا ہے، تو خلوت دل ہے۔ دل میں آتا سب چھوڑے باج دل میں رہیا نہیں جاتا، یو اسرار پر کسی کتے (۱۱) کہیا نہیں جاتا۔ اس بات میں جیباں کے پاواں کوں پڑے گھڈ، (۱۲) ذلیچ میں اچھنے خاطر یو عالم سب سہے۔ (۱۳) کہتے ہیں کہ بات (۱۴) میں بات آتی ہے، یو بات (۱۵) کہی جاتی ہے۔ وہی حسن (۱۶) ہور دل کی گفتار، جو بات کتے کتے چھوڑے تھے اس ٹھار کہ القصا نظر (۱۷) بولیا کہ اے بن پر کی پری۔ (۱۸) اے نادر سندری، اے سرگ کی اپچھری (۱۹)، اے گنونتی گن بھری۔ (۲۰) توں (۲۱) دل سوں دل لائی ہے، تجے بہوت بڑی ہوس آئی ہے۔ توں حسن تجے دل سوں دل لانا سہانا ہے، دل کوں بی حسن بہوت بہاتا ہے۔ ولے میں کیوں تجے دل سوں (۲۲) ملاوں۔ میں دل کوں کیوں تیرے کتے (۲۳) لیاوں، میں (۲۴) کیوں تجے دکھلاؤں (۲۵) یکایک کیوں لیا یا جاتا ہے، کیوں ملایا (۲۶) جاتا ہے۔ بیت

میرے کینے تے آتا ہے جو میں لیاؤں
وو دل کیا اپنے بھاتا ہے جو میں لیاؤں (۲۷)

دل کوں تیرے کنے لیانا ہے، سو خونِ جگر کھانا ہے۔ ایک بادشاہی کوں الٹانا ہے، ایک بادشاہی میں خلل بھانا ہے۔ کچہ عقل، کچہ تدبیر، کچہ ہنر کرتا ہے۔ عالم عالم کوں زیر و زبر کرنا ہے۔ سر کا خطر ہے، جیو کا ڈر ہے۔ کہ عقل بادشاہ

(۱۱۲)

کوں تن کے کوٹ میں اسیر کیا ہے، کیں تا جاوے کر تدبیر کیا ہے۔ نہ کدھر جان دیتا، نہ کدھر آن دیتا۔ مکھ ل عاشق ہے، جان ہے، کیا جانے کیا کرے گا کر دل میں گمان ہے۔ دل کون تو اس باپ جفا ہے۔ وے بڑے جو کچہ کرتے ہیں اس میں بہوت نفا ہے۔ بیت

جگوی بند میانے کس کے سنپڑے
خراب حال کوں کون اُس کے انپڑے (۹)

اس باپ کے حکم میں گرفتار ہے، اپنے بھاتے میں تیں بے اختیار ہے۔ دل ہزار ہزار جاگا بھرنے تلملتا، وے وو باپ ہے کیا کرے گا باپ سوں کچہ نیں چلتا۔ ماں باپ مجازی خدا، انو کے حکم سوں کیوں ہونا جدا۔ انو دنیا میں لیائے، انو دنیا دکھلائے انو پرورش کئے بڑھائے انو سوں بے ادبی کیوں کر یا جائے۔ انو خوش تو ہر دو جہاں میں فتح بازی، انو خوش تو خدا، رسول راضی انو کوں آپس تے راضی رکھنا، انو کی دعا لینا، انو سوں ادب سوں چلنا، انو کوں دعا دینا۔ یو بہوت ادب کی ٹھاوں ہے، تو یکہ لگن خوبی ہے جو لگن سر پر انو کی چھاوں ہے۔ ماں باپ کی مہر دُسرے میں نا آسی یو مہر کوئی دُسرے میں نا پاسی، بڑا مکہ، بڑا مدینا سو ماں باپ، صبا اٹھ انو کا موں دیکھتے تو چھڑتے سب پاپ۔ اگر خدمت میں جنم اپنا کھوے گا، تو بی ماں باپ کا اترا سی کوی کیا ہوئے گا۔ ماں باپ کی رضا میں چلتا ہے سو وو ادب دار، بہوت نیک بخت، برخوردار۔ وے لے نا راس ٹھار بھی ایک بات ہے، وو بات تیر بچہ سات ہے۔ اس درد کا دارو سو تو نچہ ہے، اس دریا کا رتارو سو تو نچہ ہے۔ اس زخم کے مرہم کا مایا تیرے پاس ہے، اس داغ کے ایش کا پھایا تیرے پاس ہے۔ اس بیمار کو شفا تجہ تے آنا ہے، یہ نقصان یو نفا تجہ تے پانا ہے۔ اسی امید وار کی اُمید

(۱۱۳)

توں برلیانا، اس غم کش کوں خوشی توں دکھلانا۔ وقت پر ایکس کوں کام آنا بہوت بڑا ثواب، پیاسے کوں پانی پلانا بہوت بڑا ثواب۔ پڑے کوں اٹھا کھڑا کرنا دھرم ہے، ننھے کوں بڑا کرنا عین کرم ہے۔ ایسا کون ہے جسے نیکی پیاری نیں، نیکی دنیا میں ضایع ہونہاری نیں۔ نیکی جس ٹھار پڑے گی اس ٹھار نکلے گی، نیکی پتھر پر سیس گے تو پھوٹ کو بہار نکلے گی۔ نیکی سب ٹھار کرتی یاری، نیکی قیامت کی چھڑان ہاری نیکی دشمن کوں دوست دار کرتی، نیکی سوں جنے بدی کیا تو نیکی اسے خوار کرتی۔ جتے دنیا میں آکر گئے (سو نیکیہ کروکے) نیکاں نے نیکی کرنا، دنیا میں نیکی نا بسرنا۔ مجے یو فام ہوتا ہے کہ توں ٹک کرم کرتی تو سب کام ہوتا ہے۔ کیا واسطہ کہ آج برساں ہوئے ہیں قرقان گذرے ہیں۔ جو دل کوں آبحیات کی پیاس لگی ہے، پیاس پکڑیا ہے۔ صحبت راسک راس پکڑیا ہے۔ بہوت آس لگی ہے۔ اس آبحیات کی خاطر حیران ہے پریشان ہے۔ سرگردان ہے۔ نشان پوچھتا ہے ٹھارے ٹھار ولے کوی نیں ہے اس آبحیات کا نشان دین ہار۔ بیت۔

جو کوی غم میں سنپڑ کر سیر ہوتا ہے
خدا پچ اس وقت آ دستگیر ہوتا ہے (۱۷)

اگر تو نزدیک کا کوئی آدمی دیوے گی میرے سنگھات، ہور وو جیون آبحیات کاں ہے سو بولے گا بات۔ تو میں جاکر سمجا کر دل کون تل لیں رام کروں گا تیرے خاطر یو کام کروں گا۔ میرا بی کام ہوتا ہے، اسے بی آرام ہوتا ہے، میرا بی ایک نام ہوتا ہے۔ بیت

کسے ہے عقل ایتی ہور کسے ہے ایتا فام (۲۵)
بہوت عقل سوں کیا ہے نظر یو دل کا کام (۲۶)

(۱۱۴)

حسن دھن، من موہن، جگ جیون۔ ایک غلام دھرتی تھی کہ وو غلام یک پلک(۱) میں مشرق ہور مغرب(۲) پھر آوے، آسمان(۳) زمین عرش کرسی کی خبر لیاوے بیگی میں بہوت مشہور، باؤ اس کے شرم حضور صورت نویسی کے کام میں تمام(۴)، خیال اس کا نام۔ چترچوسار(۵)، حسن کا آئینہ دار۔ ہر ایک کام میں اس کا آڑ(۶) تھا، تعریف تے کچھ بیلا ڑ تھا۔ بیت۔

دل کوں کوی جاکہ بیگ بو لو بات (۷)
دل ملیا ہے اتال آبحیات

بارے حسن دھن، من موہن، کنے(۸) ایک یاقوت کی انگشتری تھی۔ اسے آبحیات کے چشمے کی مہر کری تھی۔ حسن حور نے، انکھیاں کے نور نے، دل کو بلانے خاطر وو انگشتری(۹) دی خیال ہور نظر کے ہات، اپنے جیو کی(۱۰) جو کچھ تھی سو بولی بات کہ آبحیات کا یو مہر(۱۱) نشان ہے لے کر جاؤ، دکھلاؤ ہور دل کوں(۱۲) مجہ لگ جیوں تیوں لے کر آؤ۔ کہ وو(۱۳) طالب ہے، آبحیات کا اشتیاق اسے غالب ہے آبحیات(۱۴) کا یو بات سن بہوت آرام پاوے گا، البتہ البتہ آوے گا۔ بیت

حسن یوں منگتی ہے جو دل کوں بھلائے
دل بھلیا بھو لیا سو کیوں نا آئے (۱۵)

خیال(۱۶) ہور نظر حسن کنے(۱۷) تے رضا لے کر، دعا دے کر، تن کے شہر کوں چلے۔ دونو عاشق دونو چلے۔ کیتک(۱۸) دیساں کوں چلتے چلتے تن کے شہر میں آئے، دل بادشاہ، عالم پناہ، ظل اللہ، صاحب سیاہ کا دیدار پائے۔ نظر یو خبر لیا، تسلیم کر گذریا سو قصا بیان کیا، حال حقیقت جو کچھ(۱۹) تھا سب عیاں کیا۔ بیت

دل خوشی میانے بہوت آج آیا ؛ دل نے مقصود اپنا پایا (۲۰)

(۱۱۵)

(۱) دل نظر کوں اپنا ہم راز کیا، بہوت سرفراز کیا۔ ہزارہ ہزار شاباش دیا، گلے لایا
(۲) (۳) (۴) (۵) کہا کہ مرداں جو ہیں سو ہمت بلند دھرتے ہیں، جوں بولتے ہیں یونچہ کرتے ہیں۔ ہمت
دھرے تو یوں دھرنا، کچہ کام کرے تو یوں کرنا۔ بیت

(۶) خبر معشوق کی جب کوی لیاوے
(۷) وو بنی معشوق آدہا کیوں نہ بھاوے

(۸) (۹) (۱۰) دل رو رو کر، ہنس ہنس کر۔ لوچہ بات پوچھتا، کیتک وقت لگ یونچہ پھر پھر کر لوچہ
(۱۱) (۱۲) بات پوچھیا اس کا بس ہوئے تو سارا دیس ساری رات پوچھتا اچھے لوچہ بات۔ جیتا نقل کہے
(۱۳) (۱۴) کھول، کھول، دل کہے کیوں کیوں پھرا بول پھرا بول۔ عاشق کہے جو معشوق کے موں
(۱۵) کی بات آتی ہے، وو یک بات لاکھاں پاتی ہے۔ اس کی لذت کیا کہوں کہی نہیں جاتی
مَنْ ذَاقَ عَرَفَ[1] یعنی چاکھے سو جانے، نہیں چاکھا سو کیا پچھانے۔ نظر سوں اس
دھات بول، یو بات بول۔ حسن دھن، من موہن، محبوبی کا گلشن جگ جیون کے خیال
(۱۶) کوں اس خبر دہندہ وصال کوں آنگے بلایا، بہت خاطر داشتی کیا، بہوت سمجایا،
(۱۷) تقوا دیا۔ آخر خیال ہور نظر دو نو مل کر، یک دل کر، وو یاقوت کی انگشتری نشان
(۱۸) (۱۹) کہ ان حسن پری نے، ان حور نے عالی استری نے، ان گنونتی گن بھری نے، دی تھی
سو دل کے ہات میں دیے، خدمت اپنی مجرا کیے۔ دل وو انکھوٹھی دیکھ چوم چاٹ
(۲۰) سر چڑیا، کہا یارے کام یہاں لگن آیا، میں اتال اپنی امید پایا۔ یو باتاں ہوئے
(۲۱) (۲۲) پیچھیں نظر نے، صاحب ہنر نے، جیو کے جگر نے، خوش خبر نے یو لیا کہ۔ اے دل یا دشاہ
(۲۳) عالم پناہ، ظل للہ، صاحب سیاہ، حقیقت آگاہ، ابھی مشقت اپنی محبت میں
(۲۴) (۲۵) اس خاطر کیا کہ توں پہچانے، توں مجے جانے، میرا تھا سو تیں کیا اتال تیرا توں جانے

---

[1] جس نے چکھا اُس نے جانا۔

(۱۱۶)

آصف نے ایسا کام سلیمان کی خاطر نیں کیا بلقیس کے باب، توں صاحب تھا، اس عشق (۱)
میں تیری بیتابی دیکھ میں اپس (۲) پر قبول کیا یو عذاب۔ اے دل بادشاہ، عالم پناہ۔ توں (۳)
جس کی خاطر تملیا، میں تجے دیکھ جلیا۔ توں اتھا بے تاب بے دل بے آرام، میں نفر تھا تجے آسودگی (۴) (۵)
ہوی حرام۔ نفر کئے تو کیا سب نفر ہوئے، بیسیچ اصیل بیسچ معتبر ہوئے۔ نفر ہوتا کچھ جدا
ہے، جگوی نفر ہیں انو کوں سمجے گا آنگے (۷) خدا ہے۔ نفر نفر فرق ہے سب کون برابر نکو (۶) (۸)
دیکھ۔ جس نفر تے کچھ خوبی ہو آئی، ظاہر نفر باطن وو بھائی۔ خوب نفر کوں کہاں ہے (۹)
جوڑا، جتنا اسے دیے بی تھوڑا۔ مال خوب نفر کوں دینا خوش حال کر، کیتا کوی (۱۰) رکھے
گا صندوق میں گھال کر، جس نفر کی خدمت بادشاہ کے دل بیں جمی، اس نفر کوں مال کی (۱۱)
کیا کمی۔ کہاں آگ کا شعلہ کہاں برق، میرے کام کوں ہور دسریاں کے کام کوں آسمان
زمین کا فرق۔ صاحب سمجھ کر نفر کوں ہات پکڑے تو نفر کا ہوے نام، کون چاکر کس (۱۲) (۱۳)
بادشاہ خاطر کیا ایسا کام۔ ساری بادشاہی تھی ولے یو کام کوی قبول نیں کیا، میں تو رم
انگے رکھیا۔ جیو پر (۱۴) لموڑ کھلیا، یو کام اپنے سر لیا۔ مرد، وو جہاں سب ڈرے، وہاں نہ ڈرے، مرد، وو جگوی (۱۵)
نہ کرسی سو کرے دل باشاہ عالم پناہ صاحب (۱۶) سیاہ بولیا کہ اے نظر پرہنز جو کچھ بولتا ہے سو خوب (۱۷)
بولتا ہے، بہوت (۱۸) خوب بولتا ہے، دل کی کھڑکیاں کھولتا ہے۔ یو نچہ ہے، توں جوں کتا
تیو نچہ ہے۔ میں بی جانتا ہوں، نفر کوں پہچانتا ہوں۔ جو تیرا منگتا ہے دل، وو نچہ
تیری مراد ہوئے (۱۹) کی حاصل۔ توں دانش مند دانا، دور اندیش بہوت راست ہے،
مال کیا تجہ تے زیاست ہے۔ (۲۰) سیچ کتا ہے (۲۱) مال خرچ کرنے کوں ہے، نہ کہ خالی (۲۲) صندوق
میں بھرنے کوں ہے۔ مرد، وو جو خدا دیا سو مال آپے (۲۳) خرچے، اپنا ناؤں جگا دے
نہ کہ یو مال چھوڑ جاوئے، تا ہور کوی آوئے، (۲۴) ہور کوی کھاوئے۔ ہور کوی (۲۵) کھایا، (۲۶)

(۱۱۷)

(۱) ہور کوئی اپنا ناؤں کیا تو اسے کیا حاصل، (۲) میں سمجھتا ہوں اتنا اس بات تے نیں ہوں۔ (۳)
غافل۔ خدا دیا سو مال اپنا آپے کھانا، ہور اپنا ناؤں آپے جگانا۔ جو کوی جوڑتا ہے، (۴) (۵)
سو ہور یکس کے خاطر چھوڑتا ہے۔ گناہ گار ہور بدنام یو کہواتا، مال سو میانے میاں (۶)
ہور کوی کھاتا۔ کھانہارے کھا کر جاتے، خدا کی پوچ بچارا اس پر آتے۔ کدھر کدھر کا حساب، (۷) (۸)
کاں کاں بچارا دے گا جواب۔ اپنا آپے ناکرنا نقصان، شرم حضوری خود رازیاں۔ (۹)
حساب کا بول کسے بھاتا ہے، ملاحظہ کام نیں آتا ہے۔ کس مفلوکاں (۱۰) (۱۱) کا توں کیا لیوے گا،
تیرا جواب کیا خدا کوں ہور کوی دیوے گا۔ یہاں سب پھلا کر کھانے آئیں گے، (۱۲) وہاں کوی
کہ میانے آئیں گے (۱۳) نفسا نفسی کھڑے گی، (۱۴) اپنی اپنی پڑے گی۔ میں یو سب کتا ہوں فاش، (۱۵)
جاں ایسے دوست اچھیں گے وہاں دشمن (۱۶) کیا قماش۔ یو بات سن آدمی چھلے، ایسے دوستاں
تے دشمن بھلے دشمن تو دشمنیچہ ہے (۱۷) راستا پاک، یو دوست ہو کر دشمن (۱۸) (۱۹) تے زیاست کرتے
ہلاک۔ یوں اگر اپنا دوست ہے تو دشمن کو پہچان، گمان کیا خاطر رکھے گا میانے میاں۔ (۲۰) توں
اپنی حد پر چل جو دُسرے بی اپنی حد پہ آویں، ایتے بی میٹے نا ہونا جو مکیاں توڑ توڑ کھاویں
بھلا آدنی کچہ کرنا تو یو کچہ کوں (۲۱) کچہ پاتے، کتیاں کو سلاک دئے تو موں چاٹنے آتے۔ (۲۲)
جو کوی ہیں ملوک، جیساں سو ویسا کرنے سلوک۔ نفر ہزار ہزار ہوا تو بی صاحب نے (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷)
اپنا داب (۲۸) رکھنا، اپنا حساب رکھنا۔ توں صاحب تکو چھوڑ یہاں (۲۹) تکو جا طرہ، کہ خدا
بولیا ہے فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ[1]۔ جاں صاحبی تیری ہے۔ جاں عدہ
ہے کتاب ہے، وہاں ذرے ذرے کا حساب ہے لوکاں کھا کھا جاتے، تغادے اُس
پر آتے۔ یو عقل نیں یو دیوانگی ہے۔ یو عاقل ہو کر کوی کھاتا ہے، جان کر اپس پر کوی بلا (۳۰) (۳۱)
لیا تا ہے۔ اپنے مال کی خیر لینا، فرشتا ہوا بی حق تے زیاست (۳۲) (۳۳) ناکھانے دینا۔ نفراں (۳۴)

---

[1] سو جو شخص (دنیا میں) ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ (وہاں) اس کو دیکھے گا۔

(۱۱۸)

کھا جائیں گے۔ نقراں کا کیا جاتا، خدا رسولؐ کا بول صاحب پر آتا۔ جوں خدا دیا۔ تیوں لینے بی جانتا ہے، کسے کچھ دینے بی جانتا ہے۔ اگر ایک نہیں دیتا، تو دسرا آ کر دیتا۔ اپنے عقل میں کم نا جانا۔ ایتا اپس کوں بی خدا بڑا کیا ہے، بہوت کچھ دیا ہے۔ اپنے بی بہوت کچھ دینا، بہوت کچھ لینا۔ خدا کہا ہے کہ دنیا میں دس آخرت کوں ستر، یو خدا کی بات ہے، اسے توں نکو کتر تجہ میں بہوت ہیں گن، کسی کا تو بی بول سن۔ دنیا دو دیس کی مہمان، بیگ پہچان۔ نام کرلے، کچھ کام لے۔ بی کیا فرصت پاوے گا، بھی کیا توں کرنے آوے گا رہیا سو آنگن ہور ہوا کا ڈیرا، جو کچھ توں لیا سو تیرا۔

بارے القصہ نظر نے حسن کی دیا تھا خوش خبر، دل کا دل تازہ ہوا بلکہ تازہ تر۔ دل کے دل میں بھری تھی آس، اس یاقوت کی آنگشتری تے آنے لگی۔ آبحیات کی باس۔ دل کے دل میں جیو آیا، خیال کون نزدیک بلایا پوچھیا کہ توں کیا کام کرتا ہے؟ کیا ہنر دھرتا ہے؟ بیت

اے یار آدمی اے اگر یار پاس تے
پھر پھر کے بات اس سوں کرے عاشق آس تے (۱۴)

وو بات بہوت سواد بھری، جو بات وو نا کری۔ جوں جوں منتی، بتوں بھاتی، جیو میں ہزار ہزار خوشی لیاتی۔ معشوق کنے کا جو آدمی آتا، وو بہوت بھاتا، اس پر بہوت پیار آتا۔ معشوق بول بھجے سو باتاں دل کا دلاسا ہے پھر پھر پوچھنا پھر پھر سننا عاشق کا فعل خاصا ہے۔ جہاں جیو لگتا، وہاں اس بات تے دل نیں بھکتا۔

بارے خیال بولیا کہ میں نقاش ہوں، صورت نویسی میں آج میرا نام ہے، بجتر ہوں، چتر چتر نا میرا کام ہے۔ ایسا چتر چتروں جو دیکھے سو نا رہے، جگوی دیکھے سو شاباش شاباش کہے۔

(۱۱۹)

بیت۔ خوش خیال نے آپس کے ہنر کی صفت کیا
عاقل تھا تو جیو بھلانے یو گت کیا۔ (۱)

(۲) دل کہا کیا چتر ناسو چتر دیکھیں تیرا (۳) ہنر۔ خیال خوش حال ہوکر، ہات میں (۴) لے قلم اسی دم من موہن کی صورت، جگ جیون کی صورت، حسن دھن کی صورت (۵) لکھ دکھلایا۔ دل دیکھ (۶) اس حسن کی عجائب صورت پر، ہنر مورت پر عاشق ہوا، وو نقش (۷) بھایا، اُس نقش سوں (۸) جیو لایا۔ سُد کھویا، بُد کھویا، آہ نالے بھرنے لگیا دیوانے دیوانے چلنے کرنے لگیا۔ عقل سنیا، ہچہ ہوا کچھ تھا سو کچھ ہوا طاقت (۹) کی صبوری نہ رہی، بے تاب ہوا معشوق میں ایسی (۱۰) دوری، عاشق میں کاں کی صبوری جس دن کہے حسن حسن، یو چہ لگی تھی اس (۱۱) کوں دھن۔ بیت

بہوت بیتاب ہے دل، دل منے کچھ تاب نیں اُبریا
جگر میں لہو کہاں کا ہو کی جا گا آب نیں اُبریا۔ (۱۲)

(۱۳) خیال ہور نظر سوں بچار کر، دل شہر دیدار کا عزم (۱۴) کیا (۱۵) عزم جزم کیا۔ اس وقت (۱۶) دل پاس یک وزیر تھا، وہم اس کا نام، درہم اس کا کام، برہم (۱۷) اس کا فام۔ بیت

نزدیک دل کے تو دل کا مراد سب آیا
یو دل کے کام منے وہم آخلل بھایا (۱۸)

(۱۹) اُنے سُنیا کہ دل اتال جاتا ہے، دل آب بھاتا ہے۔ ایسا اندیشا اندیشا آپے مارتا اپنے پاؤں پر تیشا۔ خیال ہور نظر کی بات کوں لگے گا، تو کیا ہمارے ہات کون لگے گا۔ بہو تیہج پکڑیا ہے اضطراب، آخر ملک سب کرے گا خراب۔ پھر وانیں کرتا تاج ہور تخت کا، کیا جانے کیا لکھیا ہے بخت کا۔ بیگ بیگ عقل بادشاہ، عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ کنے جاکر، جیو لاکر ان (۲۰) چورنے، ان حرام خورنے، چاڑی کھایا، پچھاڑی

(۱۲۰)

کھایا۔ انکھیاں میں تے پانی لیایا، کھول کر کہا مایا۔ کہ نظر جو تن کے شہر میں تے تایب ہوگیا تھا، غائب ہوگیا تھا، کیا جانے کاں رہیا تھا۔ سو اتال آیا ہے، فتنہ اُجایا ہے۔ عشق بادشاہ، عالم پناہ کی بادشاہی میں تے یک گھر کھاو، دغا باز خیال نام نقاش کوں سنکوات لیایا ہے۔ یو دونو جنے مل کر منگے ہیں جو دل کو دیدار کے شہر کے ادھر لیجاویں، اس بھرے شہر میں کچہ فتنہ اُچاویں۔ تن کے ملک کوں خراب کریں، ایک بلا بساویں۔ لشکر سب بے خبر، کون جانتا ہے۔ کس میں کیا ہے مکر۔ مبادا کیں کی بلا آوے، یو ملک ہمارا ہات تے جاوے۔ اس بات کوں نکو خبر کر، بیگچ کچہ اس کی تدبیر کر۔ جو کرنا ہے سو کر آج، کچہ بھلا بُرا ہوا تو پچھیں کیا علاج۔ نیں تو وہ مرہٹی مثلاً ہولنا "جہل جلیا بیل کی لامیکی زہوں پاکیلا"[۱] ہور فارسی میں بی بولیا ہے سمجایا ہے مرد، کہ "علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد"[۲]۔ ایسیاں تے بہوتاں کا گھر گیا، زر گیا، ناناؤں نانشان رہیا۔ اگر کچہ دل میں بُرا ای لیاوے تو کیا عجب، ہمارے لوکاں کوں ہمناتے پھراویں تو کیا عجب۔ جکوی اس مکر سوں جاکر اس مکر سوں آوے گا وو کیا ایسے کا مان تے پچھیں جاوے گا۔ میں کتا ہوں بچے توں عقل ہے، ولے مجھے یوں دستا ہے کہ آخر کچہ خلل ہے۔ یو نظر کا آنا جانا، یو خیال کوں سنگات لیانا، یوں دل کوں بھلانا ہور یو زمانا۔ خدا خیر کرے، کسی سوں نہ بیر کرے۔ مجے کچہ دھرکت نیں دستا، کچہ کپٹ نیں دستا۔ میری فکر میں یو درست نیں آتا، مجے نیں بھاتا۔ میرے بول بہوت تتے، ولے دانایاں کے دل میں رہتے۔ باقی سب ٹکڑیاں کے کتے، جو صاحب کہے تو ہوئے صاحب ہور صاحب کتے۔ خوش آمدی کا یک بد۔ اے عقل بادشاہ میری بات جان پہچان کہ

---

[۱]۔ یہ ایک مرہٹی کہاوت ہے اور صحیح عبارت اس طرح ہے "بیل گیلا آنی جھوپا کیلا" یعنی بیل مرگیا تب اس کے لئے چھونپڑی بنائی گئی۔

[۲]۔ واقع کا تدارک اس کے وقوع سے پہلے کر لینا چاہیئے۔

(۱۲۱)

عشق بادشاہ(۱) آخر تجہ سوں لڑے گا، تجہ میں ہور عشق میں کچہ(۲) قصہ کھڑے گا، کام مشکل پڑے گا۔ توں راجوٹ کر عشق سوں صلح کیا ہے، عشق نے تجھے بھاک بھروسا دیا ہے۔ قول(۳) قرار ہے کر کتا ہے، ہمارے تمہارے میانے میاں(۴) پروردگار ہے کر کتا ہے۔ اپنی محبت(۵) اپنی ہمت دکھلایا ہے، بہوت اخلاص میں آیا ہے، بادشاہاں(۶) میں یوں بی یک جنس کا مکر اچھتا ہے، اس شکر میں زہر اچھتا ہے۔ خوب اگر یو قول قرار ہے اس قول میں ھول نیں تو واہ واہ(۷)، اس تے کیا خوب اس تے کیا بہتر و اگر اس(۸) میں کچہ ہور فکر ہے تو نعوذ باللہ خدا پناہ دیوے آدمی سمجتا کدھر کدھر۔ خدا کرے یو قول(۹) قرار(۱۰) اچھو، اس کا یو نچہ پیار اچھو۔ یو نچہ دوست اچھو، دایم دوست دار اچھو غرض نامراد کیا منگتا ہے مراد(۱۱)، اڑیا(۱۲) کیا منگتا ہے امداد۔ جس(۱۳) پر مشکل ہے اسے کیا ہونا آسانی، بقول اہل بند پیاسا کیا منگتا پانی۔ دانا کی تدبیر ہوت دور جاتی ہے، مجھے یہاں بڑی فکر آتی ہے مقصود یوں(۱۴) محبت لانے کیا ہے، خدا جانے کیا ہے۔ دونگی(۱۵) دانش کا اتہل(۱۶) بدکوں جانے کہاں دستا ہے اچھوں(۱۷) ما مقصود ما بین خوف و رجا میں دستا ہے۔ دانا اینا دور دیکھتا ہے کہ ہر کسی کے عقل(۱۸) کی نظر وہاں کام نیں کرتی، ایکچ بات میں ہزار منزل ہے فام نیں کرتی۔ کہے ہیں اہل فہم، کہ دل میں بادشاہاں کا بہوت(۲۰) اچھنا سہم ہوے ہیں اہل سلوک(۲۱)، لَا وَفَاءَ لِلْمُلُوْكِ[1]۔ جوں شراب کا اثر تیوں بادشاہاں کا پیار ایسے پیار کوں کیا اعتبار۔ تل میں اترے تل میں چڑے، ایسی جگہ ہشیار اچھو کئے ہیں بڑے۔ ایسے پیا کوں نا پتیانا ایسے پیار(۲۲) پر مغرور ہونا جانا۔ چڑتے وقت و خوشی ہور اترتے وقت یو جفا نعوذ باللہ آدمی کی ذات(۲۳) تل میں سینا ہوئے خفا۔ آدمی کا دل(۲۴) کتنا جو سو سے جفا اتنا۔ آدمی ہور یک دم، اس پر ہے(۲۵) ہزار ہزار غم۔ بادشاہاں کوں کسی کے غم(۲۶) کی کیا خبر، بلکہ عالم کی کیا

[1] بادشاہوں میں وفا نہیں ہوتی۔

(۱۲۲)

خبر۔ جوں حافظ کتاہے۔ بیت

خفتہ برسنجاب شاہی نازنینے را چہ غم
کہ زخار و خارہ سازد بستر و بالیں غریب [1] (۱)

جوکچہ بادشاہاں کے دل پر آتا ہے (۲)، وو کسی تے رکھیا نیں جاتا۔ جو آگ پر پارا جلتا، تو سو کا ہور گیلا مل جلتا۔ شراب (۴) کا اثر نیتجا آخر خماری ہے، ہلاکی ہور خواری ہے۔ اس مستی کا وقت (۵) توبی میسر ہو نیں آتا (۶) پچھیں خماری (۷) کھنچتے کھنچتے جیو جاتا جو کوی نیک ہے اسے سمجنا واجب ہے دنیا کا بد، جوں فارسی میں کتاہے کہ "ایں محنت بآن راحت نمے ارزد" [2] ایسی مستی سوں ضرور ڈر لگتاہے، بہوت حذر کرنا لگتاہے۔ آسودگی سوں جینا ہور تھوڑا کھانا (۸)، اگر کوی سمجے گا اس بات کا مانا بہت غنیمت ہے۔ بہوت کہا کریو دکہ بسانا (۹)، کہ اویلچ تے تھوڑا نا کھانا؟ توں بہوت کھا کر بہوت مرو تاہے (۱۱)، ولے یو (۱۲) بہوت کھانا کسے جرو تاہے مست ہستی۔ بادشاہ ہور باگ، یو (۱۳) تینو ایک جنس کی آگ۔ اس آگ میں پڑے سو تھوڑی کوی سلامت بہار آوے، بہوت جل راکہ ہوئے، اس آگ (۱۴) میں سماے آگ کی جنس ٹک غافل ہوے تو جا بچ (۱۵) گی، راکہ کر کرا چھا بچ گی۔ زور آور کا پیار، گھڑی میں پھرتے نیں یار۔ بادشاہاں اِس دنیا خاطر اپنے باپ ہور بھائی تے نیں گذرتے اتال دُسریاں (۱۶) کا انو کوں کیا ملاحظہ دُسریاں سوں قول قرار (۱۷) کیوں کرتے۔ دانش منداں اندیشتا اندیشے بہوت دور، حدیث بی یوں ہے کہ اَلدُّنْیَا کِذْبٌ لَا یَحِلُّ اِلَّا بِالذُّوْرِ [3]

---

[1] ایسی نازنین کو جو شاہانہ اور سنجابی بستر پر محو خواب ہو کیا خبر کہ غریب بیچارہ کانٹوں کے بستر اور پتھر کے تکیے پر کس طرح سوتا ہے۔

[2] یہ محنت اس راحت سے میل نہیں کھاتی (دونوں میں برابری نہیں ہے)

[3] دنیا جھوٹ ہے جو ملتی نہیں۔ مگر جھوٹ سے۔

(۲۴۳)

یعنی دنیا جھوٹ ہے (۱) ہور جھوٹ بغیر ہات نیں آتی، یو حدیث تو فکر کوں (۲) کیں کا کیں لے جاتی۔ اس ٹھار عاقل کی عقل کوں قرار (۳) نیں ہے، یو امین رہنے کی ٹھار نیں ہے۔ خدایو کام راست لیاوے، کسی کے پھاندے میں نا بھاوے۔ جیئے (۴) دوست جیتے یار اچھے توبی، جتنی (۵) محبت جتنی (۶) مروت جتنی دل داری اچھے توبی، آپے اپنی جاگا بہوت ساوچیت (۷) رہنا۔ جو کوی اپنی دوستی دکھلاوے تو آپے بی دوستیچ (۸) ہے کنا۔ جوں حافظ سکھر، چتر سجان (۹) غیب کی بات بولن ہارا کہ "با دوستاں مروت با دشمناں مدارا" (۱۰) موں پر ہو تیچ دوستی دھرنا، موں پر اس تے بی محبت کہاں چارزیا تیچ باتاں (۱۱) کرنا۔ اس کے اُدھرتے خوب آتا، تو ہمارے اِدھر تے بی خوب آتا نیں تو چار باتاں کرتے ہمارا کیا جاتا۔ فرد۔

دل را بدل رہے است دریں گنبد سپہر
از سوے کینہ کینہ واز سوے مہر مہر۔ لہ (۱۲)

مقصود جاں اچھوتاں، وے موں پر ہاں کوں ہاں، غرض آپے اپنی سمج سوں (۱۳) اچھے تو کچہ بُرا نیں ہے، اپنا تمام کام (۱۴) سمج سوں اچھے تو کچہ بُرا نیں ہے ہشیاری مرداں کو بہوت پیاری (۱۵) جو دکھن (۱۶) نیں چلیا ہے کہ میاں (۱۷) متے دنیا میں رہتے، ہاں (۱۸) کو ہاں نیں کو نیں کہتے۔ اس گردش فلک میں کیا جانے کیا ہوتا، یک پلک میں کیا جانے کیا ہوتا۔ یو بی بات سُنے گی (۱۹) اچھے گی شاید (۲۰) "شب حاملہ است فردا چہ زاید" نفر کیا منگنا صاحب کا ظفر صاحب کی

لہ دوستوں کے ساتھ مہربانی اور کرم، دشمنوں کے ساتھ خاطر و تواضع (اچھی ہوتی ہے) یہ حافظ شیرازی کے ایک شعر کا مصرع ہے۔ حافظ کے دیوان میں دونوں مصرعے اس طرح ہیں ؎ آسائش گیتی تفسیر این دو لفظ
با دوستاں مروت با دشمناں مدارا
سفینہ حافظ ص ۸۰

لہ اس گنبد سپہر (گردش افلاک) میں دل کو دل سے رابطہ (راستہ) ہے
ہے کینے سے کینہ پیدا ہوتا ہے اور محبت سے محبت۔

لہ رات عمل سے ہے دیکھئے کل کیا ہو۔ (امثال و حکم جلد دوم میں یہ عبارت اس طرح ہے "شب حاملہ است تا چہ زاید فردہ صفحہ (۱۰۱۴)

(۱۲۴)

(۱) فتح ہوئی، تو مراد کوں انپڑے نفر۔ جتنی فکر صاحب کوں ہے۔ (۲) اس تے بی زیاست (۳) صاحب کی فکر نفر کوں اچھنا، ایسا نفر گھر کی نگہداشتی کرنے گھر کوں اچھنا گھر کی خاطر صاحب کوں (۴) غم کیا مانا، (۵) گھر کے دھندے بدل (۶) صاحب پر غم کیا مانا۔ صاحب کون فکر کچہ بہار کے بڑے کام کوں اچھنا ہے، صاحب کوں (۷) بڑی فکر کچہ زیاستی (۸) مال ملک ننگ (۹) نام کوں (۱۰) اچھنا ہے۔ صاحب (۱۱) کوں جو گھر کے دھندے کا ذکر، پچھیں ننگ و نام کی کون کرتا فکر۔ صاحب آپے آسودا اچھے (۱۲) نفر کوں ملاتا، صاحب جیچ دھندے میں پڑیا تو نفر کیا کام آتا۔ پھکٹ کھاتا، نیں سو تغاد دے لیاتا (ایسے (۱۳) نفر بیکے سر) عیاری نفر۔ ایسے نفر بغیر سرے گا، ایسا نفر نیں اچھتا تو بلا کے کوی کیا کرے گا۔ ایسے نفر کوں (۱۴) چولے میں بھاؤ، ایسے نفر کوں آگ لا جلاؤ۔ نفر میں کچہ فرا اچھنا، (۱۵) نفر کوں ہر یک کام میں ظفرا اچھنا نفر تے صاحب کا ننگ نام کام، نفر تے (۱۶) صاحب بدنام، جو نفر نفرائی نیں سمجیا اس نفر تے کیا ہوئے (۱۷) کام۔ صاحب کوں صاحبی سہانا بہوت مشکل ہے، نفر کوں نفرائی آنا بہوت مشکل ہے۔ صاحب وہی جسے صاحبی کرنے آئے، نفر وہی جو کوئی (۱۸) کر جانتا ہے نفرائی۔ رام جیسا صاحب آئے تو ہنمنت جیسا نفر پیدا ہوئے، دریا ہو کر بیٹھے کوئی (۱۹) تو وہاں آپی گوہر پیدا ہوے۔ صاحب نے صاحبی کی جھڑتی دینا، نفر کنے تے (۲۰) نفرائی (۲۱) کی جھرتی لینا۔ جو صاحب (۲۲) وو یوں چلتا جو اپنی صاحبی پر کوئی بول نہ دھرے، صاحب جو صاحبی کرنا جانے تو نفر کیا (۲۳) کرے۔ صاحب نے (۲۴) نفر کا دل ہات لیا ہے، جوں جوں نفرائی دسے، تیوں تیوں کچہ (۲۵) دیتا ہے۔ تا نفر کچہ اس پکڑے، ہر ایک (۲۶) کام کا ہوس پکڑے۔ نفر تے کچہ کام ہو آوے، صاحب (۲۷) کا بی کام ہو آوے۔ جو اتنے پر بی نفرائی پر نا کرے اقرار، تو ایسے نفر کوں جاں پانی نا ملے وہاں گردن مار۔

القصا عشق بادشاہ سوں صلح کئے ہیں کر بے غم نا اچھنا، (۲۸) ہر چند بھاگ بھروسا (۲۹) کئے ہیں کر بے غم نا اچھنا۔ آپے اپنی جا گا کم نا اچھنا، بہوت ہشیار اچھنا درہم (۳۰) نا اچھنا۔

(۱۲۵)

تیرے پاس بی صبر(۱) شکیب، طاقت، قرار، آرام، راحت، نشاط، آسودگی، فراغت، آسائش، خوش دلی، خوش خرمی، عیش، عشرت بہوت(۲) شاد مانی بے غمی بہوت خوب زیراں ہیں، صاحب ہمت، صاحب دانش، صاحب رائے، صاحب شمشیر، صاحب تدبیراں ہیں۔ انو کا دل ہات ہے، انو کے موں کی بات ہے۔ انو سوں قول(۳) قرار کرا(۴) چھ، انو کوں ایک وقت یار(۵) کرا چھ، جو تیرے دل میں ہے اسی پر اپس کوں اختیار(۶) کرا چھ۔ عشق بادشاہ بہوت ہے زور(۷) زور، تیرا عالم کچھ ہور۔ ہوتا ہے تقدیر(۸) کا کرنا، ولے مرد تدبیر(۹) نا بسرنا۔ جتے دنیا میں آئے، دو جنیاں(۱۰) نے جنے کھائے۔ جنے جان کر غفلت میں پڑیا، چہ نہیں دیا۔ یو دینا ہے، سو عین لینا ہے۔ لوکاں(۱۱) کتے عین دیتے ہیں، دینے میں لیتے ہیں۔ دنیا دو دیس کی کچھ دینا(۱۲)، کچھ لینا۔ دیا، لیا(۱۳) کام آوے گا، کسی(۱۴) کوں کچھ دیا چ کام آوے گا۔ حدیث نبی یوں آئی ہے کہ اَلسَّخِیُّ حَبِیْبُ اللّٰہِ وَلَوْ کَانَ فَاسِقًا وَالْبَخِیْلُ عَدُوُّ اللّٰہِ وَلَوْ کَانَ زَاھِدًا[1] یعنی سخی(۱۵) اگر فاسق ہے تو بی خدا کا اس پر پیار ہے، ہو نہ بخیل اگر عابد ہے تو(۱۶) بی خدا اس تے بیزار ہے۔ چھاڑ کون پھل ہونا یا پھول کو(۱۷) باس جس جھاڑ کون پھول(۱۸) نہ پھل اس جھاڑ کی کسے کیا اس، وو جھاڑ(۱۹) آپ بیچ راہی کون آوے گا اس جھاڑ پا(۲۰)ں۔ وو جھاڑ کیسے نیں بھاتا، سو کیا تو جلانے کام(۲۱) آتا، نہ آگ لانے کام آتا۔ جس ہات میں سخاوت نیں سو پات ہے، نہ وو ہات ہے جس دل میں ہمت نیں(۲۲) سو گل ہے، نہ وو دل(۲۳) ہے جس نظر میں اثر نیں(۲۴) سو پتھر(۲۵) ہے، نہ وو نظر(۲۶) ہے۔ فلانے کی فلانے پر نظر ہوئی(۲۷) کتے وو نظر کاں ہے؟ ہر کسے اس نظر کی خبر کاں ہے؟ دل کوں دریا کتے ہور قطرا(۲۸) جوش نیں کھاتا ہات کوں بادل کتے ہور بند بہار نیں آتا۔ بات کون موتی کتے ہور کوڑی کا کام نیں

---

[1] سخی اللہ کا پیارا ہوتا ہے گو کہ وہ بدکار کیوں نہ ہو، اور کنجوس اللہ کا دشمن ہوتا ہے گو کہ وہ زاہد کیوں نہ ہو۔

(۲۳۶)

کرتی، و پیچ بات موتی، جو موتی کی قیمت دھرتی۔ کسے کچہ دینا کتے سو اول با تیچ دینا ہے، اس بات میں مانگ موتی لینا ہے۔ جس میں با تیچ دریا ہے، اس میں سب کچہ بھریا ہے۔ سامری نے موسیٰ کا دین بھریا، مسلمان ہوئے تھے سو لوگاں کوں کفر میں لیا یا۔ تو اس وقت موسیٰ نے سامری کون بد دعا کیا، خدا کوں خوش نیں لگیا۔ خدا نے موسیٰ کوں منا کیا کہ وو سخی ہے اُسے بد دعا نکو کر، اس بد دعا کرنے اگرچہ ان خطا کیا توں اسے خطا نکو کر، درگذر۔ یہاں تے معلوم ہوتا ہے کہ سخی پر کسی کی بد دعا چل سی نا، سخی دشمن کے ہلائے تے ہل سی نا، سخی سخاوت کے دریا میں ہے کسی کی آگ سوں جل سی نا۔ سب میں بڑی عبادت سو سخاوت جس میں سخاوت ہے، ایسیج میں شجاعت ہے سخاوت نا اچکر اگر کوی سخاوت کی بات کرے تو غلط جاننا ہے، شجاعت کوں سخاوت پہچاننا ہے۔ شوم کوں سخاوت کی لذت معلوم نیں اچھتا، شجاع ہرگز شوم نیں اچھتا۔ شجاع جیو پر نظر نیں کرتا سو زر پر نظر کیا کرے گا، شجاع اپنے ناوں کا عاشق ہے، وو سیم و زر کیا کرے گا۔ جوں سعدیؒ کتا ہے، ہور وو اس نشہ میں متا ہے۔ فرد۔

(جواں مرد اگر راست پرسے ولی است

کرم پیشۂ شاہ مرداں علی است) [1] (۲۱)

دنیا مہمان ہے کیا قماش سیم و زر، یو سیم و زر صد قاہے ایک تل کی خوشی پر۔ آپے گئے پچھیں پیکا جاے گا وے ناوں جاسی نا، نام کام آئے گا پیکا کام آسی نا۔ سخاوت بہوت بڑی بست ہے کر جان، سخاوت ہر دو جہاں کا پنتے وان، سخاوت میں دین سخاوت میں دنیا، سخاوت میں ایمان۔ اس دنیا میں دو دیں خاطر ایتا

---

[1] سچ پوچھو تو دلیر آدمی ہی ولی کہلانے کا مستحق ہے۔ اور حضرت علیؓ ہی بر بنائے کرم پیشگی (سخاوت) دلیروں اور جوانمردوں کے سردار (شاہ) ہیں۔

(۱۴۷)

سوات دھرتا، کچہ آخرت کی فکر نہیں کرتا۔ وو اَبَدُ الآبادِ[1] کی ٹھار ہے، یہاں تے وہاں جانے گیا بار ہے۔ یو باٹ ہے[2] جیوں لوکاں آتے ہیں، تیوں چلے جاتے ہیں[3][4]۔ جیسا یہاں کرتے ہیں، ویسا وہاں پاتے ہیں۔ یہاں اچکرا اپنا گھر وہاں بندھانا ہے، ایک دیس تحقیق یہاں تے وہاں جانا ہے۔ ہمیں یہاں آئے ہیں وہاں[5] کا کچہ کام کرنے خاطر یہاں اچکر وہاں[6] کا کام خام کرنے خاطر جنے یو کام کیا[7]، اُنے کچہ کام کیا[8]۔ عاقل پر اتنا سمج[9] کر کچہ نا کرتے تھے بہوت کچہ لازم آیا ہے، یا جاہل ہے یا شیطان باٹ ماریا ہے، یا دیوانہ ہے، یا حضرت پر ایماں نیں لیا نا ہے۔ نیں تو کیا معنی دھرتا ہے کہ اتنا عقل دھرے، سمجھے ہور نا کرے۔ جکوی عین جاگا پر دغا کھائے، جیتا عاقل اچھے[10] تو بھی اسے عاقل کھیا نہ جائے۔ اگر تجہ میں کچہ پہچان ہے تو تیرا نفیج تیرا شیطان ہے۔ سینے میں شیطان کیوں[11] یاد آتا رحمان[12]۔ اگر[13] انسان ہے تو اپس کوں ہور اپنے شیطان کوں پہچانے[14]، یو دشمن ہے اسے دوست کر نہ جانے[15]۔

القصا زور آور سوں لگیا ہے کام۔ اتال[16] یہاں بہوت[17] ہونا عقل[18]، یہاں بہوت ہونا فام۔ زور آور کوں[19] ناہکارنا، زور آور کوں ہنر سوں مارنا۔ اتا لیچ تے کچہ سمج کر اپنا شکر سمج کر کیا ہوا جو پانچہ لاک جوڑے، کام کے لوکاں بہوت تھوڑے۔ کام کے لوکاں کیا باٹ میں پڑے ہیں[20]، کام کے لوکاں کیا بازار میں کھڑے ہیں۔ کام کا لوک ہزاراں میں ڈھونڈے تو ایک ملتا، اصل ایک بیڑے یا نیج پر ملتا۔ ولے عزت بہوت منگتا، حرمت[21] بہوت منگتا۔ جو اہل ہے، اس کے آنگے[22] یو کھانا پینا سہل ہے بھلے لوکاں کی یو پچ گت[23]، فارسی میں بی کہے ہیں کہ "اوّل عزت دویم نعمت"۔ اصیل ہر محبت کا بھوکا،

---

[1] دوام و ہمیشگی جس کی کوئی انتہا نہ ہو۔

(۱۲۸)

اصیل شفقت ہور مروت کا بھوکا. جو بادشاہ اصیلاں کوں منگتے اسے جفانیں کہ بولے ہیں۔
"اصیل نے خطانیں، کم ذات تے وفانیں". کام پڑے بغیر کس کی ذات دس نیں آتا۔ بھلا ہور
بُرا، اصیل ہور کم ذات دس نیں آتا۔ سچ بڑیاں باتاں کرتے، ایک بات کوں سو دکایتاں
کرتے۔ جس آدمی میں بہوت اچھے گا گیان، اسیچ میں کچھ ہے بھلے ہور بُرے کی پہچان۔ آدمی
بہوت بڑا گوہر ہے، اس گوہر کوں پرکھنا ہر کسی کا کام نیں ہر کسی میں یو دور بینی۔ یو نازک
فام نیں۔ یو خدا کا دینا ہے، یہاں کیا کچھ زوراں سوں لینا ہے۔ اصیل کی بلا دور، اصیل تے صاحب
شرم حضور، اصیل لوک بادشاہاں کوں بہوت ہیں ضرور۔ اصیل پیکاں پر نظر نیں دھرتا
اصیل اپنی شرم کوں مرتا، اپنے نیم دھرم کوں مرتا۔ جو کچھ ہوتا، خدا کا بھاتا، بُرا وقت
کیا پوچھ کر آتا۔ توں عقل بادشاہ، توں صاحب سیاہ تجے واجب ہے جو چن چن کر خوب
لوک ملانا، ایک جا کا نیں بل بھبیا تو ایک جا گا کا دھندا اُچانا، دشمن تے موں نا موڑنا
لہوا بات کا نا چھوڑنا۔ لہوے تیج بادشاہی آئی۔ انگے بھی لہواچ کیے گا رہنمائی۔ لہوے
کوں دئے سٹ پچھیں کیوں نبرتے جھٹ۔ دل گھٹ اچھنا، مرد کوں لہوے کی چٹ اچھنا
یکہا دی وقت خدا نا کرے اگر راجوٹ آڑے پچھیں تو لہوے سونچہ کام آپڑے۔ لہوے
کوں زور اچھے گا تو راجوٹ چلے گی، نیں تو راجوٹ کھڑی نا رہسی آخر ٹلے گی۔ اگر راجوٹ
تیج بادشاہی آتی تو سب کوی کرتا۔ کوی نا گزرتا۔ لہوے کے سر سہرا، لہوے تے عزت تیرا،
جو کچھ دلائے سو دلا، دلاور لوک ملا۔ بادشاہ کوں نہاٹنے کانیں بھتا بل، چھوڑتا کون، کدھر
جائیں گے نکل۔ یہاں واجب ہے کچھ کرنا۔ عقل بادشاہاں کا کام دل جوڑنا ہے، دل سوں پر
دل توڑنا ہے۔ یو دو دیس کی دنیا کوی دیکھیا کوی سُنیا۔ یہاں کچھ کرنا ہے، اگر ہزار برس
جیسے بی آخر مرنا ہے۔ دنیا میں آنا ہے، ناؤں چھوڑ جانا ہے۔ انگے کے لوکاں آنہار
ناؤں پوچھتے آتے، مرد کے ناؤں تیج مرد کوں پاتے۔ بڑا کر جانتے، اعتقاد لیاتے۔ مرد

(۱۲۹)

اپنے ناوں پر بہوت گرم اچھنا نہ سرد(۱)، فارسی میں بی کتے ہیں کہ "نام مرد بہ از مرد"[1] ایسے زندہ دلاں کوں موئے نیں کتے ہیں، خراب ہوئے(۲) نیں کتے ہیں۔ یو دایم جیئے(۳) سٹو یو لوکاں، یو کاماں کیے سو لوکاں۔ انو کوں خدا جانتا، خلق(۴) جانتا، نیں تو چپ کسے کوی کیوں مانتا۔ لے(۵) دیئے(۶) انو کوں خوب نیں کتے، یہاں بغیر(۷) دیے لے بندے ہور ہتے۔ مشقت ہور ہمت تے ہوتا نام، یو نام بہوت(۸) بڑا کچہ ہے کام۔ اول نام آخر نام، سب کون نام سونچہ ہے کام۔ خدا بی نامیچ دھرتا ہے، عالم بی اس(۹) نام سوں کام دھرتا ہے(۱۰)۔ جنے جو کچہ پایا(۱۱) یا سو ہمت ہور تدبیر سوں پایا، دولت کوی ماں کے پیٹ(۱۲) تے نیں لایا۔ بڑا ہونے منگتا ہے تو بڑے لوکاں کون پیدا کر، بڑے لوکاں تے کیا ہوئے گا۔ کھڑے لوکاں کون پیدا کر(۱۳)، بڑے لوکاں کی بڑی فکر بڑے دھانوں(۱۴)، بڑے لوکاں کی عقل اس حد لگن دوڑتی جاں لگ(۱۵) خدا کا ناؤں۔ ننھے لوکاں کے ہات نکو(۱۶) بڑا کام(۱۷)۔ توں عقل بادشاہ یو تجھے بہتر ہے فام(۱۸)، تجھے روشن تمام۔ یو بولاں لوکاں رکھے ہیں چن چن، "سکلائی بد دہلیز تلک گہر گہٹ کی دوڑ باڑی لگن"(۱۹)۔ "بگولا ہزار پر دھرے گا"(۲۰) تو کیا بیری کا کام کرے گا۔ جتنا تیزی ہوئی سوئی(۲۱)، تو کیا شمشیر کے برابر ہوئی۔ بلی کوں باگ کا کس آئے گا، لانڈ کا چیتے کا چھانپ بھائے گا۔ کہلگا ہتی کا کام سارے گا، سیہ(۲۲) گوش شرزے کے ابھائے مارے گا۔ بڑے آدمی کوں بڑا کام فرمانا(۲۳)، ننھے آدمی کا کام گھر میں آنا جانا، بخرے(۲۴) لیا نالے جانا۔ ننھے آدمی نے کچہ مختصر خدمت(۲۵) لینا، ننھے آدمی کے ہات بڑا کام نا دینا۔ آدمی کی ذات(۲۶) ہے جوں تیوں کام چلاتا ہے، ولے کام کے وقت جاں کام پڑتا(۲۷) ہے وہاں دغا کھاتا ہے۔ گہابرا ہوتا ہے(۲۸)، گنوا تا جاتا ہے۔ تقوا قرار نیں اچھتا، ہمت نکل جاتی، دل یک ٹھار نیں اچھتا۔ ذات میں دیکھا دیکھی(۲۹) تقلیدی کام سرانجام کوں

---

[1] جواں مرد کا نام (شہرت) خود اُس سے بڑھ چڑھ کر ہوتا ہے۔ جیسا کہ فارسی میں ایک اور کہاوت ہے کہ "نام رستم بہ از رستم۔

(۱۳۰)

انپیڑنا مشکل۔ ننگ(۱) نام کوں انپیڑنا مشکل۔ کام نا تمام، اونتری سیکھا سو کام۔ آدمی ہے۔ بات کرتا ہے۔ ہر یک کام کون سوراۃ کرتا ہے۔ پاچ مہور کاچ دونو(۲) ہرے ہیں۔ ولے دانش مندان نے یہاں فرق کرے ہیں۔ کاچ میں کیا(۳) پاچ کی جھلک جھلکے گی۔ کنکے میں کیا موتی کی ڈھلک ڈھلکے(۴) گی۔ اگرچہ ہم رنگ ہیں کنکا ہور موتی۔ ولے موتی کی جوت کنکے میں نہیں(۵) ہوتی۔ پانی سب اکیچ جنس ہے۔ سب جاگا بیتا بارا(۶)، پیئے(۷) تو معلوم ہوتا ہے کیں(۸) میٹھا ہے، کیں کھارا۔

القصہ(۹) اگر تجہ میں کچہ زور اچھے گا تو عشق تجہ سوں صلح پر ہوئے گا راضی، وگر تجہ(۱۰) میں زور نا اچہ(۱۱) سی تو عشق البتہ تجہ پر کرے گا دست درازی، ہشیار ہوئے تو کچہ کا کچہ ہوئے گا۔ اتا پیچ(۱۲) تے کر کچہ(۱۳) اپنی کارسازی۔ جاں تے دشمن نے مطلق زبوں پایا، پیچھیں دگدایا۔ دسرا کوئی اگر دشمن ہوا تو سہل ہے، ولے اپنا دشمن آپے ہونا بہوت جہل ہے لوکاں تھوڑے(۱۵) ہوئے تو ہوئے ولے خوب اچھنا، بہوت کام کے دلاور اپروپ اچھنا۔ جو ایک ہزاراں(۱۶) پر اٹھے ایسے لوکاں ملے تو دشمن کا موں تٹے، دشمن کا لشکر پھٹے۔ بہوتاں میں تھوڑے بڑے(۱۴) چل جاتے، تھوڑیاں میں بہوت بڑے کام نہیں آتے۔ بہت بڑا وقت لیاتے۔ پچھیں تھوڑیاں(۱۸) میں بہو تیچ تھوڑے ہوتے، کام مشکل ہوتا باٹ کے روڑے ہوتے۔ جکوی ہمت کے میدان میں رہے کھڑا(۱۹)، اس کے آنگے خدا(۲۰) ہے بڑا۔ خدا بی ہمنا کوں ہماری ہمت کوں آزماتا ہے، خدا کوں بی ہمت کا کام بہوت بھاتا ہے، ہر ایک کام آپے سنبھالتا(۲۲) آتا ہے نہیں تو کیا ہمنا تے سنبھالیا جاتا ہے۔ اگر دوچہ(۲۳) سنبھالنہارا(۲۴)، تو مرداں کوں ہمت بغیر کیا چارا۔ اگر ہمیں دشمن پر ہمت کر نہیں رہے، تو ہمنا یو پڑیا ہے نہ کہ خدا ہنسے۔ وو(۲۶) بیٹھا ہے آزمانے، ہور ہمنا میں ایتے بہانے۔ ہمیں بی عجب مرد ہیں، بہوت(۲۷) کوی بڑے فرد ہیں۔ ہمیں کسی کی بات کون یہاں ٹھاوں نہ دھرنا، اپنی تعریف آپ(۲۸) نہ کرنا۔ راجوٹ بی دراصل

(۱۳۱)

(۱) عاجزی کی نشانی ہے، (۲) قوت کچہ ہور ہے، قوت کی کچہ ہور عالیشانی ہے۔ (۳) راجوٹاں ضرورت کی حکایتاں ہیں آخر لہو اچ کام آئے گا، باقی باتاں ہیں۔ (۴) جدھر چلتا، اُدھر اول پاؤں اٹھتا، آخر لہو اچ (۵) پر تال ٹھتا۔ (۶) لوکاں خوب جوہردار لوکاں کوں بسرتے، پتھرے ہور کنکرے سو جمع کرتے۔ (۷) جنوئیں ایسے کاماں ہوئے دخل، (۸) انوئیں کیا مانی اچھے گی عقل۔ جوہردار لوکاں ہات تے جاتے ہیں، تو وقت پر (۹) کیا کنکرے پتھر کام آتے ہیں۔ خوب لوکاں جائیں گے، (۱۰) پچھیں کیا برے (۱۱) کام آئیں گے۔ (۱۲) خوب لوکاں تے ملتا ہے ملک ہور مال، خوب لوکاں رکھتے ہیں ملک کوں سنبھال۔ جسے توں کچہ محبت سوں دیا، اسے توں (۱۳) اپنا کیا۔ مشہور ہے کہ "جدھر بنڈی ڈوی، اُدھر سب کوی"۔ (۱۴) جسے توں (۱۵) اپنا کیا وہ چہ تیرا، ہر کسی کوں نکو جان کہ یو وقت (۱۶) پر ہے میرا۔ (۱۷) عاقل آنگے تیج جانتا، نادان پچھیں تیج پہچانتا۔ (۱۸) اپنیاں کوں اپنا کرنا، اپنیاں تے مال دریغ نا دھرنا۔ اپنے سو اپنے، پرائے سو پرائے، پرائیاں کوں اپنیاں میں کیوں لیا جائے۔ اپنیاں میں بہوت تواضع بہوت تعظیم، نوے سو نوئے قدیم (۱۹) سو قدیم۔ کہتے ہیں کہ "اول خویش، بعد از درویش"[1]۔ (۲۰) اتال سب خوب دسیتے ولے سن رے (۲۱) جیوا ما گھر کو دیوا تو مسجد کوں دیوا۔ (۲۲) یوو قصاکہ "چار بلائے چودہ آئے سنو گھر کی ریت، بہار کے آکر کھا گئے گھر کے گائیں گیت"۔ (۲۳) آشنا کوں جاننا، بیگانے کوں پہچاننا۔ (۲۴) دنیا میں اپنائیت خوب ہے، اپنائیت غایت خوب ہے۔ مال ملانے منگتا تو مال ملاتیاں کوں منگ، (۲۵) دلیر لوگ ماتے بھاتیاں کوں منگ، خدا ہور رسولؐ کے (۲۶) بھاتیاں کوں منگ، ریجھتے ہور رجھاتیاں کوں منگ۔ کچہ مشکل پڑے بغیر خوب لوکاں پہچانے نیں جاتے، (۲۷) وقت پر سب کوئی کام نیں آتے۔ (۲۸) بادشاہ نے ہر ایک ملک تدبیر میں پڑھکر لینا، تدبیر نہ بھی تو لڑ کر لینا۔

---

[1] پہلے اپنا خیال بعد میں پرائے (درویش) کا خیال۔ (امثال و حکم میں یہ کہاوت یوں ہے۔ "اول خویش آنگہ درویش" صفحہ ۵۵۵ جلد اول)

(۱۳۲)

جھگڑ کر لینا۔ سال میں ایک گز زمین تو بی فکر کرنا، جو ہات آوے، کچھ بی لینا تا سال خالی (۱) (۲)
نہ جاوے۔ جنے چار ننھیاں کوں سمیٹا وو بڑا ہوا، چار بڑیاں ہیں آپے بی کھڑا ہوا۔ بڑے (۳)
ہوئے ہیں سوسعی کرتے کرتے ہوئے ہیں، ہمت دھرتے دھرتے ہوئے ہیں۔ گڑ کوٹ (۴) (۵)
لینا، ملک لینا، ایکس کا ملک ایکس کوں دینا۔ یو بادشاہاں کا کام ہے، اس خوشی کی لذت (۶)
دُسریاں پر حرام ہے۔ کون انسان اس خوشی پر ہے، کسے یو خوشی ہے۔ خوب عورت، (۷)
خوب کھانا، خوب لہوا، خوب گھوڑا، یو سب میسر ہے تھوڑا، تھوڑا۔ بادشاہاں نے (۸)
اپنی خوشی نا بسرنا، اپنی خوشی کی کچھ فکر کرنا۔ توں۔ بادشاہ، توں عالم پناہ، توں ظل اللہ، (۹)
توں صاحب سپاہ۔ بادشاہاں سب تے بڑے سب تے معتبر، انو کی خوشی ہور دُسریاں کی
خوشی کیوں ہوتی برابر۔ بادشاہاں تیر، ترکش، کمان، لہوا، سپر اپنے سنگات لیکر مستعد (۱۰)
ہو کر، سب کوں دلاسا دے کر ہمت سوں، صلابت سوں جوں ترکش بندی کا قاعدا ہے (۱۱)
جس بات میں ترکش بنداں کوں فایدا ہے۔ خوب نمائش سوں، بہوت آرائش سوں بہار (۱۲) (۱۳)
آنا۔ بہار آوے تو غافل نہ ہو جانا ہوشیار آنا۔ اپنی مردی کا سنگار آپے دیکھنا، اپنے لشکر
کون دکھلانا۔ تا دُسریاں کوں دیکھ کر اس آوے، ترکش بندی کی ہوس آوے۔ ترکش (۱۴) (۱۵)
بند ترکش بندی کرے، نر جوت اچھے، وو بی جوت دھرے۔ یو ترکش بندی کا آدم یو لیچ (۱۶) (۱۷)
ہیں کہ "النَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ"[1] بادشاہاں بڑے، ترکش بنداں کوں انو باٹ (۱۸)
دکھلانا، انو ترکش بندی پر لیانا۔ انو دینا پنداں تو ترکش بند کا دل قوت پکڑتا ہے، (۱۹)
تو ترکش بند لڑتا ہے، ہمت یاری دیتی ہے تو آگ میں پڑتا ہے۔ جو بادشاہاں یو روش (۲۰) (۲۱)
چھوڑے، تو یو کدھرتے ترکش بندی کریں گے نگوڑے۔ جو کام بادشاہاں کون سہتا ہے (۲۲)
عالم سب اپنے کام پر آتا ہے جو کوئی کام کرتا ہے، سو بادشاہاں کوں رجھانے خاطر کرتا ہے۔ (۲۳)

---

[1] لوگ اپنے بادشاہوں کے طریقے پر رہتے ہیں۔

(۱۳۳)

(۱) بادشاہان کوں خوش آنے خاطر کرتا ہے، اپنی مراد پانے خاطر کرتا ہے۔ بادشاہ مظہر اعظم ہے، (۲) خدا سب کچہ دیا کیا کم ہے۔ جس کام پر قصد دھرتا ہے، وو کام کرتا ہے۔ (۳) گیان جسے خدا دیا (۴) اسے کوی نیں لیا اجارہ، عربی میں کہے ہیں کہ "اَلْعَاقِلُ تَكْفِيْهِ الْاِشَارَةُ"[1]۔ اس بات (۵) میں کہی دہی مہارت، دکھنی میں بی بولے (۶) ہیں کہ "تٹو کو ٹومنی تیزی کوں اشارت"۔ جنے خوب فکر کیا اس کا کام ہوا خوب، کہاوت ہے کہ "طالب را مطلوب"۔ یوں کچہ ہوئے تو بادشاہی کا سوا دپائے (۷)، اپنا حکم اپنی درا ہی کا سواد پائے (۸)۔ جنے یوں کیا اس کا نام ہوا، جاں عشق لگیا تمام وہاں کام ہوا۔ جیو اس کام پر دہرے، فرصت (۹) ہے لگن کچہ کرے۔ عشق بادشاہ بہوت مست، بہوت زبردست۔ مست کوں پتیا کرا چھنا عقل کا کام نیں، بھروسا (۱۰) اس پر بھا کرا چھنا عقل کا کام نیں۔ پھر یا تو اسے منا کرنہارا کون ہے، بڑے کوں ننھا کرنہارا کون ہے۔ دنیا ہے (۱۱) ڈرتا، کچہ فکر کرتا۔ ہر کوی نہاٹ کر بادشاہ پاس (۱۲) آتا، بادشاہ نہاس (۱۳) کر کدھر جاتا۔ یک (۱۴) وقت تو ٹیا تو جوڑتا کون؟ بادشا نہاٹیا تو چھوڑتا کون؟ غنیم لگن کیا کام جاتے، (۱۵) اپنیچ لوکاں تو دشمن ہوآتے، (۱۶) لوٹتے، ننگاتے (۱۷)، ہزار ہزار (۱۸) بلایاں لیاتے۔ اول اپنے لوکا پنچتے ڈرتا، پچھیں دشمن (۱۹) کی فکر کرتا۔ کون بادشاہ مال، دھن سوں نہاٹ کر سلامت گیا، جوں بکلیا تھا تیوں (۲۰) انانت گیا۔ البتہ ننکائے ہیں۔ یا مفلس ہو کر گیا، یا پکڑ لیائے ہیں۔ بادشاہاں کوں (۲۱) جتنی خوشی اتنا دکہ بی ہے، جتنا نیک اتنا بد بی ہے۔ بادشاہ تو پیچ جو لشکر (۲۲)، گھوڑا، ہتی ہے، سب نہاٹے (۲۳) پچھیں کیا بادشاہ کی عزت رہتی ہے۔ مالی جیتا (۲۴) جیتا ہے وے چھاڑ بیہڑتے اپرے پچھیں کیا پنپتا ہے۔ شیشا پھٹے پچھیں جڑتا نیں، پر کٹ ہوئے (۲۵) پچھیں جناور اڑتا نیں۔ یو بات دانش کا ہما اس بات کوں فامتا کون، آسمان تت (۲۶) (۲۷)

---

[1] عقل مند کے لئے اشارہ کافی ہے۔

۱۳۴

پر یا پھچیں اسے تھامتا کون۔ حوض کی پال ٹوٹے تو یکایک باندھی جاتی ہے؟ ولایت گئی پھچیں (۱) بی ہات سے آتی ہے؟ جوں کمان کا تیر، جوں (۲) بولے سو بات، بو دو نو گئے تو مشکل ہے بھر آنا ہات۔ عقل دیا ہے خدا نے آدمی کوں بڑا (۳) نگ (۴)، بادشاہاں کوں تدبیر کرنا واجب ہے ولایت ہات میں ہے لگ (۵)۔ عشق کے آنگے عقل کوں کتا گمان ویچ قصا کہ "ہستی (۶) کون کل چڑی ضماں"۔ عشق کوں (۷) نہ پتیایا ہے، بپوتاں کوں لوٹیا بپوتاں کوں ننگایا ہے۔ دنیا تماشے کی ٹھار ہے، وہی بھلا جو اپنے ٹھار ہشیار ہے لوکاں اتال بہت پھلا کھانے ملے ہیں (۸) اوا سوا (۹)، وَلے وقت کوں (۱۰) کام آن ہارا ہے سو (۱۱) اپنا خدا، اپنی عقل، اپنی ہمت، اپنا لہوا۔ یو مصحف کی آیت ہے سن، سمج ہور دل میں رکہ جتن، "كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ (۱۲)" یعنی جو کوی مرد ہیں جیو کوں عزت پر وارے ہیں، تھوڑیاں نے بپوتاں کوں مارے ہیں۔ کیا کروں بولیا دل ہوا داغ کہ کہے (۱۳) (۱۴) (۱۵) انہیں "وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ إِلَّا الْبَلَاغُ (۲)" یعنی حاجب کا یو کام ہے جو بولے راسک راس، بیلا ڑاس پر عمل کرنا ہے سنہڑ (۱۶) رے پاس۔ اتا لیج تے آپس کون سنبھال رکہ، خوب لوکاں ملانے پر خیال رکہ خوب لوکاں کیا ایکج بار ملیں گے چنتے چنتے کیتک دیساں (۱۷) کوں دو چار ہزار ملیں گے۔ اگر فتح ہے تو بی دشمن (۱۸) موں پر تے ٹلنے کوں کوی ہونا نچہ، واگر خدا نا کرے شکست (۱۹) ہے تو بی سنبھالنے کوں (۲۰) ہونا نچہ (۲۱)۔ اگر ایک جاگا ہوڑ (۲۲) ہارتا، تو دوسری جاگا جاکر لہوا مارتا۔ اگر دشمن (۲۳) کی فتح ہور شکست تے دل درہم نیں (۲۴) ہوتا تو کیا اپنے گھر کا بی غم نیں (۲۵)۔ اپس کوں ہورا اپنے ملک کون سنبھالنے تو اچھنا، یو آگ گھر کی بلا کوں جلنے تو اچھنا۔ جوں تیوں دلاوراں کوں (۲۶)

۱؎ (اکثر ایسا ہوا ہے کہ) اللہ کے حکم سے تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب آئی ہے

۲؎ اور رسول، کے ذمہ صرف پہنچا دینا ہے (رسول کا کام اللہ کے احکام کو واضح طور پر بندوں تک پہنچا دینا ہے)

(۱۳۵)

جمع کرنا ضرور ہے، بہادراں کوں جمع کرنا ضرور ہے۔ بادشاہ وو(۱) خوب جو لشکری کوں خوب کر جانے، خوب(۲) لشکری کوں محبوب کر جانے۔ مانگ موتی انو پرتے وارے یو غازی مرداں، جیو وین(۳) ہارے اگر کوی منگتا کسی(۴) کا جیو لیوے(۵)، جیو کوں جیو نیں تو جیو کے بدل پیکا تو بی دیوے(۶)(۷)۔ پیکا ہات تے نیں دیا جاتا، جیو کسی کا کیوں لیا جاتا(۸) جیو لینے بہوت(۹) دل، ہور پیکا دینے ایتا مشکل(۱۰)۔ اگر توں منگتا ہے کہ خلق تجے منگے تو توں پیکاں کوں نکو منگ، توں(۱۱) جو پیکاں کوں منگیا تو تجہ میں ہرگز نا رہسی رنگ، کام سب ہوئے گا بھنگ(۱۲)۔ بادشاہاں کوں لشکر بچ بڑا مال، جس بادشاہ کے خزانے میں یو مال، وو بادشاہ دایم خوشحال۔ اس بادشاہ کوں(۱۳) دایم فتح جا کے تروار، خاطر قرار۔ زیاستی کام تج کر، لشکر اپنا سمج کر، لشکر کے دل ہوں دل ساندنا، پتھریاں کا کوٹ کیا کام آنا(۱۴)، خوب دلاں کا کوٹ باندنا۔ جس بادشاہ کوں خوب دلاں کا کوٹ نیں، اس بادشاہ کون اوٹ نیں۔ پتھریاں کا کوٹ گھڑی میں اُڑ جاتا، اس کے آسرے(۱۵) کون آتا، بہار کوی جھڑان ہارا چھے تو دو(۱۶) دیس کوٹ میں جانا، نیں تو چپ(۱۷) کوٹ میں جانا کیا مانا عبث(۱۸) دل میں ایسی فکر نا کیا(۱۹) نا، لشکر نیں سو کوٹ، جانو ہات میں باندکر دیے ہوٹ(۲۰) جو سر یا پانی ہو ردانہ، تو کو بچ(۲۱) ہوا بندی خانہ پہچیں(۲۲) کام ہوتا سخت، قول منگنے کا آتا وقت۔ کسی کا نیں سنیا کہا، کدھر نکل(۲۳) جانے تے بی رہیا۔ دشمن کے لوکاں آتے، بند پکڑے جاتا۔ وو عاجزی(۲۴) دو شرم ساری، تو بہ الٰہی، یو بڑی خواری۔ اس واقعے سوں جکوی جینے کی ہوس کرتا ہے۔ اُس جیونے پر یو(۲۵) مرنا ہزار جا گا شرف دھرتا ہے۔ لوکاں لڑ کر مریا بولیں گے، مرد تھا شاباش خوب کریا بولیں گے۔ اگر دل میں ہے مردی کا ہوس(۲۶)، تو مرد کوں دنیا میں یو ناو(۲۷) بس۔ بادشاہی کا کیا سواد(۲۸) عاجز ہو کیس(۲۹) کے بند میں جانا، جاں بادشاہی کا رچ(۳۰) ہے۔ وہاں یو کیا مانا۔ خدا ایسا وقت کسی پر نا لیاوے مرد کوں(۳۱) عار پر نظر کرنا ضرور ہے۔ جو کام عزت پر نا آوے۔ مرداں کوں یو جائے محک ہے

(۱۳۶)

اس میں کیا شک ہے۔ وو توسب ہوا اتال یو کہنا، یو فکر کیا سو قایم کیو نکر رہنا۔ توں
تو جوں جیو پکڑ رہیا ہے تن، یو بی ماٹی کا کوٹ ہے کو لگ کرے گا جتن۔ عشق نے
بہوتاں کے اسے کوٹ لیا ہے، لیا سوا جہوں کسے پھر انیں دیا ہے۔ توں عقل بادشاہ
ہور اس کوٹ پر بھروسا کیا ہے، کیا مست ہے، اپنے گیان کی شراب پیا ہے۔ کوٹ
سو دلاں کا چلتا کوٹ، جس کوٹ پر دشمن نہ کرسی چوٹ۔ جس کوٹ کوں کوٹ کہا جائے
سو یو کوٹ ہے، جس کوٹ میں رہیا جائے سو یو کوٹ ہے۔ یو کوٹ ہوئے تو
وو کوٹ سہاوے، یو کوٹ نیں تو وو کوٹ کیا کام آوے۔ کوٹ کو ہور ملک
کوں لہوا سنبھالتا ہے، جیسی بلا آئی ویسی بلا کوں لہوا ٹالتا ہے۔ لہوے تے
لوکاں ڈرتے ہیں، تو آکر یکس کی طاعت کرتے ہیں۔ لہوا غازی جنے لہوا ہات پکڑیا
اس کی دایم پیش بازی۔ خدا کا رسولؐ، خدا کا قبول، مقبول اسے بھایا ہے، انے نبی
یوں فرمایا ہے، یو حدیث آیا ہے، اس میں کچھ نیں شک ہے کہ "رزقی تحت ظل رمحی"
یعنی میرا رزق میرے نیزے کی چھاؤں تل ہے، جو کوی مرداں ہیں۔ انو کوں یو بل ہے
مردے روٹی لہوے کے زور سوں کھانا، چار مرداں میں اپس کوں مرد کہوانا، دنیا
میں اپنے ناؤں کا علم اچانا۔ جو عالم میں یو بات ہوئی فاش، جو کوئی سنے سو کہے
شاباش شاباش۔ جوں حضرتؐ کتے ایک دیس یکس کے گھر گئے تھے مہمان، وہاں
لہوا نیں دیکھے تو نیں اس کے گھر میں ہرگز کھائے کھان۔ کہ تیرے دل میں غزا کی
نیت نیں، خدا کے رضا کی نیت نیں۔ مرتضیٰؓ کوں ذوالفقار آیا تو مرتضیٰؓ اس جا کا
انپڑے، توسب انو کے زیر ہوئے توسب انو کے ہات تلے سنپڑے۔ لہوے کا مرتب
بہوت بڑا ہے، لہوا عرش پر کھڑا ہے۔ پیغمبرؐ کہ خدا کے رسول تھے انو آپے لڑے، انو کے
اصحاب لڑے۔ انو کا وا نت شہید ہوا، تو دین کا دولت مزید ہوا۔ کفر کو اسلام کیئے،

(۱۳۷)

(۱) خدا فرمایا تھا سو کام کیئے۔ یو محنت یو جفا کسے بھاتی، (۲) بیٹھے بیٹھے ولایت آتی تو انو کون آتی (۳) دو تمانی، خدا جیسا حامی۔ ایتا اچھکرایتے دکہ میں پڑے، لہوائے کر میدان میں کھڑے۔ کافران کا خون ہوے، تو کافراں زبوں ہوئے۔ (۶) خراج دیئے، (۷) دین قبول کیئے۔ یو فتح تو ہوتی تھی جو مال پر نظر نہ تھی، دلاور لوکاں پر نظر تھی، انو بڑے تھے انو کوں اول آخر کی سب خبر تھی۔ اول یاراں تھے تھوڑے، رہتے رہتے بہوت جوڑے۔ ترتیب ہور (۸) تدبیر کے صاحب تھے، شمشیر ہور تیر کے صاحب تھے۔ (۹) قول قرار تھا، وعدا استوار تھا۔ بات میں خطا نہ تھا، ایک بات تے دُسری (۱۰) کوی کتا نہ تھا۔ اتال بی اگر کسی میں پاک نیت ہور ہمت ہے، تو انوچ کے فرزنداں انوچ کی اُمت ہے۔ (۱۱) اتال کیا خدا جدا ہے، اتال بی دہیچ خدا ہے۔ اتال بی بہوتاں (۱۲) تھوڑیاں تے بہوت کچہ ملائے ہیں، (۱۳) ہمت کیے ہیں (۱۴) میدان میں آئے ہیں، محنت دیکھے ہیں، اپنی مراد پائے ہیں۔ گنج کیا (۱۵) بے رنج ملتا ہے، رنج دیکھتے ہیں تو گنج ملتا ہے۔ خدا پر توکل کرنا، دل پر خوشی دھرنا، ہمت کوں نا ہرنا۔ کو لگ صبا اٹھ (۱۶) چاروں طرف کا غم کھانا، دنیا دو دیس کی یہاں (۱۷) غم کھانا کیا مانا۔ مرد یو بات یاد رکھتا ہے۔ (۱۸) نیں بسرتا ہے، مرد کا یقین پورا ہوا (۱۹) تو خدا بی مدد کرتا ہے۔ ہر روز خوشی کر، ہور اپنا لشکر سج (۲۰) سج باز و ٹھوک ہور بادل ہو کر گرج۔ (۲۱) مرد کوں رنج ہور رنج یو بات نکو بسر جتنا سکے گا، اتنا اپنا لشکر درست کر۔ جس لہوئے تے بڑائی پائے، اس لہوئے کوں بسر یا کیوں جائے۔ لہوئے تے یو ملک یو راج آیا، لہوے تے یو تخت یو تاج آیا، لہوئے تے سایۂ خدا خلیفۂ خدا کہوایا۔ لہوے تے اس مراتب کوں آئے بادشاہاں کوں (۲۲) اولتے بی لہوئے بغیر راجیہ نیں، آخر بی لہوئے بغیر علا جیہ نیں۔ جیتی فکر جتنی عقل آئے، ہات تے لہوانا سٹیا جائے۔ آدمی جس پر دھیان (۲۳) رکھتا ہے، تو کچہ بی ہوتا ہے۔ خالی نیں جاتا، (۲۴) خدا کی درگاہ نا اُمیدی کفر ہے نا اُمید ہونا خدا کوں نیں بھاتا۔ (۲۵) اگر کوئی بادشاہ

(۱۳۸)

اپنا ملک چھوڑ(۱) ضرور کوں ہور(۲) ایک بادشاہ کے ملک میں جاوے گا، تو کیا اپنے ملک کی جیسی خوشی پاوے گا، جیونا(۳) بھاوے گا۔ بادشاہ(۴) ہی چھوڑ دیا سو تل تل آوے گی یاد، اس میں کیا ہے سواد۔ کچھ نہیں۔ جو کوئی بادشاہ ہے اسے ضرور ہے(۵) جو اپنی عاقبت کی فکر کرے، فرصت کا وقت غنیمت ہے کر جان تدبیر پر من دھرے۔ بادشاہاں کی اکیلی نہیں ذات، عالم عالم اچھتا(۶) بادشاہاں کے سنگات۔ بادشاہاں کوں بہوت اُچاٹ خوب نہیں، بادشاہاں کو بسرا سٹ خوب نہیں۔ مثلاً ہے دکھن میں، اگر کوئی(۷) سمجھے من میں "لوٹ میں(۸) لوٹ کا کلوٹ، لت میں لت غفلت"۔ جیونا(۹) تو لگ ہے جو لگ ہے نیم دھرم ست، توں بی عقل بادشاہ ہے، عالم پناہ ہے، صاحب سپاہ ہے، فرصت دھرتا ہے، جو کچھ کرنا منگتا(۱۰) سو کرتا ہے۔ تیرا فہم تیری دانش، تیری دانائی مشہور ہے، میں(۱۱) تیرا دولت خواہ ہوں کیا کروں مجے بی بولنا ضرور ہے، اس جاگا چپ رہنا(۱۲) نمک ہلالی تے دور ہے۔ بیت

(حرامش بود دولت بادشاہ

کہ ہنگامہ فرصت ندارد نگاہ) [1] (۱۳)

(وقت پر دشمن چپ رہتا، دوست جو کچھ جانتا سو کہتا۔ جس کا دل صاحب خاطر جلے گا سو بولے گا، جس کا دل صاحب خاطر تلملے گا سو بولے گا۔ اپنے(۱۴) تو یک بار بولنا میانے، بھچیں صاحب(۱۵) کا کام صاحب جانے۔ جان کر چپ رہنا نمک پر حرامی(۱۶) ہے، یو تمام خامی ہے۔ تجے چھوڑیں چڑنا(۱۷) کس کھاٹ، جو کچھ تجے باٹ(۱۸) سو مجے باٹ، جو کوی صاحب سو یوں اختیار اچھے اس کا دل صاحب خاطر کیوں نہ پکڑے اچاٹ۔ عقل بادشاہ، عالم پناہ صاحب سپاہ نے یوسب سن(۱۹) وہم کوں گلے لایا،

---

[1] اس کے لئے بادشاہ کی دولت حرام ہے جو فرصت کے اوقات کو نظر میں نہ رکھ سکے (فائدہ نہ اٹھا سکے)

(۱۳۹)

وہم کا اندیشا بہوت بھایا۔ کہا شاباش وہم، تیرا بہوت خوب ہے فہم۔ تیری فکر میری (۱) خاطر آئی، تجے ہم وزیری (۲) دیناہم پیشوائی۔ اگر افلاطون اچھنا، تو تیرے فہم کی داد دیتا بلکہ خدمت کرتا، کچہ فیض لیتا۔ جانتا کہ خدا کے عالم میں ایسے بی خردمند کامل ہیں، صاحب ہمت ہیں، صاحب دانش، صاحب دل ہیں۔ جوں فارسی میں (۳) کہتا ہے کہ بیت

حریفاں باد ہا خوردند ورفتند (۴)

تہی خم خانہ ہا کردند ورفتند [1] (۵)

خدائی خدائی اتال بی دونچہ ہے، جوں اول تے آئی۔ وہی (۶) خم۔ وہی شراب، وہیچ (۷) مستان ہیں، وہیچ دانا، وہیچ عاقل وہیچ زبردستیاں ہیں۔ جاں خدائی کی بات آئے، وہاں (۸) کچہ نہ کیا جائے۔ فارسی میں (۹) کہتا ہے کہ بیت۔

دیدہ را بکشا ببین دل را میفگن در گماں

مردیست در ہر پیرہن، مغزیست در ہر استخواں۔ [2] (۱۰)

(۱۱) اے وہم، تجہ پر بہوت (۱۲) مجے آتا ہے رحم۔ دل (۱۳) نے تجے نیں جانیا، تیری قدر نیں پیچانیا۔ (۱۴) توں بہوت دوراندیش، تجے ہم بادشاہ منگے، ہم درویش۔ تو کیا یو بات کیا ہے، تمام کرامت کیا ہے دانش منداں نے طاق بلند پر (۱۵) رکہے، لوکاں نے اس کا ناؤں کرامات رکہے دانایاں میں چلی ہے یوں بات، کہ "العقل نصف الکرامات" [3] وہم کیا سو باتاں

---

[1] ساتھی تو جام پر جام پی چکے اور چل دیئے، اور ایسا پئے کہ میخانوں کے میخانے خالی کر گئے۔

[2] آنکھیں کھول اور دیکھ دل کو گماں کا شکار نہ کر، جب تو آنکھیں کھولے گا تو دیکھے گا کہ ہر لباس میں آدمی اور ہر ہڈی میں مغز ہے (جو صاحب نظر ہیں وہ کسی چیز کو باطل نہیں سمجھتے ہر چیز میں کوئی نہ کوئی حکمت اور حقیقت دیکھ لیتے ہیں) گلستاں میں یہ شعر اس طرح ہے ؎ دشمن چو بینی ناتواں لاف از بروت خود مزن

مغزیست در ہر استخواں مردیست در ہر پیرہن۔ (گلستان صفحہ ۲۲۵)

اس لئے شبہ ہوتا ہے کہ شاید سب رس میں شامل شعر کا مصرع اولیٰ خود وجہی کا ہے دوسرے مصرعے میں بھی نسخوں کے الفاظ کا اختلاف ہے۔

[3] عقل آدھی کرامت ہے

(۱۴۰)

(۱) بہوت خوب ہیں بہوت معقول ہیں کر دل میں لیا یا، فی الحال لشکر بھیج کر دل کوں ہور نظر کون بند کرنے فرمایا کہ ہمارے شہر میں آئے کیا متا ہے۔ جو کچھ وہم کتا (۲) سو خوب کتا ہے۔ وہم کے باتاں کا اثر چڑیا، جو کچھ وہم کہا (۳) تھا سو اس کا ماں کے خیال میں پڑیا۔ دایم اس کام میں جیتاج (۴) اچھے تو کام رہیا (۵)۔ یک تل بسریا تو وہ کام گیا۔ جو کام پکڑے (۶) بی گھٹ پکڑنا، خوب پیٹ (۷) پکڑنا، مرد، دانائی کا ہٹ (۸) پکڑنا۔ نیں تو انے آیا کچھ بولیا انے آیا کچھ بولیا دل میں گانٹ (۹) باندیا تھا سو کھولیا۔ اپنی فکر ہوئی دانا دان، لوکاں کی فکر آئی میانے میاں۔ بادشاہاں روشن دل ہیں، خدا کے خلیفہ ہیں۔ خدا سوں ملے ہیں معلوم ہوتا، آخر تا اول، یو لوکاں انو کے (۱۱) پڑتے انو کی عقل (۱۲) ہر ایک بات (۱۳) سر چڑتی، پھچیں عادت وہیچ پڑتی۔ اپنی عقل (۱۴) کا سوا دگیا۔ اپنی عقل (۱۵) کا امداد گیا۔ اپنی عقل ہوئی ہوائی جانو لوکا نچہ کرتے بادشاہی۔ اُس کی کچھ نیں تدبیر، یو جانو (۱۶) ایک تماشا گیر۔ لوکاں کی عقل تے اگر خوب ہوا تو بی سہل امداد ہے، اپنی عقل تے جو کچھ (۱۷) ہوا اس میں سواد ہے۔ دانا کی عقل (۱۸) دغا نیں کھاتی، دانا کی عقل بہوت کام آتی۔ دل تازا اچھتا، اپنے کنے اپنا انداز اچھتا (۱۹)۔ اپنا مدعا آپے پا سکتا۔ یکادی وقت خدا ناکر کام (۲۰) تو بی لیا سکتا۔ اس دنیا کی دیکھ بھات، کیا ہوں ایک بات۔ جو تیوں عاقل اپنا کام کر لیتا، عاقل اپنا کام جان کیوں دیتا۔ اپنی عقل سوں (۲۱) اگر دوسرے کی عقل ملے تو واہ، واہ اس تے (۲۲) ہے کیا خوب، عاقل لوکاں بہوت ہیں مطلوب۔ بلند عقل دل کا اُجالا (۲۳)۔ بلند عقل (۲۴) خوب بہو تیچ آلا۔ یو بات سمجایا ہے (۲۵)، تھا کتے سو آیا (۲۶) کہ وو یاقوت کی انگشتری جو دل نے حسن دھن، من موہن (۲۷) تے عاشق ہو لیا تھا، وو انگشتری کچھ مصلحت دے کر نظر کون (۲۸) دیا تھا۔ ولے ناراں اس انگشتری کاں ایسے وقت (۲۹) گھڑے، کہ جو کوئی وو انگھوٹھی موں میں (۳۰) رکھے تو کسی کی نظر نہ پڑے۔ ہور دُسری

(۱۴۱)

خاصیت اس میں یوتھی کہ جو کوی وو انگھوٹھی رکھے اپنے سنگات، اس کے نظراں تلیں (۱)
دسے چشمۂ آبحیات۔ نظر وو انگھوٹھی موں میں لیکر، سب کی نظراں کوں دغا دے کر
ہنستا کھیلتا اس عقل بادشاہ کے بند میں تے بہار آیا، خیال کا وہانچہ خیال لایا۔ (۲) بہی ہزار
شوق سوں، ہزار ذوق سوں۔ دیکھنے اس حسن نار کوں، دیدیاں کے سنگار کوں، دل
کے آدھار کوں، شہر دیدار کوں، جانے اختیار ہوا پانوں سار ہوا۔ (۳) نظر تھا طالب
طلاب تھی غالب۔ بیگج شہر دیدار میں، رخسار کے گل زار میں، آیا۔ سیر کرتے کرتے دہن کا
چشمہ، (۴) شہد ہور لبن کا چشمہ جسے ابلوچ نبات کہتے ہیں، (۵) جسے آبحیات کہتے ہیں سو اس رخسار
کے گل زار میں پایا۔ نظر لالچی، لالچ بھریا، خام طمع کریا، (۶) غلط قصد دھریا۔ کہ اس شیریں
چشمے میں تے آبحیات کا سواد دیکھے (۷) ایک گھٹ پیوے، ہور آپے (۸) بی دنیا میں دایم جیوے۔
جیتا کوی دھونڈے، جیتا کوی دھاوے، بختایاں میں لکھیا سو پاوے۔ بارے جوں
آبحیات پیونے کوں موں چھاریا، اپنا پت، اپنا ست سب ہاریا۔ (۹) چوری کیا، (۱۰) تنا
خوری کیا۔ قضا (۱۱) اسے اس وقت یو گہری، کہ وو آنگھوٹھی موں (۱۲) میں نے نکل کر اس آبحیات
کے چشمے میں پڑی۔ بیت

امانت میں خیانت کیا ہے درکار (۱۳)
جو کوی یوں ہوئے اسے کیوں ہوے بھلی بار

دغا کھا کر بہت پچتا کر جیفی کھانے لگیا دل پر کچہ کچہ لیانے لگیا۔ (۱۴) بے ترسیا، بے چھیا
آبحیات کا چشمہ نظر تلیں تے چھپیا۔ نظر حیراں ڈانواں ڈول، کسے کہے کھول، موں میں
تے بہار نیں نکلتا بول۔

گنوا لیا چ توں اب کیا کام آوے پچتاوے (۱۵)
بوبست وونیئں جو گئے سو ہات پھر آوے (۱۶)

نظر نڈھال، نظر کا یو حال(۱)، جو یکا یک رقیب کیں دیکھا، سو نظر کے لگیا دنبال(۲)۔
پکڑیا جکڑیا، آزار دیا، ماریا، دُندساریا، جالیا اپنے گھرے جاکر بندی خانہ میں گھالیا
کیتک دیس یو منچہ(۳) ٹالیا۔ نظر دیاں نیت بدلایا۔ یہاں اس کا اجر پایا۔ اس بات کا
اس بات(۴)، وہاں کا وہانچہ(۵) خدانے دکھلایا۔ بہوت دیکھیا خواری، بدنیتی کی تاثیر
ماری۔ خدا کوں نیں ڈرتا، ایس کے مال پر کیوں نظر کرتا(۶)۔ پریشان درہم(۷) جدھر
دیکھتا اُدھر اندیشا ہور غم۔ کوی دست گیر نیں، کچہ تدبیر نیں۔ یکا یک، یک رات(۸) لف
نے جو اس دیس اپنے بالاں دی تھی اس(۹) کے ہات کے وقت پر یاد اچھو سو اس وقت
دو وقت(۱۰) یاد آیا، فی الحال ایک دو بال لیکر، بیگ(۱۱) بیگ آگ پر جلایا۔ تو کا نو یچہ
دیکھتا ہے جو زلف(۱۲) حاضر ہوآئی، پوچھی کہ کیا حال(۱۳) اے بھائی۔ کہا کیا پوچھے گی میرا
حال، میں کیا بولوں اتال۔ زلف کہی غم نکو کر، ہمت کم نکو کر۔ ہر ایک بلا ہے سو
مردانچہ پر ہے، صاحب دردانچہ پر ہے۔ بیت۔

ہمت دینا مرد نے عاجز ہو کر اڑے کوں
رکھنا نظر وقت پر ہر یک وقت پڑے کوں۔

مردانچہ پر ہے قناعت ہور قانعہ، مردانچہ پر گزرتا ہے وقت(۱۴) واقعہ(۱۵)۔ جیسے دنیا
میں غم نیں وو(۱۶) نادر ہے، خوشی غم(۱۷) سب مردانچہ کے سر ہے۔ چلتا سوچ اڑتا ہے، چڑتا(۱۸) چ
پڑتا ہے۔ لہوار کا کھیل جو آگ سوں ہے تو یکا دی وقت جلتا بی ہے، بڑا(۱۹) تیرا و جو
دایم پانی میں غوطہ مارتا کدہیں دم کو نڈیا جاتا(۲۰) ملتا بی ہے۔ بادشاہاں جو بادشاہی
کرتے ہیں، حکومت کا دعوا(۲۱) دھرتے ہیں۔ انویں کدہیں غم کدہیں خوش حال، ایسا(۲۲) اں
کا بی یو حال۔ دُکہ سہتا سو مرد، غم کے وقت خوشحال رہا سو مرد (گنگا بی(۲۳) دھوپ کالے
میں ننھی، برشکالے میں بڑی۔ جنگل کا چھاڑا سے کدھیں پھول پھل، کدھیں پت جھڑی)

اگر دائم اچھے یک وضا[1]، تو عبث ہے یو قدر قضا[2]۔ یو اس کی ذات ہے، جو دایم یک دہات ہے۔ مرد وو جو اپنا وقت کرے کل وقت، ابوالوقت اچھے نہ ابن الوقت[3] ایسی جاگا نکو اچہ کھڑا[4]، جو کدھیں ننھا ہوے کدھیں بڑا۔ واصل اسے کہتے ہیں[5]۔ صاحب حاصل اسے کہتے ہیں۔ گھر گھر نکو پھرا آس، آپے ہور اپنی بھوک پیاس۔ جنے بھوک پیاس میں باندیا گھر، وو نڈر اسے کیا ڈر۔ دولت بے زوال سو یو پچ ہے، مرداں کا دھن مال سو یو پچ ہے۔ بیت۔

(دولتے راکہ نباشد غم از آسیب زوال
بے تکلف بشنو دولت درویشاں است)[6]

اول بھوک پیاس میں[7] کھڑے رہنا، پچھیں[8] مرداں میں بزرگی کی بات کنا۔ باؤ کے جھاڑتے کوی پھل لیا ہے۔ بھوئیں[9] چھوڑ کر کوی سادنا کیا ہے۔ بولیج ہیں کہ بھوک پیاس نبیاں ہور ولیاں کی میراث کھانا بھوک کے نوالے پینا پیاس کے گھوٹ، اگر مرد ہے تو یوں چل باقی سب بات جھوٹ۔ بڑائی جو پیکھاں سوں آئی پیکے گئے تو وہ بڑائی بی جاتی۔ نکو کرتوں ایسی خام طمع، یو بڑائی اکس[10] بڑائی میں جمع۔ شرم نیں آتی ایسی بڑائی کرتے، اس بڑائی پر بھی اینٹ اینٹ مرتے۔ دو دیس جوتے جان وزیر، بھی آخر فقیر کے فقیر۔ وو بڑائی مغزیں تے یو نکل جاتی، جو پھر خواب میں بھی نیں آتی۔ بڑائی سو فقر و فاقہ کی بڑائی، جو بڑائی خدا ہور رسول کوں بھائی، حدیث نبوی صلعم اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ[11]۔ دنیا کی بڑائی کیے تو کرنا، ولے اپنا

---

[1] جس دولت کو زوال کی فکر نہیں۔ بلا تامل کہا جا سکتا ہے کہ وہ دولت اللہ کے درویشوں کی دولت ہے۔

[2] فقری پر مجھے ناز ہے اور فقری مجھ سے ہے۔

(۱۴۴)

فقر و فاقہ نا ہسرنا۔ ایسی بڑائی پر بتا مغرور ہو جاتے، جو دسرے کسی کوں خاطر نیں لیا۔ اول کیا تھے، آتال کیا ہوئے۔ آپس کوں پچھیا تنا، اپنے درد جیسا دسرے کا درد جانتا۔ دنیا کی بڑائی بادشاہا نچہ کوں سہاتی، بعضے جو حد تے بڑائی زیاست کرتے سوا نو کی عقل جاتی، مدمستی چڑتی، بے خبراگی آتی۔ انو بڑائی کر خوشیاں سوں مارتے تالیاں، لوگاں پس غیبت کھڑے کھڑے دیتے گالیاں۔ یو بے ایماناں لوگاں کا حق اڑاتے، شرع پر حکم گالیاں کھاتے۔ دنیا کا حرص۔ دنیا کی بلا میں گھالتا، بلکہ آخرت کون بھی دوزخ ہیں جالتا۔ دنیا کی بندگی دین سوں کرنا، خلق کوں سمجھنا خدا تے ڈرنا۔ عالم کو سب دنیا کا شغل لگیا، آخر اس دنیا تے کس کا دل بھگیا) جسے سب پکڑے ہیں اسے توں چھوڑ، تو خدا چہ کوں پکڑ تجے گنیج نیں جوڑ۔ جاں استقامت، وہاں امامت۔ دنیا کا دھندا اگر کرے تو کر، ولے اپنی بھوک پیاس نکو بسر۔ جسے نیٹ نیں، اسے بھیٹ نیں محبت سوں دل کوں معمور کر، جتنا سکے گا اتنا احتیاج ہور عاجزی دور کر۔ سُبْحَانَ اللہ[1] جو کچھ ہے استغنائی، ولے یو استغنائی کسے ہرگز نیں آئی۔ یہاں جفا کون مارنا ہے، یہاں خوشحالی کون سنگار نا ہے۔ یو بہوت مشکل ہے ٹھار، جو پارا آگ پر رہا وو قایم القرار۔ دنیا کی بڑائی کو لگن چلے گی، یو کھانیں کی جھونپڑی بغیر آگ دھویں سے جلے گی۔ یو سونے کی ٹھار نیں جاگ، کچے سوت پر کو لگ لگے گا لاک۔ حیات باؤ کا ہلنا چلنا، اس حیات پر ایتا کیا اچھلنا۔ کچھ نہ تھا سو کچھ ہوا ہے، کچھ سمجھ کے ہچھ ہوا ہے۔ دنیا جوں دوپہر کی چھاؤں، اس دنیا کون سر ہے نہ پاؤں۔ دنیا دو دیس کی مہمان، یو تحقیق ہے کر جان۔ یو جیونا سب یک دم، اگر خوشی اچھو و گر غم۔ دنیا کا کام

---

[1] اللہ (عیوب و نقائص سے) پاک ہے۔

(۱۴۵)

(۱) جیو تیوں گزرتا ہے، ولے وہی بھلا جو فرصت ہے لگن کچہ کرتا ہے۔ جتنی راحت منگے، اتنی محنت پر کھڑے (۲)، تو نبی، تو ولی تو بڑے۔ انو نے ہوا حرص نے نیں پاے بڑائی، انو کو بھوک پیاس نے (۳) یہاں لگ (۴) انیڑائی۔ اگر توں سمجھے گا یو عالیشانی، تو عربی میں بی کیسے ہیں کہ تجوع ترائی۔ (۵) یعنی کچہ دیکھنے منگتا ہے تو بھوکا اچہ، یو چکنائی سٹ (۶) روکھا اچہ۔ جو کچہ ہے سو اپنے نیم دھرم ہور ست میں ہے جو کچہ ہے سو غریبی ہور غربت میں ہے۔ غریب (۷) فقراں کا کھانا سو فقر ہور فاقہ، تمام حاصل کا معنا سو فقر ہور خاقہ۔ خدا کچہ نیں کھاتا، جو کوئی خدا کا عاشق ہوا اسے کھانا کیوں بھاتا۔ عاشق و وحش (۸) میں معشوق کی صفت آوے (۹)، نہ کہ معشوق کوں کچہ بھاتا عاشق کوں ہور کچہ بھاوے۔ جوں خسرو دہلوی (۱۰)، یو بات (۱۱) کہا ہے نوی۔ بیت۔

ہر کہ جوید مراد از معشوق
گوئی او عاشق مراد خود است۔ ۲ (۱۲)

معشوق (۱۳) کنے معشوقیچہ کوں منگ، عاشق کوں اس بات کا بہوت ہے ننگ۔ یو پنجتے لوکاں میں یو خانی (۱۴) ہے، یو عشق میں ناتمامی ہے۔ یک ٹھار نظر ہور سو ٹھار دل، ایسی عاشقی تنے کیا حاصل۔ یہاں (۱۵) دل کوں سنبھالنا (۱۶) ہے، جیوتے اپس کوں جالنا ہے۔ جوں فارسی میں اس مقام پر آرہیا ہے، ہور کہیا ہے۔ بیت

در عشق زپا فتادہ می باید
امید بباد دادہ می باید

ع۱ تو بھوکا ہوتا ہے (اور) مجھے دیکھتا ہے

ع۲ جو معشوق کا وصل حاصل کرنا چاہتا ہے اسے کہو کہ وہ اپنی مراد کا آپ عاشق بنے۔

(۱۴۴)

آنجا کہ ہمہ درد دل خود گویند

دنداں بجگر نیادہ می باید [1] (۱)

الماس تے ہونا سخت، جو اپنی مراد کا اچھے (۲) وقت۔ غم تے عاجز آبے نا ہو جانا، (۳) غم آیا تو غم کون (۴) بی کھنا دوھیرہ۔

جو لنگھن تو ہس بل جو بھوجن تو ماس

یے سینا کہنکیا کیوں کہے رت ست تن کا کھاس [2] (۵)

مرد کدھیں پھول تے نازک، کدھیں فولاد سے سخت اچھنا، ہر ایک جاگا ہمت سو رہنے مرد کون بخت اچھنا۔ جس میں کچھ نیم ہے، جس میں کچھ (۶) دھرم۔ جوں (۷) سُنّا جیسا ہے سخت، ویسا ہے نرم دوھیرہ۔

سیبنو ست نہ چھاڈیئے ست چھوڑے پت جائے (۸)

پچھی ست کی داس ہے پگ لاگی گھر آئے [3] (۹)

ابراہیمؑ کی نیت ثابت تھی تو کافراں (۱۰) آگ میں سٹے، انگارے پھول ہو پاؤں تلے آئے۔ یوسف کا کووے میں تقوا قرار تھا تو بھا (۱۱) نکلے، پیغمبری ہور بادشاہی پائے۔ مرد کوں (۱۲) قرار عجب کچھ ہے، ہر ایک (۱۳) کام پر اختیار عجب کچھ ہے۔ یک تل میں (۱۴) سو جنس سوں پھرتا یو عالم، نہ دایم خوشی اچھتی کے نہ دایم غم۔ سر پر چرخ پھرتا ہے، آدمی کدھیں (۱۵) ٹھہتا،

---

[1] عشق میں پائمال ہونا ضروری ہے۔ ہر طرح کی آس و امید سے ہاتھ دھو بیٹھنا چاہیئے۔ جہاں لوگ اپنی ہی مصیبت اور دکھڑا بیان کرنے میں لگے ہوں، سچے طالب کو انتہائی ضبط سے کام لینا چاہیئے۔

[2] जो लघन वो मद्दस बल जो भोजन तो मास
ये मौना वंका क्यूँ कहे सत [illegible]

[3] सिव सत ना छाँडे डिगे सत छोडे पत जाय
लछमी सत की दास है पग लागी धर आय

(۱۴۸)

کدھیں گرتا ہے۔ آدمی نہ اپنے بھاتا آیا ہے نہ اپنے بھاتے جائے گا، ہور ایکیں کا بھاتا ہوتا ہے، اپنا بھاتا کہاں تے لیائے گا۔ جو مرتضیٰؒ فرماتے ہیں جنوں کی بات، دایم قایم، عَرَفْتُ رَبِّیْ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ[1] یعنی جوں میں منگتا تھا تیوں نیں ہوا تو میں خدا کوں پہچانیا، میرے ہات میں نیں ہے کام، ہور ایکیں کے ہات میں کر تحقیق جانیا۔ عارفاں بات بات میں دیکھتے جاتے، ایک بات میں ہزار بات پاتے۔ ذرے ذرے کوں تحقیق کرتے، ایک تل اس کی معرفت کون نیں بسرتے۔ عارف وہیچ ہے جو کوئی خدا کی معرفت سمجھے، حق شناسی اسے کہتے ہیں، جو کوئی طریقت میں آپچہ حقیقت سمجھے۔ خودشناسی خداشناسی عارفاں کا کام ہے، جو کوئی عارف تمام اسرار ہے۔ اس کوں فام ہے کدھی کوی ہنستا ہے۔ کدھی کوی روتا ہے۔ یو دنیا ہے، یوں ہوتا ہے۔ دنیا کا کام بہوت ہے سخت، اپنے نیں ساتو وقت۔ آدمی کون پریشانگی ہے بالیں بالی، خداج جو وو رہتا ہے ہمیشہ یک حال۔

یارے زلف نے دھرم کری، بہوت کرم کری۔ اس بندی خانے میں تے کاڑی اس بلا کے آشیانے میں تے کچہ فن کر، دست بندن کر بھار کاڑی۔ اس رقیب کوں۔ اس رقیب کوں۔ اس بدبخت بے نصیب کون پچتاوے میں پاڑی۔ نظر کوں گلے لائی، رخسار کے گلزار ہور شہر دیدار کی باٹ دکھلائی۔ کہی اتال جا، پنا مدعا یا بیت

مروت بہوت کی لٹ چوٹی کی جائی
بلاتے بھار کاڑی باٹ دکھلائی۔ (۲۴)

نظر زلف سوں دواع ہوکر چلیا، سو دیدار کے شہر میں، رخسار کے گلزار میں آیا۔ حسن دھن کی، من موہن کی، جگ جیون کی ملاقات پایا۔ بیت

---

[1] میں نے عزائم کے ٹوٹنے سے اپنے رب کو جانا۔

(۱۴۸)

دل کا حسن کے دل میں بہوت اِنتظار تھا
دیدار دیکھنے کوں دل اُمیدوار تھا (۱)

گھڑی یک آہ (۲) بھریا، گھڑی اُساس۔ گذریا سو قصہ کہا حسن چھند بھری، اوتار استری پاس۔ حسن نار کوں "خوبی (۳) کے گلزار کوں محبوبی کی نوبہار (۴) کوں حیرانگی لگی۔ پریشانگی لگی۔ کہ میں جانتی تھی کہ دل جوں تیوں آوے گا، بارے دیدار (۵) دکھلاوے گا، میرا دل دل تے آرام پاوے گا۔ یوں نیں جانتی تھی کہ یو قصا (۶) یوں گھڑے گا، بہی ایسا وقت پڑیگا ہر کوئی اپنی سمج (۷) پر گمان دھرتا۔ بندا کچہ سمجھتا، خدا کچہ کرتا۔ غلیا (۸) کیا اشتیاق بھی قوت پکڑیا (۹) فراق۔ دل میں کچہ لیانی، اپنے غمزے (۱۰) کوں نزدیک بلانی (۱۱)، اپنے (۱۲) عشق کی جو بات تھی سو اسے سمجانی۔ بیت

کرلے آسان اپنی مشکل کا
راز غمزے سوں بولی سب دل کا (۱۳)

کہی اتال اس کا علاج یو ہے کہ توں ہور نظر دو نو ل کر، ایک دل کر، تن کے شہر کوں (۱۴) جاؤ ہور دل کوں کچہ تدبیر کر، تخمیر (۱۵) کر، کچہ فن کر، سحر مکر ٹونا ٹامن (۱۶) کر، جوں (۱۷) تیوں مجہ لگ لیاؤ۔ بیت۔

بارتا لگ سی دل کوں آنے کوں (۱۸)
غمزے کوں بھیجی ہے بلانے کوں۔

حسن دھن، من موہن، جگ جیون کی دہائی (۱۹) پر غمزا ہور نظر لوکاں چنے چنے، جلے جلے (۲۰)، بھنے بھنے، اپنے سنگات لے کر شہر دیدار تے تن کے شہر کے ادھر رُخ دھرے۔ یوں چلے (۲۱)، سو منزل (۲۲) کی ایک منزل کرے۔ دو نو چست دو نو چالاک، دو نو روشن ضمیر دو نو دل کے پاک۔ دو نو چڑ بھرے، اپنے کام میں (۲۳) پہوت کھرے۔

(۱۴۹)

اما روایت یوں آئی ہے کہ نظر جس وقت عقل کے بند(۱) میں نے بہار آیا تھا، عقل نے تو کا تو یچہ بھید پایا تھا۔ کہ نظر جو یہاں تے جاوے گا(۲)، البتہ کچہ فتنہ اُچاوے گا، بلا کچہ لیاوے گا(۳)، کام کبل(۴) ہنووے گا، کچہ خلل ہوئے گا۔ بیت۔

عاقل کی بات توڑ نکو اس میں ٹوٹ نیں

عاقل کے دل اوپر جو گزرتا سو چھوٹ نیں (۵)

دل میں رچ(۶) کر، اویچہ تے سمج کر لکھا(۷) تھا اپنے سرحد کے سرداراں کوں، کہ چاروں طرف کے مستعد رکھو بہادراں(۸) کوں۔ اس نظر کوں اس نڑر کوں اس ملک میں(۹) تے بہار جان(۱۰) نکو دیو، ہشیار اچھو خلل اچان نکو دیو۔ بیت

امر ہوتا سنبھال کر ایتا

جاتے کوں کوی جتن رکھے کیتا (۱۱)

زہدو ریا کا کوہ کر تھا(۱۲) ایک مقام(۱۳)، ہور رزق کا ایک بیٹا تھا تو بہ اُس کا نام۔ اسے بی فرمایا تھا(۱۴) یو چ کام کہ نظر کوں سنبھال کہ سرحد تے بھار نہ جاوے(۱۵)، مبادا کیں کی بلا پاوے۔ جوں عقل فرمایا تھا کاربار(۱۶)، دو نچہ سب اپنی جاگا تھے ہشیار۔

بارے تھایوں ہوتا ہے جو غمزے ہور نظر دو نوبے خبر سحر(۱۷) رات کی خماری سوں، بہوت(۱۸) باری سوں، مل کر اس ڈونگر تلیس(۱۹) آئے۔ اس ڈونگر تلیس(۲۰) ایک پھول باڑی تھی(۲۱)، اس پھول باڑی میں گھڑی(۲۲) اسایش پائے۔ جاگا بہوت بھائی(۲۳)، رات کے جاگے تھے تنک نیند آئی۔

غم میں عالم اچھے تو بی غم نیں

نیند کہتے سو موت تے کم نیں (۲۴)

(۱۵۶)

حدیث ہے عربستان میں بی یو بات چلی ہے بہوت، کہ اَلنَّوْمُ اَخُوالْمَوْتِ۔[1] یعنی حدیث یوں آئی ہے، نیند کا موت بھائی ہے۔ بارے یو عالم ظاہری کہ جاگے تو اس عالم کا تماشا دیکھے جاتا ہے، آدم اس عالم میں پیدا ہوا ہے، آدم کون یو عالم بہوت بھاتا ہے۔ دسرا عالم خواب کا وو بی ایساچ ہے، اس عالم کے جیاپچ ہے۔ وہاں بی یونچہ ہنسنا، کھیلنا، کھانا پینا ہے، جیوں یہاں جیتے ہیں، وہاں بی یونچہ مرنا جینا ہے۔ جو یہاں کرتے، سو وہاں بی کرتے۔ جوں، یہاں جیتے مرتے تیوں وہاں بی جیتے مرتے۔ وہاں بی دوست ہے، دشمن ہے۔ شادی ہے، غم ہے، جوں یو عالم ہے، تیوں وو بی ایک عالم ہے۔ نہایت فرق اتنا ہے کہ یو کثیف ہے، وو لطیف ہے۔ یو جسمانی ہے، وو روحانی ہے۔ تل میں زمین تے آسمان پر جایا جائے، آسماں تے زمین پر آیا جائے۔ عرش، کرسی، لوح، قلم کا سیر کرنا میسر آتا، جوں منگتا تیوں ہوتا، جاں منگتا وہاں جاتا۔ محال ہے سو حال ہوتا ہے، عجب عجب تماشے دستے ہیں۔ تماشے تماشے کا خیال ہوتا ہے انسان کون کہ عقل ہور نظر ہے، اس عالم کی بی خبر ہے۔ اس عالم تے اُس عالم میں جانا، اس عالم تے اس عالم میں آنا۔ یو سب اپس میں ہے تو اپس میں دستا بھار نہیں، توں جانتا اچھے کا دُسری ٹھار، دسری ٹھار بھار اچھتا، تو تجے کیوں دستا، توں تو تن میں تے نکل کر بھار کیں جاتا۔ اگر یو تجہ میں نیں تو توں خبراں کہاں تے لیا تا۔ کہ میں خواب میں فلانے کوں دیکھا آج رات انے مجہ سوں یوں کری بات، میں یوں کیا اس کے سنگات۔ وہاں ایسا باغ ایسا محل تھا کتا، وہاں ایسا حوض اس میں ایسا کنول تھا کتا۔ ایسے تماشے جیسی نار وہاں دیکھتا، یہاں اس نار کی تعریف کرتا، اس کے روپ کی اس کے رنگ کی اس کے سنگار کی تعریف کرتا

---

[1] نیند موت کا بھائی ہے۔

(۱۵۱)

اُس عالم میں اُسے دیکھ کر اِس عالم میں اس کے خاطر تپتا، جاگیا تو پھر پھر سوتا، پھر اُسے (۱)
دیکھنے جیتا۔ اس کے سیفلن اس کے ادھر یاد آتے، اس کا جوبن اس کا کمر ہور اس کا
زرکمر یاد آتا۔ دل میں اُساس آتی، سینے میں آہ نیں جاتی۔ بعضے وقت جو وہاں دیکھتے ہیں، (۲)
ونچہ یہاں ہوتا ہے جوں یہاں جاگتا سوتا، تیوں وہاں بی جاگتا سوتا ہے بعضے (۳) (۴)
شاعراں اس عالم میں شعر بولے ہیں، ہور اس عالم میں آکر لکھتے ہیں۔ کچہ کچہ اس عالم (۵) (۶)
میں کئے ہیں، اُس عالم میں سکے ہیں بخت جاگے ہور وہاں بشارت موں دکھلائی ہے، (۷)
تو بادشاہاں کوں یہاں بادشاہی آئی ہے۔ یوسفؑ نے خواب میں دیکھا کہ آفتاب (۸)
سجدا کیا، اس کا نتیجا، خدا نے یہاں پیغمبری ہور بادشاہی دیا۔ بعضے پیغمبراں کوں بی
خواہیچ میں غیب کی خبر دئے ہیں، انو وہاں تے خبر پاے سو یہاں آکر خبر کئے ہیں
اشارت وہا نیچ ہوتی ہے، بشارت وہا نیچ ہوتی ہے۔ خواب (۹) (۱۰) بہوت بڑا عالم ہے، (۱۱)
اس عالم میں ہونا محرم محرم ہے بیچ پھول بیچے تو کانٹے کون بیچتا، بیچ اگر چندن ہور
مشک بیچے تو اِدھر اُدھر کے پھاٹے کون بیچتا۔ یوبی بڑا عالم بڑا کھاٹ ہے، یو عارفاں (۱۲) (۱۳)
کے سمجھنے کی باٹ ہے۔ موئے پچھیں بی ایسا کچھ عالم ہے، جنے سمجھیا اسے مرنے کا کیا (۱۴) (۱۵)
غم ہے۔ اپنا کیا خاطر دل کوں تپانا ہے، ایک عالم تے ایک عالم میں جانا ہے یہاں (۱۶) (۱۷)
کے لوکاں کی دل بستگی توڑ کر جانا ٹک مشکل لگتا۔ انجیل نیک ہے جان، ایسے کیا یہاں (۱۸) (۱۹)
کیا واں۔ وہاں بی خوباں ہیں، محبوباں ہیں۔ یاراں ہیں مصاحباں ہیں، مطلوباں (۲۰)
ہیں۔ وہاں بی سب رچ ہے، سب کچہ ہے۔ وہاں بی یوچ لوک، یوچ وضا۔ یوچ قدر، (۲۱)
یوچ تھا۔ یوچ حکم یوچ رضا۔ نہایت سعی اتنا کرنا کہ کچہ فعل نیک ہات آوے، خدا رسولؐ (۲۲)
کوں بھاوے، مراد اپنی پاوے۔ اس کا دل صافی پکڑے، اس کے دل کی کدورت (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶)
جاوے۔ باقی سب خیر ہے، فعل غیر غیر ہے۔ ماں کے پیٹ میں تے نکلتے توقت جتنے (۲۷)

(۱۵۲)

عذاب سوں نکلتا ہے،(۱) اتنے عذاب سوں اس تن تے نکل جاتا ہے۔ ولے جوں(۲) ہاں تے کچھ لے آیا،(۳) تیوں یہاں تے بی کچھ لے جاتا ہے۔(۴) کھولے ہیں اس بات کی گرہ، کہے ہیں اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ[1] یعنی دنیا آخرت کی زراعت ہے، اس زراعت کوں بہوت مئونت ہے۔ جیسے جھاڑاں یہاں لاویں گے، ویسے پھل وہاں(۵) پاویں گے۔ جو کوی عاقل ہے،(۶) واصل ہے، اسے اس(۷) دنیا میں رہنے کا یو بڑا حاصل ہے۔ دنیا اس کام کوں بہوت خوب ہے، اس مقام(۸) کوں بہوت خوب ہے۔ خواب میں جو کچھ دیکھتا ہے،(۹) بولتا ہے سو خواب میں کی بیداری(۱۰) ہے جو وو دیکھنا وو بولنا رہیا تو وو خواب ہیں خواب ہوا بے خبری، بے ہوشی، بے کاری ہے۔ وہاں شادی نہ غم،(۱۱) نہ عشرت الم۔ نہ بے تابی نہ آرام، نہ کام نہ دھام۔ وصال تمام وہاں ہوتا ہے،(۱۲) دانش کا خیال تمام وہاں ہوتا ہے وہاں خدا(۱۳) چ اچھتا، آپے خدا میں(۱۴) وہی اچھتا۔ وہاں کچھ نہیں ظلمات اندھارا ہے،(۱۵) اس کچھ نہیں میں تیہی سب کچھ آنہارا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے(۱۶) کہ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ[2]۔ یو غیب کا عالم ہے، اس عالم میں جانے، عالم سب درہم ہے۔ یعنی مسلمان وو جو غیب پر ایمان لیاوے، خدا بیچوں بیچگوں ہے کر اپس کوں سمجاوے، اپنے دل کوں سمجاوے، سمجاوے۔ اس(۱۷) نور کون کالا نور کہتے ہیں، بہوت اعلیٰ نور کہتے ہیں۔ اس(۱۸) نور کی خبر کسے معلوم نہیں ہے، مفہوم نہیں ہے۔ جو کوی(۱۹) مومن مسلمان ہے، اس بات تے اس کا دل شاد ہے، یو دانایاں کا ارشاد ہے۔ انسان کوں صورت ہے۔(۲۰) تین، تحقیق جاننا ایک آپے رب العالمین۔ ایک(۲۱) یو ظاہر کی صورت، دوسری خواب(۲۲) میں کی صورت میں ایک صورت ہے، وو صورت کس تے دیکھی نہیں جاتی۔ عارفاں نے جو کہے یعنی جاں داراں(۲۳) اس ٹھار

---

[1] دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

[2] وہ (متقی) لوگ جو غیب پر ایمان لائے

(۱۵۳)

وے اس صورت کا نیں دیکھ سکے دیدار۔ جتے(۱) لاف مارے، اس جاگا پر آکر ہارے، یو بے اختیار کچھ ہوئے تو ہوئے، یہاں(۲) محض خدا کا پیار کچھ ہوئے تو ہوئے۔ جو کوی اس صورت کوں دیکھا سو تحقیق خدا کوں دیکھا کتے ہیں، جو کوئی اس مورت کوں دیکھا سو تحقیق خدا کوں دیکھا(۳) کتے ہیں۔ خدا کوں دیکھنے کی یو پچ ٹھاوں ہے معراج ایسیچ(۴) کا ناؤں ہے یو معراج عاشقاں نے یہاں تے پائے ہیں، تاج یہاں(۵) تے پائے ہیں۔ حقیقت کا رس انو یہا(۶) نچہ آکر بولے ہیں، راز(۷) کا پردا کھولے ہیں کہ بعد از عمرے واں ہم یک نفس، سمجھنے(۸) کوں ایک نکتہ بس۔ اس بادشاہی کوں وو جہ(۹) جانے جس کے سر تاج ہے، ہر منزل کمالیت میں ایک معراج ہے۔ ملے(۱۰) ہور پھانکے، وکھلائے ہور چھانکے۔ حبیب(۱۱) جلیب سوں مل کر جیب جلیب ہونا، اتنا دیکھنے کوں بی نصیب ہونا۔ یو وصال ہونے کی جاگا ہے، یو محال(۱۲) حال ہونے کی جاگا ہے۔ یو واصلاں حیران ہونے کی ٹھار ہے، یو جاہلاں سرگردان ہونے کی ٹھار ہے۔ نادان اس بات کون کیا جانے گا، نادان(۱۳) اس بات کی قدر کیا جانے گا دانایاں نے جنم گنوائے ہیں، تو اس نکتہ کوں پائے ہیں۔ نادان منگتا ہے اتا لیچ سمجھے اتا لیچ جانے، خاطر میانے۔ ہر ایک ہنر مشقت کئے(۱۴) بغیر نیں آتا، یو منگتا یکا یک پاوے، یکا یک کیوں پاتا۔ یکا یک کیوں آوے، یو بی کیا حلوا ہے۔ جو کوی لے کرموں میں بھاوے اسے بی موں کوں ٹک ہلنا چلنا لگتا ہے، ٹک چابنا نگلنا لگتا ہے۔ نادان(۱۵) اس کا کوی کیا لیوے، نادان کی صحبت تے خدا پناہ دیوے۔

القصہ کیتک وقت کوں سورج نے سر کاڑیا، آسمان کا پردا پھاڑیا۔ اُجالا(۱۶) سنچریا ٹھاریں ٹھار روشن ہوا سب سنسار۔ اجنوں دیس چڑیا ہے نیں(۱۷،۱۸) پاؤ گھڑی جو صباح پڑی۔ اس قلعہ کے دیدیاں نے دیکھا(۱۹) اس بلا اس طوفان نے دیکھا(۲۰) کہ

(۱۵۴)

نظر نڈر، بے جگر، سنگات لشکر کے کہ یہاں اُتر یا ہے، حیران ہوا کہ وہیں نیں سو یو کیا ہے(۱)۔ بیت

جاسوس کا ہے کام یہی جو خبر کہے
دیکھا ہے ویچہ ایک بیک سر بسر کہے

بیگ بیگ(۲) توبہ کنے آکر، سمجا کر، نظر کوں جو لشکر سوں ڈونگر تلیں دیکھا تھا تیوں کہا۔ توبہ کوں اس وقت بہوت غصا آیا، چپ نیں رہیا۔ عقل بادشاہ ظل اللہ، عالم پناہ کے فرمانے(۳) پر خوبی خاطر لیا کرا اپنے لشکر سوں۔ شان ہور فراست(۴) سوں نظر ہور غمزے پر جا کر پڑیا۔ نظر ہور غمزا دو نو اپنے لوکاں سوں یکایک نیند میں تھے۔ بڑبڑتے(۵) اٹھے(۶) ہکا بکا ہوئے لڑتے(۷) پڑتے، اٹھے، اپنا لہو(۸) اپنے گھٹے، جھگڑا(۹) انو پر آکر(۱۰) کھڑیا۔ نظر ہور غمزا دو نو مست(۱۱)، دو نو بی دلاور، دو نو اپس تے توبہ کون خار کیے(۱۲)، مار کرا ستغفار کیے(۱۳) گھڑی میں جھگڑا ہوا فتح(۱۴)۔ بیت

غمزا ہے اپنی بات سنے تو بچ چھوڑے گا
غمزا ہزار توبہ کوں یک پل میں توڑے گا۔ (۱۵)

توبہ کا لشکر نھاٹیا، توبہ کا سینا پھاٹیا۔ توبہ کوں پکڑیا اچاٹ، اتال نھاٹا نھاٹ، توبہ بارا باٹ۔ بیت

کیتا غمزے کی کھاوے مار توبہ
بچارا کیا کرے اس ٹھار توبہ

توبہ کا کوٹ لوٹے، توبہ کوں ننگاے، توبہ کے سر پر(۱۶) ہزار ہزار بلایاں لیائے۔ توبہ کوں مشکل(۱۷) پڑیا سخت، توبہ کون توبہ کرنے کا آیا وقت۔ توبہ پامال ہوا، توبہ کا یو حال ہوا۔ پھجیں رزق کا جو وہاں صومیا(۱۸) تھا اسے بی توڑے۔

(۱۵۵)

جھگڑا جیتے دو جا گانی(۱) چھوڑے۔ وہاں تے عافیت کے شہر کوں جانے(۲) انگے رکھے قدم، غمزا ہور نظر اپنا لباس پھرا قلندری کا پکڑے رسم۔ بات مری من میں امید بھری۔ عافیت کے شہر میں آکر بات کئے، ناموس(۳) بادشاہ سوں، عالم پناہ سوں، ظل اللہ سوں، صاحب سپاہ سوں ملاقات کئے۔ ناموس بادشاہ عاشق صفت تھا، صاحب ہمت تھا، گلیا تھا، تلملیا تھا، جلیا تھا۔ یو دو نو چور(۴) پایک یو وو نو ٹونے وایک، یو دو نو حسن(۵) کے مدنایک۔ ناموس بادشاہ انوکوں دیکھیتیچ مال ملک سب چھوڑیا، کچہ نہ لوڑیا قلندر ہور، سمندر ہور فقر ہوا، بے تدبیر ہوا، اسیر ہوا۔ غمزے کے ہات میں انچنڑیا(۶)، ناموس نے عشق(۷) میں ناموس گنوایا لکھا تھا سو انپڑیا بیت

جس ٹھار پر سایا سئے مژگاں وہاں نشتر اٹھے
غمزا ہے خنجر برہنا جاں بیٹھے وہاں کچہ کر اٹھے

ناموس کا یو حال ہوا، ناموس پامال ہوا۔ بعد ازاں نظر ہور غمزا شہر بدن کے اُدھر چلے، مقصود حاصل ہوا دو(۸) نو پھولے پھلے۔ دلے جو شہر بدن کے نزدیک اپڑے بھی اپنا لباس(۹) پھرائے، بدلائے پھر اکر پہنے کپڑے۔ غمزا شراب پیا تھا(۱۰) کیفی، اپنے لشکر پر پڑ پھونکیا(۱۱) دعا سیفی(۱۲)۔ اس دعا میں تھا اثر(۱۳)، ہرنان کی صورت پکڑیا(۱۴) سب لشکر۔ بیت

دیکھا جو کوی غمزے کوں وو مبتلا ہوا
غمزے نے جو شراب پیا تو بلا ہوا۔ (۱۵)

(۱۶) القصا کے جس وقت توجہ غمزے کے لشکر تے شکست کھایا سو بدن کے شہر کے ادھر روانہ(۱۷) ہوا، عقل کنے آیا تسلیم کیا۔ خدمت بجا لیایا(۱۸)۔ اور(۱۹) غمزے تے جو کچہ بیداد ہوی تھی سو سب بیان کیا عقل کوں پریشان کیا، حیران کیا۔ عقل جیسا بادشاہ، عالم پناہ صاحب سپاہ غمزے کی یو بیدادی سن کر بہت بیگ(۲۰) دل کوں طلب کریا(۲۱)، جتنی(۲۲) (۲۳)

(۱۵۶)

سعی کرتا تھا اتنا سب کریا۔ (۱) دل کے ہات پاؤں (۲) کے بنداں باندیا تھا سو کھولیا۔ غمزے (۳) کی بیدادی کا قصا سب بولیا۔ بیت

موں مچ کر سب چپ رہے فریاد نیں کرتا ہے کوئی
غمزا بہوت بیداد ہے یہاں داد نیں کرتا ہے کوئی (۴)

حسن کا لشکر ہے بہوت بیداد، اس کے بات کوں وفا نیں اس کا کام تمام (۵) ہے بے اعتماد، یہاں داد نہ فریاد۔ اگر ایسیاں کے چلیاں پر توں مغرور ہوئے گا، تو اپنے تخت (۶) اپنی شاہی تے دور ہوئے گا۔ بیت۔

جو کوی عاقل اچھے گا اپنی بالذات (۷)
بڑیاں کی کیا سنے گا وو بڑی بات (۸)

جنوں نے ایسے دغے کی باتاں پر بہوت بھروسا لیائے، (۹) انو آخر اپنی بادشاہی اپنا ملک (۱۰) گنوائے۔ یو غمزاں ہیں، (۱۱) یو دغا بازاں ہیں۔ انو سوں جیو لانکو، انو کوں پتیا نکو۔ بچتاوے گا۔ دغا کھاوے گا۔ اگر اتنے پر بی تیرے دل پر (۱۲) آتا ہے کہ شہر دیرار کوں جانا ہور (۱۳) حسن دھن، من موہن کا وصال پانا، (۱۴) اسے گلے لانا (۱۵)۔ تیرے انکھیاں تلے اس کی مجونی دستی، جتنی برائی (۱۶) (۱۷) اس کی تجھے خوبی دستی۔ جیوں تیوں بی جانچ منگتا ہے، مقصود اپنے پانچ منگتا ہے۔ تو ایک بات میری سن، اس بات میں ہیں بہوت (۱۸) گن۔ ہمارا لڑتا سو لشکر (۱۹)، جھگڑتا (۲۰)۔ سو لشکر، دشمن پر پڑتا سو لشکر۔ تن کے ملک (۲۱) میں تے اپنے سنگات لے، ہور شہر یار کے ادھر ڈیرا دے۔ بیت

برا کیئے سو براچ ہے اس تے ڈر ناچ (۲۲)
عقل میں خوب دستا ہے سو کر ناچ (۲۳)

اکیلے جاناں بہوت زیان ہے، عقل میں بہت نقصان ہے۔ حسن دھن، من

(۱۵۸)

موہن، جگ جیون پاس (۲) لشکر بہوت ہے، عورت کی ذات (۲) میں حیلا مکرا کثر بہوت ہے۔ بیت۔

مکرسوں کوہ کوں توڑے مکرتے
دغا عاقل بی کھاتا ہے مکرتے

اس عشق کے بہانے کیا (۳) ہوتا، کوئی (۴) کیا جانے کیا ہوتا۔ اگر تیرے پاس بی لشکر اچھے تو خوب ہے، توں (۵) بی ورزور ہوکر نڈر اچھے تو خوب ہے۔ اگر دیکھا دی وقت معاملہ ہوئے سخت تو توں (۶) بی کچہ کام کرے، بارے اپنا نام کرے۔ ڈانوا ڈول نہ ہوئے، گھائگھرا گھول نہ ہوئے۔ دل کوں یو بات بہوت خوش آئی، بہوت بھائی۔ باپ کوں کہا۔ اتال میں اختیار (۷) اپنا تیرے ہات دیا، جو کچہ توں کیا سو میں کیا۔ عاشق جانبازی ہوں (۸)، جوں توں کتا ہے وو کچہ راضی ہوں (۹)۔ جو تو فرماتا ہے تیو نچہ جاتا ہوں (۱۰)، خدا کرتا ہے تو حسن سوں مل (۱۱) حسن کون بی بھاندے میں بھاتا ہوں۔ عاشق وو جو معشوق کوں بھاوے، عاشق وو جو معشوق کوں رچھاوے (۱۲)۔ جوں آپے تلتا (۱۳) تیوں اسے بی تلاوے (۱۴)، جوں آپے ترستا (۱۵) تیوں اُسے بی تپاوے (۱۶)۔ عاشق معشوق کون جیے تو خوب ہے (۱۷)، معشوق بی عاشق خاطر تپے تو خوب ہے (۱۸)۔ دونو کدھن تے محبت اچھے تو محبت کی خوشحالی (۱۹)، دونو ہات ملے (۲۰) ہیں تو بجتی ہے تالی (۲۱)۔

غزل گفتن دل در فراق حسن از عشق۔ غزل (۲۲)

اے ماہ شام ہوی ہے سحر تجہ فراق تے
کاں وصل دیکھوں جاؤں کدھر تجہ فراق تے

(۱۵۸)

ہنستی ہے توں سکھیاں سوں سکھی پھول ہوئے کر
روتا ہوں میں سو خونِ جگر تجہ فراق تے۔
(تیری تقا کو یاد کر اے نار من موہن
میں ہو رہا ہوں خاک بسر تجہ فراق تے) (۱)
تیرے اُدھر کون یاد کرے نار من موہن
لڑ لڑ لِتا ہوں اپنے اُدھر تجہ فراق تے (۲)
طاقت نہیں ہے مجہ میں تیری دوری کی اتال
میں مار کر لیوں گا خنجر تجہ فراق تے (۳)
لوکاں یو کیا کہتے ہیں سو معلوم نہیں مجہے (۴)
مجہ بے خبر کوں کاں ہے خبر تجہ فراق تے (۵)
توں کیوں ملے گی مجہ کوں یو مشکل بہوت ہوا
بسلا لیا ہوں میں تو کر تجہ فراق تے
بر آئے گی اُمید کدھیں تو بی وصل کی
گر جیو یو نہ جاسی سندر تجہ فراق تے۔

بیت۔

لگیا جو سار دل پر بہوت لیانے (۶)
کہ دل منگتا حسن کا دل بھلانے (۷)

ہمت کی ترنگ پر چڑیا، عاشق تھا اپنے کام کی شمع پر پروانہ ہو پڑیا۔ ہور عقل کا سپہ سالار، جس کے حوالے عقل (۸) کا سب گھر دار صبر (۱۹) اس کا نام، شجاعت اس کا کام، لشکر آراستہ کرنے میں بہوت اسے نام، دلاور ہیلارن کا رن گھام بیت

(۱۵۹)

صبوری تے خدا راضی صبوری پر خدا بھلتا
صبوری کیلی ہے جس تے کلف مقصود کا کھلتا (۱)

صبوری (۲) تے دنیا صبوری تے دین، کہ مصحف (۳) کی آیت ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ [۱] کہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا [۲]۔ ہور حدیث نبی یوں آئی ہے سمج، اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجِ [۳]۔ ہور گوالیار کے سجان، یوں بولتے ہیں جان۔ دوہرہ۔

دھرنی میانے ریج دہر بیج بکھر کر بوئے
مالی سینچے سو (۱۰۰) گھڑا رت آئے پھل ہوئے (۴)

بارے دل صبر کوں (۵) بلا کر، لشکر (۶) حاضر کرنے کا (۷) اسے حکم دیا، لشکر اپنا (۸) سب دیکھا، لشکر کی گنتی لیا۔ ہمت کر یا سینے میں اُساس بھریا، شہر دیدار کے باٹ میں پاؤں (۹) کی جاگا سر دھریا، عقل کہا کہ دل تو روانہ ہوا، میری بات (۱۰) اسے بہانا ہوا۔ بہوت مہر محبت سوں، اپنے ارکان دولت سوں۔ کچہ فکر (۱۱) ذکر (۱۲) کر تیں منزل انیڑ (۱۳) تا آیا، دل کوں عقل دیا سمجایا۔ ایسے (۱۴) میں سنگات کے لوکاں کیں سُد پائے، خبر (۱۵) لے کر آئے۔ کہ اس صحرا میں ہرنان بہوت ہیں ٹھارے ٹھار (۱۶)، باریکیاں موٹاں (۱۷) ہویاں ہیں آشکار۔ بیت

---

[۱] بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

[۲] اے ایمان والو (خود) صبر کرو اور مقابلہ میں صبر کرتے رہو اور مقابلہ کے لئے مستعد رہو۔

[۳] صبر و شکیب کشایش کی کنجی ہے۔

[۴] धरती म्हाने रोज धर बीज बिनर कर बोय
माली सोंचे सो घड़ा रित आये फल होय

(۱۶۰)

بلاتے یو بلا پیدا ہوی ہے یہاں تو ٹک ڈرنا (۱۴)

جہاں غمزا کرے غمزے وہاں عاشق نے کیا کرنا (۲۸)

(۳) سُلگے ہیں وے سُلگے ایسے دس نیں آتے، نظراں تلے دستے نیں یوں جہالاں جاتے۔ بیت۔

لاگے لاگاں یو باؤ پر لینے
عقل دل دونو کوں دغا دینے

بارے سوں چڑتے، پون پر اڑتے۔ یو ہرن (۴) من ہرن، کون سکے انو کون (۵) رام کرن۔ پھاندے میں پاڑیں گے وے (۶) پھاندے میں پڑسی نا، ڈسریاں کوں انپڑائیں گے وے آپے انپڑسی نا۔ ہرن تو ہیں (۷) بہو تیچ آلے، (۸) وے (۹) ہر ہرن میں ہیں آدمی کے چالے جنگل میں رہتے، (۱۰) اتنا چ ہے جو بات نیں کتے۔ عجب ہیں یو حیوان، سب آدمی کا دھرتے گیان۔ یا جناں نے ہرناں (۱۱) کا بے لباس، اس بات کون خوبی کرنا (۱۲) تفاس۔ ہرناں میں اپنی تندی (۱۳) اپنی چالاکی کہاں (۱۴) ہے۔ ہرناں میں ایتی طاقت ایتی پاکی کہاں (۱۵) ہے۔ دل بادشاہ عالم پناہ، ظل للہ صاحب سپاہ بات اس دھات سن بہوت پکڑیا اُس (۱۶)، اس ٹھار شکار کھیلنے کی آئی ہوس۔

دل عشق میں ہلاک ہوئے آہ ہرن سوں
منگتا شکار کھلنے ٹونیاں کے ہرن سوں

آپے نوان (۱۷)، نوتی کا جوان، تیزی پر سوار (۱۸) ہو ہات میں لے (۱۹) تیر کماں۔ ہرناں کے پیچھیں گھوڑے کوں دیا تاؤ (۲۰)، یا باؤ کے پیچھیں (۲۱) دوڑے باؤ۔ انو کوں (۲۲) ہرناں کتے، وہ ہرن نہ تھے سا غمزے کا حشم، انو کون (۲۳) پکڑنے کون کر سکتا ہم، انو کوں ایسے شکار کا کیا غم۔ بیت۔

(۱۶۱)

ہرناں نے اپنا مکہ دکھا لیائے ہیں دل کوں گشت میں (۱)

صیاد ہوا ہے صد یہاں کیا سحر ہے اِس دشت میں

دل نزدیک آئے لگن ہرگز دور نیں جانتے تھے، عقل ہور دل کوں ہورانو کے لشکر کوں بائٹے باٹ یونچہ کھنچے لیاتے تھے۔ دور گئے(۲) تو کھڑے رہکر اپس کوں دکھلاتے بہوت نزدیک آئے تو نکل جاتے۔ غمزے کے لشکر کوں بی غمزے کی عادت پڑی ہر(۳) ہرن ایک نازکی پھلجھڑی(۴)۔ ایک ہرن سو فتنے(۵)، اس نازاں کوں غمزے نے جنے(۵)۔ ایک غمزے پر عاشق ایتا خوشحال، جاں غمزیاں کا لشکر اچھے(۶) وہاں عاشق کا کیا حال۔ بیت۔

کاں کاں سنبھالے جیو کوں عاشق بچارا کیا کرے

روں روں کوں دیدے لالینا غمزیاں کے ہنکاتے بھرے۔ (۷)

یو عشق کا ہے گھاٹ، دل ایک باٹ عقل ایک باٹ۔ بارے عقل نے دیکھا(۸) کہ دل کون حسن کی محبت کا اثر چڑیا، اس من ہرن کے دنبال(۹) لگ یو تو بیابان(۱۰) میں پڑیا۔ دل کے دل میانے غموق بل پکڑیا(۱۱)، دل دیوانہ ہوا جنگل پکڑیا۔ عقل بادشاہ، عالم پناہ، ظل اللہ، صاحب سپاہ رہیا تھکیا، عقل بادشاہ صاحب سپاہ کون برا لگیا۔ بے ہوش آیا، خون جوش آیا۔ فرزند جگر گوشا، ہر دو جہاں کا توشا۔ سینا پھوڑیا کیوں جاتا ہے، فرزند کوں چھوڑیا کیوں جاتا ہے۔ فرزند اگلا دل جان تے، فرزند اگلا دین ایمان تے۔ مہر(۱۲) سو ماں باپ کی، باقی مہر بُن باپ کی، دنیا میں سب ملیں گے یو تحقیق جان، تامل(۱۳) سیں سو ماں، باپ ہور سگے بھای بھان(۱۴)۔ ان کی مہر ہے، سو طلسم ہے(۱۵)۔

القصا عقل بادشاہ، اپنا لشکر جوڑیا(۱۶)، یو بی ہرنان کے پیچھیں لگیا۔ شہر

(۱۶۴)

بدن کوں چھوڑیا۔ کام ہوا اکدھر(۱) کا کدھرتے، عقل بی پھاندرے میں پڑیا دل کے۔ ادھرتے دل ہور عقل دونوں ہوئے بیابانی، دونو کوں لگی حیرانی(۲)، سرگردانی۔

بارے نظر ہور غمزا جودل پاشاہ، عالم پناہ، صاحب سپاہ کوں بلاتے(۳) جاتے تھے لیانے جاتے تھے۔ سو دل کوں آپیچہ(۴) آتا دیکھے، حسن وھن من موہن، جگ جیون خاطر تملتا دیکھے(۵) کہے الحمدللہ کام(۶) پایا سرانجام، اتال فتح ہوا کام۔ جس کے خاطر ہمیں جاتے تھے سو وچ آنگے آیا، خاطر ہمارا تسلی پایا۔ آپس میں آپے فکر کیئے ایکس(۷) کوں ایک عقل دئے۔ کہ ہمیں توبہ کون شکست دے کر ناموس کو ننگائے، ہور عقل کون بی یوں(۸) ڈرائے۔ جو دل کوں آپیچ بلا کر دلاسا دیئے(۹)۔ جوں دل کا مدعا تھا وونچہ تدبیر کیا عقل دل کوں آن دیتا نہ تھا سو آپے بی اپنے لشکر سوں آتا(۱۰) ہے، عقل بی بڑا بادشاہ ہے کیا جانے کیا فتوا اُچاتا ہے نظر غمزا دو ٹھک دونو(۱۱) دھتیارے، اپس میں آپے مل کچہ کچہ بچارے۔ اتال فکر یو ہے جو ہمیں دل(۱۲) کنے نا جانا(۱۳)، عقل ہور دل ہمنا نا دیکھے تیونچہ ان دونو کوں شہر دیدار کے نزدیک لیانا۔ کیا واسطہ کہ لشکر ہور حشم آتا ہے، دیکھنا خوشی آتا ہے یا غم آتا ہے۔ کام قضا کا ہے، معاملہ(۱۴) یک وفا کا ہے، ایک بادشاہ کے ملک میں جاتا(۱۵)، کیا جاتے کس کے جیو میں کیا آتا۔ بادشاہاں کے مکر تے حذر کرنا ہے(۱۶)، بہوت ڈرنا ہے۔ انو مال ملک پر نظر دھرتے، دوستی سوں آتے، دشمنی کرتے مصحف(۱۷) کیاں سوں کھاتے ہور ایمان بدلاتے۔ رزق پر ہات(۱۸) مارتے، ہور اپنا خندسارتے۔ کوی آگ سوں(۱۹) جالتا ہے، انو پانی سوں جالتے ہیں، دغا دیتے بلا میں گھالتے ہیں۔ بیت

بُریاں تے بہوت مشکل خوب آنا
بُرا اگر خوب کیئے بی نا پتیانا۔

(۱۶۳)

(۱) عقل ہور دل کوں کہتے، ان دونوں نے یو متا مٹے۔ (۲) ٹونے کے شر شور سوں، (۳) سحر مکر کے زور سوں عقل ہور دل کوں کیں (۴) کا کیں لیا پاڑے۔ ان دو تو نازنیاں (۵) نے، ان دونوں عاقلاں کوں تاڑے۔ بیت

نظر ہور غمزے کے چالے بلا لیائے (۶)

کہ دل ہور عقل دو نو مل دغا کھائے (۷)

(۸) یونچہ چٹک لاتے لاتے، پھاندے میں پھاتے پھاتے، پھیلاتے پھیلاتے، دیدار کے شہر لگن لیائے، اپنا کام فتح ہوا کر بہوت خوشحالی پائے۔ (۹) ہزار ہزار اندسوں، لاکہ جھندسوں، (۱۰) بندسوں (۱۱) حسن دھن، جگ جیون، من موہن کنے گئے، سلام کئے۔ گذریا سو قصا بولے تمام سرخ رو ہوائے (۱۲)، بہوت شاباشی پائے۔ حسن (۱۳) دھن، من موہن، جگ جیون نظر ہور غمزے کون گلے لائی، (۱۴) لئی کچہ بخشی (۱۵) لئی کچہ دی، ہور فکر اپس میں کی۔ کہ عقل بی بڑا بادشاہ ہے، بہوتاں کا پناہ ہے۔ اپنے لشکر سوں (۱۶) نزدیک آیا ہے، کسے کون پتیایا ہے۔ کون ہنستا۔ کون روتا، خدا جانے کیا ہوتا۔ بیت

جو کچہ ہے سو کنا نزدیک آنا

بڑیاں تے بات ہرگز نا چھپانا (۱۷)

(۱۸) اس مصلحت کا کام یوں دیکھے کہ قصا یوں ہے کر باپ کوں خبردار کرنا۔ کہ اس لشکر کون دور کرنے کا کچہ علاج کرے، کچہ کام ہوئے اپنا رواج کرے۔ بیت

عاشق جو کوئی ہوا سے ارام نیچ ہے

اپنے سجن کے کام بغیر کام نیچ ہے (۱۹)

(۲۰) مکتوب مقبول، معقول۔ خوب، جوں محبوب لکہ بیٹھی باپ کنے، مضمون یو تھا اس (۲۱) مکتوب منے۔ کہ نقاش خوب بے بدل، سب نقاشاں میں اول۔ میرا تھا ایک غلام مانی تے

(۱۶۴)

زیاست اس کا کام۔ بہو تیچ خوش طبع، بہو تیچ خوش فام (۲)، جس کے کام کوں دیکھے دل کوں ہوئے آرام، خیال اس کا نام۔ آج مدت یک (۳) ہے کہ میرے پاس تے گیا ہے، عقل بادشاہ کے بند میں سپڑ رہیا ہے (۴)۔ عقل بادشاہ نہ اسے پانی (۵) نہ اسے کھان (۶) دیتا، نہ اِدھر آن دیتا (۷)۔ اسے وہاں بہوت خفا ہوا ہے (۸)، اس پر بہوت جفا ہلوا ہے (۹)۔ ہمیں اسے بلا بھیجے تو بہوت غصا کر اپنے لشکر ہور حشم سوں آکر بہوت غوغا کرتا ہے، فتنہ برپا کرتا ہے۔

بیت۔ جیتا حق بولے تو ہرگز کسے تاثیر نیں ہوتا
دنیا کا کام مشکل ہے یو بے تدبیر نیں ہوتا (۱۰)

منگتا (۱۱) ہے جو شہر دیدار کون، اس گل بھرے گل زار کوں لیوے (۱۲)۔ یہاں کے سب متوطناں (۱۳) کوں آزار دیوے۔ عورت کی ذات، کچہ جھوٹ کچہ سچ ملا کر بولی بات۔ کہ اس کی تدبیر (۱۴) کچہ کرنا، یو بات نا بسنا کام گیا ہات تے، پچھیں (۱۵) کیا فایدا کس بات تے نکتہ چینی بہوت کچہ ہے (۱۶) خوب، پیش بینی بہوت کچہ (۱۷) ہے خوب۔ توں عشق ہے تجہ سوں عقل کیا کرنا، وے عقل مکری ہے، اس کے مکرتے (۱۸) ڈرنا۔ توں مست وو ہشیار (۱۹)، دغا دیتے کیتی بار۔ جیتا کوی قوت دھرے گا، دغے کوں (۲۰) کیا کرے گا (۲۱)۔ جاں زور سوں کام ہات (۲۲) نیں آتا، دشمن واں دوستی بساتا۔ خدا تے (۲۳) نیں ڈرتا، دشمن دوستی سوں اپنا کام کرتا۔ سنکہ ہو جائے (۲۴) آکر سنکہ ہنکارے، دغے سوں چمٹی ہستی کوں مارے۔ دغے سوں بکری غالب باگ پر ہلوئے (۲۴)، دغے سوں نترزے پر دو پاہ (۲۵) ور ہوئے۔ یو بات سب خاطر لیانا۔ ہشیار (۲۶) اچھنا، دغا نا کھانا۔ اس بات کوں حدیث ہے سن اے عزیزا، قَتْلُ الْمُؤْذِی قَبْلَ الْاِیْذَا۔ یعنی کیا حاجت ہے جو دُندی آکر دندسارنا برائی نیں کرے بگیچ بُرے کون مارنا۔ برے تے خدا کہیا ڈرو، برے کے آنگے (۲۷) نیچ فکر کرو۔ عشق بادشاہ، ظل الہ، صاحب سپاہ، عالم پناہ یو واقعہ سنیا، غصے تے سر دھنیا

(۱۶۵)

بیت۔ غصا چڑھیا ہے عشق کوں اب عقل پر آئی بلا
کیا حال آخر ہووے گا کیوں سوسے گا یو زلزلا (۱)

کیا عقل کوں وجود کیا ہے جو اسے کام کرے، اپس کوں رُسوا، ہمنا (۲) بدنام کرے۔ اگر عقل کوں اپس پر گماں اتنا ہے، تو میں بی عشق ہوں خدا ہے کام (۳) کو کتنا ہے۔ بیت

جلالت ہیں یو عشق آیا نہ ہوسی کم قہر ہر گز
عقل کے گاڑو ڑی تے یو اترسی نا زہر ہر گز۔ (۴)

عقل دِوانہ ہے جو عشق سوں گلا (۵) تا عقل کون (۶) عقل اچھتی تو یو عشق کا مایا پاتا۔ عقل کون اپنی کاں ہے زیادہ مری، جو عشق سوں کرے برابری۔ عشق (۷) سوں عقل قوت کرتی ہوئی (۸) دیوانی، ہتیاں اتباریاں (۹) سوں ڈوبتے بکری کیتی مجے کیتا پانی۔ عقل عشق سوں لڑنے آیا ہے۔ سو عقل کم کیا ہے، قطرے (۱۰) نے دریا سوں ہم (۱۱) کیا ہے۔ ذرا آفتاب سو کیا کرے گا، آتش آب سوں کیا کرے گا۔ چیونٹی (۱۲) کا سلیمان سوں کیا چلے گے، زمین کا آسمان سو کیا چلے گا

بیت دوڑیا ہے دل پر عقل کے بادل ہو لشکر عشق کا
کس کس کوں جا کر مارتا، کیا جانے خنجر عشق کا۔ (۱۳)

بارے مہر نام، خوش فام، شیریں کلام، شجاعت میں تمام۔ نڈر بے جگر، ہمیشہ مستعد اپنے کام پر۔ عشق کا (۱۴) سپہ سالار تھا، اپنے ٹھار بہوت ہتیار تھا، سب لشکر تے خبردار تھا۔ (۱۵) اسے فرمایا کہ جفا، مشقت، درد، محنت، غم، الم، قلاشی، (۱۷) بے نوائی، بدنامی، رسوائی، فراق، اشتیاق، زاری، خواری، (۱۸) خونخواری، دشواری، فغاں، (۱۹) آرزوی، (۲۰) آہ، نالا، مبتلائی، حسرت، سوزش، تپش، شیدائی، استغنائی، بیداری، بے قراری، بے تابی اضطراب، بلا، رنج، عتاب، آزار، عذاب، حیرانگی، (۲۱) پریشانگی، سرگردانگی، دیوانگی یو وزیر بڑے بڑے، سب (۲۲) حاضر کھڑے۔ انو کے جیو کی (۲۳) بات لے، انو کا دل ہات لے، (۲۴)

(۱۶۴)

انو کوں اپنے سنگات لے۔ جاں ایسے اچھیں وزیراں، واں کس کیاں کیا چلیں گیاں (۲) تدبیراں۔ جو کوئی انو کا ناواں سنتا سو ڈرتا، انوسوں کون لڑنے کوں (۳) دعوا کرتا۔ یونام کے وزیر، بہوت بڑے کام کے وزیر۔ ہور مشرق کے ادھر کا جیتا لشکر ہے، باقی وزیر (۴) سردار جیتا نر ہے، کارگر ہے۔ یوسب (۵) یک پار شہر دیدار کے اُدھر لے جا، بارے عقل ہور دل کے لشکر سوں ٹک چھگڑا (۶) بجا۔ اس لشکر کوں بے (۷) جان کر، یہ خاک یکساں کر، نادان کر، چران (۸) کر، پریشان کر، سرگردان کر۔ کہ دُسرا ایسے (۹) تے ڈرے، ڈسری بار بھی کوئی ایسے جالے نہ کرے۔ بیت

عشق لشکر رواں کیا ست کا
وقت آیا ہے اب قیمت کا

مرد بے ہمت نا اچھنا، ہمت دھرنا، دشمن کوں (۱۰) اپس پر دلیر نا کرنا۔ جاں ادب واں سب۔ جتنا قاعدا، اتنا فایدا۔ بے ادب بے تمیز، ادب دار سب کوں (۱۱) عزیز۔ مہر سپہ سالار نے، مرد کارزار نے جوں (۱۲) عشق بادشاہ عالم پناہ ظل للہ، صاحب سپاہ نے فرمایا تھا، جوں عشق کے خاطر میں آیا تھا۔ تیوں سب لشکر جمع کیا، سب (۱۳) نر جمع کیا، ایکس (۱۴) تے ایک خوب تر جمع کیا، چاروں طرف صف باند۔ جوں پولاد کی کاند۔ (۱۵) بسم اللہ کر۔ ہمت دھر عقل ہور دل کے لشکر پر چلیا، جانو کوہ قاف کا ڈونگر ہلیا۔ (۱۶)

بیت:

دل نے کیا ہے کام یو اب عقل پر کیا بول ہے (۱۷)
دل کے ادھر تے عقل بی حیران ڈاواں ڈول ہے (۱۸)

عقل نے یو فوجاں، یو قہر کے دریا کے موجاں (۱۹) دیکھ اپنی جاگا تے ہلیا، تلملیا، (۲۰) ہیبت تے اپس میں آپے گلیا۔ فرد

یو واقعہ عقل کوں آیا سو اس دل کے اولایاں تے
بلا ماں باپ پر آتی ہے فرزنداں کے چالیاں تے

(۱۶۷)

(۱) ناجان کر، گمان کر۔ ایسے کام میں پڑیا، انے اپنی عقل سوں اپے اس دام میں پڑیا۔ عشق کا مایا نیں پایا، ایسی عقل نے یہاں دغا کھایا۔ فتنہ جاگیا، چھکڑ لاگیا۔

(۲) بارے اول ایک دیس غمز آ کر (۳) عقل کے مون پر چڑیا، خوب وو ہات لڑیا، عقل کوں سنبھالنے مشکل پڑیا۔ دوسری دیس قامت نے استقامت کیا، عقل کے لشکریں (۴) قیامت کیا۔ تیسرے دیس (۵) کی رات (۶) کوں زلف جا کر شب خون پڑی، کوتی تھی سو ہوی بڑی۔ بہو تان کوں (۷) بہنچی، بہوتاں کوں ٹھنچی، ٹھار ٹھار ہیری، دھواں ہو کر گھیری۔ ناگ ہو کر چاروں طرف لڑی۔ بہوت قائم ہو کر کھڑی۔ بیت

جو غمز آ ے لڑنے کوں عقل اس ٹھار کیا کرنا (۹)
اٹھے گا ہات کیوں اس ٹھار یہاں تروار کیا کرنا

(۱۰) ویسے میں خوشبوئی کی باس کہ (۱۱) دل کون جلا (۱۲) نہاری تھی، دل کی بہوت پیاری تھی، (۱۳) دل میں ہور (۱۴) اس میں یاری تھی، غم خواری (۱۵) تھی۔ وو ہوی دل کے اُدھر، دل کوں کبھی نکوڈر۔ یو باؤ کاں لگتے اسے کس کے زخم، زخم کا اسے کیا غم۔ اگر بارا ہزار جنے (۱۶) ماریں گے، تو بی یو یہی مارا مار بچ ہاریں گے، یو باؤ بارا، اس سوں کس کا کیا پارا۔

اڑے وقت دل کوں مدد آئی، (۱۷) پارے سنبھالی، (۱۸) یاری کوں قرار رکھی، دل (۱۹) اپنا ایک ٹھار رکھی۔ محبت کوں پائی، اپنے اثنا تے (۲۰) بولی۔ کام ہوا ہے مشکل، (۲۱) اتال ہمت چھوڑنے میں کیا حاصل۔ مارنا یا مرنا، اپنا ناؤں (۲۲) کرنا۔ نہاٹے تو کیا آوے گا۔ نہاٹے تو کیا پانچنے پاوے گا بختاں (۲۳) میں لکھیا سو کیا (۲۴) جاوے گا، یہاں (۲۵) نہاٹے تو (۲۶) خدا کون (۲۷) تو بی بھاوے گا۔ جیون کوں کیتا ڈرنا، یو مردی کا وقت ہے کچھ تو بی کرنا۔ جیو گیا تو گیا وے شرم نا جانا، بکہ جیو ہور شرم وو (۲۸) نو گنوانا۔ یوں ہوا تو مردان میں مرد کیوں (۲۹) کہواتا، ہور لوکاں میں بھی موں کیا دکھلاتا (۳۰) یو حضرت کی

(۱۶۸)

(۱) حدیث ہے مَنْ مَّاتَ (۲) عِزَّةٍ فَقَدْ مَاتَ شَهِيْدًا، قُتِلَ عِنْدَ عَزَّةٍ فَهُوَ شَهِيْدٌ۔[۱] یعنی جو کوئی (۳) اپنی عزت خاطر (۴) مارا گیا سو شہید ہے۔ دل کہا خوب کہی اے سو باش (۵) راسک راس، اس وقت مجے ہے شیر بچہ آس۔ میں بی دل ہوں، بڑا ہوں، قائم ہو کر کھڑا ہوں۔ کیا کروں عشق ہور حسن کا لشکر قوی (۶) ہے یو عشق کہوا (۷) زانیں باگاں کی گوی ہے۔ یہاں باگاں ہیں۔ بھاڑیں گے، ہڈاں (۸) میں تے کدہ (۹) جھاڑیں گے، یہاں جیو تے اٹھنا، یہاں (۱۰) اپنا لہو آپلے گھٹنا۔ یہاں (۱۱) مرد کوں مرن کا قصا ہے، یہاں (۱۲) باگ ہور (۱۳) ہرن کا قصا ہے۔ یہاں چمٹی کے آنگے ہتیاں ہارے اس جنگل کے کولیاں نے (۱۴) شیراں کوں مارے۔ جنی ہور ولی جو ویسے تھے مست، ویاں کا لشکر یہاں کہا یا شکست۔ میں بی یہاں ہات جیو تے جھاڑیا ہوں ہامت کیا ہوں، رن کھام کاڑیا ہوں۔ کودے میں پڑ کر (۱۵) سر ڈی کاٹنا نیچ بھتا، عاشق کوں نہاٹنا نیچ (۱۶) بھتا۔ دل تو ہمت دھرتا، دیکھیں (۱۷) اتال خدا کیا کرتا، اللہ توکلت عَلَی اللّٰہ[۲]۔ جوں فارسی میں کتا ہے استاد (۱۸) کہ ع۔ زدیم (۱۹) برصف رنداں ہرانچہ بادا باد[۳]۔ بارے دوسو باش (۲۰) جو دل کنے آئی تھی، دل سوں دل لائی تھی، انے خوب دو چار حملے کری (۲۱)، بہوت تھی ہمت بھری۔ ہمت (۲۲) دھری ہمت پر (۲۳) آئی، فوجاں اُجائی۔ عشق کے لشکر کوں حیران کری، پریشان کری، سرگردان کری۔ بیت

---

[۱] جس کسی کی موت عزت و آبرو کی خاطر واقع ہوئی، یقیناً وہ شہید مرا۔ جو عزت کے واسطے قتل کیا گیا وہ شہید رہے۔

[۲] میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں۔

[۳] ہم نے رندوں کی صف پر دے مارا اب جو کچھ بھی ہو (حافظ کے دیوان میں یہ مصرع اس طرح ہے ع زدیم برصف رنداں ہر چہ بادا باد

(سفینہ حافظ صفحہ ۱۸۲)

(۱۶۹)

لہوے نازاں کے ہاتاں میں ہیں دل نامل جھگڑاتا کیوں (۱)

کہ عقل ہور عشق کا جھگڑا یکایک یونبڑتا کیوں (۲)

چوتھے دیس بی یو جھگڑا آفت(۳) تے نبڑیا(۴) نہیچ تھا، یو غوغا(۵) ہیچ تھا۔ اپس میں اپے لڑتے تھے، جھگڑتے تھے۔ نہ یو نہاٹتے(۶)، نہ وو نہاٹتے(۷)۔ ایکس کوں ایک ڈراتے، ایکس کوں ایک ڈاٹتے آٹا آٹ تھا، کاٹا کاٹ تھا۔ ڈاواں ڈول سب شہر تھا، یو کچھ خدا کا قہر تھا۔ جسن دھن، من موہن، جگ جیون لشکر تے ایسی(۸) خبر پائی، بہوت حیفی کھائی، دل پر شک لیائی۔ کہ آخر خوشی ہے یا غم، اس جھگڑے کا کیا عالم۔ یو جھگڑا کیوں(۹) آخر نبڑتا ہے، کس پر کیا وقت پڑتا ہے۔ قضا آسمانی، بلائے ناگہانی۔ فتح شکست(۱۰) خدا کے ہات، یہاں بد کی جائے(۱۱) بڑی بات۔ حیران ہوئی(۱۲)، اندیشواں ہوئی۔ آخر وو بین پر کی پری، اپس میں آپے کچھ فکر کری(۱۳)، ہمت پر دل دھری بیت۔

ہر ایک کام اول اختیار کر کرنا

جو کام کرتے اسے تک بچار کر کرنا (۱۴)

اپنے خال کوں، عالم کے کال کوں، جگ کے جنجال کوں، اس نیک(۱۵) خواہ نمک(۱۶) پر حلال کوں، بلائی، اس سوں مشورت لائی۔ بیت

وو من ہر دل رُبا او تا رمورت (۱۷)

سو اس کالی بلاسوں کی مشورت (۱۸)

ان خال(۱۹) نے بولیا، عالم کے کال نے بولیا، جگ کے جنجال نے بولیا، حسن(۲۰) کے نمک حلال نے یو لیا کہ اے حسن دھن، من موہن، جگ جیون کہ تجے کوہ قاف کی پریاں میں ایک ہم زاد ہے، تجے اس(۲۱) کا ہمیشہ دل شاد ہے۔ عالم اسے دیکھنے کوں آرزو(۲۲) مادے ہر مت آزاد ہے بہت دلاور، بہوت زور آور۔ کس تے جو ڈسے جاں جاوے

(۱۷۴)

واں فتح کرے۔ جیتا کوی شجاعت میں پنوا تا[۱]، اس کے موں پر[۲] کون آتا۔ جو کوئی میدان
میں مرد ہو کر نکلتا، اس کے آنچہ[۳] تے گلتا۔ جتے مرداں ہیں مردانے، انداز میں اس کے
آنگے ہات اچانے۔ تقوا کر کھڑے رہنے کسے تاب[۴]، سامنے آکر کون دے سکتا جواب
ہیٹلی، ہٹ بھری، جو کچہ کہے سو کری۔ خوش شکل قبول صورت، منہر مورت، روپ[۵]
بھو تیج آلا، جاں بیٹھے واں پڑے اُجالا۔ ہنسے تو پھول جھڑے[۶]، بولے تو نبات ہو
موتی پڑے۔ جو کوئی[۷] دیکھے سو پے تاب ہوئے، جاگنا اسے خواب ہووئے۔ بیت

بُرائی خویش تے دیکھا نہ جاوے (۸)

عزیز ہوئے سو وقت پر کام آوے (۹)

دو یہاں آئے تو بہوت بھلا ہے، دو آدمی نیں یک بلا ہے۔ دو دھن[۱۰] ٹک
بہار نکلے تو بس، خدا دیا ہے اسے جس۔ ولے[۱۱] اُنے[۱۲] ایسی جاگا پر کری ہے گھر کہ ہرگز نیں
پڑتی[۱۳] کسی کی نظر۔ وہاں جان کوی کسے دیسی نا، اس کا نشان کوی کسے دیسی نا۔ اس
کا ناؤں بی چیتنج[۱۴] ہے، اسے بی چیتنج[۱۵] کہتے ہیں، جتے عناق[۱۶] دنیا میں رہتے ہیں۔ بیت

کھول کر کیا کہوں کہ کیسی ہے

حسن کی بہان حسن جیسی ہے (۱۶)

دو بی لئی ناز۔ لئی جھنداں، لئی غمزے، لئی عشوے[۱۷] لئی کچہ دھرتی ہے۔
عاشقاں پر یوں[۱۸] ظلم کرتی ہے۔ تیری پہاں اتنا جو قوت[۱۹] دھرے تو کیا عجب، عاشقاں
پر یوں[۲۰] ظلم کرے تو کیا عجب۔ مج[۲۱] میں کیا عشوا تھوڑیا[۲۲] ہے، دو بی تیراج جوڑا ہے۔
ایکیں کون چھپانا، ایکیں کوں دکھلانا، قادر[۲۳] میں نہیں دنیا میں دو نو بہانا۔ نہیں دو
پھول[۲۴]، دو تارے۔ دو دیوے، دو نو ماہ[۲۵] جھمکارے[۲۶]۔ دو پریاں، دو حور، دو چاند
دو سورج۔ دو حسن کیاں بہریاں، دو حسن کے باز۔ دو نو صاحب صورت، دو نو صاحب ناز

(۱۷۲)

دو گلزار، دو بادشاہ خونخوار۔ دو نو صاحب سپاہ، دونوں کوں خوبی بخشیا ہے الہ
دو سرو، دو شمشاد جنو کا قد(۱) قامت دیکھ خدا آوے یاد۔ دو سکھیاں، دو نو بی(۲) دو عالم
کیاں(۳) انکھیاں دو نو دو جہت دو نو دو عالم کے اس کے کشت(۴)۔ یو دو محبوب(۵) دو نادر یاں، عاشقاں کے دیکی مراد بخشن
ہاریاں۔ جیو کیاں(۶) پیاریاں سب گن ہیں سا ریاں۔ جو کوی(۷) ان سوں جیولاوے،
دو ہر گز نا مرے(۸)۔ دو نو دوا(۹) بحیات کے جھرے جاں ایسی من موہن ہووے یار(۱۰)،
واں خضر ہونا کیتی بار(۱۱)۔ تیس دو نو بی دو آفتاب، اس شرح کون(۱۲) بی ہور ایک
ہونا کتاب۔ اگر تو ں ہور دو نو مل کر آتے ہیں، تو البتہ اس عقل پر ظفر پاتے
ہیں۔ دل سوں تو یاری ہے، ولی کا جھگڑا(۱۳) ساری ہے باب ہے کہ دل عقل(۱۴) پاس
ہے، ولے اسے بہت(۱۵) تیری آس ہے۔

دل حُسن کے غلام کا ہے غلام
اسے لڑنے جھگڑے سو کیا کام (۱۶)

اِدھر بائیں اُدھر کو اہے، اس بچارے کوں بی مشکل ہوا ہے۔ وو عاشق(۱۷)
ہے، اہل ہے، اس کا کام سہل ہے۔ حسن دھن، من موہن، جگ جیون نے بولی
کہ کیا فایدا(۱۸)، وو گلگوں بچن نے بولی کہ کیا فایدا(۱۹)، جھگڑے میں(۲۰) آ کھڑے ہیں حسن ہور
دل، وو مدد آوی(۲۱) لگ بہوت مشکل۔ اتال ہمیں(۲۲) جھگڑے کی لاف ہیں، وو ہم زاد
ہماری کوہ قاف ہیں۔ درو خراسان ہیں، دارو ہندوستان ہیں(۲۳) وو دارو کو اتا(۲۴)
کو اس کا درد جاتا(۲۵)۔ اگر دارو کر نہارے کوں یو ہے(۲۶) خام، دارو اے(۲۷) لگن دردمند
کا کام تمام(۲۸) تا تریاک از عراق آورده شود، مارگزیده مرده شود(۲۹)، شاباش

لہ عراق سے تریاق لانے تک سانپ کا کاٹا ہوا موت کا شکار ہو جائے گا۔ (امثال وحکم میں یہ عبارت یوں ہے۔ تا تریاق از عراق آرند، مارگزیدہ مردہ باشد۔ صفحہ ۵۲۹، جلد اول)

(۱۷۲)

تجہ سو مشورت کری ساری رات، توں مجہ سوں (۱) بولیا آخر ایسی (۲) بات۔ میں تجھے عاقل کر جانی تھی، تجہ میں کچہ عقل ہے کر (۳) پہچانی تھی۔ خال (۴) نے کہا، عالم کے کامل نے کہا، جگ کے جنجال نے کہا، حسن کے نمک حلال نے کہا۔ بیت

ناز میں اپنے مست مجو باں (۵)
ناز پر ناز کرتے ہیں خوباں (۶)

توں حسن ہے، تجہ میں نازکیاں، باتاں بہوت ہیں، تجہ میں غمزے کیاں حکایتیاں بہوت ہیں۔ ہر ایک بول تیرا ناز (۷) غمزے سوں آتا ہے، ناز ہور غمزا تجھے بہوت سہاتا ہے۔ بیت۔

عاقل جو کہتا بات وو اس بات میں معنا ہے کچہ (۱۰)
عاقل نہ ہوا اندیش دیکہ اس ٹھار پر پاتا ہے کچہ (۱۱)

ہر ایک (۱۲) بات کے پہچیں بی غم کرنا ہے، کچہ سمجھنا (۱۳) ہے، کچہ پانا ہے، دل کوں بے غم کرنا ہے۔ کیا اوسط کہ میرے پاس (۱۵) عنبر کا ایک دانہ ہے، بہوت (۱۶) بہا (۱۷) نا ہے۔ جس وقت کہ میں آگ پر رکہوں گا اس عنبر کے دانے کوں، تو کیتی بار ہے تیرے ہمزاد کوں (۱۸) تیرے پاس لیانے کوں۔ گھڑی میں آئے گی پون واری، کہ وو ہے پریاں میں کی رہن (۱۹) ہاری۔ حسن دھن من موہن جگ جیون یو بات سن پنٹ فارغ (۲۰) البال ہوی اس اشارات تے، اس بشارت سنتے، بہوت خوشحال ہوی، جوں پھول پھولے لال گلال ہوی۔ خال تے الحال اس عنبر کے دانے کوں آگ پر جلایا (۲۱)، اس حسن کے ہمزاد کوں حاضر کر حسن کے حضور لیایا۔ حسن دیکہ ہوی حیران، یکایک یو کدھر تے پیدا ہوئی یہاں۔ پریاں میں کی (۲۲) آئی پری، یو بی (۲۳) بہوت تواضع کری، بہوت تعظیم کری۔ (۲۴) دونو ناز ہور غمزے کیاں بہریاں (۲۵)، (۲۶) انگیں کوں دیکہ ایک ہنس پڑیاں (۲۷)۔ بارے بعد از

(۱۷۳)

ملاقات، ہات میں لے ہات دونو سکی چکل چکل گلے لگی۔ بیت

دو بچھڑے دو عزیز آملے ہیں
دو غنچے دونو پھول ہو کر کھلے ہیں (۱)

ماضی، مستقبل، حال، ایکس کا ایک پوچھے احوال۔ ایک (۲) رات ہات میں ہات عقل ہو ردل کے لشکر کا قصا کاڑی، اپنے راز کی (۳) چادر پھاڑی۔ کانٹے (۴) کا زخم گھاؤ درد کہی، اپنے ہمدرد پاس درد کہی۔ کہ ہنا ہو رہ دل میں (۵) عاشقی ہو رہ معشوقی کی نسبت درمیان ہے، دو تن ہے ولے دو تن کو ایک جان ہے۔ دوہرہ

جے میں کہی سو اُن کہا پریت ہے اس دہات
دو من کا ایک من بھیا اب دو کی ایک ہی بات (۶)

دل باپ (۷) کے ملاحظہ سوں چپ جھگڑے میں آتا ہے، نیں تو یو جھگڑا (۸) اسے کدھاں بھاتا ہے۔ وو عاشق صاحب صورت، صاحب محبت۔ اسے جھگڑے سوں کیا نسبت۔ بات عجب ہے، اسے جھگڑے کوں ایک سبب ہے۔ یہاں کچہ (۹) ہم نیں، اس کا کچہ غم نیں۔ ولے جھگڑا (۱۰) اتال عقل سوں آپڑیا ہے، قصا مشکل کھڑیا ہے۔ حسن دھن من موہن کی بات حسن کی ہمزاد سن سب خاطر لیا، بچاری (۱۱) کہی خدا ہے ڈرنکو، عقل کیا (۱۲) اچھے گا بچاری۔ مہر جو عشق کا سرلشکر تھا، سب پرور تھا۔ حسن کی ہمزاد (۱۳) حسن نے بھی اپنا ناز، اپنا غمزا، اپنا شیوا، اپنا چالا، اپنا چھند بند اس کی مددگاری کون بھیجی، اس کی یاری کون بھیجی۔ مت دی، ہمت (۱۴) دی۔ مردانا اچہ کہی، توانا (۱۵) اچہ کہی، اپنی عزت (۱۶) کی شمع پر پروانہ اچہ کہی۔ بیت

نازِ غمزے تمام بہار رچے
دل کے تیئں بہار ٹھار رچے (۱۷)

(۱۷۴)

ہور حسن کے[1] ایک حاجب تھا، عاقل کاری، خوب کستا تھا کمان داری بے خطا تیر مارے، ایک تیر سوں سو ہدف اتارے[2] اگر جناور[3] تو اس کے آگے جاتا کہاں، چلتا سو جناور تو اس کے آگے آتا کہاں۔ کمان داری کا دیو[4] اس کے گھر کا جگیا ہے، خیال سوں تیر مار یا، سو شیر لگیا ہے وو۔ تیسرا گر ڈونگر کوں مارے تو بیلاڑ جائے[5] نکل بال سوں باریک اس کا تیر، پولاد کوں سٹے گا چیر۔ یہاں حیران ہم بادشاہ، ہم فقیر، سب عاجز کس کی نیں چلتی[6] تدبیر۔ جو سامنے عاشق آیا[7]۔ بے خطا یکہا دا تیر کھایا۔ ناؤں[8]۔ اس کا ہلال[9] کمانزار، دہاک اس کی ٹھاریں ٹھار۔ اس شہباز کوں بی، اس تیرانداز کوں بی حسن[10] اس مہر سپہ سالار کنے، اس ہٹیلے سردار کنے، اس خونخوار کنے مدد کوں جا کہی۔ بیگ فتح کر آ کہی، سرخرد ہو کر ہمناموں دکھلا کہی۔ بیت

خدا عزت رکھے جس وقت صاحب کام فرماوے
نفر کی نیت ہوی ثابت تو ہمت غیب تے آوے[11]

یو صاحب جمال، یو صاحب اقبال۔ یو ہلال[12] کمان دار، غضب ناک قہار۔ مہر سپہ سالار سوں، صاحب تروار سوں۔ مل کر یک دل کر بہوت قرار کیا[13]۔ بہوت اختیار کیا[14]۔ بات کر خاطر نشان کیا[15]، بات میں تیر کمان لیا۔ عشق کا لشکر بہوت[16] ور زور ہوا، لشکر[17] میں سب شور ہوا۔ لئی غمزے[18]، لئی عشوے۔ لئی نازاں ملے[19]، لئی اوباشاں ملے، لئی دغا بازاں ملے۔ کام کچہ[20] ہوا، لشکر کچہ[21] ہوا۔ شجاعت[22] کا تراب سر چڑیا، ہلال[23] کماندار بسم اللہ کر، اللہ اللہ کر عقل کے لشکر میں جا پڑیا۔ چاروں طرف تے اس پر مار پڑی، مجلس عجب کھڑی۔ ہلال عاشقاں[24] کا دل گھٹ کیا، تقوا پھٹ کیا۔ ہوا خدا کا لوڑیا، ولے اپنی ہمت نیں چھوڑیا۔

(۱۷۵)

(۱) (۲) (۳)
مرداناتھا، داناتھا * تو زناتھا۔ عقل کو جاکر ہنکاریا۔ باپ کے
جہل تے، اپنی قوت کے بل تھے نا دیکھ سک کر اس غل غال میں، اس قیل وقال میں
(۴)
یکایک دل میانے میاں آیا۔ سونا جان کر اناچتی دل کوں تیر مار یا۔ دل کوں
(۵) (۶)
گھوڑے پرتے اُتاریا۔ جھگڑا بیگ میں بھگیا، کھے ماونے گیا سو کھے لگیا۔ جیتا
(۷)
کچھ نی گیان دھرے، وِدھا کون کیا کرے۔ قضا کوں کیوں سنبھالے، نضا کوں ٹالے
(۹) (۱۰) (۱۱)
مصحف میں یوں دئے ہیں خبر، جَاءَ الْقَضَاءُ عَمِیَ الْبَصَرُ۔ یعنی جو آتی ہے قضا
(۱۲)
تو انکھیاں کوں اندھلاری آکر انکھیاں ہوتیاں ہور ایک وضا۔ عقل دل کوں
گھوڑے پرتے پڑیا دیکھا، کام مشکل کھڑیا دیکھیا۔ عقل گھابرا ہوا، عقل کا پینا
(۱۳) (۱۴)
پھاٹیا، عقل کا سب لشکر نہاٹیا۔ کیا ٹھنا کیا بڑا، ایک جنا نیں رہیا گھڑا۔ بیت

عشق سلطان عشق سرور ہے
عشق دیم عقل اوپرور ہے۔

عقل گئی جنگلے جنگل، عقل کوں وقت آیا کیل۔ عقل ڈانواں ڈول، کیتے
(۱۵) (۱۶)
یو قضا کہے کھول قضا یوں کھڑیا۔ عقل پر آسمان ٹوٹ پڑیا۔ بادشاہاں کوں لشکر
(۱۷)
خوب رکھنا کتے سو اس خاطر، جوانان دلاور خوب رکھتے سو اس خاطر۔ کہ ایسے
وقت پر کام آویں۔ بادشاہاں کی عزت رکھیں، بادشاہاں کوں بچا دیں۔ اول کے
(۱۸)
بادشاہاں خوب جواناں رکھتے تھے سو کچھ جان کر رکھتے تھے، اپنی عزت اپنی شرم،
اپنا نیم اپنا دھرم پہچان کر رکھتے تھے۔ جو بادشاہ اول تے یو گت نیں پایا، ونے آخر
(۱۹)
یو پنچہ دغا کھایا۔ عقل کوں ہا تال عقل آئی، پچھتانے لگیا، سر کوٹ لیا، موں میں
(۲۰) (۲۱)
ماٹی بھانے لگیا۔ اول تے نیں رکھیا اپنا قاعدا، اتال پچھتاے تو کیا فایدا۔

---

* موت آگئی اور آنکھ اندھی ہوگئی۔

(۱۷۹)

عقل(۱) سب چھوڑ کر(۲) ہوا بہوت بے تدبیر، یوں تھی تقدیر۔ بارے یو عقل تائب(۳) ہوا، خدا جانے کدھر غائب ہوا۔ بیت۔

عقل نے عقل سوں کیا نہیں کام
لشکر اپنا کیا خراب تمام (۴)

کوی کتا شہر بدن کوں گیا پھر، کوئی کتا بائینچ(۵) میں پڑیا گر۔ کوی کتا چھگڑے میں مارا گیا، کوی کتا باٹ میں کس کے(۶) ہات اتارے گیا۔ کونچے کونچے یو حکاتیاں(۷) ہزار جنے ہزار باتاں۔ طامع عقل کا کچہ ہوا، عقل کا کام(۸) بے ہچہ ہوا۔ دل کے بختاں میں بی(۹) لکھا تھا سوا نپڑیا، دل بی حسن کے ہات میں سپڑیا۔ آخر حسن کا فتح(۱۰) ہوا، جوں المنگتی(۱۱) تھی کتے ہوا۔ فتح کا باجا بجنے لگیا، حسن کا دربار گجگجنے لگیا۔ حسن دھن من موہن، جگ جیون پری، خدا کی درگاہ(۱۲) ہزار ہز شکر کری(۱۳)۔ شکر کر غم کوں دل پرتے بسرائی، اپنی زلف کوں فرمائی۔ کہ عقل(۱۴) پچھیں دوڑ بہت(۱۵) ناسنگ دیکہ ناریگ۔ اپنے تاراں سوں، دھوبیں(۱۶) کے دھاراں سوں، اس کے سرداراں سوں(۱۷)، اس کے یاراں سوں، اس کے خدمت گاراں سوں۔ اسے جگڑ لیا(۱۸)، اسے بہوت(۱۹) پنوایا، اتال(۲۰) کیوں گنوایلہ لاف(۲۱) کرتے، ہوریوں نہاٹ(۲۲) جاتے۔ لاف مار کر یو کیا کیا لوک ہنسائی(۲۳)، نہاس(۲۴) جانے لاج بن آئی(۲۵)۔ بیت۔

عقل عاقل ہو بہوت پچتایا (۲۶)
وہم بولیا سو سب انگے آیا

عقل جو سیسے(۲۷) کے پاؤں لگا کر جاوے، تو بچاری زلف کدھر تے کھج لیاوے(۲۸)۔ بیت۔

جو نصیباں میں تھا سو وو انپڑیا
عقل نہاٹیا فقیر دل سنپڑیا

دل عاشق کہوایا، ہو ساں سوں زخماں کھاتا۔ معشوق کے زخم، عاشق کوں بہ از مرہم۔ عاشقی حیران ہونے کی خاطر کرتے ہیں، عاشقی پریشان ہونے کی خاطر کرتے ہیں۔ عاشقی تپنے ترسنے کی خاطر کرتے ہیں، عاشقی انکھیاں تے بجھواں برسنے کی خاطر کرتے ہیں۔ فارسی میں ایکس کوں کنے پوچھیا کہ عشق کیا ہے کچہ ماردم، اُنے کہا "سوختم سوختم سوختم۔" عاشقی حیرانگی کوں میانے میاں لیا ناہے، پریشانگی کا لذت پانا ہے۔ عاشق ہے تو عاشقیت پہچان، ہزار جمعیت اس عشق کی ایک پریشانی پر قربان۔ اگر عشق کی لذت کسے یاد ہے، تو ایک ساعت رونے میں عالم عالم کا سواد ہے۔ کس آرام میں اس بیتابی کی راحت ہے، کس آسودگی میں اس محنت کی فراغت ہے۔ پتا ترسنا لگیا سواد، تا ناؤں پکڑیا مجنوں تو ٹھاؤں پکڑیا فرہاد۔ یو آگ دل میں رکھے تو بجھاتی، اس آگ پر چلنے ہوس آتی یو محنت راحت بھری ہے، اس غم میں خوشی دھری ہے۔ یو زہر ہے ولے آبحیات کا کام کرتا ہے، یو تو کڑوا ہے ولے میٹھائی پر لاف دھرتا ہے۔ عاشق عشق کے زور سوں جیا ہے، تو یو محنت سوسنا تو عاشقی قبول کیا ہے۔ جن عاشق نے عشق کی آگ سوں اس بجاک سوں روشن کیا دل کے دیوے کی باتی، اس دیوے پر باؤ کام نیں کرتی، اس دیوے کی جوت کدھیں نیں جاتی۔ جوں فارسی میں بی یوں کہتا ہے بیت۔

اگر گیتی سراسر باد گیرد
چراغِ مقبلاں ہرگز نمیرد [1]

باؤ بارے کون قدرت کہاں یہاں آنے، پانی میں کی آگ بجنے کیا جانے۔ مرگ تیں ہے۔ عشق سوں جیون ہارے کون مارا ہے پارے کوں۔ پارا کیں مرتا ہے موا تو جیوں پہنے تے۔ بہوت کام کرتا ہے۔ عاشق کا وجود کیمیا ہے، اکسیر ہے۔ عاشق کے وجود میں جنس جنس کی تاثیر ہے۔ عشق کی آگ سوں جلیا سو وجود۔ کامل وجود،

---

[1] اگر تیز ہوائیں ساری دنیا کو اپنے گھیرے میں لے لیں تب بھی خدا کے مقبول بندوں کا چراغ بجھنے نہیں پاتا۔

(۱۷۸)

(۱) (۲) (۳) (۴) (۵)
واصل وجود، صاحب حال وجود، صاحب اقبال وجود۔ جس وجود میں خدا سنچریا، جس
(۶)
وجود میں خدا گھر کیا۔ جس وجود کوں کعبہ کہا جاوے، جس وجود میں خدا کوں دیکھے خلق
(۷)
آوے۔ جس وجود میں خدا کیا ہے ظہور، جس وجود میں سات آسمان، سات زمین
(۸) (۹) (۱۰)
کا نور۔ بارے کتا ہوں تجہ دھر، جو بات کتا تھا سو آئی بات بھی پھر۔ دل کوں
(۱۱)
حسن کے جھگڑے میں لگیا تیر، دل ہوا زخمی، اسیر، فقیر، بے تدبیر۔ اِدھر درد کرتے
(۱۲) (۱۳)
زخم، اُدھر باپ کی پریشانگی کا غم۔ بہوت ہوا درہم، حیران ہوا مسلم۔ معشوق کے
(۱۴) (۱۵) (۱۶)
جھگڑے کی چوٹ، عاشق لوٹ پوٹ۔ جو کچہ پڑیا سو سہا۔ حسن خاطر جیو پکڑ کر رہیا۔
(۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰)
تو اس حال سوں جینے کا کس کا مجال تھا، محال تھا۔ حسن دھن۔ من موہن، جگ
جیون نے بی دل کوں اس حال دیکہ دل کا ایک وفا سوں خیال دیکہ پکاری،
(۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴)
آہ ماری۔ انکھیاں میں تے انجھواں ڈھالی، محبت کی آگ سوں سینا جالی۔ کہی کن
(۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸)
نے دل کون تیر ماریا، کن موسے نے اس غل میں یو وَندسا ریا۔ دل کے دل میں الا بلائی، کہنے
(۲۹)
ملریا کر بہوت واٹیاں، بہوت گالیاں دی۔ عقل کوں چھوڑے دل کوں پکڑ لیائے،
(۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳)
یو تو بلا میں پڑیا تھا بھی کے اس بلا میں بھائے۔ میں کدھاں کہی تھی کہ ایسا کام خام
(۳۴)
کرو، میں کدھاں کہی کہ دل کوں بے آرام کرو۔ یو موئے نفراں نیں ڈرتے، کچہ فرمائے
(۳۵)
تو کچہ کرتے۔ انو کا کیا جاتا، ای تو کر جاتے۔ ہمنا پر دکھ آتا۔ بارے حسن پری، او تارا
ستری سا قل تھی، عقل میں کامل تھی۔ ایس میں آپے اندیشی کہ۔ لو جھگڑے کا کام ہے،
(۳۶)
اس غوغا میں کون کسے پہچانتا کیا کسے خام ہے۔ نہ وہاں صاحب نہ وہاں جانیا جاتا ہے
نفر، جسے خطا دیتا اسے قدرت سوں کچہ ہوتا ظفر۔

بیت۔ (۱۷۹)

بہ جھگڑے میں صاحب ہور نفر کاں ہے
کس کی کس کے اوپر نظر کاں ہے (۱)

یو اپنا ہور پرایا جاننے کی جاگا نیں(۲)، یو آشنا ہور بیگانہ پہچاننے کی جاگا نیں(۳)۔ نہ دوست جانیا جاتا نہ دشمن، مارا مار ہوتی چار و گدھن۔ کوی کسے(۴) ہٹکتا ناپکارتا، جو کوئی جس کے ہات تلے آتا وو اُسے(۵) مارتا۔ عقل اس وقت آکر عقل(۶) نیں کرتی، دیوانگی آکر آنگ میں بھرتی۔ تن سب ہوتا سن، ہات چلتا ہور مار مینچ کی رہتی دھن۔ یو(۷) اپنا اپنا نجت ہے، قیامت کا وقت ہے۔ یو کام کس کے عقل میں نیں آتا، خدا جانے اس وقت کیا ہو جاتا۔

القصا حسن دھن، من(۸) موہن، جگ جیون کوں ایک دانی تھی، دل اس کا اُنے پانی تھی اس کا ناؤں(۹) ناز، بہوت چترچوسا ساز، حسن سوں دایم ہمراز۔ حسن نے دل کے عشق کی کہی بات، مشورت کری اُس دانی سنگات۔ کہ دل میرا دیوانہ، میں دل کی دیوانی۔ دیوانے دو نو ملیں تو چہ دونو کی زندگانی۔ وو(۱۰) بے تاب میں بی بے تاب، دو نو کوں کھڑیا ہے اضطراب۔ دو نو کوں نیں آتے خواب، کیا جانے کیا لکھا ہمارے دونوں کے باب۔ وے لوکاں کا میانے میاں بہوت ہے حجاب، ملنا تو لگیا ہے قضا سوں، وے(۱۱) اتال بیگ ملے تو خلق میں دستا(۱۲) ایک دفا سوں۔ بیت

جس کے خاطر جتا پتے گا دل
شرم لوکاں کی ہوئے کچہ حایل۔ (۱۳)

بارے عشق بادشاہ کے، عالم پناہ کے ظل اللہ کے صاحب سپاہ کے، مہر سپہ سالار کون بھیجیں۔ اس اوباش رندعیار کون بھیجیں۔ بیت

حسن کچھ اپنے دل منے کند کر ؛ عشق کون بھیجی یو صح کی خبر (۱۴)

(۱۸۰)

کہ ہمنا میں ہور عقل میں جیو نیریا، جھگڑا کیوں نبریا۔ عقل نامردی کی باٹ نہاٹ (۱) گیا سو خبرا نپڑاوے، ہور عشق کیا کتا سو خبر بھر لیاوے (۲)۔ تا دیکھیں کہ عشق (۳) اس باب کیا فرماتا، اس کی خاطر میں کیا آتا۔ پڑیاں کی بڑی عقل، ننھا کی عقل میں ہزار خلل۔ اگر جیتا عقل (۴) دھرے بچا، آخر بھی کچا سو کچا۔ حدیث بی یوں ہے کہ اَلنَّبِیُّ صَبِیٌّ وَلَوْ کَانَ ابْنَ النَّبِیِّ ۱؎ یعنی تھوا دسو تھوا (۵) اوپج اگر نبی کا فرزند ہے (۶) یو بڑیاں کی پند ہے۔ بڑے نیک ہور بد تے واقف ہو رہتے ہیں، بڑیاں کوں بڑے چپ نیں کہتے ہیں۔ انو بی کچہ دیکھیں ہیں، بہوت کام کئے ہیں، دنیا کا بھلا بُرا سب (۷) کام کئے ہیں۔ ننھے کاماں میں ہرگز نا جاتھیں (۸)، کوی دغا دینے آیا تو دغا نا کھاسیں (۹)۔ یو تا (۱۰) ہو کر اگر ننھا ہس اچھکر عقل بڑی اچھے تو وو (۱۱) کیا ننھا، اسے بی بڑا پچ کنا۔ کیا واسطہ (۱۲) کہ بولے ہیں کہ "تو نگری بہ دل است نہ بہ مال، بزرگی بہ عقل است نہ بہ سال (۱۳) ۲؎"، تو نگری دل سوں ہے (۱۴) نہ مال سوں ہے، بزرگی عقل سوں ہے نہ سال (۱۵) سوں ہے۔ اما پختا آدمی ٹک تجربہ کار اچھتا ہے، سب جاگا تے خبردار اچھتا ہے۔ ننھا (۱۶) ہور عاقل اس (۱۷) کی عقل بی اونچی چڑھی ہے، ولے بات میانے میاں تجربہ پر آپڑی ہے۔ ہر کوی اپنی عقل میں غرق ہے، (۱۸) ولے تجربے کا ٹک فرق ہے۔ مصحف کی آیت ہے یہاں (۱۹)، رہ نموں کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ ۳؎ یعنی جو کچہ جس کے ہات میں آیا، اُنے اسیچ (۲۰) میں محظوظ ہوا اُسی میں حظ پایا۔ یکس کا حال (۲۱) اکیس کون کہا ہے (۲۲)، ہر کوی اپنی جاگا سواد (۲۳) پکڑ رہا ہے فقیراں کوں فقری بادشاہاں کوں بادشاہی دیا ہے (۲۴)، ہر اکیس کوں (۲۵) ایک جنس سوں

۱؎ بچہ تو بچہ ہی ہے گو کہ وہ فرزند نبی کیوں نہ ہو۔

۲؎ تونگری کا انحصار دل پر ہے نہ کہ مال پر، اور بزرگی عقل سے ہوتی ہے نا کہ عمر سے۔

۳؎ جو دین جس فرقے کے پاس ہے وہ اُسی میں مگن ہے۔

(۱۸۱)

محظوظ کیا ہے۔ بقول اہلِ خراسان، جنوں کو سب ملک میں دیتے مان۔ ع

کس نگوید کہ دوغ من ترش است [1]

ہر کوی کتا اپنا کیف بہوت مست، پانی نو انچ میں پڑتا، گڑ کا پیچ کے ادھر نوڑتا بڑیاں تے ٹک ڈرتا، ہر ایک کام کئے تو بڑیاں کوں خبر کرنا۔ اگر خوب اچھے گا تو کروکیں گے، وگر بُرا اچھے گا جواب نا دیسیں چپ رہیں گے۔ اسٹہارا اتنی سمج دھرنا ہے، چپ رہنا سو عین مناکرتا ہے۔ ہمیں تو چلیں گے اپنا بھاتا، ولے بھی کیا جانے کیا تقادا آتا۔ یوسن نازدائی، حُسن دھن، من موہن، جگ جیون کوں گلے لائی کہی بلا لیوں گی، تیری خاطر اپنے سر پر سب بُرا بھلا لیوں گی صہبت خوب فرمائی، خوب بجے تو عقل آئی۔ یو بات وقت پر سب کسے کیوں آئے، یو بات تجے فرشتے غیب تے آکر سگلائے۔ تو حسن یو خوبی تیری ذاتی ہے، بھلیاں کوں وقت پر بھلیچ عقل آتی ہے۔ اصالت پر صدقے جانا، زوراں سوں اصالت کدھر تے لیانا، یو خدا کی دینی، خدا تے پانا۔ آدمی ہونا ذاتی، تقلیدی اصالت کام نیں آتی۔ سمجھین ہارا یہاں دغا کھاتا، خوب سمجھ کسے آتا۔ ایسیچ تے کام فرمان ہارا ہوتا بدنام، ایسیچ تے جیوں منگتے تیوں نیں ہوتا کام۔ بھاگ انوچ کے ہر، جنوں میں عقل ہور تدبیر۔ بیت

دائی کاں جگ میں نازایسی ہے
مہر دائی کی ماں کے جیسی ہے

تیری عقل پر میں واری، کاں ہے دنیا میں تجہ جیسی چتر ناری۔ سر تے پاؤں لگ توں گن بھری، بہوت دور اندیشی کری۔ حسن ہور ناری یو بات ایس میں بچار

---

[1] کوئی اپنی چھاچ کو کھٹی نہیں مانتا۔

(۱۸۲)

مہر سپہ سالار کوں بلائے، مدعا اسے فرمائے۔ بیت

مہر صاحب ہوا ہے میانے میان
مشکل ہووے گا اتال سب آسان (۱)

عشق بادشاہ، عالم پناہ، ظل اللہ، صاحب سپاہ کنے اس مہر کوں، اس سحر کوں کہی جا، عشق کوں سمجا۔ (۲) جگڑا جوں پڑیا (۳) نظر یتوں اس حسن کے کہے پر مہر آفتاب مہر اس کی بات سن عشق تلک (۴) گیا، سلام کیا، کلام کیا۔ عقل یوں نہاٹا ہور دل یوں (۵) سنپڑیا کر کہا، (۶) تحییاں (۷) میں جو کچہ لکھا تھا سو انپڑیا کر کہا۔ عشق بہوت ہنیا عقل پر، اس (۹) کی نقل پر۔ کہ عقل عجب (۱۰) جاہل ہے، بڑا نا قابل ہے۔ کہ ہات تے نیں (۱۱) ہوتا کام سو کرنے جاتا، ایسے کاماں تے کیا ہات میں آتا۔ بیت

عقل کوں عقل اچھتی تو نہ ہوتا یوں خراب ہرگز (۱۲)
صبوری کر کے کچہ کرتا نہ کرتا اضطراب ہرگز (۱۳)

عقل عقل کہتے سو اس کی یو (۱۴) چہ عقل، اسے کیا غرض تہی کہ عشق کے کاماں میں کرتا دخل۔ حسن سوں دعوا لاتا، اپنی عزت آپ سیچ گھوتا۔ (۱۵) حسن بی ایک بادشاہ زادی ہے، اسے (۱۶) بی قدرت (۱۷) ہر ایک وادی ہے۔ صاحب (۱۸) لشکر ہے، صاحب کشور ہے، صاحب (۱۹) تیغ و خنجر ہے۔ بادشاہاں اس کی جیت تے دوانے ہو (۲۰) گھر سٹے (۲۱) ہیں، رستماں، اس کے آنگے کمر کا لہوا کھول سپر سٹے (۲۲) ہیں۔ (۲۳) جتنے جتنے (۲۴) کر جانے، اتنے سب یہاں ہار مانے تہا (۲۵) بڑا، سب حسن (۲۶) کے حکم تلیں کھڑا۔ حسن عاشقاں کا آبحیات، ناہداں کا زہر، حسن خدا کا قہر۔ اس کا بول کوی ٹہل سکیا ہے، اسے چھوڑ کوی (۲۷) عشق کا کھیل کھیل سکیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے جو عقل کے عقل گنوایا تہا، عقل کوں اس وقت عقل نیں آیا تہا۔

(۱۸۳)

بیت۔ عقل پاکر عقل نہاٹیا سو پھر کیوں ہات آتا ہے (۱)
عقل یہاں بی آکر چوکیا عقل پر بات آتا ہے (۲)

آخر عشق فرمایا کہ زلف کوں بولو کہ دل کے گلے میں حلقے کا طوق بھاتا راں کے زنجیراں سوں جکڑ کر عقل جاں گئی اچھے گی واں تے پکڑ لیا(۳)۔ ناز غمزا ستیوا(۴) عشوا چھند، چالا۔ الو(۵) کوں کہو عقل ہو ر دل کے نگہباں ہوا چھیں، دید باں ہوا چھیں کہ عقل بہوت مفتو(۶) ہے۔ مبادا کچہ حیلا(۷) کرے ہمارے آدمیاں(۸) میں کسے وسیلا(۹) کرے۔

بیت۔ زلف جو آوے پھاندا بھانے
عقل بچاری کہا سکتی ہے جانے (۱۰)

عقل عشق سوں ملے تو بھلا نیں تو عقل پر آئی(۱۱) بلا۔ اس مہرنے، اس گل چہرنے اس ٹونے اس سحر نے عشق جیتا(۱۲) کچہ کہا تھا اس کا(۱۳) مطلب دل میں رہیا تھا سو اتنا بیگ بیگ آکر، دعا کر حسن(۱۴) کو سنایا، خاطر نشان کیا، سمجایا۔ حسن یو بات سن اندیشا کری، مصلحت پر نظر دھری کہ کام ایسا کرنا(۱۵) جو کچہ کام ہووے، آرام ہووے۔ نیں تو ایسا نہ کرنا جو کام خام ہووے آپے بدنام ہووے، اندیشے سوں(۱۶) جو کام ہوتا ہے سو(۱۷) کام خوب، اندیشے سوں جو کام(۱۸) ہوتا ہے سو تمام خوب(۱۹) ہے(۲۰)۔ وہیچ نازدائی۔ جس کی عقل اس(۲۱) کی خاطر آئی۔ اسے بلائی کہی اس کام کا علاج یو ہے۔ اتال(۲۲) کہ اس جاگا اپس کوں بہوت رکھنا سنبھال۔ اپس کوں تاول(۲۳) نا کرنا۔ اتاول نا کرنا۔ بہوت دھیر اچھنا گنبیرا اچھنا مراد کار(۲۴) شتاب(۲۵) نہیں آتا(۲۶) سو آتا ہے۔ ٹک(۲۷) صبوری کیے سو کیا جاتا ہے۔ اَلتَّعَجُّلُ مِنَ الشَّيْطَانِ وَالتَّأَنِّي مِنَ الرَّحْمٰنِ(۲۸) تعجیل شیطان کا الاسا(۲۹) صبوری رحمن کا خاصا(۳۰)۔ یو پرت کا کھیانا ہے پار دوجوں(۳۱) سعدی(۳۲) کہتا ہے۔ ع

لے جلد بازی شیطان سے ہے اور تاخیر رحمان سے۔

(۱۸۴)

صبر تلخ است ولیکن بر شیریں دارد[1] (۱)

دل کوں (۲) درہم نکوکر، غم نکوکر۔ خدا ہے قادر صبوری اول کڑوی لگتی (۳)، ولے بہوت مٹی (۴) ہوتی ہے۔ آخر بیچ تے جھاڑ، جھاڑ تے ڈالی، ڈالی تے پات تے غنچہ (۵)، غنچہ تے پھول، پھول تے پھل آتا ہات۔ دیکھتے دیکھتے، سنتے سنتے، خاطر لیاتے لیاتے فکر کرتے کرتے رہتے رہتے معلوم ہوتی ہے کام (۶) کی دھات۔ اتا بیچ کام ہونا، نیں تو رونا۔ میاں نے میاں آنی ہے قصا، آدمی میں یو کیا دھار۔ رونے تے کچہ کام نیں ہوتا ہے، خدا کا کام خدا بغیر کسے (۷) فام نیں ہوتا ہے۔ بیتاب ہو کر چپ کے تلملتا ہے، خدا سوں (۸) کس کا کچہ چلتا ہے۔ خدا کوں یو دو باتاں نیں بھاتیاں، یو دو باتاں (۹) کام نیں آتیاں۔ ایک بیگی دوسری غروری (۱۰) بنداو، بیچ (۱۱) جس میں کچہ غریبی، جس میں کچہ صبوری (۱۲) جنے بیگی کیا اُنے گنوایا، جنے صبوری کیا اُنے کچہ پایا۔ بیگی میں مقصود گنوا (۱۳) تا جاتا ہے، صبوری میں ہر ایک کام نکل کر آتا (۱۴)۔ اگر آسمان تے آگ برسیے گا آ ابر (۱۵)، تو وہاں بی کام کرے گا شکر ہو صبر۔ شکر ہو صبر ہر ایک درد کا داوا (۱۶) ہے، شکر ہو صبر محنت کے دریا کا اتارو (۱۷) ہے۔ شکر ہو صبر تے ہر ایک مشکل آسان ہوتا ہے، شکر ہو صبر کرن ہارے پر خدا مہرواں (۱۸) ہوتا ہے۔ جس پر کچہ بلا آتی (۱۹) ہے، شکر ہو صبر کرنے تے سب جاتی ہے۔

القصا اتال اس دل کوں، اس عاشق کامل کوں چند روز بہوت محبت سوں، بہوت مروت سوں، ایک حکمت سوں ایک جاگا دھریں۔ پچھیں آہستہ آہستہ جو کچہ عشق فرمائے (۲۰) گا تو اس کی بی ایک فکر کریں۔ یہاں بیگی کام نیں آتی، بیگی نیں سو بلا لیاتی۔ دنیا میں (۲۱) رہتے، سو یوں کتے۔ کہ بیگی، گھر بیگی۔ کسے کچہ دینے کوں بیگی بہوت خواب ہے، کچہ

---

[1] صبر کڑوا ہے لیکن اس کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔ (سوائے نسخہ ج کے تمام نسخوں میں اس مصرع کو حافظ سے منسوب کیا گیا ہے۔ کلیات سعدی حصہ گلستان صفحہ ۸۷ مرتبہ محمد علی فروغی ذکاء الملک)

(۱۸۵)

(۱) آتا اچھے تو کچہ لینے کوں (۲) بہوت خوب ہے۔ (۳) محبوب نارسوں ملنے بیگی کرنا فرض ہے، (۴) بیگی اپنے یارسوں ملنے کرنا فرض (۵) ہے۔ تہ کہ ہر ایک ٹہار بیگی، ہشیار ہوا یسی بیگی یکا دی وقت دغا دے گی۔ دنیا کا کام چیلے مکر سوں کرتے ہیج، یہاں (۶) بیگی کئے تو کچہ کا کچہ ہوتا سمج۔ ہر ایک کام کوں (۷) خوبی خاطر لیانا، پیچھیں اس کام میں (۸) ہات بھانا۔ کام تنہا اچھویا بڑا، تو (۹) ٹک، تو بی اچہ وہاں کھڑا۔ جو کام اندیش کر کیا جاتا ہے، اس کام میں (۱۰) دغا نہیں کھاتا ہے۔ گرچہ خدا کے ہات ہے جیونا ہور مرنا، وے جو کچہ عقل میں درست آتا ہے (۱۱) سو کرنا۔ بیت

بڑیاں کی راضی سوں جو کام ہوئے گا (۱۲)

بہوت اس کام میں آرام ہوئے گا۔ (۱۳)

تو لگن رخسار کے گلزار میں ایک کوا ہے، کچے سونے سوں مستید ہوا ہے۔ اس کے آس پاس زینت سوں کئے ہیں کام، چاہ ذقن اس کا نام۔ اس چاہ میں اس ماہ کوں مصلحت بدل بند کرنا، عاشقی بہوت بی فاش (۱۴) نہ کر کچہ چھند (۱۵) کرنا۔ بیت

عجب چاہے بھریاں ہیں عورتاں یو

نہ جانوں کاں تے سیکیاں ہیں گتاں یو (۱۶)

اگرچہ عشق چھپتا نہیں ولے جتنا (۱۷) چھپا سکے اتنا چھپانا، کچہ کھلیا (۱۸) کچہ نہیں کھلیا ایسیچ (۱۹) میں لذت (۲۰) پاتا۔ وہاں تے لگیچ لذت زیادہ، کھول سٹے پیچھیں کیا سواد۔ چوری سوں عشق کھیلنا بی عجب سواد ہے، جو کوی عشق یوں کھلتا اچھے گا اسے کچہ یاد ہے۔ جو کوی عاشق چرتر (۲۱) ندہے ہور او باش، انے ہم چوری سوں عشق کھیلنا ہم فاش۔ چوری (۲۲) سوں شکار (۲۳) کھیلنے کیوں جیو بھگے، جوں رات (۲۴) کوں بنسی کوں مچلی لگے۔ یو اس (۲۵) کا ماتا وو اس کی ماتی، دونو جیو پر اٹھے تو محبت دس (۲۶) کر آتی (۲۷)۔ راج روشن کا کام، وہاں جیور (۲۸) کرنا عاشق کوں حرام۔ معشوق کی صاحبی زمیر (۲۹) ہونی، معشوق عاجز (۳۰) ہو کر گھنیر (۳۱) ہونی۔ نازکی

(۱۸۶)

مستی گئی، غمزے کی زبردستی گئی (۱) تینا ترسنا اڑیا، عشق کم پڑیا۔ عشق کے الائے تھے سو رہے عشق کے چالے تھے سو رہے۔ جو پیٹ (۲) بھرے، تو بہشت میں تے کھانا آئے بی کوی کیا کرے۔ بھوک اچھے تو کھانا بھاوے، بھوک نیں سو کھانا کیا کام آوے۔ بھوک اچھی تو کھانے کا لذت پایا جاتا۔ بھوک نیں سو کھانا کا لذت کیوں آتا۔

بارے حسن ہور ناز دو نو مل بچارے، دل کوں چاہ ذقن میں اتارے۔ دل عاشق جو کچہ معشوق کہے سو راضی، عاشق ہے (۳) کھلتا ہے عشق کی بازی۔ ایسا کوا، کس عاشق کوں میسر ہوا۔ اس کو وے کوں کوں سکے سرا (۴) جس کو وے میں آبحیات کا جھرا۔ بیت

زلیخا ہوی مگر۔ یو حسن ناری

کہ دل یوسفؑ کوں کوے میں اتاری (۵)

دل بہت پکڑ کر آس، کچہ کم ایک ماس (۶)۔ اس چاہ میں، اس نالے (۷) اس آہ میں، گرفتار تھا۔ حسن دھن، من موہن، جگ جیون کدھیں یاد کرے کر امید وار تھا۔ بیت

دل کوئے میانے پڑ کے حیران ہے

بند میانے سنپڑ کے حیران ہے۔ (۸)

کہ میرا عشق تو بہوت ہے گرم (۹)، شاید کدھیں تو بی اس کا دل ہوے گا نرم۔ تجھے دایم یوں نادھرے گی، یو عشق ہے آخر کچہ (۱۰) تو کرے گی۔ ایسے (۱۱) میں یوں ہوا خدا کا فرمان، حسن کے تن میں بہو تیبج تلملنے لگیا پران حسن دھن، من موہن، جگ جیون بی عاشق تھی، عاشق مطلق تھی دل کے دیدار (۱۲) کا غالب ہوا اشتیاق، سینے میں ابلیا فراق۔ بیتابی پیدا ہوئی۔ اضطرابی (۱۳) پیدا ہوئی بے آرامی، بے خوابی پیدا ہوئی۔ عشق کون کتا سنوحال کر رکھے، اپس کوں کتا بے حال کر رکھے۔ عشق تے سینا ہوا ریش، بارے کچہ اندیش۔ عشق کا لشکر جو تھا۔ مہر خورشید جہر، اس کی ایک بیٹی تھی، پرسحر۔ وفا اس کا نام، حسن سوں اسے

(۱۸۷)

بہوت الفت تھی، بہوت آرام۔ بیت

وفا آئی وفا سورا جوٹ کی (۱)

سو دل سوں ملنے خاطر کام گھٹ کی (۲)

حسن دھن، من موہن، جگ جیون اُسے خلوت میں بلائی (۳)، دل کا قصا درمیان لائی (۴)۔ وفا نے کہی بہوت خوب، اے محبوب۔ میں جفا نیں ہوں، میں وفا ہوں، دل کون (۵) بہوت صفا ہوں میں ایسی نیں ہوں (۶) توں بولے۔ بیچیں تدبیر نہ کرسوں، جیو سوں راضی ہوں فرما تقصیر نہ کرسوں (۷)۔ بیت

وفا کرنے کی خاطر اس وفا کوں (۸)

کہی سب کھول کر اپنی جفا کوں (۹)

حسن نار دل کا سنگار، جسے خوبی دیا وو پروردگار (۱۰)۔ کہی میری عقل میں ایک تدبیر (۱۱) آئی ہے، وو تدبیر بہوت (۱۲) مجے بھائی ہے۔ کہ شہر دیدار میں ایک گل زار ہے، اسکی تعریف کیا کروں بہوت خوب ٹھار ہے، وو گل زار نیں (۱۳) دنیا کا سنگار ہے، جو کوئی عاشق (۱۴) ہے سو اس گل زار کا اُمیدوار ہے۔ اس میں ایک چشما ہے آبحیات کے پانی کا، عاشق کی زندگانی کا۔ ہور اس باغ کے میانے میاں روشن ایک چھجا ہے جوں آسمان، جوں چندر جوں بھان (۱۵)۔ دیس کوں دستے تارے، یہاں عاشق حیران (۱۶) سارے۔ اس چھجے پر غمزے کے بادل چھاتے، ناز کے موتی برساتے۔ اس چھجے کون دو کھڑکیاں ہیں کالیاں، بہوت بڑے مول کیاں، بہوت آلیاں (۱۷)۔ وو کھڑکیاں جو کوئی (۱۸) کھولے، تو واصل ہووے (۱۹)، وصال کی بات (۲۰) بولے۔ اس کھڑکیاں میں تے یار، حسن کا دیکھنے (۲۱) منگتے دیدار۔ جو کوئی عشق کوں اپڑیا (۲۲) کمال، اسے البتہ اس جا گا ہوا ہے وصال۔

(۱۸۸)

بیت۔ لگیا تھارات دن دل کا اُسے ذکر
پھجے پر دل کوں لیانے کی کری فکر (۱)

توں پھیے چوری سوں دل کوں (۲) اس ٹھار لیانے سکتی ہے؟ اتنی قدرت رکھتی ہے؟ وفانے باصفانے بولی میری عقل میرے سنگات ہے، اگر آدمی میں عقل اچھے تو یو بات کیا بڑی بات ہے اتال مجھے یو کام کئے بغیر آرام نہ ہوسی، تا یو کام نا ہوسی۔

بیت سکی ہت کوں اُنے چت دے کے بولی
جکچہ دل میانے باندھی تھی سو کھولی (۳)

دل کاں ہے مجے (۴) بیگ دل کوں لیاؤ کھلا میں (۵) دل سوں مل دل کا بھید یاؤں گی، (۶) جہاں توں کہے گی وہاں دل کوں لیاؤں گی۔ جن نازنے جگ کے آدھار نے عالم کے مدار نے، زلف کوں بلا کر بولی، پیچاں اس کے سب کھولی۔ کہ دل کوں چاہ ذقن میں تے (۷) بہار کاڑ، ہور گرداس کے پاؤں پر کی (۸) اپنے بالاں سو جھاڑ۔ دلکشا باغ میں لیا چھوڑ بیلاڑ جو کچہ ہووے گا خدا کی لوڑ۔ زلف بہوت (۹) سازسوں، نیٹ انداز سوں اینٹی (۱۰) مروڑتی، بالیں بال جوڑتی وہائی، اپنی (۱۱) آدھی لٹ سٹ دل کوں چاہ ذقن میں تے بہار لیائی۔ ویسے میں یکایک وہاں (۱۲) وفا بی آئی، دل سوں اپنا دل ملائی۔ دل کوں دلاسا دی، دل کوں بہوت سمجھائی۔ بیت

مہمان ہوئی وفا یو یک تل کی (۱۳)
عذر خواہی بہوت کری دل کی (۱۴)

کہی بھائی عشق تمام ہے جفا (۱۵) ہور جفا دیکھے بغیر نیں ہوتا نفا۔ دکہ کے بچیں سکہ جاں شفت، واں راحت۔ رنج تو گنج (۱۶)، فراق، تو وصال (۱۷) کا ساز براق کھارا ہے تو میٹھے کا پایا جاتا سواد، کھارا نا اچھتا تو میٹھے کا کون دیتا داد۔ دھوپ ہے تو چھاؤں (۱۸)

(۱۸۹)

کی قدر جانی جاتی، گرمی ہے تو آدمی کوں سردی بھاتی۔ جہاں بند ہے وہاں آزادی،
ہر غم کے پچھیں شادی، شادی کے پچھیں غم، بھوت برساں تے یو نچہ چلیا ہے یو عالم

بیت
داغ پر دل کے آر کھی پھایا (۴)
دل کے دل میں بی ٹوک جیو آیا (۵)

حسن دھن، من موہن، جگ جیون جو تجے بند میں رکھی تھی مولا علاج تھی،
ضرور کوں کیا کرے گی۔ باپ کا ملاحظہ بھوت تھا اس حور کوں توں تو دل تھا،
ولے وو اگر یوں نا کرتی تو تجے بھوت مشکل تھا۔ توں جیو تج مرتا، عشق کیا تجہ تے
ڈرتا، کیا جانے کیا کرتا، ہزار توں تلملتا تو عشق سوں تیرا کیا چلتا۔ حسن سکی، تجے چھپا
رکھی۔ تجھے اپنا یار کری، بھوت تجہ پر پیار کری، اُپکار کری۔ اس پیار کی قدر جاننا
ہے، مروت کون پہچاننا ہے۔ کیتک مرداں بھوت غدری اچھتے ہیں، نا قدری اچھتے
ہیں۔ قدر نیں جانتے، محبت نیں پہچانتے۔ جوں خسروؒ کہتا ہے دوھرہ

پنکھا ہو کر میں ڈولی ساقی تیرے چاؤ
مجہ چلتے جنم گیا تیرے لیکھن باؤ (۱۴)

بعضے مرداں جو کوی عورت منگتی اسے خوار کرتے، جو کوی نیں منگتی اسے پیار
کرتے۔ جو کوی منگتی اس سوں نخرے ناز، اس سوں بات بولتے جیو نیں ہوتا اس
سوں واز جو منگتی نیں وو بھوت بھاتی، اس کی گالی کھانے ہوس آتی۔ اس کے
پاؤں پڑنے جاتے، اس کوں اپس کی عاجزی دکھلاتے۔ اس کی خاطر آہ بھرتے اس
کی خاطر اُساس، رات دیس پھرتے اُس کے آس پاس۔ اس کے خاطر دیوانے ہوتے،
اس کی خاطر سُد، بد کھوتے۔ یو بات چلیج ہے سب کیں، کہ "بھلے کی دنیا نیں. منگے سو جلے،
نیں منگے سو بھلے"۔ مرداں صاحب درداں جو اتنی عقل دھرتے، سو کچہ کا کچہ سمجھتے، کچہ کا

(۱۹۰)

کچہ کرتے۔ منگتے(۱) سو محبت میں ہلاک بچارے، نیں منگتے وو بہوت پیارے۔ دنیا میں کسی(۲) سوں محبت نالیانا، اس زمانے کے مرداں کوں کیا بتیانا۔ ایک جاگا(۳) نظر ہزار جاگا دل، کون(۴) عورت ایسے مردسوں رہے گی مل۔ بات خرافات مرداں کی ذات(۵)۔ بے وفا(۶)، ایسیاں خاطر کھڑتے روتے(۷) روئے، ہلاک ہوئے۔ ایس کو عذاب(۸) میں بھاوے تو کیا نفا، ایسیاں سوں جیو(۹) بھاوئے تو کچہ حاصل نیں۔ بغیر جفا(۱۰)۔ اپنی غرض کوں پھلانے آتے، غرض سری پیچھیں بات بدلاتے۔ عورتاں کوں کتے کم عقل(۱۱)، کم ذات، عیاری(۱۲) مرداں کی بات(۱۳)۔ عورت جو مرد پر نظر کری تو جیوں(۱۴) مارتے، آپے ایکس سوں ناچہ دساں(۱۵) سوں ہنستے کھلتے، یہاں اپنے گریباں میں کچہ نیں بچارتے۔ بھی عورتاں کوں شاباس کناں جو اپنی شرم سوں ایس کوں سنبھالتیاں، ایکس(۱۶) پر تب(۱۷) گھالتیاں، ایکس خاطر اپنا تن من جالتیاں، جانی جوبن گالتیاں۔ بعض عورتاں، مرداں خاطر ستیاں ہویاں(۱۸) ہیں(۱۹)، آگ میں جلیاں ہیں۔

عورتاں میں بہوت شرم ہے، عورتاں میں بہوت نیم دھرم ہے۔ عورتاں بچاریاں بہوت بھلیاں(۲۰) ہیں کون(۲۱) مرد عورت موئی تو عورت خاطر آپے بی موا(۲۲)، ایک موی تو دسری کیا، دسری عورت کا مرد(۲۳) موا سو ست ہے، عورت(۲۴) پانچ نیں ست ہے۔ مرداں میں کہاں ہے(۲۵) دھرم، سو جنیاں کوں دکھلاتے اپنی شرم۔ عورتاں کوں ایک جاگا اپنی شرم دکھلاتے(۲۶) اتی شرم آتی، مرداں سو جاگا اپنی شرم دکھلاتے(۲۷) انو کوں(۲۸) شرم نیں بھاتی۔ مرداں کوں سب جاگا شرم آتی، ولے عورتاں کی جاگا شرم نیں آتی، جو شرم سوں شرم ملتی تو کیا جانے شرم کاں جاتی۔ مرد کون موم(۲۹) کا دل عورتاں کوں(۳۰) پولاد کا دل، موم پولاد(۳۱) سوں کیا کرنا بہوت مشکل۔ مرداں کی محبت کے جھوٹے لاف، اتال دنیا میں کیا رہا انصاف بات کہنے کوں بات کتے(۳۲)، ولے اپنی بات پر نیں رہتے۔

بارے وفا نے دل کے دل کوں نرم کری، محبت میں پھر گرم(۳۳) کری۔ با تانچ میں

(۱۹۱)

پرت جوڑی، دل کوں(۱) ہات پکڑ اس باغ میں(۲) لے آکر اس چشمے پر چھوڑی۔ بیت

عشق میں بہوت غلبلا ہے کچہ
عورتاں کا مکر بلا ہے کچہ (۳)

بارے دل اس کوے میں تے بھار نکلیا، سینا گیا تھا چکلیا۔ باغ کوں دیکہ تیج سینا کھلیا، وہاں کے پھولاں پر بہوت بھلیا۔ بیت

بھار نکلیا ہے بند میں تے دل
وصل ہوئے گا اتال کیا مشکل

بہت دیساں کی ماندگی چھائی۔ اس پھولا(۴) نچہ پر ٹک اسے نیند آئی۔ دل کوں نیند(۵) تیج(۶) وفا(۷) نے خوشخبر دی(۸) حسن کوں(۹) جا تیج کہ ہوا اب تیرے من بھایا، دل کون(۱۰) تو خدا نے باغ میں لیایا۔ بہوت دیساں(۱۱) کا ہلاک تھا پھولا(۱۲) نچ پر نیند لگی، اجیوں بی نیند تیج ہے(۱۳) اس کی نیند نیں بھلی۔ حسن لگن(۱۴) جو یو بات آئی، خوشیاں(۱۵) تے اپس سمائی۔ پاؤں زمین کو نیں لگیا، دل کنے باؤ پر اڑ کر آئی۔ بیت۔

وقت ہے سو اتال کا وقت ہے
برہ نھاٹیا وصال کا وقت ہے (۱۶)

دیکھی(۱۷) کہ اپنے دل کا یار، اپنے دل کا آرام اپنے دل کا آدھار، جس کے عشق(۱۸) میں اپنا دل گرفتار، جس دل کی خاطر دل بے قرار، صاحب صورت، صاحب جمال، صاحب ہنر، صاحب کمال، سدا(۱۹) مدار۔ اس کی صورت، بہو تیج پاک مورت۔ سرہانے ہات دیا ہے، پھولاں پر آسائش کیا ہے۔ آہ ماری پکاری، بچاری بہت(۲۰) کی زاری۔ تمام(۲۱) جھاڑاں کوں ٹھاریں ٹھار، گویا نور(۲۲) کے شعلے(۲۳) آئے بار۔ جگ مگ رہیا ہے تمام گلشن، پھولاں نیں(۲۴) جو دیوے ہوئے ہیں روشن۔ باغ میں پڑیا ہے سب اُجالا، آفتاب ہوا ہے ہر یک لالا۔ اس کے

(۱۹۲)

(۱)
رخسار نے شابان سٹیا ہے، جانوں چاروں طرف آفتاباں سٹیا ہے. بیت۔

دل پھول تے نازک اہے اتنی جفا سو سیا سو کیوں

یوں مبتلا ہو حسن پر ایسی بلا سو سیا سو کیوں (۲)

(۳) (۴)
انکھیاں ہیں تے انجھو کا بُند پڑتا، پھول تے جانو شبنم جھڑتا۔ دو نین ہوئے دو
(۵) (۶) (۷)
جھرے، پانی ہور لہو بھرے۔ انجو ڈھلتے ہیں اُجلے ہور لال، خدا کوں معلوم اس بچارے
(۸)
کا حال۔ دل ہوا عشق تے دانا دان، انکھی ہوئی یاقوت ہور الماس کی کھان۔ دیدے
(۹)
دیدار کوں ترستے، باول ہو کر موتی برستے۔ دل کے عشق میں ایس کون جلالی، دونوں
(۱۰)
پاؤں پڑی الا بلالی۔ یو حسن نار محبت کی متوالی، دل کا سر گود میں اُچالی، سنے سوں
(۱۱)
سینا لالی۔ عشق سر چڑیا، یکا یک دل کے موں پر اس کے انکھیاں میں نے انجھو کا
(۱۲)
بُند پڑیا۔ دل نیند میں تے جاگیا، حیران ہو کر دیکھنے لاگیا۔ جو باغ میں کلیاں سب پھول
(۱۳) (۱۴) (۱۵)
ہو کر تیاں ٹھاریں ٹھار، چاروں طرف جھلکتے ہیں جھلکار جھاڑاں نے سب تازا کیئے ہیں سنگار،
(۱۶)
گلے میں پھولاں کے بھائے ہیں ہار۔ بن رُوت آئی ہیں بار، جناوراں ڈالیاں پر
(۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰)
مرغولتے ہیں مست ہور سرشار، پانی کا لویاں میں سب شراب ہوا مگر سایہ سٹیا اس کی
(۲۱) (۲۲) (۲۳)
انکھیاں کا خمار۔ حسن ایسی نار، چاند جیسی اجنبا اوتار، بے اختیار نارے نارتی روتی
ہے زار زار۔ بیت۔

جو انکھی حسن کوں دیکھے وو انکھی سُد کو کھو تیچ ہے

ایتا تعریف جگ کرتا اجیوں تعریف ہو تیچ ہے (۲۴)

(۲۵) (۲۶)
خوش گفتار و خوش رفتار و دیدیاں کا سنگار، جیو کا آدھار، عالم کا
(۲۷) (۲۸)
مدار۔ عجب حور، خوبی کا سور، محبوبی کا نور۔ چھند بھری بالی، لطافت کے پھول کی ڈالی۔
(۲۹)
نازاں میں کاری، غمزیاں کون اچان ہاری۔ باتاں جیسیاں نا باتاں، پھول کی

(۱۹۳)

پنکھڑیاں جیسے ہاتاں کرناں جیسے بال، آفتاب جیسا جمال۔ کمر دیکھ شرزا شرم حضور، اس کی چال نے کاڑی ہنس کے چال میں قصور۔ دیدا(۱) شیدا(۲)، شید امن بی(۳)، فرش جانو پھول کی بنبی۔ تن پھول تے نرم، طبیعت آگ تے گرم۔ اس وضا کے محبوب، بہو تیج خوب۔ دل کی سُد نیں رہی، بُد نیں رہی۔ محبت کرے جوش، دل میں(۵) اُٹھے خروش، جاگا پرنیں رہے ہوش۔ آہ مارا اٹھیا، پکارا اٹھیا۔ عشق کا اثر بہوت چڑیا، کاکلوت(۶) سوں دوڑ کر دونو پاؤں پڑیا۔ کمر میں ہات بھایا، چکل چکل گلے لایا۔ بیت۔

اگر عاشق اوپر معشوق کا کچہ التفات ہووے
محبت کا لذت ہے تو چہ میٹی تو چہ بات ہووے (۷)

کہا اے حسن دھن، من موہن، جگ جیون، خوبی کا گلشن۔ معشوق عاشق پر (۸) ایتا پیار کرتی ہے، ایتا بی(۹) اُپکار کرتی ہے۔ تجہ تے سواد پائے عشق بازی، توں تو عاشق (۱۰) کوں نوازی۔ اے پری، توں مجھے سرفراز کری۔ فرق(۱۱) کے لہوے ناگھاؤ جیوں تیوں سوسے گا دل، وے وصال کے خنجر کا زخم سوسنا بہوت مشکل۔ عاشق(۱۲) کہ عشق سوں بتلاہے، دل میں عشق کا غلبلاہے، اُسے(۱۳) معشوق کا پیار(۱۴) بی ایک بلاہے۔ بیت

گلے لگ سوتے ہور بیتابی نیئں جاتی ہے تو مشکل
برہ میں تلملیا جیوں، تیوں ہلاک ہے وصل میں بی دل (۱۵)

دور کی آگ جیوں تیوں ٹالیا جائے، نزدیک کی آگ کوں کیوں سنبھالیا جائے۔ عاشق(۱۶) کوں بہوت تلملناہے، عاشق جنس جنس سوں جلناہے۔ لوکاں کتے وصال ہووے حال میں بی عاشق کوں پوچھناہے۔ عاشق کا حال معشوق گود میں سمتی ہے ہور ہلاک کرتا فراق، سینے سوں سنے لگیاہے ہور کم نیں ہوتا اشتیاق دیدار میں کھڑاہے ہور انکھی میں تے انجھوڑ ھلتاہے، معشوق سیج پر آنی ہے ہور عاشق اجہوں تلملتاہے معشوق (۱۷) (۱۸)

(۱۹۴)

آکز بیٹھی پاس، ہنوز آتے اُساس پر اُساس. جوں حقیقت میں مخدوم سید محمد گیسو دراز حسینی شاہ (۱) بازؒ محرم راز جنوں کوں ولی اکبر کتے، جنوں کوں سب ولیاں میں معتبر کتے، جاں تے خدا کے وصال میں جاتے، واں تے یوں فرماتے۔ بیت

عجب نیست کہ سرگشتہ بود طالب دوست

عجب اینست کہ من واصل و سرگردانم۔ لہ (۲)

یعنی ہر کوی فراق میں پریشان ہوتا (۳) یہاں میں وصال میں پریشان ہوں، میں (۴) واصل ہوں سرگرداں ہوں جو (۵) واصل ہو کر سرگردانے، (۶) یو بہوت بڑی حیرانی کہ یہاں حضرتؐ نے فرمائے ہیں دُسریاں کوں کیا دک، مَاعَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ لہ (۷) یعنی جوں توں ہے تیوں تجے نیں پہنچانیا، جوں توں ہے تیوں تجے (۸) نیں جانیا۔ عرفی عاشق دل سوختہ گرم کلام، شاعری (۹) میں ہے جس کا نام دو کتا ہے کہ فرد

لہ عجب یہ نہیں کہ جو طالب دوست ہوتا ہے وہ پریشان رہتا ہے۔ عجب یہ ہے کہ میں واصل ہونے کے باوجود سرگرداں ہوں (وجہی نے اس شعر کو حضرت گیسو درازؒ سے منسوب کیا ہے حالانکہ یہ شعر سعدیؒ کا ہے ویسے حضرت گیسو دراز کے ملفوظات جوامع الکلم میں بھی یہ شعر موجود ہے۔ جوامع الکلم کو حضرت گیسو درازؒ کے صاحبزادے محمد اکبر حسینیؒ نے ترتیب دیا ہے جس میں بیان کی وضاحت کے لئے جگہ جگہ اشعار استعمال کئے گئے ہیں، جوامع الکلم کے اس نسخے میں جو کتب خانہ سالار جنگ میں ہے اور جس کا نمبر تصوف (۴۶) ہے اس شعر کے ساتھ کوئی صراحت نہیں کہ یہ کس کا ہے لیکن جوامع الکلم کا وہ نسخہ جو اسٹیٹ سنٹرل لائبریری میں ہے اور جس کا نمبر تصوف ۱۴۲۲ ہے اس شعر سے پہلے "چنانکہ شیخ سعدیؒ فرمود" لکھا ہے۔ چنانچہ کلیات سعدی میں یہ شعر موجود ہے اور اس طرح ہے

؎ آں عجب نیست کہ سرگشتہ بود طالب دوست

عجب اینست کہ من واصل و سرگردانم

کلیات سعدی مرتبہ محمد علی فروغی ذکا الملک صفحہ ۵۳۳

لہ ہم نے تجھے ویسا نہیں پہچانا جیسا کہ پہچاننا چاہئے۔

کوکوزدنِ فاختۂ سرو در آغوش (۱)

درجامۂ معشوق مرا گرم طلب کرد [۲] (۲)

آپے سب نظر آپے سب دل، (۳) اپس کوں آپے دیکھا جائے ولے (۴) اپس کوں آپن سمجھنا بہوت مشکل۔ کسی بزرگ کوں (۵) کنے پوچھیا کہ خدا کوں پائے؟ کہے پائے، یعنی خدا ایسا کوی ہے کہ جوں سمجھنا ہے تیوں سمجھیا نہ جائے۔ خدا کون نیں نہایت، (۶) (۷) (۸) (۹) ایسیچ تے کتے ہیں کہ خدا بے نہایت، جو عاشق یہاں آیا وو (۱۰) مستیری کی پڑیا آیت، خدا کاں ہے کیسا ہے گھریں گھر یوچہ حکایت۔ چوں وجہی عاشق عارف واصل گوہر سخن دریا دل آزاد اپستا ہے، (۱۱) کہتا ہے۔ کہ

تمام عشقم و در دل تمام مشتاقیست

تمام دیدم و در بدن نہ دیدا شد باقیست [۳] (۱۲)

جد دھاں تے دیو جن پری اپچایا، (۱۳) جدا دھاں تے دنیا ہوی ہور (۱۴) آدم آیا، دھونڈیچ عمر کھپایا وے تحقیق جوں ہے تیوں کوی نین پایا۔ باقی رہینچ (۱۵) (۱۶) کہتے یوں نہ کہا کہ اتنا ہیچ۔ یو اپار، (۱۷) غرقاب دریا۔ اسے نیں پار، (۱۸) ہر ایک نہنگ اس دریا میں شناوری کرتا اپنے مقدار، عاشق (۱۹) معشوق کے حسن کی نہایت دیکھنے جاتا، (۲۰) معشوق کے حسن کون نہا تیچ نیں سو نہایت کیوں پاتا۔ اس ٹھار حیرانگی آ تیچ ہے، سرگرداگی (۲۱) آ تیچ ہے۔ جو کوی خدا کے کارخانے (۲۲) میں جاتے، جو وی خدا کا کارخانہ (۲۳) چلاتے، جاتے جاتے آخر اس فکر پر آتے۔ انو کوں لوچہ لگیا ہے (۲۴) شوق، اپنا اپنا ذوق۔ انو کے سر پر (۲۵) پڑا اپہار (۲۶) جینا دھونڈے تیتا پائے بھی دھونڈتے ٹھارے ٹھار۔ انو کوں ہور ذکر ہے،

---

[۱] فاختہ کو سرو کی آغوش میں کوکو کرتے دیکھ کر معشوق کے لیے میرے دل میں طلب تیز ہو گئی ہے

[۲] میں سراپا عشق ہوں لیکن پھر بھی دل میں طلب باقی ہے میں سراپا دیدہ ہوں لیکن دیکھنے کی تمنا پوری نہیں ہوئی۔ (دیوان وجہی میں یہ شعر موجود ہے لیکن پہلا مصرع اس طرح ہے ع

تمام عشقم و دل را تمام مشتاقیست صفحہ۔ ۳۹)

(۱۹۶)

کرامات ہور اعجاز کی فکر ہے۔ خلق کا مدعا لیتا ہے، خلق کوں سوال جواب دیتا ہے۔ خدا سو ہزار گفتگو دھرتے ہیں، وہ بیچ جانتے جو کچھ وو کرتے ہیں۔ رب نے انو کوں یو دیا منصب آزاد عاشق۔ یو چھوڑ دیا سب دوہرہ

تیرے کرتب کرنے تے میں چپ ہوئی بدنام
میں میاتے تے اٹھ گئی توں جانے تیرا کام (۴)

جو عاشق یوں ہوئے ہیں اختیار، خدا کا بی انو پر پیار، رسول کا بی انو پر پیار۔ خدا ہور رسول جنو کا لاڈ چلاتے سو یو لوگ، خدا ہور رسول کوں بھاتے سو یو لوگ۔ مَرْفُوعُ الْقَلَم، آزاد، بے پروا، بے غم۔ واں خدا جیوں تھا و بیچ، اے میانے میاں بیچ وارد یوں ہوئی ہے حدیث بی، کہ اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ اِلَی اللّٰہِ وَاِلٰی نَفْسِہٖ۔ یعنی فقر نہ اپنے نفس کا محتاج نہ خدا کا محتاج، محتاج کیوں ہووے کہ اس میں کچھ رہیا بچ نیں خدا باج۔ آپلے ہوئے تو احتیاج کچھ کس سوں دھرے، جاں آپ بیچ نیں واں احتیاج آکر کیا کرے۔ اس کے کئے میں اس کا نفس آیا، ہوا ہور حرص کوں دل میں تے بھار بھایا۔ نفس پاک ہوا، کثافت دور ہوا۔ فقر اں تو ہور بی کچھ کتے ہیں جدا، جس شے کوں آخر بہوت منگیا وہی اس کا خدا۔ غیر پرانو کی نظر بیچ نیں، غیر انوں جانتے نیں، غیر کی انو کوں خبر پہچ نیں۔ یو بات نادان کے سننے کی نیں، یو دریا کم حوصلیاں کے موتی چننے کی نیں دانایاں یو بات نیں کرتے نادان سنگات، چھپا چھپا بات کرتے سو یو بات۔ حیف نیں کہ یو بات ناداں کے کان میں پڑے، پھول کا چمن جا کر خارستان میں پڑے۔ اس چمن کی کلی باس مہکاوے گی، وے جو کوئی خام ہے زخام ہے اسے کیا باس آوے گی۔ بارے

لہ مجنوں
۲ فقری نہ اللہ کی محتاج ہے، اور نہ خود اپنے نفس کی۔

(۱۹۷)

سوں ہوا پگلتا نیں، پانی سوں پتھر گلتا نیں۔ نادان ہور جاہل اس درگاہ کے مردود، انو کوں یو بات سمجھنے[۱] کیا مقصود۔ جیتا انو کوشش[۲] کرنے جاتے، وہاں تے انو کوں مار مار[۳] کر بھار بھاتے۔ نالائقاں کوں وہاں نیں آن[۴] دیتے، نا قابلاں کوں وہاں نیں جان[۵] دیتے۔ یو خاصاں کی ٹھار، خاص[۶] الخاصاں کی ٹھار۔ یہاں کیوں آتا[۷] ہر پے اعتبار، یہاں تمام راز، یہاں تمام اسرار، ہزار ہزار پردادار، یہاں نامحرم کوں چاروں طرف[۸] تے ہوتی مارا مار۔ عشق کا دھات جدا کچہ ہے[۹]، عاشقی کی بات جدا کچہ ہے۔ ہر ایک کوی کسی[۱۰] کوں دیکھا بے آرام ہوا تو کیا[۱۱]، عاشق ہوا چار لوکاں میں یہ نام ہوا تو کیا۔ عاشق ہوا چار آہ ماریا، چار اساس بھریا، تو کیا عاشقی کریا۔؟ ہر کوی[۱۲] عاشق کہواتا، ہر کسے[۱۳] عاشق ہونا بھاتا۔ عاشق کون معشوق کے گال بال پر بہوت دل، ادھر، آنکہ، خال، ہات، پاؤں[۱۴] کمر، چال پر بہوت دل۔ کسوت ساز زرینے پر بہوت خوش، ناز، غمزا، عشوا، سینے پر بہوت خوش[۱۵]۔ تیغ میں ہلک جاتا، جاں دیکھتا واں تلک نیں جاتا۔ ولے جو کوی اس خاک میں ناز غمزے کرتا، اس کی خبر نیں دھرتا اسے عاشقی کرنے آیا چ نیں، اُنے عشق کا مایا پایا چ نیں۔ جو کوئی اس خاک[۲۰] پتھر ہے اس سوں جیولاوے گا، تو عاشق ہووے گا عاشق[۲۱] کی جاگا پر آوے گا۔ خاک سوں جیولاوے گا، وو کیا خاک پاوے گا۔ یو خاک جس سوں خوب دس آتی، اسے سمجیا چ نیں خاکیچ پر عاشق ہوا اسے خاکیچ[۲۲] بھاتی۔ خدا نا کرے یکا دی وقت[۲۳] کچہ بُرا بھلا ہوتا تو توں ڈرتا کی، جس خاک پر توں عاشق ہوا وہیچ[۲۴] ہے اسے بسرتا کی، اگر تجے[۲۵] ایتا ڈر ہے اس کا[۲۶] تو اس خاک سوں عشق بازی کرتا کی[۲۷] جس کی خاطر ایتا جلتا تھا جس کے خاطر ایتا تلملتا تھا اسے بیگ گھر میں تے[۲۸] لیجاؤ کتا، ماٹی میں ماٹی ملاؤ کتا، سامنے[۲۹] تکو لیاؤ کتا۔ نزدیک جاتے دہشت آتی وو مو دیکھنا نیں بھاتا، بس یہاں سمج کہ آج لگن تو عاشق ہور کس[۳۱] کا تھا۔ وو ہور کوئی تھا، توں عاشق

(۱۹۸)

جس کا تھا۔ ہزار حیف(۱) جس کا توں عاشق تھا اسے دیکھا پ نیں، اس کی صورت کس(۲) وضا ہے(۳)، اس کی مورت کس وضا ہے(۴) سو پکہا(۵) ج نیں۔ ایسی عاشقی کو ی کیا ہے کیں؟(۶) معشوق کیسی ہے کہ جانیا(۷) پ نیں، عاشق ہو کر معشوق کوں پہچانیا پ نیں۔ اس کے زر،(۸) زرینہ ہور کسو تیچ پر گرفتار تھا، یو خاک بی اس کا ایک لباس تھا۔ اس لبا(۹) سیچ سوں توں یار تھا، اس خاکیچ پر تیرا پیار تھا۔ برقے(۱۰) سوں جیو لایا گھنگھٹ میں دغا کھایا۔ اللہ اللہ عاشق معشوق کے دیکھنے(۱۱) کی پلے میں اچھنا، جو عاشقاں دیکھے ہیں انوتے بات پوچھنا، انو کے کئے ہیں اچھنا۔ رات دیس معشوق کا ذکر کرنا، اس خاک میں اس لطافت سوں بولنا(۱۲) یو ہلتا چلتا سو کون ہے کر فکر کرنا۔ جو عاشق اس دنیاچ(۱۳) میں کیا گھر عجب کیا ہے جو دیکھنا بی ہوئے میہر خدا کریم ہے، رحیم ہے جس لوکاں کوں(۱۴) یو عشق بازی کھیلنے آتی، انو کوں وصال میں بے تابی کیوں جاتی۔ انو کوں(۱۵) کاں کا آرام، انو کا کچہ ہور ہے کام، انو کا خیال خدا چہ کون ہے فام۔ انو پر کھلیا ہے فیض کا دروازا، انو کا عشق دائم تازا۔ پروردگار کی نہایت(۱۶) کوں دیکھنے لگے قصد کرن، تو رسول کہے اَللّٰھُمَّ زِدْنِیْ تَحَیُّرًا[1] یعنی الٰہی میری حیرت کوں زیاست کر، تیری خواست کر۔ غرض آزاد عاشق کی ہور دہات ہے۔ آزاد عاشق لا اُبالی(۱۷) بے پروا، داریم ماتا(۱۸)، صاحب کا رسوں مقصود کا رخانا کسے یاد آتا۔ اپنی خاطر کیا پچیت(۱۹) اسے کاہے کوں پیل خانے کی چنیت۔ آپے اس کے فام، یو آزاد(۲۰) اسے کیا خاطر زیاستی کام۔ یو خدا سو نچہ محظوظ مشغول، دو عالم(۲۱) کوں گیا بھول۔ یہاں خداچ ہے۔ خدائی نیں یہاں کچہ جدائی نیں یو عاشق خداچ کون منگتا خدا کنے باج جدا بھی کچہ نیں رہیا اُس منے۔ یو خدا باج(۲۲) سب تے بے طمع، اس کا خاطر ہمشیہ جمع۔ بے طلب(۲۳) جو کچہ آتا سو لیتا، طلب میں خدا کوں بی تعدیع نیں دیتا۔ بعضے عاشقاں بے پروا ایسا

---

[1] میرے اللہ میری حیرانی میں اور اضافہ فرما۔

(۱۹۹)

ہیں کتے، ہزار منت سوں دیئے تو بی کچہ نیں لیتے۔ انو نے اپس کوں دئے ہیں، ہور خدا چ کوں لئے ہیں۔ خدا چ انو کوں بس، انو کوں بھی ہور کاہے کی نیں ہوس۔ بعضاں کوں زوراں سوں دئے تو ضرور کون دھندا قبول کئے نیں تو معشوق کوں چھوڑ کر دھندے میں پڑنا در دِ سر ہے، کس عاشق کون یو طمع بنا کون عاشق اس کام پر ہے۔ یہاں کیا کرے کوی بات، "حکم حاکم مرگ مفاجات"۔ کوی کچہ کہا، ولے یو اپس میں آپے رہیا۔ نہ ابتدا کی خبر دھرے، نہ انتہا کوں یاد کرے۔ کتے ہیں کہ بعضے خدا کے یو سرمست دوستاں، غذا پرست دوستاں، ایسے ہیں کہ حضرتؐ بی انو کوں دیکھنے کی آرزو کریں گے، ملاقات کا شوق دھریں گے۔ کتے ہیں کہ ایک دیں حضرتؐ کہے الٰہی مجے تیرے دوستاں کوں دکھلا فرمان ہوا کہ فلانے جا کہ ایک کمٹ ہے، اس کمٹ میں جا۔ حضرتؐ تمام اشتیاق سوں اس کمٹ کے نزدیک گئے، دستک مارے تو انو کہے کون ہے؟ محمدؐ میں محمدؐ ہوں کر کہے انو بولے اس ٹھار بات یو نیں آتی، مناں منی یہاں نیں سماتی۔ وہاں محمدؐ کوں نی یوں بولیا خدا، کہ اے محمدؐ بول کہ سید القوم خادم الفقرا، پھر کر انو دیکھ کئے خدا بیچیں انو اس کمٹ کا دروازہ کھولے۔ ملے، جو کچہ باتاں بولنے کیاں تھیاں اپس میں آپے بولے مرتضیٰؓ جنوں کے کہے میں رسولؐ ہور خدا۔ انو فرماتے ہیں کہ میں سب سوں جھگڑیا میرا ہات سب کے اوپر ور ہوا، جو فقر سوں جھگڑتے گیا تو فقر مچہ پر ور ہوا۔ محمدؐ فرماتے ہیں کہ اَلْفَقْرُ فُخْرِیْ[۱]، فقر کوں اس تے کیا بڑائی اچھے گی۔ بہی یعنی فقر تے میری بڑائی ہے، یو بڑائی مجے خدا تے آتی ہے، یو بڑائی خدا کون بھائی ہے۔ غرض کیا محبت باطن کیا محبت ظاہر، ایسے کاماں میں کون ہو سکتا ماہر۔ وصالی ہوا تو بی کیا عاشق کوں قرار اچھتا ہے، عاشق آسودا ہو کر کہا اپنے ٹھار اچھتا ہے۔ اُچاٹ ہرگز نیں جاتی، تلملاٹ ہرگز نہیں جاتی۔

---

[۱] فقر ی پر مجھے فخر و ناز ہے۔

(۲۰۰)

وصال کی خوشی میں (۱) انجھو کا جنس جو (۲) آتا ہے، یو غم دل میں تے انکھیاں کی باٹ (۳) پانی ہو (۴) نکل جاتا ہے۔ عیش آکر (۵) غم کا سینا چکلیا، (۶) غم انکھیاں کی باٹ پانی ہو کر نکلیا۔ خوشی ہور غم، یہ دو (۷) دونوں نقیض ہیں باہم۔ یو دو نو دا عوے دار، مل کر یوں (۸) رہیں گے ایک (۹) ٹھار۔ جس کے ہات (۱۰) میں جو سنپڑیا وو اسے جالتا، ایک زور ہوا (۱۱) تو دُسرے کوں دل میں تے بھار گھالتا۔ جو (۱۲) خوشی آتی، تیوں غم بی آتا۔ غم کا (۱۳) آنا مشکل ہے، جو خوشی آئی (۱۴) تو دل کوں بہوت بھاتا دل کا دشمن غم، دل کوں خوشی تو ہوئی (۱۵) جو غم ہوئے کم۔ ایک غم سو نیش ہوتا ہے، غم تے سیناسب ریش (۱۶) ہوتا ہے۔ غم تے عقل درہم ہوتی۔ درہم کیا بلکہ کم ہوتی۔ غم لہو کون پانی (۱۷) کرتا ہے، غم دل میں (۱۸) غم بھرتا ہے۔ خوشی اُجالا غم اندھارا، کیا کرے یہاں آدمی (۱۹) بچارا۔ غم ظلمات، خوشی آبحیات۔ غم بندی خانہ، خوشی نجات۔ غم بھریا ہے جتنا سکے اتنا لیوے، خوشی خدا دیوے۔ یو اپنا اپنا حصا، بارے بھر کر آیا دہیچ قصا۔ فراق کا جلیا وصال سوں آرام پاوے، وصال کا جلیا (۲۱) بچارا کدھر (۲۲) جاوے۔ جو کچہ حلق میں ہلکیا اس کا علاج پانی سوں بچارے، جو پانچ حلق میں ہلکیا اسے کوئی کاہے سوں اُتارے۔ ا تال فراق کے جلنے کون سب کوی جانتا، وصال میں (۲۳) کے جلنے کوں کون پہچانتا۔ بیت

پانی میں کی جو آگ کتے سو وصال ہے (۲۴)

اس آگ میانے جلنے کوں کس کی مجال ہے

آپیچ سب عشق کی صبوری (۲۵) ہووے تو وصال میں جلے، اس حال میں جلے۔ اس حال کوں کیا جانے فراق (۲۶) میں کے جلے بلے جو عشق (۲۷) ہوا تمام، تو اپس سوں لگیا اپنا کام بارے جو کوئی معشوق (۲۸) چوسار ہے کچہ نام دھرتے، عاشق کوں بھجالے کر مہر یچہ سوں ہلاک کرتے۔

(۲۹) القصا دل کہا میں عاشق ہوں، اگر روتا ہوں تو سہاتا ہے، توں معشوق تجے

(۲۰۱)

کیوں رونا آتا ہے۔ جفا عاشق کا وطن مقام، توں معشوق تجھے غم سوں کیا کام۔ معشوق (۲) شیریں عاشق سلونا، معشوق کا کام ہنناں (۱) عاشق کا کام رونا۔ معشوق کا شیوا ناز، معشوق بے پروا بے نیاز۔ معشوق درس عاشق درسنی، عاشق محتاج معشوق غنی۔ جون آزاد ہور اسیر، جوں بادشاہ ہور فقیر۔ (۴) اے گل رو، اے خوش خو، اے خوشبو، اے مہ چہر، معشوق میں نیں دیکھتا ایتا مہر۔ (۵) حسن دھن، جگ جیون بولی کہ سن اے دل، یو بات سمجھنا ہے بہوت مشکل۔ (۶) نیں (۷) جانتی ہوں (۸) کس پانی سوں خمیر ہوئی عاشق کی خاک، کہ ہم فراق میں ہم وصال میں دونو جاگا ہے ہلاک۔ نہ یہاں آرام نہ وہاں آرام (۹)، جس پر یو قصا گزریا اہیسج یو فام۔ جل بھسم ہوکر بارے (۱۰) پراڑے تو عاشق ہوے، عاشقاں کی مجلس میں جڑے۔ اپس کوں کھونا، تو عشق میں کچہ ہونا۔ جو لگن اپس میں آپے باقی ہے، تو لگن اس میں اس کی مشتاقی ہے۔ عشق کے شہر میں، پرت کے نگر میں معشوق وہی ہے جو عاشق کون پیار کرے، عاشق پر اُپکار کرے، عاشق کے دل کون گل زار کرے۔ نہ کہ بیزار کرے، خوار کرے۔ ان تے چھڑاوے (۱۱)، جیو پر لیاوے۔ جلاوے، ٹلاوے ایسے معشوق سہل ہے، ایسیاں سوں عشق کرنا جہل ہے۔ انو کوں کوڑ (۱۲) معشوق کہتے ہیں، انو کوں ہوڑ، معشوق کہتے ہیں۔ سنگ دلاں بے صبر، کس (۱۳) کا درد نہیں ہوتا اثر۔ بے درد، بے کڑ، پتھر اگر عاشق مرتا اچھے گا بی ہنتیاں (۱۴) کھڑیاں رہنگیاں، ٹک مہر سوں (۱۵) کے مرتا کرنا کینگیاں۔ اتنے پر بی کیا چپ رہتیاں ہیں، موا تو بلا گئی (۱۶) کتیاں ہیں۔ بہی کتیاں (۱۷) ہیں موا کے، عاشق ہوا بچارا! (۱۸) عاشق بھولا کچہ دل میں نیں لیا تا (۱۹) سی ہوکر آگ میں پڑ (۲۰) چپ اپس جلاتا۔ دل لگایا سو توڑنے نیں جاتا، بہی ہورا کیں سوں جوڑنے نیں جانتا۔ توڑنے جاتا تو ٹٹتا نیں، چھڑا لیتا تو چھٹا نیں۔ دل میں عشق سلگیا، عاشق بچارا ہلکیا۔ معشوقاں میں لئی نازاں، لئی جھنداں ہیں لئی بہانے پیچیں رہتے (۲۲)

(۲۰۲)

رہتے کوئی عاشق پر مہروان ہوئے تو خدا جانے۔ جاں اپنے عشق کی اچھے گی ایتی گرمی، وہاں جسی بی سختی ہوئی آخر کچہ تو پیدا ہوئے گی نرمی۔ عشق کا سواد ہے اسی ٹھار، جاں دو طرف تے اُبلتا پیار۔

القصا میں تیرے دیدار کی بہوت مشتاق تھی، تیری بات گفتار کی بہوت مشتاق تھی۔ سو مراد پر آیا، یہاں خدا ملایا۔ عاشق تھی تیری خبر پائی تھی، چوری سوں تجے دیکھنے آئی تھی۔ عشق کا دکھ سہانیں گیا، جتار ہوں گی کہی بی رہیا نیں گیا۔ میں عشق تجہ سوں لیا ہوں، جیو پرتے اُٹہ کر آئی ہوں۔ اتال رضا دے جاتی ہوں، وصال کی جاگا خاطر لیاتی ہوں۔ یا تجے بلا بھیجتی ہوں، یا میں آتی ہوں۔ میں کہی سو تحقیق جان، دل میں اپنے بُرا نکو مان خلق کے موں میں آکر پڑی بات، آسمان ٹوٹیا پچھیں کون دیتا ہات۔ سمندور کوں کیوں باندنا پال، آفتاب کوں کیوں رکھنا صندوق میں گھال۔ دیوا گھر میں روشن ہوا پچھیں جوت کوں کہاں لیجانا، بن میں پھول کھلیا پچھیں باس کوں کیوں چھپانا۔ موں میں تے بول نکلیا سو کیا پھر کر آتا ہے، تیر کمان سوں چھوٹیا سو کیا سنبھالیا جاتا ہے۔ تھال بھوئیں پر پڑیا آواز کوں کیوں پکڑنا، خدا کا خلق کسے منا کرنا۔ کس سوں جھگڑنا، لوکاں تے ڈرنا، ضرور ہے کیا کرنا۔ عشق میں پختا اچھنا، خامی خوب نیں، سمج سو کام کرنا بدنامی خوب نیں۔ یو عشق کا چتر ب ہے۔ پردے میں نا ندرنا، ہیڑا کہائے تو ہڈ کیا گلے میں باندنا جو کوی عشق میں آیا ہے، اپنا گڑ چھپا کھایا ہے میٹھائی چھپانے میں ہے، نہ بدنام ہو کر پنوانے میں ہے۔ دل کہلائے نار، اوتار، شیریں گفتار ہنس مکہ کیک رفتار، خورشید دیدار عاشقاں کی انکھیاں کا سنگار، چتر چوسار۔ توں ایسی ہے جو کوی تجہ سوں بُرا منے، تیری بات کوی جھوٹ کر جانے۔ جاں دونو کا دیلج ہوا صاف، پچھیں واں کیا ہے خلاف۔ بسم اللہ، خدا ہمراہ۔ جانا، بیگ پھر کر آنا۔ حسن پری، غمزیاں بھری اوتار استری نے خیال ہور نظر

(۲۰۳)

ہور تبسم کوں دل کنے (۱) دکہ کر وصال کے جھجے پر چڑی، سارا دیس وہانچہ تھی تا شام پڑی۔
بیت۔ بھیس پر کی چندنی یوبن پر کی یو پری ہے
دل سیتی مل کے دل سوں کیا کیا ادا کری ہے۔ (۲)
(۳)
جوں سعدیؒ کتا ہے۔

نہ صبر در دلِ عاشق نہ آب در غربال، [1]

عاشق بہوت بے تاب عاشق کا عجب کچہ اچھتا ہے حال۔ عاشق بے آرام بے طاقت، عاشق کوں صبوری سوں کیا نبت۔ دو چھنڈ بھری، اس ٹھار ایک ادا کری وفا ہور ناز اس جھجے پر عیش (۴) کی مجلس سنوارے۔ دل ہور نظر ہور خیال ہور تبسم اس باغ میں پانی (۵) کے چشمے پر (۶) صحبت رکھتے تھے۔ بارے (۷) حسن دھن، من موہن، جگ جیون کوں جس کوں بہوت مشکل لگی دوری، دل میں (۹) بنیں (۱۰) اُبری کچہ صبوری۔ کیا کروں کہی، ہات چوری، بے طاقت ہوئی پوری۔ اپنا دل کھولی، وفا کوں بلا کر بولی۔ کہ اتا ل خیال ہور نظر ہور تبسم کوں بول کہ دل کا دل ہات (۱۱) لیو، یو سب مل اسے دارو بے ہوشی دیو۔ بیت

دل بے خبر ہوا ہے دل نے خبر سٹیا
عاشق ہو کر اپس کوں کدھر کا کدھر سٹیا (۱۲)

ہور زلف کوں کہو کہ دل کوں اس جھجے پر یوں لے کر آ کہ دل بی نا جانے (۱۳)، نہ اپس کوں سمجے نہ دُسرے کوں پہچانے۔ خیال (۱۴) نظر ہور تبسم (۱۵) ہور وفا دل کوں دارو دے بے ہوشی دئے، بے خبر بے سُد کیئے۔ زلف (۱۶) دل کوں کلف ہو کر اس جھجے پر یوں کھینچ لیائی، کہ دل کے ارواح کون خبر نیں آئی (۱۷)۔ دل کے (۱۸) دل میں کے بیں (۱۹) نمیچ ہوں، اس گلشینچ ہیں ہوں۔ حسن دھن، من موہن، جگ جیون دل بادشاہ عالم پناہ، صاحب سیاہ کے گلے لگ، جو بن سوں

---

[1] نہ عاشق کے دل میں صبر و قرار، نہ چھلنی میں پانی ٹھہرتا ہے۔

(۲۰۴)

تلاسی پگ، مکہ چومی اپنے سینے پر اس کا ہات دھری، آہ ماری، اُساس بھری۔ ٹک ہنسی، ٹک روئی، اپس میں آپے کچہ کچہ باتاں کری۔ بیت

تماشا ہے عجب کچہ آج اس ٹھار

کہ عاشق مست ہور معشوق ہشیار (۲)

کہی کہ اے دل، میں کیا کیا جفا دیکھی تیرے بدل، تجہ پرلیئی (۳) لئی (۴) محنت گزری میرے بدل۔ تیری یاری پر میں واری، تیری اختیاری پر میں واری۔ جسے مرد کہتے ہیں تو نچہ ہے، عاشق صاحب درد کہتے سو تو نچہ ہے۔ یو نو املنا (۵)، یکایک پھول ہو کر کیوں کھلتا ہوں دیکھنے شرم آتی، یکایک بات کیوں بولی جاتی۔ اس لیئے (۶) دل کون بے خبر کری کہ دل سوں کچہ حظ پاوے، ہشیاری میں آنکہ بھر دیکھتے مبادا لاج آوے۔ پاکی سوں ہم دست ہوتی تھی، پاکی سوں دل کوں دیکہ (۸) دیکہ مست ہوتی تھی۔ دو چتر پری، ایسی کچہ فکر کری۔ دل بے خبر متوالا، حسن کرتی کچہ (۹) ہات بازی کچہ اوپر کا چالا۔ ہور فام نہ تھا، زیاستی (۱۰) کچہ کام نہ تھا۔ دل میں عشق غلبلا کرتا ہے، نظر کا سواد بی بلا کرتا ہے۔ ہر کوئی تن سوں تن ملاتا جاں پاک عشق ہے واں نظر سوں بی (۱۱) لئی کچہ کیا جاتا۔ جوں بھنور پھول کا رس لیتا، بن میں لطافت سوں (۱۲) دل کی ہوس لیتا۔ محبوب مقبول، جوں نازک پھول۔ اسے رگڑ (۱۳) مال نہ کرے (۱۴) تو بہوت خوب، بہوت پاک عشق میں بہوت سواد ہے کام گھال نا کرے تو بہوت خوب۔ شوق زیاست ہوتا ہے تل تل، دایم تازا اچھتا ہے دل (۱۶)۔ دل بھگتا نیں، ایک جاگا لگیا تو بھی دوسری جاگا لگتا نیں۔ عشق زور پکڑتا ہے، عشق کا کام رونق کچہ ہور پکڑتا ہے (۱۷) جس شوق تے شوق پانا، اُس شوق کوں نا گنوانا۔ وو شوق گیا پیچھیں ایسا شوق بی کا (۱۸) ن تے لیانا، بھی اس شوق کوں یاد کر کر کیا خاطر بچتا تا۔ غرض جتنا سکنا، اُتنا رکھنا۔ اِس فکر میں اچھنا جو اپس کوں عشق کی مستی بہوت چڑے (۱۹)، یو خطرا (۲۰) وجود میں تے کم پھار پڑے۔

(۲۰۵)

یو تخم(۱) انسانی اس(۲) تخم میں لئی لئی تماشے ہیں(۳) جاں، پہچان۔ اس قطرے کے زور(۴) سوں کھولنا ہے انکھیاں کی باٹ، اس قطرے کے زور سوں چڑنا(۵) ہے عشق کی گھاٹ۔ یو قطرا تیرے وجود کا قوت، اس قطرے میں مہر، محبت، مروت۔ اس قطرے کے زور سوں توں(۶) زور پکڑتا ہے، اول نہ کچہ(۷) تھا اتال عالم کچہ ہور پکڑتا ہے۔ یو تن کا وصال نیں یو دل کا وصال ہے، دل کے وصال(۸) پر کھڑے رہنا کس کی مجال ہے۔ دل سوں دل ملانا، نظر سوں محبوب(۹) کی نظر میں جانا یو ٹھارا پس کوں(۱۰) دیکھنے کا ہے۔ اس ٹھارا پس کون آپے پانا(۱۱)، کیں تو بی دل بھکنا، کام یو ہے جو نظر کھلنا(۱۲)۔ یو مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ[۱] کا مقام ہے، یو کیا ہر کسی کا کام ہے۔ یعنی جو کوئی اپس کوں جانیا، اُنے(۱۳) خدا کوں پہچانیا۔ مبادا کوئی جانے کہ یو کچہ(۱۴) آج نوا ہوا ہے، اس ٹھار حضرت[۲] کوں معراج ہوا ہے۔ غرض عاشق کوں یو خیال ہونا، خدا دے تو یو وصال ہونا۔ یو بہوت نازک باٹ(۱۷) ہے، یو بہوت مشکل کھاٹ ہے بعضے کہتے ہیں دے جانے کن کہ حضرت(۱۸) کہتے ہیں کہ رَأَیْتُ رَبِّیْ فِیْ صُوْرَۃِ اَحْسَنِ اَمْرَدَ[۲] یعنی میں خدا کون دیکھا قبول صورت آدم کی صورت میں اس منہر اس من موہن مورت(۱۹) میں(۲۰)۔ دیکھنا دکھلانا ہے سو انکھیا نچہ میں ہے، جو کچہ(۲۱) ڈھونڈنا پانا ہے سو انکھیا نچہ میں ہے۔ جیسے(۲۲) انکھیاں ہیں سو انکھیا(۲۳) میں کیا ہے سو پہچانے گا۔ فارسی میں کہتا ہے کہ "در دیدہ دوست، بادیدہ(۲۴) خود اوست"[۳]۔ یو دکھلانا کون دکھلاتا، اس دیدیاں(۲۵) کا بھید کون پاتا۔ جو کوی دیدے کو دیکھا سو دیدا ہوا، حق رسیدہ ہوا، کام اس کا سیدا ہوا۔ علیؓ ولی جنوں(۲۶) کی بات تحقیق کھڑی سرہ(۲۷)، انو کہتے ہیں کہ

---

[۱] جس نے اپنے نفس کو پہچانا اُس نے خدا کو پہچانا۔

[۲] میں نے اپنے رب کو ایسے نوجوان کی صورت میں دیکھا جسے ابھی مونچھ اور داڑھی نہ نکلی ہو۔

[۳] آنکھوں میں وہ (محبوب) ہے اور آنکھوں سے وہ جدا کب ہے۔

(۲۰۶)

لَمْ اَعْبُدْ رَبًّا لَمْ اَرَهٗ[۱] یعنی اگر خدا کوں اُنے نا دیکھتا تو اس کی عبادت نا کرتا یو مشقت یو ریاضت نہ کرتا۔ نہ کچہ شک دل میں دھرتا ہوں کتے ہیں۔ خدا کوں دیکہ کر خدا کی عبادت (۱) کرتا ہوں۔ کتے ہیں۔ محمد ہور علی (۲) کیاں انکھیاں ہوں تو خدا کون دیکھا جائے، ویسے (۳) پیغمبر ہور ویسے ولی کے انکھیاں ہویں تو خدا کوں دیکھا جائے، عاشقاں (۴) واصلاں (۵) کے انکھیاں ہویں تو خدا کوں دیکھا جائے، صاحب (۶) اسراراں صاحب دلاں کی انکھیاں ہویں تو خدا کوں دیکھا جائے۔ اس بات کوں یو بی ایک حدیث ہے پہچاں، کہ اَلْاِنْسَانُ مِرْآۃُ الْاِنْسَانِ[۲] یعنی انسان آرسی (۷) ہے انسان کی، اپس کوں آپے دیکھنے کے گیان کی۔ اگر کسے کچہ خبر ہے، تو یہاں اسے (۸) اشارت انکھی (۹) پر ہے انکھیاں میں بات (۱۰) کھلنا، توکیں عاشق ہونا توکیں بھلنا۔ دیدیاں کی بات سر پاؤں لگ سب جیئو ہو کر معشوق کے جیو میں جانا، (۱۱) تو اپس کوں دیکھنا تو معشوق کوں پانا۔ جیو ہونا تو جان کوں دیکھنا، دین ہونا تو ایمان کون دیکھنا۔ (۱۲) (۱۳)، (۱۴) یو عالم ایک عالم ہے کہ اس عالم میں دو عالم دس آتا ہے، یو پیر و مرشد بغیر کون کسے دکھلاتا ہے۔ ظاہر کا عشق اگر کسے اچھے، تو یوں اچھنا کہ باطن میں (۱۵) تے اسے ووچہ دھیان اچھے، تا کھلنا اُس پر کھلے (۱۶) تا مشکل اس پر آسان اچھے عشق حقیقی اچھو یا عشق مجازی، عشق بازاں نے یو نچہ کھلتے ہیں عشق بازی (۱۷) سعی کرنا کہ آپے اس بات تے ماہر ہووے، (۱۸) (۱۹) یو چھپا ہے سو اپس (۲۰) پر ظاہر ہو وئے۔ عاشقاں (۲۱) دنیا میں جیئے ہیں، بہوت کرا نو یو چہ دھندا کئے ہیں، (۲۲) یو چہ طلب کئے ہیں۔ یو اپس کوں جاننے کی بات ہے، یوں خدا کوں پہچانے کی بات ہے

---

[۱] میں نے ہرگز رب کی عبادت (ایسی) نہیں کی کہ اس کو نہ دیکھا ہو۔

[۲] آدمی دوسرے آدمی کا آئینہ ہوتا ہے۔

(۲۰۷)

(۱) حدیث قدسی ہے عین بُدسی ہے جان کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیاً فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ خَلْقاً فَبِیْ عَرَفُوْنِیْ[1] یعنی مجھے مجھ پر پیار آیا تو میں آدم کون پیدا کیا کہ مجھے سمجھے، مجھے پہچانے مجھے پاوے، میرے اِدھر آوے۔ میری قدرت کون دیکھے، مجھے جانے عشق مجازی، عجب (۲) تماشے کی ہے بازی۔ جو عشق مجازی انپڑیا کمال، تو عین ہوتا ہے (۳) حقیقی کا وصال۔ اگر تو (۴) عاشق دانا دیوانا ہے، تو مجازی تے حقیقت پر آنا ہے۔ واصلاں کی ہے یو مت، (۵) (۶) اَلْمَجَازُ قَنْطَرَةُ الْحَقِیْقَتِ[2]۔ یعنی (۷) حقیقت کی سیڑھی ہے مجاز، مجاز کی سیڑھی پر جاویں گے تو حقیقت (۸) کا پاویں گے راز۔ ظاہر تے باطن کون پانا (۹) (۱۰)۔ کیا واسطہ کہ جاں بات کا مایا ہے، واں یوں آیا ہے کہ وَمَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی[3]۔ یعنی جو کوئی یہاں اندھلا ہے، سو وہاں اندھلا ہے۔ یو بات خرافات نیں، یو بات (۱۱) اِدھر اُدھر کی بات نیں۔ جہاں لگن (۱۲) گوالیر کے ہیں گنی، انوتے (۱۳) یو بات گئی ہے سُنی۔ دوہرہ

جن کوں درسن اِت ہے تن کوں درسن اُت (۱۴)

جن کوں اِت درسن نیں تن کوں اِت نہ اُت (۱۵)

عاشق نے کوشش کرتا کہ کیں (۱۶) (۱۷) عشق کی آگ خوب سلگے، ظاہر دل کسی کے پھاندے میں (۱۸) خوب ہلکے پھچیں اپنی اپنی ہمت اپنا (۱۹) اپنا کام، اپنی (۲۰) اپنی طلب، اپنا (۲۱) اپنا نام۔ خدا نے (۲۲) لئی کچھ (۲۳) کریا ہے، خدا کے عالم میں سب کچھ بھریا ہے۔ سو کاہے (۲۴) ہریا ہے، جدھر دیکھیں

---

[1] میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا اس کے بعد میری یہ خواہش ہوئی کہ میری شناخت ہو جائے بنا بریں میں نے مخلوق پیدا کی، پس سبھوں نے مجھے پہچانا مجھ ہی سے۔

[2] مجاز حقیقت تک رسائی کے لئے زینے کی طرح ہے۔

[3] اور جو شخص دنیا میں اندھا رہے گا سو وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا۔

(۲۰۸)

اُدھر دریا ہے۔ اس میں تے اول عاشق کون فرض ہے کہ غواص ہوکر یو بے بہا گوہر (۱) چُننا، خدا کون بہوت یاد کرنا۔ محوباں کوں دیکھنا، خوشبوئی خوش کرنا۔ شراب پینا، (۲) ہور راگ سُننا۔ یہاں سب ہے، یہاں (۳) تماشا عجب ہے۔ یو خلاصا ہے، یوسب تے (۴) خاصا ہے۔ عشق کا وجود اس باتاں سوں ہے، نہ باقی حکایتاں سوں (۶) ہے۔ فارسی میں کہتا ہے۔ "تا توانی طالب فعل بد مباش، بہر حالے کہ باشے با خدا مباش"۔[1]

مرد اس فکر میں اچھنا کہ روز بروز خدا کی محبت زیاست ہووے، ہر دو جہاں میں کام اپنا راست ہووے۔ حدیث نبی یوں ہے کہ عِزَّۃُ الدُّنیَا بِالْمَالِ، وعِزَّۃُ الْاٰخِرَۃِ بِالْاَعْمَالِ[2]۔ یعنی دنیا کی عزت مال سوں ہے، ہور (۹) آخرت کی عزت اعمال سوں ہے۔ مال تے اعمال پیدا کر لینا ہے، جوں یہاں کی خاطر مال پیدا کرتے ہیں۔ تیوں وہاں کی خاطر اعمال پیدا کر لینا ہے۔ (۱۰) مفلسی کسے نیں بھاتی، نہ یہاں کام آتی نہ وہاں کام آتی۔ دوست وہ جو بولے ہور دل سوزی کرے، مفلسی خدا دشمن نہ روزی کرے۔ اگر (۱۱) جانتا ہے کہ بیہچ ہے بھی آنگے کچہ نیں تو خوشی بھائے سو کر، پیغمبران نے تو یوں دیئے ہیں خبر، اگر کچہ سمجیا ہے (۱۲) تو نیکی کر، اگر جانتا ہے کہ جوں یہاں ہے، تیوں وہاں (۱۳) بی کچہ ہے تو نیکی پر چت (۱۴) دھرنے کوں نکو ہر۔ نہ باپ چھڑائے گا نہ ماں جھڑائے گی، جاں تاں بی تیری نیکی تیرے آنگے آئے گی (۱۵) سب بھسا اکھا کر اپنا (۱۶) بھریں گے، کچہ آپڑیا تو تجے آنگے کریں گے۔ تمام غفلت میں تے اٹھے گا تیرا خواب، توں دے کر چھٹے گا اپنا (۱۷) جواب۔ جو کوی خدا سوں محبت دھرتا ہے، (۱۸) وو البتہ خوبیچ کام کرتا ہے۔ جاں خدا کی محبت ہے واں سرفرازی ہے۔ خدا کی محبت سوں خدا بی راضی ہے، خدا سوں (۱۹) محبت کرن ہارے کی (۲۰) رایم پیش بازی ہے۔ عشق مجازی

---

[1] تا بہ مقدور تجھے فعل بد سے سروکار نہ رکھنا چاہئے جس حال میں بھی تو ہو خدا کو نہ بھول۔

[2] دنیا کی عزت مال سے ہے، اور آخرت کی عزت اعمال سے۔

(۲۰۹)

غازی تین صورت، عاشق کوں اس صورتاں کا بیان کرنا ہے ضرورت۔ ایک پھول تے ایتی باس کی ڈوری چھٹے، ایک چھاڑ کوں ایتے پھانٹے پھٹے۔ اول عشق سلامتی، دوم عشق ہلاکتی، سوم عشق ملامتی۔ اما عشقِ سلامتی کتے سو اپنا گھر، نہ کسی کی دہشت نہ کسی کی وحشت نہ کسی کا دھاک نہ کسی کا ڈر۔ کہیچ ہیں کہ اپنا گھر، خوشی بھائے سو کرے۔ یہاں بادشاہاں کوں قدرت نیں کچہ کہنے، بعضے تو جماکس منے۔ اگر کس کوں گھر منے عشق لگ جاوے، بہوت سکہ پاوے۔ بہوت آرام، اپنے نزدیک اپنا کام۔ دائم نظر تلیں محبوب، بہوت خوب۔ صفا پکڑے دل، دیکہ دیکہ رہیجے تل تل۔ دایم خوشحال، دایم وصال۔ فراق کا انداز انیں جو یہاں آوے، غم کوں قدرت نیں جو یہاں ہات بھاوے۔ گو دیں مراد، جیونے کا پاوے سواد۔ خدا راضی، رسولؐ راضی، بہوت سواد کی عشق بازی۔ وے عشق کوں بہوت زور اچھتا کہ ایسی جاگا چینک لاوے، ایسی لذت کے پھاندے میں بھاوے۔ یہاں تپاوے، یہاں ترساوے۔ سونے نادیوے، دسری سوں کچہ ہونے نادیوے۔ جیو نا بھلے، ہور سوں دل نا لگے۔ محبت ضمان اچھے، ایسیچ پر دھیان اچھے۔ یو عشق بہوت نادر، اس عشق پر کون ہو سکتا قادر۔ معشوق نزدیک اچھے کو تپنا ترسنا نہا کام نیں، انکھیاں تلیں دیدار ہور انبھو برسنا نہا کام نیں۔ یوں عشق زوراں سوں کوئی نیں لایا، جسے خدا دیا اُسے آیا۔ اتال عشق ہلاکتی کسی کی بہو بیٹی۔ ایوا اپنے گھر میں تلملتا دوا اپنے گھر میں لیٹی۔ یو پھرتا گھر کے آس پاس، اسے گھر میں جا چتے نند ہور ساس۔ اُس کے سنگات اُس کا مرد سوتا، یو سورات دیس یاد کر کر روتا۔ اسے نہ بھیتر قرار نہ بھار، چھپے چوری سوں کدھیں، مدھیں ہوتا دیدار یو عاشق بچارا دیوانہ سچ بے فام، بہوت میٹھا لگتا چوری کا کام۔ حلال تے دل کچواتا، حرام بہوت سواد لگتا۔ آدمی دیو خصلت منا کئے سو کام بہوت سواد لگتا منا کئے سو کام انسان کون بہوت بھایا ہے، کہ

(۲۱۰)

اَلْاِنْسَانُ حَرِیْصٌ عَلٰی مَا مُنِعَ[1] یو حدیث میں بی آیا ہے۔ اگر حرام کوں منا نہ کرتے تو عجب نیں جو کوئی حرام نا کرتا، (۱) حرام (۲) کوں مناکرتے کرتے حرام پر جاہل آدمی ایتا لذت پکڑ کر ضد دھرتا ہے۔ (۳) اگر حلال کوں بی مناکرتے تو حلال بی بہوت بھاتا، حرام (۴) کوں سب سٹ دیتے حلال لچہ خوش آتا۔ آدمی کی طرفہ طبعیت ہے مناکئے تو جانو کرد کر فرمائے، نیں کرنا سو (۵) اسے تمیں (۶) فعل بد پر لیائے۔ مناکرنا بی ایک (۷) دکہ ہوا ہے، آدمی بہوت بُری بلا (۸) آدمی تے حد ہوا ہے۔ مکر زناں (۹) بھاتا میانے میاں، منگ منگ (۱۰) بھجتا اُنے کھائی سو جھوٹے پان۔ اس کی خوی لگی سو آنگ کی چولی، اُنے خوشبوی لائی سو خوشبوی، انے کھائی (۱۱) سو گوئی۔ بڈھیاں لیاتاں (۱۲) اِدھر اُدھر کی حکایتاں (۱۳)، بہوت سواد کیاں ہوتیاں باتاں۔ عشق ڈانٹا سخت (۱۵) کاندان کودنے کا آتا وقت۔ عشق (۱۴) اُپڑتا اس ٹھار، اتال جیو جانے کا کیا بار۔ لہیاں باتاں سُن سُن گھریں گھر ہوتی گھن پن۔ چاروں طرف تے ہوتا غُل (۱۶)، لوکاں کوں اٹھتے پیٹ (۱۷) سُل (۱۸)۔ دنیا ہے ہر ایک کوی ایکس سوں جیو لاتا (۱۹)، یو لوکاں چپ کے پکارتے ان لوکاں کا (۲۰) کیا جاتا (۲۱)، یو غوغا کئے تو انو کے ہات ہیں کیا آتا (۲۲)۔ انو کے سینے پھٹتے (۲۳)، انو کی شرم ایکس کے کھانے اٹھنے نیں سُنے سو لوکاں کوں سناتے، کونچے کونچے دھنڈورا پھراتے۔ جانو آپے ایسے کاماں کیچ نیں، آپے کسے دل دیچ نیں۔ آپے فرشتے بے گناہ، پاک، یو چہ بچارے گنہ گار (۲۵) انو کوں (۲۴) کرتے ہلاک۔ لوکاں پر نقشاں چنے بغیر رہتے نیں، اپنے دل کی بات تو خدا بہتر جانتا و وکتے نیں۔ باتاں بہوت بڑیاں (۲۶) بہوت محتشم، باندی موٹی کا بڑا بھرم (۲۷)۔ اپنا درد (۲۸) جیا ہے، دسرے کا درد بی ویسا ہے۔ آدمی محبت کون سمجھنا، آدمی کے دل میں عشق کا جوش (۲۹) اچھنا، آدمی خطا بخشنا، آدمی عیب پوش (۳۰) اچھنا۔ خدا ستار العیوب ہے، خدا غفار الذنوب ہے۔ جیسے خدا دیوے ایسیچ اس بات کی سکت ہے۔ عیب پوشی خدا کی صفت ہے۔ اپنا

---

[1] آدمی ہر اُس چیز پر گرتا ہے جس سے اُسے روکا جائے۔

(۲۱۱)

عیب چھپاتے، دُسریاں کا عیب بھار بھاتے۔ اِس کے دل میں ٹوٹیا عشق کا کانٹا، اُنو کرتے (۱)
ہنس ہنس کر لوکاں کا تانٹا۔ خراق کوں یہاں بہوت زور، جوں جوں بدنام ہوتا، تیوں تیوں محبت ہوتی ہور۔ یہاں غم کا بازار گرم، خوشی کا کیا بھرم، کام جیئو پر آیا اتال کاں کی (۲)
شرم۔ یونچہ کرتے کرتے جیئو پر آتا، یکادی دفت جیو جاتا۔ اتال عشق ملامتی، کلاونتی، بازاری، یہاں تو بہو تیج دشواری، دایم بدنامی، دایم رسوائی۔ یو عشق بازی کسے ہو آئی، دایم قباحت، دایم خفیتی۔ جیتے کنے گئے تیتے دائم رشکاں تے ہلاک دائم جہل آتے ایک جنے (۵)
سوں جیونیں لاتے، سو جنیاں کنے جاتے۔ ایک گھر میں تو چار بھار، یو بی ایک عجب تماشے (۶)
کی ہے ٹھار۔ طبیعت بہوت نازک نرم، وو بے حیائی ہور یوں شرم۔ جس کنے گئے، اس پیچ ہوں کر دکھلائے۔ ہزار جنس سوں جیولاتے۔ ناز شرم یوں کرتے فاش، اصیلاں بچاریاں (۷)
کیا تماش۔ جانو ایک تے دُسرے کی چھاؤں نیں پڑے، ایسا کرتے جیسے شرم کے بڑے گھنگھٹ میں تے موں بھار نیں کاڑتے، بازار میں کھڑے اچھ پردے پھاڑتے۔ ہنک ہنک (۹) (۱۰)
لوکاں کوں بلاتے، ایکس کوں دکھلا کر، ایکس کنے جاتے۔ اس جاگا کیوں جیولانا، یو کسے (۱۱)
بھانا یو نا معقولی دیکھا کیوں جانا۔ یہاں عشق کی تو ہے گرمی، وے بہو تیج ہے بے شرمی ہزاراں کے، کیتے یاراں کے۔ ایسیاں سوں کیا کرنا یاری، ایسیاں تے کیا دھنڈنا فادار (۱۲)
یو بیٹھاں ہیں پیکے ملانے، انو محبت کیا جانے۔ پیکے حلال محبت حرام، محبت سوں انو کوں کیا کام۔ یو سوادِ بازاری، مبالغہ ایک رات کی یاری کیسے کیاں دشمن، گھر کے لوکاں کے حصے کیاں دشمن، ایسیاں کوں کیوں پتیانا۔ ایسیاں کوں کیوں دنیا من۔ ایکس پاس من، (۱۳)
ایکس پاس تن۔ ایسیاں کی کیا آس۔ جیولا کر پھسلاتیاں، محض پیکا نچہ خاطر آتیاں، جو لگن کچا چھتا تو لگن کھاتیاں، ایک گھڑی نیں تو نکل جاتیں۔ جانو کدھیں آپنیچ نہ تھی، جانو آشنا (۱۴) (۱۵)
پیچ نہ تھی کھانے میں تے اڑتا نوں، اتال تمہیں کون، ہمیں کون۔ یہاں بہوت نکو ہو مرغول

(۲۱۴)

یہاں جو آیا سو ہوا ڈانوں ڈول۔ غرض ایسے چھنالاں کے بُرے چالے، ایسے چھنالاں تے خدا سنبھالے۔ یو بُرے چٹ، یہاں کون کرسکتا دل کون گھوٹ۔ جتا نیم دھرم ہوئے گا، اگر پتھر اچھے گا تو یہاں(۱) نرم ہوئے گا۔ جو کوی اچھتا ہے(۲) عشق کے سنگ، وہی سمجھتا ہے اس عشق کے رنگ۔

القصا وو حسن(۳) حور جیسی پری، دو دیس(۴) دل کوں بے ہوش کر اس وصال کے چھجے پر لیا کر حظ کری۔ دل کوں بے خبر کر(۵) ہاڑی پر لیا وے لیجاوے، کسے نا دکھلاوے(۶) کسے نہ سناوے۔ چوری کا کام، کسے نیں ہونے دی فام۔ ویسے میں اُس وقت رقیب، بے نصیب، گمراہ و سیاہ کی ایک بیٹی تھی۔ اس کا ناوں(۷) غیر، سب سوں اس کا بھیر۔ یہ حسب ظاہری راضی سوں رہتی تھی، حسن کن یو دغا بازی سوں رہتی(۸) تھی۔ جاں جاوے، دو میں جھگڑا لگاوے، ملیاں(۹) کوں بچھڑاوے۔ چھوٹیاں باتاں کتی(۱۰) کیکامتی لو تری چاڑی خور، دل میں کچہ ہور(۱۱) موں میں کچہ ہور۔ زبان دراز، سب اس سوں واز۔ حسن دھن، جگ جیون، من موہن کنے رہتی تھی، وو نے(۱۲) اپنا بھید کسے نیں کہتی تھی۔ حسن نار، دل کا آدھار، چرت چوسار، تو یچہ(۱۳) سمجی کہ یو نا معقول، بے وصول۔ مردار، نابکار، شرم نیں دھرتی(۱۴)، ایکس(۱۵) کے آنگے(۱۶) ایکس کی بات کرتی(۱۷)۔ بیت

جسے حیا، نیں کچہ اس تے بہوت ڈرنا ہے (۱۸)

فکر اپس کے حیا کی بی کچہ سو کرنا ہے (۱۹)

کلا کیتا(۲۰) لاتی، فتوے اُچاتی۔ موں کی ہلکی بہوت شوخ، نڈر، اپنی شرم نیں دھرتی سو کس کی شرم کی اسے کیا خبر، بے حیا، بے ایمان، بدکار، بدگمان، بے اعتبار کی اعتباری نیں۔ بات کس کی دل میں چھپان(۲۱) ہاری نیں، اُسے جانتی تھی، خوب پہچانتی تھی۔ جو حسن(۲۲) دھن، من موہن باغ میں جاوے، اس ناپاک کوں سات(۲۳) نالیاوے۔ جو کچہ دل(۲۴)

(۲۱۳)

سوں ملنے کی فکر کرے، اس حرام خور تے بہوت ڈرے۔ غیر نے سمجھی کہ حسن دھن، من موہن (۱) اپس سوں کپٹ پکڑی ہے، اپس سوں ہٹ پکڑی ہے۔ یہاں تو کچہ پیار نیں، اتال کچہ بھلی بار نیں۔ بیت۔

یو دغا باز تھی وو تھی سادی
سادی تھی اس تے یو دغا آدی (۲)

جدھر گئی بی (۳) ایکیلی جاتی، مجھے سنگات نیں لے جاتی، ہیں اُسے نیں بھاتی۔ غیر کی غیرت اٹہ کھڑی، غیر حسن کے دنبال پڑی کہ دیکھوں یو مجھتے (۴) اپس کوں چھپاتی ہے، اکیلے کدھر جاتی ہے۔ یو نچہ کرتے کرتے ایک رات اُس باغ میں (۵) حسن دھن، من موہن سنگات (۶) دل سوں ملنے جاتی تھی، یو نا برخوردار بی اس کے سنگات چوری سوں لگ (۷) پچھیں آتی تھی۔ شیطان (۸) اگر کسے لگے تو کوئی (۹) تبی چھڑوے، آدمی کسی کے پے میں پڑے تو جیو بچ (۱۰) جائے۔ شیطان کوں موٹھی کھل (۱۱) اتنی بتی دئے تو جاتا ہے، آدمی بُرائی پر آتا تو کلجی کھاتا ہے۔ شیطان کی فکر سہل ہے۔ شیطان (۱۲) کی فکر کیا کرنا، بُرا (۱۳) آدمی بُرا بُرے آدمی تے ڈرنا۔ شیطان (۱۴)، شیطان کی صورت سوں اپس کوں دکھلاتا، اس کا علاج کچہ کیا جاتا۔ بُرا (۱۵) آدمی بڑا شیطان فرشتے کا لباس لے آتا، بھلا آدمی بچارا کیا جانتا دغا کھاتا۔ بھلا جانتا کہ یو بھلا (۱۶) ہے، سچیں مچیں یو فرشتا ہے۔ آدمی بچارا کیتا پہچانے، غیب کی بات خدا جانے۔ غیب کا عالم کسے دکھلاتا رو، وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ[1]۔ یعنی غیب (۱۷) کیاں کیلیاں غیب کے صاحب پاس غیب کے صاحب کو ن معلوم، غیب کے صاحب نے جیسے معلوم کیا اُسے معلوم ہوے یو غیب کے علوم منجتاں کوں بی۔ بولے ہیں حضرتؒ جنوں کا دل کعبہ

---

[1] اور اُس کے پاس ہیں غیب کے خزانے، انھیں بجز اُس کے کوئی نہیں جانتا۔

(۲۱۴)

یُکَذِّبُوْنَ الْمُنْجُوْنَ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ[1] یعنی غیب کے پردے (۱) انو کیوں کھولتے، منجم سب جھوٹ بولتے۔ بعضے بولتے انو کا بول پکڑتا ہے مکان، سچ ہور جھوٹ کے میانے میاں جیتا بولیں گے انو چ سچ، انو کا بول (۲) نہ جھوٹ نہ سچ۔ آدمی (۳) عاجز ہوکر کا کلوٹ تے پوچھنے جاتا، انو کا بول کدھیں (۴) ہوآتا، کدھیں نیں ہوآتا۔ ہات میں رسالے لئے ہیں، غرض پیٹ بھرنے جا گا کیئے ہیں۔ بارے حسن بار، چتر چوسار جوں دایم جاتی تھی دونچہ جاکر اس چھجے پر چڑی، یو بی (۵) اس چھجے پر جاکر ایک کونے میں ماری وڑی۔ حسن ہور دل کے چالے سب خاطر لیائی، انو دونو کا بھید پائی۔ کہی (۶) حسن جو مجتے ڈرتی تھی ہور ایتا کرتی تھی سو یو تھا کام، ہیں توکری خام۔ غیر کوں بی انو دونو کا چالا دیکہ کر عشق مائل ہوا، غیر کا بی دل (۸) دل پر مائل ہوا۔ غیر کوں بی دل کا عشق داٹ (۹) پکڑیا، بہوت (۱۰) اچاٹ پکڑیا۔ دل میں بدنیت دھری، اپس میں آپے کچہ فکر کری۔ بیت

دل کوں یو دیکہ دل کوں بدلیائی

حسن کا دل میں شک نہیں لیائی (۱۱)

اُن کم ذات نے (۱۲) اپنی ذات (۱۳) دکھائی، آخر اپنی ذات پر آئی۔ کہ حسن (۱۴) کی چوری سوں اس پہاڑی پر چڑنا (۱۵)، ہور دل کے وصال (۱۶) کی لذت کوں انپڑنا (۱۷)۔ میں بی حسن تے حسن میں خوب ہوں، دلربا (۱۸) ہوں، محبوب ہوں۔ میں بی چلبلانے جانتی ہوں، میں بی دل کوں بھلانے جانتی ہوں۔ کیا مجہ میں ناز ہور غمزانیں، کیا مجہ میں شیوا ہور عشوا نیں میرا موں (۱۹) بی پھول کا چمن انکھیاں جوں لالے ہیں، مجہ میں بی بالیں بال چھند ہور چالے ہیں (۲۰)۔ اگر خوبی کا دعوا دھرونگی، تو حور پری (۲۱) سوں بات کروں گی۔ میں بی آرسی (۲۲) میں (۲۳) اپس کوں دیکھی ہوں، اپس کوں جانتی ہوں، اپنی خوبی کوں خوب پہچانتی ہوں۔ جس

---

[1] کعبۃ اللہ کی قسم لوگ مجنوں کو چھڑا ئیں گے۔

(۲۱۵)

جاگا پر میرا قام ہے، وہاں دل بھلانا کیتنا کام ہے۔ بیت۔

دل سوں باندی تھی جیو کی ڈوری (۱)

آکہ خالی وقت کری چوری۔

یو مثلا معلوم ہوا آج گھر میں کتیاں کا راج۔

بارے ایک رات حسن دھن، من موہن، جگ جیون (۲) شہر منیچ تھی حسن کا نیں ہوا آنا، وقت خالی دیکھی (۳) اس حرام خور کون یو نچہ ہوا بھانا۔ دل سوں ملنے خاطر بہت تڑپھڑی، اس باغ میں اس وصال کے چھجے پر چڑی۔ سحر ٹونا بہوت جانتی تھی وہاں حسن کی صورت پکڑ (۴) کر کھڑی۔ خیال ہور نظر ہور تبسم کون ہور وفا کون جوں حسن فرماتی تھی وو نچہ آپے بی فرمائی، دار وے بے ہوشی دل کوں دلائی پلائی۔ ہور زلف کوں بی حسن کے نشنیچ بول کر جیوں تیوں دل کوں اس وصال کے چھجے پر لیائی، منگائی، گلے لائی، سمجھائی۔ ے

ایک ایتیاں کوں آدغادی ہے

کیا مفتن ہے کیا بلا کی ہے۔ (۶)

یو بد اصل، شیطان کی نسل۔ حسن کے تخت پر دل سوں لٹ پٹ ہوئی، اس کا بی دل۔ دل سوں لگیا دل پر عاشق نپٹ ہوئی۔ ویسے میں خیال جو سوتا تھا سو جاگیا، دل دستانیں دل کدھر گیا ہے کر ڈھونڈن (۷) لگیا۔ فرد۔

دل کی خاطر عجب رکھی راکھول

غیر جو چوری کیا تو جاگیا خیال (۸)

خیال کا شکل ہوا حال دھنڈتے دھنڈتے وصال کے چھجے پر جو آیا، تو مقصود اپنا پایا دیکھتا ہے جو غیر (۹) دل کی گود میں مست پڑی ہے، دل بے خبر غیر کوں مستی چڑی ہے

(۲۱۶)

یہاں یو نامحرم، محرم ہے، یہاں تو کچہ کا کچہ عالم ہے۔ خیال فی الحال شہر دیدار کوں جاکر، اس گل زار کوں جاکر۔ جو کچہ دیکھا تھا سو حُسن نار کوں، دل کے سنگار کوں، دیدیاں کے آدھا کوں خبر بولیا، معاملا یوں ہے کر بولیا۔ حُسن یو بات سُن حیران، پریشان، سرگردان ناکھان ناپانی، کڑوی ہوی سب زندگانی۔ آگ کے بھر کے اٹھے تن میں، آہاں ماران لگی من میں۔ سوکن کے جھل، نعوذ باللہ جیو جاوے نکل۔ اس جھل کوں کون سنبھالے، تن من رنگ روپ سب جالے۔ بیت

جان تے سوکن جو مرد کنے آتی
جھل یو بختاں کی سوسی نیں جاتی۔ (۸)

اگر مرد آگ میں پڑو کہے تو آگ میں پڑنا بھاوے، ولے سوکن کی جھل سو سیا نہ جائے۔ سوکن اچھے جس ٹھار، اس مرد تے بے دل، بے زار۔ عورت ترم کوں چپ مرد کنے آوے گی، جاں سوکن میانے آئی وہاں لذت کیا پاوے گی۔ جاں سوکن ہوتی، واں عورت ضرور کوں بیزار ہو کر مرد کنے سوتی۔ نہ من کا سواد، نہ تن کا سواد۔ سینا چلتا دل میں تر پھڑی، سیج میں نیں آئی ہے جاکر دوزخ میں پڑی۔ کیا جانے کیا گُنہ کی تھی اول زمانے، جو یوں آکر پڑی اس عذاب میانے۔ سوکن ناسووے ناسونے دیوے، سوکن جیو پر اٹھے سوکن جیو لیوے۔ سوکن تے محبت میں فتوا اُٹھے، سوکن تے جڑیا دل تٹے۔ سوکن آئی دُکھ تے سینا پھٹیا، سوکن آئی محبت کا سواد اٹھیا۔ دایم جھگڑتیاں، جون بلبلاں لڑتیاں۔ ادھر تے سالے اُدھر تے سالیاں، چاروں طرف تے برستیاں گالیاں۔ کوی کو دا گرتی کوی بائیں، گھر میں کھلیاں جائیں مائیں۔ یو گھر میں سکہ سوں نیں سوتا، میانے میاں لوکاں کا ہنسا ہوتا۔ جو دیکھے تو کل کل، عورت تے زیاست ساس کے جھل۔ سالا دشمن سالی دشمن، بجر کا اس بچارے کا من۔ کیسے کیسے سمجاوے، کس کس کے

(۲۱۷)

(۱) (۲)
تغادیاں تے بھارہ آوے۔ بیٹا بیٹی اپنی ماواں خاطر جدا لڑتے، یو جدا تلملتے، یو جدا
(۳)
چڑتے۔ بیزار ہوتے باپ کے اسم سوں، یو بی دشمن ہو بیٹھتے یک قسم سوں۔ دل
سب ہوتا بھنگ سعدیؒ کہتا ہے کہ ؎

بلائے سفر بہ کہ در خانہ جنگ
تہی پائے رفتن بہ از کفش تنگ [1]

سوکن کوں دیکھنے کا کسے تاب، جس گھر میں سوکن آئی وو گھر خراب۔ سوکن آدیکھی
(۵)
سیج کی تقسیم دار، یو جھل کون سو سے توبہ استقفار۔ جنے آسودگی کوں دُسری عورت کیا،
(۶) (۷)
اُنے بتری اپس کوں عذاب دیا۔ کیتی جاگا اپس کون باٹ بھاوے، ایک دل دو جاگا
(۸)
کیوں لاوے۔ ایکس سوں توڑنا، تو دُسری سوں جوڑنا۔ جھل تے دو نو سینا چاک،
(۹) (۱۰)
یو بچارا میانے میاں ہلاک۔ ایک دل بولے اور کہے ایک یار، ایک جیو کوں لگائے گا
(۱۲)
دو ٹھار۔ اِدھر یو لڑتی، اُدھر وو جھگڑتی۔ صبا اٹھ کر گھر میں کچاٹ، آسودگی بارا باٹ۔
(۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶)
آسودگی گئی اُسے تو وقت پڑیا ہور، ایکس کے حضور ایکس کوں دیکھنے کا چور۔ ضرور کوں
(۱۷) (۱۸)
ایکس کنے سوتا، دل دُسری پر ہوتا۔ ایکس کون کیا پیار، تو جانو دوسری کوں دیا زہار۔
ایکس کوں پان کھلایا، تو دُسری کوں جانو آگ لایا۔ ایکس کوں پھول پہنایا، تو دُسری
(۱۹) (۲۰)
کوں جانو انگاریاں میں بھایا۔ ایکس سوں بات کیا، تو جانو دسری کے جیو پر گھات
(۲۱)
کیا۔ ایک نزک سوتی، تو دُسری روتی، مرنے پر راضی ہوتی، کلکلاتی، تلملاتی،
(۲۲) (۲۳)
کیں کانیں سو جھگڑا کاڑتی، یو دو نو کی خوشی میں خلل پاڑتی۔ یعنی آپے جل جل مرتی،
سوکن کیوں خوشی کرتی۔ سوکن ناسووے ناسونے دیوے، اپنا دعوا ناچھوڑے
اپنا بیر لیوے۔ یو بچارا نا اِدھر کا نا اُدھر کا، کیا جانے کدھر کا۔ یو ایکس سوں

---

[1] گھر کی لڑائی سے بہتر ہے کہ سفر کی مصیبت اٹھائی جائے۔ تنگ جوتے سے برہنہ پیر چلنا زیادہ بہتر ہے

(۲۱۸)

(۱) (۲) (۳) (۴)
بجت دھرتا، دسری کیا کیتی اچھے گی کر دل میں فکر کرتا۔ دُسری کی فکر دل مین جُڑی، اتال
(۵) (۶)
لزت کان کی لذت میانے تے اڑی۔ یہاں کھانا کھاتا تو وہاں پانی پیتیا، کدھیں یک
(۷)
چت نیں دایم دوجیتا عشرت غم ہوا، گھر جہنم ہوا ایکس کون پوچھا۔ بچاریا، تو دُسری کوں
(۸)
جانو جیوڑاں ماریا۔ عورت ایتا جھل دھرتی، اس وقت جیونین دیتی، سولی کرتی۔
(۹)
رات دلیس جھگڑا کسے بھاتا، گھر میں تے نبھاٹ جانے کا وقت آتا۔

القصا حسن دھن، من موہن، جگ جیون اس غیر کے رشک تے انچل بھگائی۔
(۱۰) (۱۱)
انکھیاں کے اشک تے جلتی، تلملتی، کپڑے پھاڑ لیتی، سنگار تن کا کاڑ لیتی، گالیاں
(۱۲)
دیتی، روتی، حیران ہوتی جھل کے جہال سوں، اس حال سوں جیفی کھاتی، وصال کے چھجے
اوپرائی۔ غیر کوں دیکھی۔ تخت پر مست، دل اس سوں ہم دست۔ موں سوں موں ملائی ہے
(۱۳) (۱۴) (۱۵)
سُد کھور ہی ہے، سور ہی ہے۔ نادر استری، بہوت نخرے بھری اوتار استری۔ پکار اُٹھی،
(۱۶)
آہ مار اُٹھی کہ آہ یو کیا ہوا، واہ یو کیا ہوا۔ اِن چھناں نے مجے جیون ماری، اِن چھنال نے
(۱۷)
اپنا دُندساری، اِن چھنال نے میرا گھر گھالی، اِن چھنال نے مجھے دیس انتر دی۔ اسے اور
(۱۸) (۱۹) (۲۰)
جاگا نہ تھا جو یہاں چھنال کری کرم، اتنا بی میری آشنائی کی نیں رکھی شرم۔ کچھ اسے
(۲۱) (۲۲)
ملاحظہ نیں آیا، یو کام اسے کیوں بھایا۔ اسے ٹھار کیں نہ تھی، ہور کیا اپنے جنم میں کسی سوں
(۲۴) (۲۵)
باری کی نہ تھی۔ او حرام خور بھار بی خدا کا عالم ہے، کیا کم ہے، ایسیچ کا ماں پر آئی تو بھیچیں
کیا غم ہے۔ اس کی چوری کی جاگا دیکھو، اس کی حرام خوری کی جاگا دیکھو دنیا تے ڈرنا،
نزدیک کا آدمی یوں کیا اتال کیا کرنا۔ آستین میں کی آگ گھر میں کا دشمن، آدمی کوں آدمی
(۲۸)
پتیا نا کیا جانے کوئی کس کے لکھن۔ کید کڈھنگ او لکھن، بدنیت بُرے آدمی کون کیتا
کرنا جتن۔ سنا کس دیکھے بغیر معلوم نیں ہوتا، آدمی بس دیکھے بغیر
(۲۹)
معلوم نیں ہوتا۔ ہمیچ نیں سمجے کس کا کیا کرنا گلہ، کہ پیغمبر بی کہے ہیں کہ

(۲۱۹)

اَلْمَرْءُ عِنْدَ الْمُعَامَلَةِ[1] یعنی کام پڑے بغیر آدمی جانیا نہیں جاتا(۱)، کچہ مشکل گھڑی بغیر پہچانیا نہیں جاتا۔ سُنّا اور پیتل دونو کا ایک رنگ ہے، ولے اِس کا اور ڈھنگ ہے اُس(۲) کا اور ڈھنگ ہے۔ پیتل بی پیلا دیسا تو کیا ہوا، پیتل بی چھبیلا دیسا تو کیا ہوا۔ ولے(۴) بازار میں بیچنے گئے تو پیتل مول میں کم(۵) آتا، سُنّا کے مول پر نہیں آتا۔ ہزار پیلا ہوا تو کیا ہوا اس پیلے میں ہزار خلل، آخر سنا سو سنا پیتل سو پیتل۔ ایتے دیس خوباں کی صحبت رہی، ولے محبت اسے اثر نہیں کری۔ بد ذات(۶) حرام خور، چور مکر بھری۔ خوب اچھے تو خوب کی صحبت اثر کرے، بدکوں خوب کی صحبت کیا کرے گی۔ آفتاب سب پر پرتو سٹیا، ولے جس میں جوہر ہے وو چہ جوہر ہوتا۔ مہیوں(۸) کے بندلے(۹) پڑتے ہیں، ولے جس میں کچہ جوت ہے وو چہ(۱۰) گوہر ہوتا، چونکہ حافظؒ کتا۔ بیت

گوہر پاک بباید کہ شود قابل فیض
ورنہ ہر سنگ و گلے لولو و مرجاں نشود[1]

(۱۱) بھلا بھلا سچ جانتا، بھلا برائی کیا جانے۔ (۱۲) بُرا برائی سچ پہچانتا، برا بھلائی کیا پہچانے۔ جو کوئی بھلائی سمجھتا ہے نیں اُس(۱۳) سوں بھلائی(۱۴) کرنا نہ کرنا برابر ہے، بُرے سوں بھلائی کرنا دشمن سوں سگائی(۱۵) کرنا نادانگی سراسر ہے(۱۶)۔ سعدیؒ کتا ہے درویش جہاں گرد، صاحب تجربہ، صاحب درد۔ بیت

نکوئی با بداں کردن چنانست
کہ بد کردن بجائے نیک مرداں۔[2] (۱۷)

---

[1] انسان کی پہچان معاملہ کے وقت ہوتی ہے

[1] ترجمہ پچھلے صفحات پر دیا جا چکا ہے۔

[2] بُروں کے ساتھ نیکی کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ نیک لوگوں کے ساتھ بدی کرنا۔

(۲۲۰)

یو کام عبث ہے، سمجن ہارے کوں بس ہے۔ (۱)

القصا حسن کوں لگی تگبگی، غیر کوں گالیاں دینے لگی۔ بیت

دل کوں اپنے اُجاٹ خوب نہیں

گھر میں دایم کچاٹ خوب نہیں (۲)

موں بھانٹی، چھونٹے کانٹی۔ میرا بس ہوئے تو اسے بہوت ٹھونکوں (۳)، میرا بس ہوئے تو اسے چھریاں بھونکوں۔ دو ٹیما کروں، قیما قیما کروں۔ بہوت سر چڑی ہے، گگر کو بھگو (۴) پڑی ہے۔ بہوت ایس کوں مروتی ہے، دل اسے نہوئے گا کتے کوں کھیر جروتی ہے۔ اجھوں بی جیو میں بھگیا، دھگڑ میٹھا لگیا۔ یو چھنال خدا تے نیں ڈری، کیا بلا کری۔ دشمن کاڑی، چیل ہو کر ہات میں تے چھونٹے ماری۔ ا تال میں بایں گروں کے یا کوا، میں کہتی تھی سو آخر ہوا۔ غیر، دل میں دھرتی تھی بیر۔ جوں حُسن کی سنی آواز، سمجی کہ یو چیخ ہے جو کرتی ہے اتنا ناز۔ یار کوں پیار دکھلاتی ہے، اپنا اعتبار دکھلاتی ہے۔ بار بار بولتی، ستمیں پکار پکار بولتی۔ عورت کی ذات کوں اتنا کلا، تو یہ استغفر اللہ۔ یو کیا بلا کھڑی، ایک آہ مارتی گھڑی۔ ایک اُساس بھرتی، غمزے کرتی تقصیر نیں کرتی چالے، بہوت نخریاں بھرے۔ ایتے غمزے اس میں تھے تو انے دل کوں یوں ہلاک کری۔ مرد بھنورہزار پھول کی لیوے گا باس، یو کتا پکارتی پھرے گی آس پاس۔ مرد کوں کوئی رکھ والی رکھ سکیا ہے؟ مرد کوں سنبھال رکھ سکیا ہے؟ مرد آپ بھاوتا ہے، مرد آپتا ہے، مرد کیں عورت کی قید میں رہتا ہے۔ مرد ہزار جاگا جائے گا، اسے کاں کا جھل آئے گا۔ یوں جھل کھاتے پھرے گا لوکاں دیوانے کہیں گے، کیا لوکاں چپ رہیں گے۔ خوب معقول جنس سوں آنا تھا، اپنے مرد کوں لے جانا تھا۔ ایتا کرنان کیا ہوس تھا، مجہ میں شرم اچھتی تو مجھے اتنا چ بس تھا۔ جن عورت نے ایتے جھل کھائی، انے آخر اپنے

(۲۰۲۱)

(۱) ردکوں گنوائی۔ ایتی چترائیتی چوسار، لڑ جھگڑ کر کوی منگتا ہے پیار۔ لڑنے جھگڑنے (۲) تے کیا پیار آتا ہے، بلکہ پیار ہے سوبی جاتا ہے۔ وو عورت عجب ہے گنوار، جو مرد (۳) (۴) (۵) کنے لڑ کر منگتی پیار۔ بتری مرد ہٹ پکڑتا، دل میں کپٹ پکڑتا۔ ایسی عقل دھرتی اچھے (۶) (۷) گی جو نار، وو کیوں ناہو دے گی خوار، مرد اس نے کیوں ناہو دے گا بیزار۔ اگر ایس (۸) (۹) میں کچھ خوبی ہے، محبوبی ہے، تو بیتابی کیا خاطر، مرد آپیچ نزدیک آتا ہے۔ آپیچ منگتا ہے (۱۰) شتابی کیا خاطر۔ ایس کوں جھل کے ہات نہ دینا، ایس کوں آپے خراب ناکر لینا۔ جس سوں ستے (۱۱) جیو پر آتا، اس سوں وسیا کیوں جاتا چھوریا چھاریاں اچھوں کچھ تن پر پڑیا نیں، بھلا برا کچھ سر پر کھڑیا نیں۔ مرد کا دل ہات لینے کیا جانتیاں، کیا فائدا مرد کوں گنوالے کر پچھیں پچھتاتیاں۔ اسی ڈھنگاں تے مرداں ہوتے واز، انو کے دلاں میں کہ ہمیں کرتیاں ہیں ناز۔ عورت ستے (۱۲) (۱۳) (۱۴) کہتے ہیں کہ مرد کے دل کوں بھلا وے، نہ مرد کا دل عورت تے واز ہو جاوے۔ (۱۵) پیار آتا ہے سوبی نا آوے کھساتیاں کا ناز، توبہ استغفر اللہ ایسے نازاں تے جیو (۱۶) (۱۷) واز۔ عورت نے مرد کا جیو پکڑی تو آسودگی نا دیکھنا اپنے تن کی خاطر رکھنا مرد کے من کی۔ عورت میں مہر، محبت، پیار اچھنا، عورت چترچوسار اچھنا، عورت میں بات گفتار اچھنا۔ سو او سبھ گن ہاری عورت کاں ہے، سب گن میں ساری عورت کاں (۱۸) ہے۔ جو یوں عورت دل تے کھلے، تو مرد کیوں نہ بھلے۔ عورتیچ دل میں رکھے کپٹ پچھیں (۱۹) مرد کوں کیوں لگتا چٹ۔ ادا حرکت چالیاں تے عورت مرد کوں خوش لگتی، آپے گلے (۲۰) لگنا، آپے گڑ دینا، ایسی محبت کے الالیاں تے عورت مرد کوں تو خوش لگتی۔ ایس کوں گھڑی گھڑی سنوار مرد کوں دکھلانا، اپنے دل میں کا کچھ پیار مرد کوں دکھلانا۔ سیج پر سنگرام کے وقت، کام کے وقت۔ عورت نے مرد کی بہوت منت کرنا۔ پاوں پر ہات سٹنا، الا بلا لینا، پنے سوں سینا چکلنا، ہسنا، گڑ دینا، خوشبو میں تمام مہک رہنا، اپنے

(۲۲۲)

دل کی بات کھول کنا۔ یو تن سوں تن دل سوں دل ملانے کی جا گا ہے، ایس کوں کلی کرنا اچھنا یو پھول ہو کر کھلنے کی جا گا ہے۔ مرد بھنورے ہے ہزار پھول کا رس لینے آیا ہے، عورت پر عاشق ہوا ہے دل کی ہوس لینے آیا ہے۔ مرد سوں ایک چت(۱) ایک دل اچھنا، جیوں مرد کا دل منگتا ہے تیوں مرد سوں مل اچھنا۔ نازا سے کہتے ہیں(۲) محبوب(۳) عورت اسے کہتے ہیں۔ ایسیاں(۴) عورتاں خاطر جیواں دیئے ہیں مرداں ایسیاں عورتاں خاطر ہزار ہزار سوستے(۵) ہیں سرداراں جن عورت نے(۶) یو چھند نہیں پائی، کیا کام آتی(۷) یو روکھی قبول صورتا بی، قبول صورتی ہور اُس میں یو چھند(۸) بھوتیچ خوب سُنا ہور سُگند(۹)۔ عورت کی صفت کیا ہے؟ ناز غمزا، شیوا، چالا، ناز کی نرمی(۱۰)۔ دل ہات پکڑنا، ہنس بات بولنا(۱۱)، ملنا، ملا لینا، ہور محبت کی گرمی۔ عورت میں جتنی صفت ہے(۱۲) اتنی صفت مرد کوں دکھلانا(۱۳)، مرد تے یو صفتاں(۱۴) ناچھپانا، مرد کوں بھلانا۔ عورت کوں یو صفت خدانے(۱۵) مرد کوں بھلانے خاطر دیا ہے، نہ کہ مرد تے چھپانے خاطر دیا ہے۔ عورت یو صفت مرد تے چھپا(۱۶) کر کسے دکھلاگی چھپاگی تو یو صفت اسے کیا کام آئے گی، کسے بھلائے گی۔ ایسی عورت یا دیوانی ہے یا نادان، جو عاقل عورت اچھے گی سو اپنا کام آپے لے گی پہچان۔ اس کا دل اسے گواہی دیتا ہے(۱۷)، مو پر نہیں بولے(۱۸) تو کیا ہوا، درونا کھلتا ہے(۱۹) موں پر نہیں(۲۰) کھولے تو کیا ہوا۔ جو کوئی(۲۱) ہے عورت کی چترائی(۲۲) اُسے بہا بیچ ہیں گی(۲۳) یو سواد کی بات۔ اگر موں پر چپ رہیں گے دل میں تو شاباش کہیں گے۔ عورت اگر سگھڑ اچھی تو مرد کا دل ہات لینا کیتا کام ہے، ولے یو چھند کس عورت کوں نام ہے۔ مرد اول تے بھلیا سو آدمی(۲۴) بھلے کوں بھلائے تو بیگ بھلتا، اپنا ہوتا دل تے کھلتا اپنا رام ہوتا، کام ہوتا۔ مرد کی بہوت جھل ناکھانا، مرد کوں بہوت وا زنا لیانا۔ بہوت پاک ہو چلے تو مرد پیار کرتا

(۲۲۳)

پاوں خاک ہو چلے تو مرد پیار کرتا۔ اگر گھردار کا دھندا کچھ (۱) کام ہے، تو مرد کا دل ہات لینا بہوت بڑا کام ہے۔ خدا نے کہا ہے مرد کون (۲) نیمے خدا اس کی بات (۳) تے کیوں ہونا جدا اس کی بات (۴) تے جدا ہوتے کیوں راضی اچھے گا خدا۔ جو کوی عورت چوسار (۵) ہے ہور چتور (۶) ہے، وو یوں چلتی ہے جو مرد آپے اس کا ہونا شرم حضور۔ گھردار اپنا دیتا سب اس کے ہات، اس کے سامنے بھی پھر کرنیں کرتا بات۔ ایسیچ جانتا ہے گھر کی استری، لکھن (۷) ونتی گن بھری۔ اس کے ہات (۸) میں دیتا اختیار جو کچھ وو کری سو کری مرد اپنا ہوا تو اپنا (۹) سچ سب گھر، دل بھلا لینا بہوت بڑا ہے ہنر۔ مرد عجائب کچھ (۱۰) میوا، عورت وو جس (۱۱) میں کچھ عورت (۱۲) کا شیوا۔ بیت

عورتاں کوں ہیچ پندر دینا

مردکوں آپنے رجھا لینا (۱۳)

عورت جیتی قبول صورت اچھے بی اپنی قبول صورتی پر اپنے ناز پرنا جانا، مرد نیمے (۱۴) خدا اس کی خدمت (۱۵) سنوں جینو لانا۔ اس کا مہر اچھے گا تو ناز سہاوے گا، سب کون (۱۶) دو ناز بھاوے گا۔ ناز کوں لکھن (۱۷) چڑے گا، روپ آوے گا۔ جس عورت کوں منگے گا (۱۸) گھر کا دھنی اس کے دیوے کوں کیوں نا ہوئے سی روشنی۔ قبول صورتی تو خوب ہے، جو گھر (۱۹) کے دھنی کا پیارا اچھے، قبول صورتی یو خوب ہے جو گھر کا دھنی قربان بلہارا اچھے (۲۰)۔ اس کے (۲۱) دیدیاں کا مطلب اس کا دیدار اچھے، اس کی نظر میں وو چہ ٹھاریں ٹھارا اچھے (۲۲)۔ تل نا دیکھے تو قرار نا پکڑے (۲۳)، پاوں بھوئیں کو نا لگے ٹھار نا پکڑے (۲۴)۔ عورت کی صورت مرد کے دل (۲۵) میں لکھی جاوے، تل تل اس کی صورت اس کا گن یاد آوے (۲۶)، اس کی صورت بغیر بھی کسی (۲۷) کی صورت نا بھاوے۔ غرض عورت وہیچ ہو راسکا قبول پڑیا جینا چنے (۲۸)۔ یہ بجھا لے کر مرد کوں کری (۲۹) اپنا۔ جو مرد ہوا اپنا تو وو صورت (۳۰) وو ناز خوب دِتا سب کیوت ساز خوب دِتا۔ دین دنیا (۳۱)

حاصل، جان قرار ایمان قرار ایک جا گا دل۔

بارے[۱] القصہ حُسن نے ایتے[۲] تپاک سوں اِیتا کچہ کہی، لا علاج غیر نے سب سہی۔ کیتک وقت لگ، تگپگ[۳] تگپگ۔ ایسیاں کچہ باتاں کہہ کر، اپس میں آپے حیران رہ کر۔ بھی کہی اتال یہاں چپ رہنا خوب نیں، یو[۴] بات کس پاس کہنا خوب نیں۔ ساحر تھی، جتے[۵] یک بدیاں میں ماہر تھی۔ ٹونے ٹامن کا تھا خوب[۶] زور، بھیس اپنا بھرائی بھی صورت پکڑی[۷] ہور۔ حُسن کے نظر تلیں[۸] تے اپس کوں چھپائی، وصال کے چھجے پر تے اتر تلیں[۹] آئی۔ اپنے دل کوں جو کچہ بھایا[۱۰] سو کری، بہی شہر سبکسار کے اُدھر قدم دھری۔ حُسن دھن، من موہن، جگ جیون کوں دل کا روشن نیں بھایا، دل پر بہوت غصا آیا۔ یو چاند سورج کی جائی، جس[۱۱] پر ختم ہوئی زیبائی۔ خیال ہور نظر ہور تبسم کوں فرمائی کہ اس دل کوں اس لا یعقل[۱۲] کوں، اس[۱۳] جاہل کوں، اس کاہل کوں، اس ناقابل کوں اس باغ میں تے بھار کاڑو، اس کی دوستی کا ورق پھاڑو۔ بیگ اس باغ میں تے اسے بھار لے جاؤ، چار عاشقاں مل ہمارا[۱۴] اس کا کریں گے نیاؤ۔ یو اپنی محبت میں خطا[۱۵] بھایا، ایکس[۱۶] کوں چھوڑ دسریاں[۱۷] سوں جیوں لایا۔ اس کی پشیانی کون[۱۸] بدنامی کا ٹیکا لاؤ، سب عاشقاں میں پھراؤ، یو اپنی محبت میں ثابت نیں اسے کیا خاطر اتنا چاؤ یو گل[۱۹] گل زار، اس نالائق کوں[۲۰] اس باغ میں ٹھار؟ عالم اس باغ کے تماشے کا مشتاق، بس[۲۱] سو اس باغ میں اسے دئی وثاق۔ عشق میں محکم ہے کر جانتی تھی، عاشق ثابت قدم ہے کر جانتی تھی۔ یو اپنی حد چھوڑ پر حد چکلیا، نالائق ہو کر نکلیا۔ کیں نہاٹ جائے گا سنبھالو اسے ہمارے غضب کے بندی خانے میں گھالو۔ اس باغ میں[۲۲] بھی نکو دیو آنے، اگر کیں[۲۳] نکل جاوے گا تو۔ تمیں جانے۔ تمیں تین جنیچ نظراں چارو کدھن رکھو، ہشیار اچھو، اسے جتن رکھو۔ اتال کاں[۲۴] کا عشق، کاں کی یاری، کاں کا دل، کاں کی دل داری۔ کاں کا غمزا، کاں کا ناز، موں[۲۵] دیکھنے تے ہوتی بیزار واز۔

(۲۲۵)

بیت -

راحت ہوئی تمام اب خواری

یاری تھی سو ہوئی ہے بیزاری (۱)

بات کہنا خوش نیں آتا، موں دیکھنا نیں بھاتا۔ جھل آگ جھل بجاک (۲)، کون سنبھال سکتا جھل کی آگ۔ وو (۳) عورت تھی بد تھی (۴)، کم ذات تھی۔ اپنا جیئو دکھلائی، یو تو مرد تھا، دل تھا دل سنبھالنا تھا۔ اسے یہاں کیوں حرص آئی، کیوں اس کی محبت (۵) بھائی۔ محبت میں کفر ہے (۶) ایسا کام، محبت میں یو کام ہے حرام۔ اور پر دل دھرنا درست نیں ہے، ایکس کوں چھوڑ دُسرے پر نظر کرنا درست نیں ہے۔ وو کیسے عاشق کہ دُسرے کون خیال میں نیں گذارنتے، دُسرا دنیا میں نہیچ کر جانتے (۷)۔ ایکس (۸) کوں چھوڑ دُسری پر دل دھرنا عاشق کی خانی ہے، عشق کے کام میں ناتمامی ہے۔ کس عاشق تے یو کام ہوآیا، کون عاشق یو جنود (۹) دکھلایا، کون عاشق یکس (۱۰) کوں چھوڑ دُسرے سوں جیوں لایا۔ زلیخا تھی، فرہاد تھا، مجنوں تھا کس (۱۱) میں یو وفا آ جنوں نہ تھا۔ ان دل نے عشق میں ایس (۱۲) کوں پتوایا، ہور عین جاگا پر (۱۳) یوں دغا کھایا، یوں گنوایا۔ میں اس کی خاطر سارے عالم میں (۱۵) بدنام، یو بے وفا سو (۱۶) ایسا کیا کام۔ ڈرتی ہوں میں پروردگار تے نیں تو اسے (۱۷) یا ایس کوں مارتی، اس کام کوں (۱۸) نا ہارتی۔ دل ہور حسن میں پڑی دوئی، ایسی بات ہوئی۔ ولے کہتے ہیں (۱۹) جس وقت غیر ایسی کری کاڑی، انو دونوں میں جدائی پاڑی۔ شہر دیدار تے جو شہر سبکسار کوں گئی، حسن ہور دل کا قصا رقیب بے نصیب کوں کہی۔ فرد۔

بات کاں لاکہ کیا کری ہے یو

چار جیسیاں کی استری ہے یو۔ (۲۰)

ادھر حسن ہور دل کوں دغا دی (۲۱)، اُدھر باپ رقیب (۲۲) کوں لا دی۔ رقیب گمراہ (۲۳)، رہ سیاہ بدکار، نابرخوردار کے دل میں پھڑکا اٹھیا، سینا پھٹا۔ بیٹی تے باپ کوں اٹھی (۲۴) زیاست

(۲۲۶)

جھل، اپس میں آپے جل جل۔ ہلاک ہوتا، درخاک ہوتا، سینا چاک ہوتا۔ شہر دیدار کوں آیا، گھرے گھر مکر زنایاں بھایا، ڈھنڈتے ڈھنڈتے حُسن کے غضب کے بندی خانے میں دل کون پایا۔ سحر میں نادر تھا، ٹونے پر قادر تھا خیال ہور تبسم ہور نظر پر کچہ منتر سٹیا، دانے یو تینو ہوئے دیوانے۔ اول تے مست یو تینو یار، انو کوں دیوانے ہوتے کیتی یار۔ ان ناپاک نے قرصنت پایا، حُسن کے غضب کے بندی خانے میں تے بھار دل کوں لیایا۔

باپ جیسا ہے بیٹی بی ویسی

دو قہر یو اہے بلا جیسی (۷)

جھل تے بہوت جلیا، دل کوں شہر سبکسار کوں لے جلیا۔ دوری کا بیان اس میں یک کوٹ تھا اس کوٹ کا ناؤں ہجراں اس کوٹ میں دل کوں بھایا، دل بہوت جفا پایا۔ اپنے جیوتے بیزار ہو آیا، یو عاشقی کر بہوت پچتایا، باپ پند نصیحت کرتا تھا سو وو پند نصیحت دل نے دل پر لیایا۔ جنے تیں سنیا بڑیاں کی بات، اس کوں کیوں ہو نا نجات۔ بُرا کیا جو باپ کی بات پر عمل نیں کیا، یو فکر اول نیں کیا۔ برائی کوں خوبی کر پہچانتے، بڑیاں کی بات نھنوا دکیا جانتے۔ نھنوا وبڑے سو بڑے ہیں، انو اپس کوں آزمائے ہیں، انو پر لئی قصے گھڑے ہیں۔ بڑیاں کی پند ہیس نیں ملنے، فائدے کوں نقصان کر جانے۔ دل کوں وو دل سخت منگتا تھا عذاب دے دے مارے، اس بدبخت کوں خدا فرصت نیں دیا، بارے دل بے دل ہوا، دل پر کام مشکل ہوا۔ اُدھر معشوق تے وو مشقت پڑی، اِدھر رقیب تے سر پر یو محنت گھڑی۔ دل کوں اودھر کا بی عذاب، اودھر کا بی عذاب، دل بچارا غم تے بے ہوش ہوا ہور بے تاب۔ ماملا عجب گھڑیا، دل کوں خدا سوں پڑیا۔ کہا الٰہی میں حُسن خاطر ایتا جفا ریتی محنت سو سیا، ایتا دکہ دیکھا ایتی مشقت سو سیا۔ بیت

کے غصا یو رکھی ہے چپ دل پر ٭ کڑوی کے ہوی ہے یو میٹھی شکر (۳۰)

(۲۲۷)

حُسن کیا سبب مجہ پر ایتا غصا کری، کیا میرا گناہ دیکھی کہ دیوانی ہوئی وو پری۔ کیا مجہ تے چوک آئی[1]، کہ ناگہانی بلا مجہ پر بھائی۔ مجہ تے تو کچہ خطا نیں ہوا، میں تو اسپیچ کے کہے میں تھا آپستا نیں ہوا۔ ہر ایک بات تفحص کرنا، خاطر لیانا[2]، ایکس کے آنگ لانا۔ خدا تے بی نیں ڈری[3]، دل میں آیا سو کری۔ پوچھنا بچارنا، ایکس[4] کے کیے سُنے پر کیا ناحق یکس[5] کوں جیووں مارنا۔ دشمن[6] کوی کچہ بولیا[7] تو کیا اس کی بات کوں[8] سند ہے، وو دشمن عداوت کوں بولتا ہے، اس[9] کی بات رد ہے۔ جو کوی منصفی پر آتا ہے، داعی مدعی کی بات خاطر لیا تا ہے۔ وو صاحب انصاف ہے، اس کے پاس سب[10] بات کی حد ہے، خاطر نا لیا کر ہر ایک پر گنہ لازم کرنا بہت بد ہے۔ دنیا دو دیس[11] کی یہاں کس تے کیا لینا ہے، آخر خدا کوں جواب دینا ہے۔ دشمن[12] اپنے مقصود کوں یوں کرتا ہے تقریر، جانو ذرا نیں ہے اس کی تقصیر۔ ناپاکی میں ڈوبیا[13] بالیں بال ہور پاک دستا[14]، جانو ماں کے پیٹ میں تے نکلیا۔ اتال بُرای بقل میں خوبائی ہات میں، کیا بھلی بارا اچھے ایسے کی بات میں۔ ایسی جائگا[15] خبط[16] ناکھانا، ایسی جائگا کچہ دل میں نا لیانا، ایسے ناپاک[17] کی بات کون ناپتیانا۔ نعوذ باللہ کس تے نہ ڈرے گھڑی میں یکس[18] کوں خراب کرے۔ کافر خدا ناترس[19]، اس بے ایمانی سوں دنیا میں جیونا کیتے برس، بیت

تقصیر کیا ہے پکڑی مجے کس نشان سوں
غصا ایتا کری سو بی ناحق گمان سوں (۲۰)

جاں گمان، واں کہاں ایمان۔ حُسن بی عجب تماشے کی دھن ہے، تماشے کا اس کا من ہے۔ نہیں جانتا ہوں کہ کیا کیا[21] خامی، جو یکایک کری ایسی خامی۔ وو مہر، وو پیار کیا ہوا[22]، وو ناز وہ غمزہ[23] او گفتار کیا ہوا۔ وو دل داشتی، وو دل داری کیا ہوی۔ وو آشتی[24] وو یاری کیا ہوی۔ ذو۔

(۲۲۸)

فرد

ہوئی بیگانگی یو آشنائی
گیا ملنا پڑی آکر جدائی (۱)

(۲) دوجینا کیا ہوا، دو نرسنا، دو تنپنا کیا ہوا۔ دو یاری ہور (۳) یو بیزاری۔ جوں وجہی صاحب درد، اپنے زمانے کا فرد۔ کتا ہے کہ۔ بیت

ہر کہ را من یار کردم او بمن اغیار کشت
کیست ہمچوں دوست کو آخر بمن دشمن نشد[1]

مجھے بہوت لگتا ہے اس ٹھار (۴) عجب، عجب عجب، ہزار عجب۔ عورت عجب ہے شکر، وے اس شکر میں تمام بھری ہیں مکر۔ بولیں (۵) ہین کہ شر شیطان تے، مکر زنان تے۔ خدا اپنی پناہ میں رکھے (۶)، یو دو نو بلایاں سوں کون جیت سکے۔ انو کوں سمجانے کس عاقل کوں نیں بل نادان (۸) ذات انو کوں تلوے میں عقل سمج کرنیں کرتیاں کام، کھول بولے بی نیں ہوتا (۹) فام۔ یو قوم بہوت جاہل، کم عقلی انو کوں ہوئی ہے حائل۔ انو گھر میں اچہ ایتی عقل دھرنا، اتال بچارے مرداں چار مرداں میں پھرتے انو کیا کرنا۔ اپنی عقل میں کیں (۱۰) ماتیاں نیں، مرداں کوں خاطر میں لیاتیاں نیں۔ یو کیا دنیا میں عورتاں ہو کر آیاں (۱۱) ہیں، یو عورتاں نیں خدا کی بلایاں ہیں۔ گھر میں اچہ کر ایتا غلبلا کرتیاں، اگر یو بہار نکلتیاں تو کیا بلا کرتیاں۔ ایسیچ تے خدا نے انو کوں چھپایا، گھر میں تے بہار نکو نکلنے دیو کر فرمایا۔ اگر گھر میں (۱۲) تے انو کا پاؤں بہار پڑے، خدا جانے بچارے مرداں پر کیا کیا واقعہ گھڑے۔ گھر میں انو کوں یوں چھپاتے، جیون شیطان کوں شیشے میں بھاتے۔ انو کی عقل کا دیکھو پھیر، چار ہاتاں سوں لہو امارتا اچھے گا جو مرد وو بی انو کا زیر۔ جانتیاں (۱۳) عقل ادھر پیچ ہے آپے (۱۴) ہیں جدھر، اپنی عقل کے آنگے (۱۵) دوسرے کی عقل کدھر۔

---

[1] میں نے جس کسی کو دوست بنایا وہ میرے ساتھ دشمنی برتنے لگا۔ کون ایسا دوست ہے جو آخر میرا دشمن نہ ہوا۔

(۲۲۹)

بیت۔

کیتا نادان کوں کوی بات سمجائے (۱)

جسے نیں فام کیوں وو فام تے پائے۔ (۲)

(۳) (۴) (۵) شتیچ انو کی یوں بنی۔ اتال کیا کوی عقل پاوے گی، ہے (دعوا بڑا) عقل نھی، سر (۶) سو کیا طبیعت کاں جاوے گی۔ قفا یونچہ ہے، انو کی وضا یونچہ ہے۔ بیت

انکھیاں کوں میچ لے دن رات کرتیاں

عقل نیں ہور عقل کی بات کرتیاں (۷)

ولے جو عورتاں عقل پر قادر ہیں، وو بہوت نادر ہیں۔ خوبی دیکھ، ہزاراں میں ایک۔ نیک زنان انوچ کوں کتے ہیں، گنونت دھنیاں (۸) انوچہ کوں کتے ہیں۔ بھی استریاں ہیں جنو دنیا میں ناوں کریاں ہیں، نیں تو ویسیاں عورتاں (۹) بھریاں ہیں۔ جوں فاطمہ سامؓ، جنو پر اعتقاد دھرتے ولیاں تمام۔ جنو دایم خدا سوں مل رہتے، جنو کوں معراج ہوئی کتے۔ جیو (۱۰) خدیجہ کبریٰؓ ہور عیسیٰؑ کی ماں مریمؑ، جنوں سوں خدا ہم راز، جنو سوں خدا ہم دم۔ واجب ہے (۱۱) خوباں کی خوبی کناں، دنیا میں نیک مرداں کہے ہیں یا نیک زنان۔ جیوں بی بی رابعہ بصریؒ، کوئی ولی نیں ہوا انو کے برابر (۱۲) انو کا ہم عصری۔ جس ولی کوں خدا کی سمج میں پڑتا خلل، توحید کا نکتہ انو پاس آکر (۱۳) تا حل۔ بایزیدؒ، شبلیؒ، جنیدؒ ہم ادھمؒ، انو کے حضور کوی نیں (۱۴) جاتے تھے دم۔ سب ولی ہوتے تھے حیران، جو انو کرتے تھے توحید کا بیان۔ جتے خدا کے دوست خدا کوں پہچانتے ہیں، سب بی بی رابعہؒ کوں بڑی ہیں کر مانتے ہیں۔ دنیا میں ایسیاں بیبیاں (۱۵) بی ہویاں ہیں، انو آجنوں جیوتیاں ہیں نیں مویاں ہیں۔ جیوں فاطمہؓ نبیؐ سوں ہم دم (۱۶) خدا کے راز میں محرم۔ کون مرد انو کے مراتب کون آیا، کون مرد انو کا مراتب پایا۔ سب ہوئے (۱۷) مانے، اتال کیا ہے یہاں بات۔ حقیقت دور دراز، بھی میانے آیا مجاز۔

بارے القصا وہ غیر، من میں تے کاڑی بیر۔ دل کی یو خواری، یو زاری یو تلملنا،

(۲۳۰)

یو جلنا (۱) دیکہ کیا جانے کیا دل میں لیائی، دل پر بہوت مہر آئی۔ اپنے کام تے آپے پچتائی۔ حیفی کھائی۔ کہ دل تے بچھڑائی دل کا محبوب، یو کام آپے کچہ نیں کری خوب۔ اِدھر یو دل کلکلاتا اُدھر و حُسن کلکلاتی، کیا جانے بھی کدھر کی بلا کدھر آتی۔ غیر کا اتر یا روس، کیتک (۲) وقت لگن بولی افسوس افسوس۔ خاطر قرار کر، اپس میں آپے کچہ بچار کر۔ حُسن دھن، من موہن جگ (۳) جیون کے ایک رقعہ لکہ بھیجی اس مضمون سوں، ہزار ہزار (۴) چراہ ہزار ہزار چوں سوں۔ کہ اگر توں مجہ پر غصا کری ہے تو میرا گناہ ہے، غصے کی ٹھار ہے۔ ولے دل بے گناہ ہے، پاک ہے، دل تے توں کے بیزار ہے (۵)۔ بیت

غیب تے غیر کوں مہر آئی

دل کوں دیکہ ترس دل اوپر لیائی (۶)

میں تیری صورت ہو کر کھڑی، تو دل کوں بھر (۷) کی پڑی، تو دل اس بے ہوشی میں ہوا راضی دل کیا جانتا (۸) میری دغا بازی۔ دل بے ہوش تھا، آپس تے آپے فراموش تھا۔ مست پر گنہ لازم کرنا درست نیں (۹) ہے، مست پر ایتا کپٹ پکڑ (۱۰) نادرست نیں (۱۱) ہے۔ جان دل صاف ہے واں مست ہور سُستے کا گناہ معاف ہے۔ دل عاشقِ صادق ہے یوں بدنام ہرگز نا ہوتا، وو اگر ہوشیار اچھتا تو یو کام ہرگز نا ہوتا۔ آپے اپس کے پردے کوں کھولی، آپے اپنا گناہ سب (۱۲) بولی۔ مست جانو سوتا، مست کیا جانے (۱۳) کیا ہوتا۔ دل کی غرض تجہ سو نچہ (۱۵) ہے، دل کے دل میں تو نچہ (۱۴) ہے۔ اُنے پکڑیا تھا خاموشی، پیا تھا داروئے بے ہوشی۔ دل تھا بے چارہ بے خبر، یو سب (۱۶) ٹھار میرا مکر۔ میں تیری بی گناہ گار ہوں، دل کی بی گناہ گار ہوں (۱۷) بڑا گناہ کری ہوں (۱۸) نمناد و نو کی شرمسار ہوں۔ میں پاپ بہت کی (۱۹)، دو نو کوں بی دغا دی دونوں کی محبت میں خلل بھائی، ایکس (۲۰) تے ایکس (۲۱) کوں بچھڑائی۔ استال (۲۲) کرم کر تیرا دل صاف رکہ میں گنہ کری ہوں مجہے بخش معاف رکہہ۔

بیت۔ گنہ کون بخشنا کیا کچہ گنا ہے (۱)
گنہ بخشو کہے تو بخشنا ہے

(۲) توں چتر توں چوسار تجے سب فام ہے، گنہ گار کوں (۳) گنہ بخشنا بہوت بڑا کام ہے۔ تین گناہ خدا بی بخشتا ہے توں تو آدم ہے، میرا گنہ میں تو سب تیرے حضور کہی اتال تیرا کرم ہے۔ حسن دھن، من موہن، جگ جیون اس قصہ میں تے یو مضمون سن ایسی ایسی باتاں (۴) ہات تے گئی بات تے گئی۔ بے ہوش ہو پڑی، سینا کوٹ کوٹ لینے لگی۔ گھڑی گھڑی بہوت چر پھڑی۔ کسے کچہ (۵) نیں کہہ سکی، حیرت (۶) تے دانیاں تلے انگلی رکھی۔ اپنے فعل تے آپے لاجی (۷)، پھر پھر لگی محتاجی۔ تقصیر تو سگلا (۸) ہوا، ولے عشق اتال اول تے بی اگلا ہوا۔ بیت۔

دل کوں ناحق ایتی جفا میں بھائی (۹)
نیں سمجھ کر غصا کری پچتائی (۱۰)

میرے کاماں تیج دل مجہ تے پڑیا دور، دل کوں اتال موں کیا دکھلاؤں میں دل کی بہوت (۱۱) ہوں شرم حضور۔ میں دل کی خدمت (۱۲) گار ہوں، دل اگر (۱۳) منجھے بھیجے گا تو میں بے اختیار ہوں۔ وو میرا صاحب مجے اُس کی آس، میں باندی ہو کر اچھوں (۱۵) گی اس کے پاس۔ جیتا ہوا بی عورت چار کاندھاں (۱۶) میں کی رہن ہاری (۱۷)، اِس پر دغے کوں کیا کرگی (۱۸)۔ بچاری۔ جھل (۱۹) تے جل میں جھل بھری، اتنا چو کی جو بات تحقیق نیں کری۔ غصے کوں مارنا تھا کسی سوں بچارنا تھا ہر ایک کام کوں چار جنیاں (۲۰) سوں مشورت کرنا، مشورت میں بہوت فائدا ہے عاقل نے مشورت نا بسرنا۔ اگر ایس تے یو بات میں نا پاتی، اس چار جنیاں میں ایکیس (۲۲) کوں تو بی عقل آتی۔ کوئی تو بی کچہ کتا، چپ نا رہتا۔ بات اس حد لگن نا انپرتی (۲۳) یو شرمندگی سر پر نا پڑتی۔ چار جنے چار بات بولتے، ایک بات کا معنا کھولتے۔

(۲۳۳)

اگر اپس کوں خوب عقل آئی (۱) تو بہو تیچ خوب، یو تو بہو تیچ اپروپ۔ کس (۲) کی عقل میں تے (۳) بی کچہ کاڑ کر دیکھنا بُرا نہیں ہے، یو پر دا (۴) پھاڑ دیکھنا بُرا نیں ہے۔ یہاں (۵) بی یکھا دی وقت کچہ دس آتا ہے، یہاں بی (۶) ڈھونڈے تو کچہ پایا جاتا ہے۔ جتنی عقل کی قوت اچھے (۷) بی مشورت درکار ہے مشورت (۸) امداد ہر کار ہے۔ اما بعضے کیتک مصلحت ایسی نازک ہے کہ واں (۹) مشورت کام نیں آتی، مشورت واں خلل بھاتی۔ جوں فارسی میں کتا ہے کہ توں عاقل ہے یو (۱۰) بات خوب سُن (۱۱)، مشورت (۱۲) یک بلا لیاتی ہے، ع

زنا محرم چہ غم داری حذر از یار محرم کن۔ [۱]

بلکہ اس حد لگن۔ بیت

راز دل را بدل خویش کہ پنہاں کردم
کہ من آہستہ بخود گفتم و نقصاں کردم [۲] (۱۳)

جان مشورت نہ کرنا۔ وہاں مشورت کرنے گئے تو کچہ کا کچہ ہوتا، رُچ کا کام سب بے رُچ ہوتا۔ کتباں (۱۴) باتاں ہیں، جو کسی پاس (۱۵) کہیچ کیاں نیں، اپنیچ دل میں رہتیاں دسرے پاس رہیچ کہاں نیں، یں آپیچ ہو را اپنا خدا چ جانتا، دُسرے کے خیال کوں واں گذر نیں دُسرا دو بات نہیں پہچانتا۔

بارے القصہ حسن دھن، من موہن (۱۶)، جگ جیون کہی کہ جدھاں تے جو کوئی دنیا میں آیا اچھے گا، عجب ہے جو کوئی ایسی دغا (۱۷) کھایا اچھے گا۔ در اصل آپے عورت کی ذات، مرداں دغا کھاتے ہیں عورت دغا کھائی تو کیا بری (۱۸) بات۔

---

[۱] ترجمہ پیچھے دیا جا چکا ہے۔

[۲] راز دلی میں نے اپنے دل سے پوشیدہ کب رکھا۔ میں نے دبی (آہستہ) زبان میں بھی آپ سے (بخود) جو کچھ کہا اپنا ہی نقصان کیا۔

(۲۳۴)

بیت ۔ چھند بھری یو عجب ہے من بھاتی
دل دُکھا کر بھی دل کوں بہلاتی (۱)

حُسن نے ناز نے، دل کے سنگار نے، دیدیاں کے آدھار نے۔ بھی دل کنے ہزار ہزار اشتیاق سوں، ہزار ہزار (۲) شوق سوں۔ کتابت لکھی، اپنے احوال کی حکایت لکھی، شکایت (۳) لکھی۔ بیت ۔

دونو نے دونو کا دیکھے مایا
بھی سواں کھانے کا وقت آیا (۴)

اس کتابت کا مضمون یو تھا کہ خدا کی خدائی کی سوں، تیری جدائی کی سوں، تیرے (۵) اشتیاق کی سوں، ترے فراق کی سوں، تیری مروت کی سوں، تیری (۶) محبت کی سوں۔ تیرے جلنے کی سوں، تیرے تلملنے کی سوں۔ تیرے وصال کی اُمیدواری کی سوں، تیری یاری کی سوں۔ تیرے آفتاب جیسے موں کی سوں، تیرے کرناں جیسے روں کی سوں۔ تیرے بادل (۷) جیسے بالاں کی سوں، تیرے چاند جیسے گالاں کی سوں۔ تیرے تارے ویسے نیناں کی سوں، تیری سکھر (۸) ویسی بیناں (۹) کی سوں۔ تیرے (۱۰) اُدھر کی سوں، تیری کمر کی سوں، تیرے دھن کی سوں، تیرے بدن کی سوں، تیرے ناؤں کی سوں، تیری چھاؤں کی سوں۔ کہ توں تحقیق جان لے یار، میرا گنہ کچھ نیں اس ٹھار۔ کہ یو بلا غیر نے جلائی، یو آگ غیر نے (۱۱) سلگائی۔ میں عاشق تھی کیا کروں کہا گیا، مجہ تے نیں رہیا گیا مجے بی جھل آئی، یو بلا محبت (۱۲) میں (۱۳) میں ایس پر آپے لیائی، توں بی عاشق ہے جانتا ہے عشق کے اوکل، جاں محبت ہے واں کیا بلا کرتی ہے جھل۔ خدا نہ جھلکا وے (۱۴) جھل کی جھلکار، ایس کون مار (۱۵) لینے نیں آتی عار۔ اتال دُسریاں کون مارتے (۱۶) کیتی بار عشق کی بُری اوکل، جتنی محبت اتنی جھل۔ جس محبت کون جھل نیں۔

(۲۳۵)

اس محبت کوں بل نہیں، جھل تے معشوق بہوت آتی یاد، جھل سوں باندھے ہیں عشق کی بنیاد۔ محبت چھاڑ جھل پھول[۱] پھول بغیر کیا جھاڑ[۲] دیسے گا مقبول۔ جاں محبت ہے۔ واں جھل آتی، جاں محبت نیں واں جھل کاہے[۳] کوں جاتی۔ بیت۔

یاد آتیاں ملے سو وو راتاں
دل کوں سمجھانے کیا کری باتاں (۴)

ایسے[۵] نقش نگار سوں، بہت پیار سوں۔ کتابت انے خیال کے ہات[۶] بھیجی، راتیں رات بھیجی۔ خیال[۷] جس کے باوُتے اگلی چال فی الحال اس ہجراں کے کوٹ میں جاکر اس کے میداں[۸] کے کوٹ میں جاکر دل کوں عاشق کامل کوں یو کتابت انپڑایا، زبان سوں بی بولیا[۹] جو کچہ زبان میں آیا۔ اتال دل[۱۰] دل نا سنبھال حسن کی کتابت[۱۱] دیکہ آہاں[۱۲] سوں سینا جالیا، انکھیاں میں تے لہو کے انچھوڑ ڈھالیا۔ فرد۔

پڑن رقعہ دیا دل جیو کے ہات (۱۳)
کتابت کوں کہتے آدھی ملاقات (۱۴)

عربی میں[۱۵] یوں آئی ہے بات، کہ المکتوب نصف الملاقات۔ اپس میں آپے فکر کریا[۱۶] بھی، اس میں کیا مکر ہے کر ڈریا[۱۷]۔ دل دو چیتیا، دود کا جلیا چھاچ پھوتک پیتیا۔ کہا[۱۸] وو غصا کیا تھا یو پیار کیا ہے، ایسے پیار کوں اعتبار[۱۹] کیا ہے۔ ایسے پیار کوں کون پتیاوے، ایسے پیار تے ایکادی وقت جیو جاوے۔ رقعہ کھول پڑیا، اپنا ہات[۲۰] آپے لڑیا۔ کہا غیر ہزار ہزار لعنت یو دغا بازی کرنے کا کون وقت اسے[۲۱] تو ایک بلا ہو آئی تھی، ناپاک[۲۲] نے جیو پر نیائی تھی۔ بیت۔

کدھر تے آکہاں جا مبتلا تھی (۲۳)
نہ تھی یو غیر غیرت کیا بلا تھی (۲۴)

یہاں نا غیر کا وقت تھا، بارے خیر کا وقت تھا۔ میرے دل میں ہو رشک[۲۵] حسن کے دل[۲۶]

(۲۳۶)

میں ہور گمان(۱)، یہاں قصّہ کچہ کا کچہ ہوا میانے میاں۔ بیت۔

جیتی ہمت جیتی فکراب دھرے گا (۲)

خدا کے کھیل یہاں کوی کیا کرے گا (۳)

دل نے بی سمجیا کہ گناہ حسن کا نیں، معشوق جو اتنا منگتے سو بے سبب(۴) نیں بیزار ہوتے ہیں کہیں۔ گناہ اس حرام زادی بدبخت کا ہے، گناہ اس پاپن بے رحم دل سخت کا ہے۔ وے پختا چھنال، بہوت نازک چلی چال۔ مکر بالیں(۵) بال کام فام(۶) نیں ہون دی، حُسن کوں(۷) نمائی، رکھوالاں کوں بی(۸) اچھالی۔ جھگڑے کا جھگڑا لائی۔ جھگڑا لاکر بھی دونوں(۹) کو ملائی۔ بیت

یو بلا ہے بُری قہر کی جائی (۱۰)

مکر اپنا کمال کو انپڑائی (۱۱)

عجب حکایت کی دھات ہے، یو تواریخ میں لکھنے کی بات ہے۔ یو اس کا کچہ کا کچہ ہے خیال، ایسے سوں کوئی کیوں(۱۲) رکھے ایسے سنبھال(۱۳)۔ چوری ایلاڑ ہے، یو کام چوری تے بیلاڑ ہے(۱۴)۔ بیت

اس چلنتیاں میں کوئی اگر آوے (۱۵)

گر فرشتا اچھے دغا کھاوے (۱۶)

جیوں توڑی تیوں ساندی، جیوں کھولی تیوں باندی(۱۷)۔ دل صاف کرنا ہے، ایسی چھنال کون گناہ معاف کرنا ہے۔ دل نے، عاقل نے، کامل نے، واصل نے جن دھن، من موہن جگ جیون کوں لکھا کہ تیری(۱۸) خوبی کی سوں، تیری محبوبی(۱۹) کی سوں، تیری مطلوبی کی سوں۔ تیرے(۲۰) مکہ مقبول کی سوں، تیرے بیس پھول کی سوں۔ تیری نتھ کی سوں، تیرے ست کی سوں۔ تیری متوالی آنکہ(۲۱) کی سوں، تیری قبول صورت ناک کی سوں۔ تیرے(۲۲) اس نازک نرم لال ہونٹاں کی سوں، تیرے ہاتاں کی مہندی لگائی سو اس رنگیلے بونٹاں کی سوں۔ تیرے نباتاں(۲۳) ویسے

(۲۳۷)

دانتاں کی سوں، تیری ابلوچ ویسے باتاں کی سوں۔ تیرے پھولاں ویسے باتاں کی سوں، تیرے[۱] زلف کے تاراں کی سوں، تیرے[۲] گلے کے ہاراں کی سوں، تیرے چاندا ویسے جوبن کی سوں، تیرے چاندنی سار کے چھلکتے تن[۳] کی سوں۔ تیری شرزی ویسی کمر کی سوں، تیری اژدھا ویسی زرکمر کی سوں۔ تیرے راناں کی سوں، تیری ساق کی سوں تیرے شوق[۴] کی سوں، تیرے پاؤں کی سوں، تو چلتی ہے سو اُس تیرے پاؤں تلے کی چھاؤں کی سوں۔ بیت۔

عشق اب مرتبہ اوپر آیہ
کس لطافت سوں دل نے سوں کھایا (۵)

تیرے[۶] کنڈ کی سوں، تیرے[۷] کنڈ مال کی سوں، تیری ٹھوڑی کی سوں، تیرے گال کی سوں، تیری نازاں بھری چال کی سوں، تیرے گھنگرو لے بال کی سوں تیرے قبول صورتی کی سوں، تیری مدن مورتی کی سوں۔ تیری وفا کی سوں، تیری[۸] جفا کی سوں کہ جوں[۹] ہیں یو رقعہ پڑیا، سو حصے اگلا مجے محبت کا اثر چڑیا۔ کہ یہاں[۱۰] نہ گناہ تیرا ہے، نہ کچہ تقصیر[۱۱] میرا ہے۔ بیت۔ دو جنیاں ہیں جو کوی جدائی بھائے

اس اوپر بی جدائی کیوں نا آئے (۱۲)

اتنا کری سو یو غیر، اتال جان[۱۳] دی یو بیر۔ جوں ہیں اپنی محبت میں اڑے تھے تیوں دو اڑو، ہماری جدائی کی یو کلکلاٹ اُس پر پڑو۔ اتال خدا جانتا ہے کہ میرا دل تیرے باب ہوت[۱۴] ہے صاف، میرے دل میں تیرے باب کچہ[۱۵] نہیں خلاف۔ اگر سچ پوچھے گی تو اے من موہن پری، اتنا[۱۶] سب تو چہ کری۔ اگر توں خیال ہور نظر[۱۷] وفا ہور تبسم کوں کہہ کر جیہے دار وئے بے ہوشی نا پلاتی، تو مجہ پر ہور تجہ پر ایتی بلا کے آتی۔ توں[۱۸] کرنے گی چھند، غیر نے وہاں اپس کوں کری بند۔ ایسے تے کہتے ہیں کہ عورت[۱۹] ناقص عقل ہے، یو قدیم نقل ہے۔ جیتا عقل وند[۲۰]

(۲۳۸)

ہوئے تو بی عورت کی ذات[1]، کیا اعتبار ہے عورت کی بات۔ عورت اپنے گھردار کوں خوب ہے، عورت ساگ سبزی بسوار کوں خوب ہے۔ گھردار[2] کا دھندا اُسی کا کام ہے، بعضے دھندے کا اسے کیا فام ہے۔ چار باتاں کرنے تے دوراندیشی ہوتی ہے، اِدھر[3] ادھر کیاں حکایتاں کرنے تے دوراندیشی[4] ہوتی ہے۔ پیش بینی عورتاں یوں کتیاں کہ جینا بہوت مشکل[5] کہ جوں جیتے، جنوں کوں عاقل[6] کہتے۔ ویسے عاقلاں نے اس دریا میں غوطے کھائے ہیں، کوئی موتی[7] پائے ہیں کوئی خالی ہات آئے ہیں۔ عورت کی ذات ہزار پس کوں پنوانی، تو کیا[8] ہوتا، بھولی جو کوئی یکھادی آئی تو کیا ہوتا[9]۔ گھر کی رہن ہاری گھر کی خبر اسے معلوم[10] بھار کے کاماں کیا جانتی۔ پیاری محبوب کی بات پھول کا پات کملانے[11] بار نہیں، باس نکل جاتے[12] بار نہیں۔ باؤ[13] بارا، اس باؤ بارے پر کیوں کرنا پتیارا۔ دانش مند جو کچھ آپے جانتا سو جانتا، یو بی محبوب[14] کی بی ایک بات سُنتا تو گذرانتا۔ عورت خوب عورتاں میں جس کی رقوم، وو تو اَلنَّادِرُ کَالْمَعْدُوْم[1] جس کوں خدا دیا مان، جس کوں خدا کا دھیان، جس کوں خدا کی پہچان، جس[15] کا روشن ایمان، جس کا بڑا گیان، چترُ سگھڑ، سُبحان۔

بارے دل کہا قصہ عجب گھڑیا، چور پر مور پڑیا۔ توں اگر اس وصال کے چھیچے پر آ کر سوتی، تو اس غیر[16] کوں فرصت کہاں تے ہوتی۔ ہشیاری سوں بلاتی، تو اس غیر[17] کے ہات بیتے کے دغا کہاتی۔

بیت۔ کسے کیا بولنا کسے کیا فام
اپنی بُدسوں کئے سوتوں یو کام (۱۸)

اما جتے اس محاملہ میں رہتے ہیں، اس قصے میں[19] کہتے ہیں کہ عقل بادشاہ جو شکست کھایا[20]، پھر کر شہر بدن میں آیا، خدا جانے کدھر جاموں چھپایا۔ دل تیر کھا[21] اڑیا[22]، جھگڑے میں گھوڑے پر تے پڑیا۔ ہور صبر کہ عقل کا سر لشکر تھا، بہوت دلاور تھا۔ جو عشق کے لشکر نے موڑ کھایا، شہر ہدایت

---

[1] نادر چیز نا ہونے کے برابر ہے۔

(۲۳۹)

کوں آیا۔ ہمت کوں بولیا کہ دل تو زخمی ہو کر پڑیا، حُسن کے ہات چڑیا عقل تو شکست کھا کر تایب ہوا(۱)، خدا جانے کدھر غائب ہوا(۲)۔ جو کچہ قضا تھی سو ہوئی، خدا کی رضا تھی سو ہوئی۔ ہمت(۳) نے، پُر معرفت(۴) نے۔ سر دھن کر کہا کہ عقل کا مجہ پر حق بہوت ہے، مطلق بہوت ہے۔ شرطِ باری یوں ہے، روشِ دوست داری یوں ہے کہ اس وقت عقل ہور دل کی خبر لینا، انو کوں تقوا دینا۔ بیت۔

جس پہ جو کوئی پیار رکھتا ہے
حق یاری وو یار رکھتا ہے (۵)

کیا جانے دونے(۶) کا کیا حال(۷) ہے، اچھوں کون(۸) کون انو کے دنبال ہے۔ بارے اس وقت کچہ یاری کریں، مدد گاری کریں۔ کچہ نیک بد ہوا اچھے گا تو، کام(۹) زد ہوا اچھے گا تو، معاملا رد ہوا اچھے گا تو عشق کے لشکر سوں(۱۰) بھی جھگڑا کریں، رگڑا کریں(۱۱)، ایک ناوں کریں، ماریں یا مریں۔ ہمت یو بات کر، لھواہات کر۔ اپنا لشکر سب مستعد(۱۲) کیا، حضور تے ایک ایک کی گنتی لیا۔ چاروں طرف تے اٹھیاں فوجاں(۱۳)، جانو قہر کے دریا کے موجاں۔ شہر دیدار کے اُدھر چلیا۔ عجایب(۱۴) گلزار کے اُدھر چلیا۔ جانو ڈونگر(۱۵) ہلیا، ٹھاریں ٹھار خلق کھلبلیا۔ کیتک دیساں کوں(۱۶) قامت کے بوستان میں آیا بھائی(۱۷)، کون عقل ہور دل کا احوال(۱۸) پوچھیا گلے لایا۔ بیت۔

بعضے یاراں تے جیو ہے بیزار (۱۹)
وقت پر آ کھڑا رہیا سو یار (۲۰)

قامت بولیا کہ اے ہمت، توں(۲۱) پوچھیا تجہ پر ہزار رحمت(۲۲)، آدمی کی ذات میں اتنا اچھنا اصالت۔ نیں تو اصیل ہور کم ذات میں کیا فرق، بھلے ہور بُرے کی بات میں کیا فرق۔ بے وفا ہور وفادار کوں کیوں کر جاننا، یار ہور اغیار کوں کیوں کر جاننا(۲۳)۔ ایمان کا آدمی ہور بے ایمان کا آدمی یہانچہ دستا ہے، نشان کا آدمی ہور بے نشان کا آدمی یہانچہ دستا ہے

(۲۴۰)

عقل بادشاہ(۱) نے اتیاں کوں لیا دیا، کھلایا، پلایا، ولے اِس وقت اُسے پوچھنے تجہ بغیر یہاں کون(۲) آیا(۳)۔ جوں(۴) اُس کی خاطر تیرا دل جلیا، تیوں دُسرے کا دل نیں جلیا جو(۵) اس کی خاطر توں تلملیا، تیوں دُسرا نیں تلملیا۔ اتال، کیا پوچھنا(۶) اس کا حال۔ آج ایک سال ہے کہ دل ہجراں کے کوٹ میں بہوت(۷) بے حال ہے۔ ہور عقل بی(۸) شہر بدن کون گیا ہے، اپنے قدیم وطن کون گیا ہے۔ عشق کا بہوت لشکر ہے(۹)، عشق بہوت زور آور ہے۔ عشق سوں جیتا کوئی ڈرے(۱۰) گا، پورا نا پڑے گا۔ عشق سوں مل چلے تو چ نفا ہے، نیں تو بہوت جفا ہے۔ عقل(۱۱) نے لڑ کر کیا کیا، جھگڑا(۱۲) کر کیا کیا۔ اپس کوں خراب کیا، اپنا لشکر خراب کیا، اپنا شہر خراب کیا، اپنا گھر(۱۳) خراب کیا۔ لڑ کر کیا پایا، اپنا بھرم گنوایا۔ شرم کون بول لایا! خدا کی خلق کوں بول لایا، خدا کی خلق کوں دُکھایا(۱۴)، بہوت آخر پچتایا۔ ضرور کوں لڑنا کہے ہیں، ضرور کوں جھگڑے کہے ہیں۔ فرد۔

عقل سوں لڑ اول عقل سوں بچار (۱۵)

عقل جاں ناچلے وہاں تر وار۔ (۱۶)

عاقلاں نے بھی یوں کہے کہ آخر الدّواء الکیّ[1] یعنی جو درد دارو تے خوب نیں ہوتا اُسے داغ دینا۔ یو بات اس تے کہے کہ اس بات تے(۱۷) کوئی کچہ(۱۸) پند لینا۔ ایک بات ہے میری یاد کر، جتنا سکے گا اُتنا دوستی سوں کام کر۔ عشق بہوت بڑا بادشاہ(۱۹) زوآور(۲۰) ہے سچ سوں لڑ، عقل تے نکو پڑ، ٹک ملاحظہ کر، جوں فارسی میں کتا ہے۔ فرد۔

ہر آں کہتر کہ با مہتر ستیزد

چناں افتد کہ ہرگز برنخیزد۔[2]

ضرور کوں جیو پرائے(۲۱) تو کوئی لہوے پر ہات بھانا، چیسیچ(۲۲) لہوے پر ہات بھانا نیں(۲۳)

---

[1] داغ دینا آخری دوا ہے ۔

[2] جو چھوٹا ہو کر بڑے سے مقابلہ کرتا ہے وہ اس طرح گرتا ہے کہ پھر اُٹھ نہیں سکتا۔

(۲۴۱)

سو بلا جیو پر لیانا۔ یو کیا فام(۱) ہے، یو کیا کام(۲) ہے(۳)۔ توں لڑے گا ہمت ہے، ولے اس کام میں بہوت زحمت(۴) ہے۔ اس فام(۵) میں نکو پڑ، نکو لڑ، نکو جھگڑ۔ صلح سوں کام نا ہووے تو لڑنا، تدبیر نا چلے تو جھگڑنا۔ خدا نے عقل(۶) دیا ہے فام(۷)، جو کچہ عقل میں درست آتا وو خوب ہے کام یو عقل تھا اسے کیوں بھایا، غیر مستدی سوں عشق پر چل کر آیا۔ ایتا عاقل تھا ولے خوب لوکاں ملانے(۸) غاقل تھا۔ اگر خوب لوکاں ملاتا، تو کچہ بی(۹) آسودگی ہوتی۔ ایتا جھگانا پاتا۔ توں بی لڑنا منگتا ہے۔ ہمت ہے لڑے گا دلاور ہے، نر ہے ولے اس لڑنے تے نا لڑے تو بہتر ہے۔ یکایک جھگڑنے کی نکو فام(۱۰)، شاید(۱۱) جھگڑنے تے صلح سوں بہتر ہوئے کام۔ لڑنے کون نکو کر(۱۲) بہوت اضطراب، بہوتان کا گھر(۱۳) ہوئے گا خراب۔ توں ایک جیو تیرا سہل ہے، ایتے عالم پر بلا بھانا جھل ہے۔ عشق کا لشکر بہوت بے نہایت، جدھر دیکھیے گئے اُدھر اس کی ولایت۔ عقل(۱۴) کرتی ہے سب ایتا یو بچار، لڑ کر مرنے کوں کیا ہے کیتی بار۔ اتنے اتنے کوں لڑنے کی چٹ خوب نیں، بہو تیچ آپ خودی بہو تیچ ہٹ خوب نیں۔ برٹے ڈونگر پر بنھنا ڈونگر پڑے، پتھرتے پتھر جدا ہووے ننھا ڈونگر یا(۱۵) ہو(۱۶) کر سب چھڑے، میری بات توں فام کر، توں تو ہمت ہے ولے ہنر سوں کچہ کام کر۔ لا علاجی پر کیا بنھنا کیا پڑا واں خدا سب جاگا حاضر کھڑا۔ وقت پر خدا تھوڑیاں کے اُدھر ہوتا ہے، اعتقاد جوڑیاں کے اُدھر ہوتا ہے۔ وو بات جدا ہے، بیچھیں خدا ہے۔ سنمیں(۱۷) پیٹ رگڑ کر سول اُٹھانا، عاقل ہو ریو کام(۱۸) کیا مانا۔ عقل ہور ہمت دونوں مل کر کچہ کام(۱۹) کرنا ہے، جان اکیلی ہمتیچ ہے(۲۰) عقل نے واں مرنا ہے۔ حافظؒ کہتا ہے۔ بیت۔

حسنت باتفاق ملاحت جہاں گرفت
آری باتفاق جہاں می تواں گرفت [1]

---

[1] تیرے حسن نے ملاحت سے مل کر ایک دنیا جیت لی ہے، بیشک اتفاق سے دنیا فتح کی جا سکتی ہے۔

(۲۴۲)

اتال تدبیر اس کی یوں ہے کہ عشق سوں عشق لانا، عشق کوں سمجھانا، عشق کوں اپنا کرنا، عشق کوں منانا۔ عشق کوں اپس(۱) سوں راضی کر لینا، اپنی پیش بازی کر لینا۔ اگر عشق کنے یوں التجا لیاے گا، عشق بہوت بڑا بادشاہ ہے۔ تیری مراد کوں تجے انپڑاے گا تو(۲) اپنی مراد پاوے گا، عشق کوں بہوت بھاے گا، بہوت خوش آئے گا۔ دوستی سوں پیش آنا کچہ عیب نیں ہے، جوں خویشاں سوں خویش آنا کچہ عیب نیں ہے۔ دنیا میں آشنائی اور مروت پی اچھتی ہے، مہر اور محبت پی اچھتی ہے۔ اگر کوئی بڑے کا ادب رکھا(۳) تو ننھایں ہوتا، نیں رکھیا تو کوئی کسی کے کام میں منا نیں ہونا۔ بڑیاں کا ادب رکھنا اپنی بڑائی ہے، یو بڑائی(۴) بڑیاں تے آتی ہے، تو بڑائی(۵) بڑیاں کوں اور ننھایاں کوں بھائی ہے۔

بیت۔ عشق سوں کچہ علاج چلتا نیں
عشق سوں صُلح باج چلتا نیں۔ (۶)

عشق جاگتا(۷)، ہرگز نیں سوتا۔ عشق صاحب قدرت، عشق تے سب کچہ ہوتا۔ ہمت(۸) کہا جو کوی مرد ہے وو لڑن ہاراچ ہے، دشمن پر جاکر پڑن ہاراچ ہے۔ لڑنیچ پر آیا تو کیا پیچھے جاتا ہے، وے قامت کا اندیشا مجے بہوت بھاتا ہے۔ قامت بہوت عقلمند(۹) ہے، قامت کنے بہوت عقل کا بندر ہے، جو کچہ قامت کہا سب وو پندر ہے۔ قامت ہمت کا بھائی(۱۰)، قامت کی نصیحت ہمت کے خاطر آئی(۱۱)۔ ہمت سب(۱۲) لشکر اپنا قامت کنے چھوڑیا، قامت کے کہے پر عشق سوں عشق جوڑیا۔ ہمت دانش میں آکر دنیا(۱۳) کا عالم خاطر لیا کر عشق سوں(۱۴) جاکر ملیا، دل کا کپٹ دور کیا، ہٹ دور کیا۔ عشق کوں بڑا ہے کر جانیا، عشق کی بڑائی مانیا۔ عشق پر اعتقاد لیایا، عشق کون بہوت بھایا، عشق نے ہمت کوں گلے لایا۔ عشق کوں ہمت پر بہوت مہر آئی(۱۵)، سچی بات سب کسے بھائی۔ رہنے کوں عجائب نادر ایک(۱۶) جاگا دیا، بہوت تواضع، بہوت تعظیم کیا۔ باٹ کی ماندگی چڑی تھی سو اُس کا اتارو ہوا،

(۲۴۳)

ہمت کا دل جمع خاطر قرار ہوا بیت۔ (۱)

عشق و ہمت یو دو ملے جس ٹھار
کام کرتا تمام واں کرتار (۲)

پھیں عشق نے اسے ایک رات خلوت میں بُلایا، ہمت نے لئی باتاں اِدھر (۳)
اُدھر کیاں، (۴) جدھر تدھر کیاں (۵) سُنایا، اس باتاں میں عقل ہور دل کی بی بات (۶) لیایا۔
ہور اس وفاسوں خاطر نشان کیا، ہور یوں سمجایا، کہ عشق بہوت خوش ہو کر راضی (۷)
ہوا۔ عشق کوں بہوت خوش آیا۔ آخر قرار یوں ہوا، مداریوں ہوا عشق بادشاہ،
عالم پناہ، ظل الہ، صاحب سپاہ کے گھر کی عقل کوں وزیری دینا، سب پر امیری (۸) دینا۔
عشق جیسے بادشاہ کوں عقل جیسا وزیر ہونا، اُس آفتاب کوں ایسا بدر منیر (۹) ہونا۔
ایسا صاحب ضمیر ہونا، ایسا صاحب تدبیر ہونا۔ دلاور لوکاں کی صحبت نیں بھائی،
بادشاہی جاکر وزیری آئی۔ وہم نے ہانکاں (۱۰) مار مار کر دکھلایا راہ، عقل نیں چلیا وہم
کا کیا گناہ۔ جاں بادشاہی ہے واں دلاور لوک بہوت درکار ہیں (۱۱)، دلاور لوک یک
وقت کے یار ہیں۔ یاری سوں آخر جوں تیوں ہمت نے کام کیا، (۱۲) عقل کی قدرت عقل
کی عقل فام کیا۔ خیر سوں گذرا ٹیا اپنا نام کیا۔ اگر یہ دعوا (۱۳) نا جاتا، (۱۴) تو کیا جانے عقل پر (۱۵)
کیا دُکھ آتا، جیو نے پاتا یا نہ پاتا۔ بیت

کام کرنیں سکیا عقل کا پھیر
عشق آخر کیا عقل کوں زیر۔ (۱۶)

عشق بادشاہ، عالم پناہ، ظل اللہ صاحب سپاہ نے اپنے مہر خورشید چہر سر
لشکر کوں دلاور (۱۷) کوں فرمایا کہ شہر بدن کوں بیگ جا، ہور عقل کوں بہوت دلاسا دیکر (۱۸)
بہوت دل ہات لے کر عزت سوں حرمت سوں محبت سوں، مروت سوں سمجا کر مجہ لک

لے کر آہو رکہہ کہ دل آزردہ نکو کر، وقت پر نظر دھر۔ یہ دنیا کدھیں زیر، کدھیں (۱) (۲) (۳)
زبر۔ کدھیں تلیں، کدھیں اُپر۔ کدھیں پیش، کدھں پس، کدھیں رس، کدھیں
بکس۔ اتال ہمنا پتیانا، کسی (۴) بات کا دغدغا دل پر نا لیانا۔ توں ہمیں (۵) بھائی ہے، ہمنا (۶)
تمنا میں کیا جدائی ہے۔ ہماری وزیری تیری بادشاہی تے کچہ کم نیں، دل خوش رکہہ (۷) (۸)
کچہ غم نیں۔ اس وزیری میں بی عالم عالم ہے، دنیا کا جینا ایک دم ہے۔ میرا ایک حکم
ہے میانے، باقی دولت توں جانے۔ عذر ہرگز نا کرنا، بیگ اِدھر رخ دھرنا توجہ دھرنا۔ (۹) (۱۰)

مہر یو بات سن عشق کوں سجود تسلیم کر شہر بدن کوں روانہ ہوا، بہوت بیگ
بیگ چلیا بہت بیگچ جانا ہوا۔ عقل سوں ملاقات کیا، جو عقل گیا تھا سو بات کیا۔ عقل
نے دل کا پوچھیا احوال، مہر نے کہا دل بی ہے خوشحال، تیرا بی بلند ہوا اقبال، کچہ غم
نکو کر، الم نکو کر۔ اب انند بڈھائی (۱۱)، تیری (۱۲) (۱۳) مقصود حاصل ہوئی، مراد برآئی۔

عقل اندیش دیکھا کہ لشکر ٹوٹیا، بادشاہی کا بند چھوٹیا۔ پھر لڑنے کی سکت نیں، تدبیر
کوں بھی گت نیں۔ خلق پریشان بے دل، ایک سوں ایک نیں رہتے مل۔ کام بہو تیہ (۱۴) ہوا
ہے مشکل سب ملک پھوٹیا، لشکر کا اتفاق ٹوٹیا۔ ملک ہوا پرگندہ، صاحب ہو کر بیٹھا
ہر ایک بندا۔ گھر گھر میر، گھر گھر را جوٹ (۱۵)، گھر گھر تدبیر۔ ہر کوئی (۱۶) سر خود، کوئی نیں سنتا کسی
کی بُد۔ جیسے دیکھتا ہوں وو دل میں بدنیت دھرتا، زوراں سوں پکڑ دینے کی فکر کرتا،
عشق بادشاہ سوں بہوت ڈرتا۔ لوکاں نے ایماں بدلیائے، دل پر بے ایمانی لیائے،
حرام خوری پر آئے، نمک آج لگن حرام کھائے۔ کس (۱۷) مسلمان میں مسلمانی پناہ نیں (۱۸) رہیا سب
حیوان ہوئے انسانی پنا نیں رہیا۔ جیو دینے کتے تھے جو کام پڑے، وو دوست (۱۹) دشمن ہو کر کھڑے
ستارے نے امداد چھوڑیا، فلک نے یاری توڑیا۔ اتال پھر پڑے بخت، اتال کاں
کی بادشاہی، کاں کا تخت۔ عشق سوں ملنیچ میں نفا ہے، نہیں تو ایک آپے کیا کہ

(۲۴۵)

سارے عالم پر جفا ہے عشق کون چھوڑے تو کیں ٹھار نہیں، عشق کوں چھوڑے تو آخر بھلی بار نہیں۔

کہا بہت خوب اے واللہ بسم اللہ ہمیں دو نو مل جاویں، کیا کریں ضرور ہے عشق کیا فرماتا سو خاطر لیاویں۔ عشق سوں ملاقات کریں، اپنے جیو کی بارے بات کریں بیلاڑ جیوں اچھے گی قضا جیون خدا کی رضا۔ قہر شکر کے سنگات عقل بی بے اختیار ہو کر راتیں رات عشق کے حضور آیا، دیدے دیدار سوں لایا۔ دعا دیا دست بوسی کیا، عشق کون بی بہوت بھایا۔ عشق نے بی عقل کون گلے لایا، دلاسا دیا بہوت بہوت سمجایا۔ کہا اتال میں بادشاہ توں وزیر، تیرے ہات میں دیا اپنا ملک اپنی سب تدبیر تجھے بھائے سو کر، تیری عقل میں آئے سو کر، میں مست ہوں لاابالی ہوں میری نگہبانی میں اچہ، میں بے پرواخیالی ہوں میری فکر زندگانی میں اچہ۔ میں ہور شراب راگ ہور محبوب، میں عشق ہوں مجے یو چہ خوب۔ باقی درد سر توں جانے، یو درد سر مجہ لگ نکو دے آنے۔ منگتا ہوں اس دنیا میں دو دیس بے غم ہوا چھوں، جیوں بادشاہ عالم ہوں تیوں بادشاہ عالم ہوا چھوں۔ کو لگ اس دنیا میں گرفتار ہوا چھناں، اپنے دل کی خوشی تے بیزار ہوا چھنا۔ صبا اٹھہ کر یو لوکاں کا کچاٹ، دل واز آیا ہے بہوت پکڑیا ہے۔ اُجاٹ۔ کس کس سوں جنگ کس کس سوں آشتی کروں، کتیاں کوں سمجاؤں کتیاں کی دل داشتی کروں۔ جنم یو نچہ کیا برباد، دل کی خوشی نا خدا کی یاد۔ ایسی آرزو سوں اس دنیا میں آنا، ہور تخت پر بیٹہ اِدھر اُدھر کا غم کھانا۔ جو خوشی جاوے ہور غم آوے یاد، تو تخت پر بیٹھنے کا کیا سواد۔ اِدھر کی ہانک، اُدھر کی پکار، ملک میں غوغا ٹھار ٹھار۔ یو مغز خالی کرتا ہے، یو لوکاں کی حمالی کرتا ہے۔ تخت پر بیٹھے تو کیا بادشاہی آنی، عیش عشرت کا ناؤں ہے بادشاہی جنس جنس کہاں خبراں

(۲۴۶)

لیاتے ہیں، تخت پر بیٹھتے ہیں[۱] اور[۲] عالم کا غم کھاتے ہیں. غم کھا کر پیٹ بھرے
اتال خوشی کوں[۳] کیا کرے۔ دو[۴] دیس کی دنیا بادشاہاں کے گھر میں دائم دھنگانا اچھنا
دایم ہنسنا کھیلنا کھانا پینا[۵]، لینا دینا[۶] اچھنا، گانا بجانا اچھنا۔ گھر ایک جاترا ایک
ہاٹ ہور رہنا، رات دیس[۷] تمتماٹ ہور رہنا۔ ایک بات ہے فام، اول خوشی بعد از ہر ایک
کام. بادشاہ[۸] کا گھر بادشاہ کے گھر جیسا رسنا، شمس کا پرتو قمر جیسا دسنا[۹]۔ بادشاہ کے گھر
میں کوئی آئے تو یوں اچھنا جانو میز وانی[۱۰] کوں آیا ہے، غم کوں سب بسر جاوے جانو
شادمانی کوں آیا ہے۔ دنیا کی بہشت[۱۱] ہے بادشاہ کا گھر، ناکے بادشاہ کے گھر میں
آئے[۱۲] بی درد سر دل مکدر۔ نیم ہور دھرم کا نانوں بادشاہی ہے، بخشش ہور کرم
کا ناؤں بادشاہی ہے۔ بادشاہی[۱۳] آتی ولے بادشاہی کو[۱۴] جاننا بہوت مشکل ہے،
بادشاہ ہوکر کو[۱۵] بس پہچاننا بہوت مشکل ہے۔ یو جوں لشکری[۱۶] پہننے کی چھڑتی[۱۷] دیتا، تیوں
بادشاہ بی بادشاہی کی چھڑتی[۱۸] دیتا ہے، یعنی عدل[۱۹] انصاف کرنا ہے، خلق کوں آسود
رکھنا ہے، خلق کوں مراد[۲۰] کوں اپہڑانا ہے، خلق کی دعا لیتا ہے۔ خلق تے خدا میں
ہے جدا، کہتیچ ہیں کہ "خدا با خلق خلق با خدا"۔ بادشاہ ایتا[۲۱] دھنڈ اکر اپنا حق خلق پاس
تے لے کر مال جوڑے گا، اگر کیں جو کیا تو خلق بی بڑ بڑ[۲۲] بولے گا۔ اس تے کہے ہیں کہ عدل
انصاف[۲۳] کچہ خوب ہے، ہر ایک کام صاف کچہ خوب ہے۔ حق پر جو کچہ[۲۴] کہئے وو سواد ہے،
وو ظلم نیں عین داد ہے۔ خلیفہ یعنی خدا کی جاگا کا بیٹھن ہار، ہر ایک بات کون حق
سوں کرنا پوچ بچار۔ جاں تے ننھے ہور بڑے کا ملا[۲۵] حظ میاں نے آیا، پہچیں کیوں اسے
کنا خدا کا سایا۔ جاں تے بادشاہ نے خدا کوں چھوڑ دوسرے کوں ڈریا، بادشاہی کا
سواد[۲۶] گنوایا، اپنا کام بی ضایع کریا۔ بادشاہ ہور دوسرے کا ڈر، نزدیک کے لوکاں کوں

(۲۴۷)

جیو کا ضرر۔ بادشاہ جو اپنی بات پر قائم (۱) اچھے، نزدیک کے (۲) لوکاں کوں بی عزت دائم اچھے۔ اگر کوئی کسی پر تہمت رچے کوئی کس پر سٹے بہانا، اس وقت خدا کوں میانے لیانا۔ البتہ دل مہروان (۳) ہووئے گا، خلق پر کام آسان ہوئے گا۔ یو خدا کا خلیفہ سادس (۴) آئے گا، اس کا چلنت بی خدا کوں بھائے گا بادشاہان جو یک عہدا کسی کوں دیتے ہیں، تو ہزار ہزار جنس سوں اس کی خبر لیتے ہیں۔ خدا جو بادشاہاں کوں بادشاہی دیتا ہے، خلق کوں کیوں پالتے کر خبر نیں لیتا ہے؟ جوں بادشاہاں کون یہاں اپنے عہدے داراں پاس تے حساب لیتا ہے، تیوں وہاں بی انو پر پوچ بچار ہے، ایک ایک جواب دینا ہے یہاں حق (۵) پر چلنا حق (۶) پر دل دھرنا ہے، بادشاہی کرنا خدائی کرنا ہے بادشاہی بہت بڑا عمل ہے، سب عملاں ہیں اول ہے۔ پاک نیت بادشاہاں کا کعبہ، عدل (۷)، انصاف بادشاہاں کا روزہ نماز۔ سخاوت (۸) بادشاہاں کا حج، سمج۔ دعائے خلق بادشاہاں کی عمر دراز۔ پاک نیت عدل (۹) ہور سخاوت، یو بادشاہاں کی عبادت۔ وضو کر چار سجدے کرنے ہر کوئی (۱۰) سکتا ہے، ولے عدل ہور انصاف ہور سخاوت (۱۱) کی قدرت کوئی رکھتا ہے۔ بادشاہاں اپنی عبادت نہ کر دوسریاں کی عبادت کرتے، اپنی عبادت جو عرش پر سجدا قبول پڑتا ہے سو بسرتے۔ بادشاہاں کوں اگر عدل ہور انصاف ہور سخاوت پر اچھے دل، تو ہات موں دھو کر چار سجدے کرنے تے کیا حاصل۔ یو عبادت مسکیناں، غریباں، فقران (۱۲) کرنا، عاجزاں، نامرادان مسکیناں حقراں کرنا نہ کہ بادشاہاں اتینج پر اپنی عبادت نباڑنا، باقی کاماں تے ہات چھاڑنا۔ اپنی خوشی کوں سجدے کریں گے تو کرو، ولے عبادت کرتے ہیں (۱۳) کر دل پر خیال نکو دھرو۔ جوں اول مذکور ہوا (۱۴) ہے کہ بادشاہاں کی عبادت یعنی عدل انصاف ہور سخاوت بادشاہ مظہر اعظم ہیں، دنیا میں بہوت مکرم ہیں۔ انو کی عبادت (۱۵) انو کی (۱۶) ایسی اچھنا

نہ کہ بعضے خلق جیسی اچھنا۔ یہاں بول کسی پر کیا دھرنا ہے، اپنا انصاف آپ سچ کرنا ہے
یو عبادت چار سجدے کر خلق کوں دکھانا ہے، خدا اور رسول کوں پھسلانا ہے۔ ولے اِنو
پھسلائے کیوں جاتے ہیں، ذرے ذرے کے حساب پر آتے ہیں۔ جو کوئی ایتا دیوے گا
(۲) سو حساب لکھ نا لیوئے گا۔ یو بادشاہی بی خدا کا ایک عہدا عمل ہے، یو عہدا عمل کیا
(۳) آسان ہے؟ بڑا خلل ہے۔ جنوں کوں کچھ نیں دیئے ہیں، اپنی مشقت کر یک ٹکڑا کھاتے
(۴) (۵) (۶)
ہیں، ان بیچاریاں پر تے ہزار ہزار تقصیراں، ہزار ہزار جفایاں، ہزار ہزار تغادے ہیں۔
(۷) (۸)
یو خدا کا کارخانا ہے، پھچیں کسے نوازے پر آئے تو وہاں یک بہانا ہے۔ اپنا جیو خوش،
تو زمین آسمان خوش۔ اپنا جیو خوش، تو سب جہاں خوش۔ دنیا میں آپے ہور اپنا نام ہے
(۹)
اپنا جیو خوش رکھنا بہت بڑا کام ہے جسے بادشاہاں کے سوو بادشاہی جدا ہے، اتال
(۱۰)
مجھے تجہ جیسا وزیر ملیا ہے۔ خدا ہے، مدد رب ہوا ہے۔ بارے اتال کچہ سبب ہوا ہے،
(۱۱) (۱۲)
خدا سبب ساز، خدا بندے کوں خوش کرتا نواز۔

(۱۳)
بارے القصہ آخر جس وقت کہ عشق بادشاہ، عالم پناہ، ظل اللہ صاحب سپاہ
کی عقل پروڑ سیری مقرر ہوئی، امیری مقرر ہوئی، عشق بادشاہ، عالم پناہ، ہمت
کوں فرمایا کہ دل کوں ہجراں کے کوٹ میں رقیب نے دُندسوں بند کیا ہے، بہوت خوار کر
آزار دیا ہے۔ توں جاکر، خاطر لیا کر دل کوں، عاشق کامل کوں۔ (۱۴) (۱۵) اس واصل کامل کوں،
واں تے میرے حضور لیا، ہور اس کے پاؤں میں کا بند کاڑ کر اس رقیب بے نصیب کے
(۱۶) (۱۷)
پاؤں میں بھا۔ ہور غیر کے اس کی دختر ہے، بدا ختر ہے، ساحر ہے، ٹونے میں بہوت ماہر
(۱۸)
ہے اُسے بی خوب ایک قلب جا گا میں قید کر کر آجو وہاں تے کین نکل نا جاوے، وو کین
(۱۹)
بھانکنے کی فرصت نا پاوے۔ وہ بہوت بُری ہے، شکر کی چھوری ہے۔ جاں جائے گی،
(۲۰)
ہاں بلا بسائے گی۔ ہمت نے عشق بادشاہ، عالم پناہ صاحب سپاہ کوں سلام کیا،

(۳۴۸)

مدعا سب تمام کیا۔ ہجراں کے کوٹ کوں چلیا، جوں پارا نواں[۲] میں ڈھلیا۔ وہاں[۳] جاکر جھگڑ کر کوٹ لیا۔ جھگڑا فتح کیا۔ دل کوں اس کوٹ میں تے بہار لیایا[۴]، دل کے پاواں میں کا بند کاڑ کر اس رقیب بے نصیب کے پاؤں میں بھایا۔ ہور غیر کوں بی پُرانے گھر میں شیطان کے گذر میں چھوڑیا، چاروں طرف تے کاندیاں چُنیا، دروازے[۵] کے پاٹاں جوڑیا[۶]۔ کہ دُسری بار ایسی شیطانگی ناکرے، دو دیس[۷] ادب پاوے تاں ڈرے، غیر خاطر بی جیو تلملتا، ولے کیا کرنا[۸] دنیا کا کام ہے ادب کئے باج نیں چلتا۔ کیا ننھی عقل آئی، غیر نے جیسا کری ویسا پائی۔ پھچیں ہمت نے دل کوں، عاشق کامل کوں، واصل کوں بہوت یاری سوں، بہوت دوست داری سوں عشق بادشاہ، عالم پناہ، صاحب سیاہ کے حضور لیایا[۹]، دل کوں ہور عقل کوں ہور عشق توک ایک جاگا ملایا۔ یو سب جوں سگے ایکس[۱۰] کے ایک گلے لگے[۱۱]۔ گئی عداوت ہور ہٹ دور ہوا، سب کوڑ کپٹ دور ہوا۔ فتوا اُٹھیا، حرکت بھاگی، دشمنی سُنی[۱۲]، دوستی جاگی۔ آخر عقل ہور عشق ہور ہمت مل[۱۳] اندیشے کہ دل کا حُسن سوں عقد کرنا، اس کام پر جد دہرنا۔ کہ دل نے حسن[۱۴] خاطر بہوت جفا دیکھا ہے، بہوت مشقت سو سیا ہے۔ سب ملے سب ہوئے خوش حال، کہے اتال[۱۵]۔ دل کوں نا بسرنا، یو کام اندیشے ہیں سو کرنا۔ اس کام[۱۶] کوں سب قرار دیئے[۱۷]، بیاہ کا کاج ماندے[۱۸]، ڈیرے ٹھار[۱۹] ٹھار دیئے۔ گھر سنوارے، جاگا جاگا نقش نگارے۔ صدر[۲۰] بچھائے، پاچے رنبھا، اربسی میکا پاتراں آکرنا چے۔ ٹھاریں[۲۱] ٹھار آرائش کیئے، دل سورج کا حُسن چاند سوں جلوا دیئے۔ ناز، غمزا، عشوا، لطافت، مہر، چھند یو چندنیاں ساریاں، اس سورج پر اُس چاند پر[۲۲] تاریے واریاں۔ عالم سب ہوا شہ مات، دیس تے روشن ہوئی رات۔ مشتری تماشا دیکھنے آئی، زہرا نے جلوہ گائی۔ حُسن ہور دل کا عقد کیئے، سب مل مبارک باد دیئے۔ اتال غم بسرنے خاطر، عشرت کی خلوت کرنے خاطر۔ پھولاں[۲۳]

(۲۴۹)

سوں سیج سنوارے، چھپر پلنگ کا پردا اُتارے، دونو دل کھول لئے، گذریا[1] سو قصہ بول لئے۔ ایکس کوں ایک گلے لاتے، ایکس پر ایک قربان جاتے۔ ایکس[2] کے خاطر ایک تر پھڑے، ایکس[3] کے ایک پاؤں پڑے۔ ایکس[4] سوں ایک شرطاں کرتے، آہ مارتے، اساس بھرتے، ایکس[5] کوں ایک دیکھتے نیند اڑ گئی[6] نیں سوتے۔ اتال کی خوشی یاد آئی[7] تو ہنستے، اول کا دکھ یاد آیا تو روتے۔ اپس میں آپے جیو جانے، تیوں بہوت سواد سوں سب رات گذرانے۔ پاوں میں پاؤں سینے سوں سینا۔ اُدھر پر اِدھر، ہات میں ہات۔ دونو مل یو سٹتے جانو ایک وجود، جانو ایک ذات۔ نازاں نے گھونگھٹ کھولے، غمزیاں[8] نے باتاں بولے۔ نخریاں کا ہجوم چڑیا، عشویاں تے سُدا اُڑیا۔ چھنداں نے چھڑ لائے، چالیاں نے تماشا دکھلائے۔ لطافت ذوق میں آئی، دیدیاں کوں بہوت رجھائی۔ خوشنمائی مروت چلبلنے لگی، محبت انکھیاں میں کھلنے لگی۔ بنگڑیاں شور کیاں، کھنگھرو غل اُچائے۔ کرتے زر کر کھلیا۔ ہاراں سینے پر دندلائے پھولاں خوئی میں بھگے، تو کا تو بچہ کملائے۔ خوشبوئی کی دوڑی چھٹی، چوندھر باس کی مہکار اٹھی۔ دو چار پیالے شراب کے پیئے، دنیا میں جو کچھ کرتے سو کئے۔ غمزے کرے، بلا کرے، بہوت غلبلہ کرے۔ غنچہ کھلیا، پھول ہوا سب تن، سیج ہوئی[9] سب گلاں کا چمن۔ الماس سوں کھودے یاقوت کا کھن بہار نکل آئے لال رتن۔ یاقوت کے ریزیاں کے طبلے پھٹے۔ دھن ہانک ماری، چلچلا کر اٹھی دل بادشاہ چتر جوہری بہوت شانا بیندھا ان بیندھا موتی کا دانہ۔ یو موتی کا دانا حُسن نار کری رونے کا بہانا۔ دل لگیا گلے لالا سمجھانے۔ روتی تھی سو یکایک ہنس پڑی۔ بھی اپس میں دو نچہ گلے لگنے گی گھڑی گھڑی بھی وہی محبت وہی پیار، ایکس پر ایک صدقے ایکس پر ایک بلہار۔

الحمد للہ دونو کوں ہوا وصال، اپنا دل خوش تو سب[10] عالم خوش حال۔ دل کو ملیا جیو کا جانی، یو وصال مبارک[11] ہو یو خوشی ارزانی۔ ایتا جفا دل پر پڑی، تو میسر ہوئی یو

(۲۵۰)

وصال کی گھڑی[۱]۔ مرداں نے مشقت سوں امید کے دروازاں کھولے ہیں، مَنْ طَلَبَ شَیْاً جِدّاً[۲] فَوَجَدَ[۳] کر بولے ہیں۔ یعنی جو کوی جس کام پر جد دھریا، اُنے وو کام کریا[۴]۔ یک جو بندا دل سوں اُمید کیا[۵]، خدا اُسے البتہ وو اُمید دیا۔

بارے[۶] آخر دل کی محنت سب فراغت ہوئی[۷]، مشقت راحت ہوئی، جفا وفا ہو آئی[۸]۔ غم نشاط کا بار لیایا، رونا ہنسی کا پہنیا لباس، دلگیری خوشحالی ہو رہی پاس[۹]۔ دشمنی دوستی ہو آئی گھٹائی میں مٹھائی بھائی۔ پریشانی جمعیت کا کی کام، نامرادی مراد ہوئی تمام۔ جس ہو ردل ان دونو کا بیاہ[۱۰] ہوا، ان دونو کے عشق کا نیاؤ[۱۱] ہوا۔

پیچھیں ایک دیس دل ہو رہمت ہو رنظر تینو شراب پیئے[۱۲]، تینو مست بے خبر تماشا دیکھتے رخسار کے گل زار میں آئے، دھن آبحیات کا چشما پائے۔ وہاں دیکھتے ہیں ایک پیر سبز پوش کلاہ زرتابناگوش صاحب ہوش اس چشمے پر کھڑا ڈولتا ہے[۱۳]، جو کوی اسے دیکھیا وو بھلتا ہے وو پیر سو مکڑی کا پاچ، (بہوت خوب واچ واچ۔) بہت آلا[۱۴]، چارو طرف ہرے نور کا اُجالا دیکھتیچ جیو جاتا، بھی آتا۔ یو دیکھنا عاشق کون بہوت بھاتا۔ اگر یو آبحیات یوں جیتا کریے گا، تو ایک بار[۱۵] کیا کہ عاشق ہر روز ہزار بار مرے گا۔ آبحیات کی مدد ہر دم، اتال عاشق کوں مرنے کا کیا غم۔ ہو ساں سوں مرنے آتا، ہزار[۱۶] ہزار کچہ فکراں کرنے آتا۔ ہمت بولیا دل کوں کہ اے دل یہاں کچہ چیت دھر، اس پیر سوں روشن ضمیر سوں قدم بوسی کر۔ یو پیر خضرؑ پیغمبر ہے، آبحیات کے چشمے پر ہے۔ دل نے جوں[۱۷] ہمت بولیا تھا تیونچہ دوڑ کر اس پیر کی قدم بوسی کیا، ادب سوں نزدیک بیٹھیا، اس پیر کی دعا لیا۔ جو[۱۸] بی دل کے دل مین راز کا خیال آیا، خضرؑ نے بی انکھیاں سوں وونچہ اشارت دکھلایا۔ دل ہو را انکھیاں سوں بات ہوئی، ولے وو بات دونو کے بہات ہوئی۔ خضرؑ نے فیض[۱۹] دل کوں انپڑایا، اپنی مراد کی منزل کوں انپڑایا۔

۱؎ جس کسی نے کسی چیز کو خوب طلب کیا اُس نے اُسے پالیا۔

(۲۵۱)

دل نے خاطر قرار کیا، گھردار کیا، روزگار کیا۔ دل کوں فرزنداں(۱) ہوئے، فرزنداں خردمنداں ہوئے۔ اس فرزنداں میں کا بڑا فرزند سو یو کتاب، لائق(۲) مستید ہر باب۔ اپنے وقت کا لقمان، افلاطون۔ اپنے وقت کا فرد، فرہاد، مجنوں اپنے وقت کا خاقانی، انوری، سعدی اپنے وقت کا ظہیر(۳)، کمال، سلیمان اپنے وقت کا ہر ایک بات(۴) کا ہادی۔ کلام کا صاحب فام کا صاحب، الہام کا صاحب، ہر ایک کام کا صاحب۔ روشن ضمیر، صاحب تدبیر۔ ہر فن میں ماہر، چھپا اس کے آنگے(۵) ظاہر۔ خدا کا واصل، صاحب دل، عاشقاں کا رہنما(۶)۔ صاحب حال صاحب حاصل۔ ہاتف غیب کی آواز کا محرم اسرار محرم راز، رازداراں کا آدھار، عاشقاں کے جیواں کا یار، مجلس کا سنگار، دل کے باغ کی بہار، سرتے پاؤں لگ گل زار۔ بادشاہاں کی مجلس میں پھرے، موتیاں کے دریا میں تیرے۔ عاشقاں کا دل بھلاتا، معشوقاں کوں تپاتا، سب کے دلاں کوں بھلاتا۔ بہوت خوش شکل، بہوت خوش رو۔ بادشاہاں کوں اس کے دیکھنے کی آرزو۔ ہزار قصے، ہزار شعر، ہزار لطیفے یاد، جس کے نزدیک بیٹھے اُس کا ہووے(۷) دل شاد۔ سب کے دلاں کا آرام، سب کو اس سوں کام۔ بہوت اس میں عقل، بہوت اس میں فام، سب کام میں تمام۔ جاں یو اچھے واں دلگیری نا آوے، صحبت اس کی سب کوں بھاوے۔ بات اس کی جوں شکر، جوں نبات۔ جو لگن دنیا، تو لگن اُسے حیات۔

بارے جس وقت تھا ایک ہزار و چہل و پنج، اُس وقت ظہور پکڑیا یو گنج(۸)۔ جو کوئی صاحب سخن اچھے گا، جو کوئی صاحب فن اچھے گا۔ اُسے یو سخن اثر کرے گا، سب بے خبر کرے گا، اپنے(۹) اِدھر کرے گا و یو بچانے گا، وو اس بات کی قدر جانے گا۔ ہمنا(۱۰) یاد کرے گا، اپنا دل شاد کرے گا۔ دل پر تے جائے(۱۱) گی فکر، اُسے ہماری لگے گی ذکر۔ ہماری بات کی لطافت کے پیالے(۱۲) کا اثر چڑھے گا، ہزار(۱۳) اعتقاد سوں بہ دل و جان(۱۴) ہماری سلامتی کا فاتحہ

(۲۵۲)

پڑے گا۔ عجب مرد تھا کہے گا، عجب صاحب درد تھا کہے گا۔ عجب[1] کامل تھا کہے گا (عجب واصل تھا کہے گا) ہادی ہے کہے گا، منادی ہے کہے گا۔ ہزار شکر کہ بارے الحمد للہ کتاب تمام ہوئی، مقصود حاصل[2] ہوا، سب کام ہوا۔ زور سوں نیں آتا خام، سمج سوں آلگتا کام۔ اتال جوں حسن ہور دل اپنی مراد کوں انپڑے، اپنے کمال اعتقاد کوں انپڑے تیوں بادشاہ ہور بادشاہ[3] کے دوستاں[4] بادشاہ کے عزیزاں، بادشاہ کے خویشاں، قرابتاں بادشاہ کیاں[5] پیاریاں پیارے، مانتے منگن ہارے۔ بادشاہ کے خدمت گاراں، دولت خواہاں، دعاگویاں، امیدواراں[6] سب اپنی مراد کوں انپڑو، انو کوں غیب کی نعمت سنپڑو۔ رزق فراخ اچھو، ہمیشہ بہ عیش وعشرت اچھو۔ عمر دراز اچھو، دایم بدولت اچھو، عاقبت بہ خیر اچھو، ایمان سلامت اچھو، آمین[7] یارب العالمین۔

اختلافاتِ نسخ

(صفحہ-۱)

(۱) م، و = بسم اللہ کے ایک لفظ ہیں

(۲) ب، ج = یوں ہے کہ

(۳) و حد تک

(۴) م درخانہ اگر کس است یک حرف بس است

و = او بخا کس است یک حرف بس است

(۵) م، و = ایکھی اچھر پیم کا پھیرے سو پنڈت ہوئے۔

(صفحہ-۲)

(۱) ب، ج = قادر قدرت

(۲) ج = کرلے۔

(۳) ب، ج = پورتے۔

(۴) ج = ہے ہور۔

(۵) ب، ج = کہے اسے۔

(۶) و = آپے کئی لاک۔

(۷) الف = ے جہاں جو کچہ ہے وہاں سب ... کرم خوردہ

ہر ایک شے منے جلوہ دیتا نور اس کا۔

متن میں نسخہ الف کے کرم خوردہ حصے کی تکمیل نسخہ ب، ج، س، م، وسے کی گئی ہے۔ نسخہ الف میں دوسرا مصرع ناموزوں ہے۔ چنانچہ متن میں نسخہ ت اور م کا مصرع ثانی شامل کیا گیا ہے نسخہ ج میں اور وہیں دوسرا مصرع نسخہ الف کی طرح ہے۔ نسخہ ت میں پہلا مصرع اس طرح ہے ع

جہاں جو کچھ ہے وہاں سب ظہور ہے اس کا

(۸) و = خدا حاضر، خدا ناظر، خدا سکتا۔

(۹) ب = "اس کا کھیل" سے ۔۔۔۔۔ ع" تو یاد کر اس پیو کو اپس بسرے لگ" ندارد۔

(۱۰) الف = اس نسخہ میں یہ مصرع کرم خوردہ ہے۔ اس لیے متن میں نسخہ ب، ت، ج، س، م اور و کا مصرع شامل کیا گیا ہے۔

(۱۱) الف= ع - گر جبریل ہو آئے تو بی یہاں بال و پر سٹے۔

و = ع گر جبریل ہووے تو بہی یہاں بال و پر سٹے

متن کی عبارت میں موزونیت کے لیے نسخہ ت، ج، م کا مصرع نسخہ الف کے مصرع کی بجائے شامل کیا گیا ہے۔

(۱۲) ت، و= عجائب عجائب

(۱۳) الف۔ "اس کے کام انسان کیا کر سکے فام"۔ یہ عبارت اس نسخہ میں کرم خوردہ ہے متن میں نسخہ ب، ج، س م اور و کی عبارت شامل کی گئی ہے۔ نسخہ ت میں یہ عبارت اس طرح ہے "اس کے کام انسان کیا کر سکے گا فام"۔

(۱۴)۔ "جیو عربی میں کہتا ہے کن فیکون"۔ یہ جملہ بھی نسخہ الف میں کرم خوردہ ہے اس لئے نسخہ ب، ت، ج، س، م اور و کا جملہ متن میں شامل کیا گیا ہے۔

(صفحہ ۳)

(۱) و = دھنی جو دھرنی دھریا بھی ہور دھرے سو ہوئے۔
کس کے کرنے تے کیا ہوئے جو خدا کرے سو ہوئے۔

(۲) ت = ہوویں

(۳) م = کچھ

(۴) ج مہربان

(۵) و = ع - یو خاصیت ہے عشق کی یہاں بیان کوئی کیا کرے۔

(۶) ت = ع - بیگانے کو یو عشق ملا آشنا کرے۔

(۷) ت = اپنے گن۔

(۸) ت = ناجان پہچان۔

(۹) ت = ایک

(۱۰) م = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی "ایکس کے خاطر ایک تلملتے جیتے ایکس کے خاطر ایک ترستے پتیتے"

(۱۱) م = ع = دوڑیا ہے عشق جس پر لھوا کھینچ باندکر

(۱۲) و = سکے ماں باپ ہور سکے بھایاں سوں

(۱۳) م = کسی اور کے

(۱۴) و = جیوا تال لگیا۔

(۱۵) ت = خیال وخواب۔ و = خیال ہور خواب

(۱۶) ج = کھیل یوں کھلیا۔

(۱۷) ج = دسنیار۔

(۱۸) و = ایک کوں

(صفحہ ۴)

(۱) ج = پو۔

(۲) ت = سنبھال سکتا۔ م = سنبھال

(۳) م = دورائی۔

(۴) ج = ع - پاوے جفا جو عشق میں اپسے فنا کرے۔

م = ع - پاوے بقا جو عشق میں اپسے فنا کرے۔

(۵) ج، م = عشق نڈر عشق بادشاہ۔

(۶) الف = اس نسخہ میں چاروں اشعار نثری جملوں کی شکل میں اس طرح لکھے گئے ہیں۔

" عشق ہرگز کسے جدا نہ دھرے، عشق دونوں ملا کے ایک کرے۔ ہرمت لاُ بالی ہے عشق آب بھاو تا خیالی ہے" نسخہ ج میں بھی یہ اشعار نثری عبارت کی شکل میں ہیں نسخہ ب، ت، س اور م میں یہ اشعار واضح طور پر اشعار ہی کی شکل میں موجود ہیں جنھیں متن میں شامل کر لیا گیا ہے۔ نسخہ و میں پہلے شعر کا دوسرا مصرع یوں ہے۔

ع۔ عشق دوکوں ایک کرے۔

(۷) ت، م، و = تو

(۸) ت = ہوتا ہے کوی۔

(۹) م = کہے

(۱۰) م = یوں پیدا کیا۔

(صفحہ ۵)

(۱) ت = ع - سب میں وو ہے تو سب میں ہوئے سواد۔

م = ع سب میں وو ہے تو سب میں ہے یو سواد

(۲) م = "عشق میں آپے ہے اس میں ہے کمال، عشق میں آپے ہے تو عشق کو نہیں زوال"

یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۳) و = اپسیں۔

(۴) ت = بات کا بھید پایا۔

(۵) ت = تخت کو پاوے دیکھنے۔ و = "تخت کوں دیکھنے" سے لیکر..... باٹ تک سمجھا جانا" ندارد۔

(۶) ت = جو یو بات۔

(۷) م = عشق ہور خدا۔

(۸) ت = ع - دیتا ہے نفا نیر رہتا جو بسرے لک

م = ع - دیتا ہے نفا پہ رہتا ہے جس رے لک۔

(۹) الف = عنوان کی سرخی مع چاروں اشعار کے ندارد۔ ج - اسی نسخہ میں صرف عنواں کی سرخی "فی نعت خواجہ عالم" درج ہے۔ اشعار ندارد۔ نسخہ ب، ت، س اور م میں منقبت کے چاروں اشعار مع عنوان کے موجود ہیں۔ نسخہ و میں صرف "در نعت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" درج ہے منقبت کے اشعار موجود نہیں۔

(صفحہ - ۶)

(۱) ت = عشق خدا کوں بھید یا تو اپنا جیب کر محمدؐ کون پیدا کیا" یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۲) ت، و = جس کے نور۔

(۳) و = محمدؐ دوم سیوم ہے علیؓ

(۴) ب = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی "علی باج کوئی"

(۵) و = محمدؐ نے پایا تھا سو محمدؐ نے پایا جو کچہ۔

(۶) ب، ج، م - جو کچہ پانا تھا سو محمدؐ نے پایا جو کچہ محمدؐ نے پایا سو۔

(۷) ب = تقسم میں آیا۔

(۸) ب = رسولؐ کون بھایا۔

(۹) ت = کارسازی ہے ولایت

(۱۰) ت = کامیانے میاں

(۱۱) ت = کہیں ہیں خدا

(۱۲) ب، ت، م = حضرتؐ کے۔

(۱۳) ب، ج = ایسیج اچھتے ہیں، ایمان دھرے تو یونچہ دھرنا، طاعت کرے تو یونچہ کرنا صدق، عدل شرم کا دیوا ابا بکرؓ عمرؓ عثمانؓ نے کیا ایسے دیوے کی روشنی قیامت لگ جائے گی، جو کوئی اندھے ہیں انوں کوں روشنی دس آئے گی حضرت کے یاراں جنوں سوں۔

(صفحہ - ۷)

(۱) ت، س، ع ہریک حال خدا کوں یقین سوں اچھنا

(۲) ب = جاگا صدر۔

(۳) ت = خبرتے۔

(۴) و = کچہ رمز پاکر سے لیکر ..... مان دئے ہور فرمائے ندارد۔

(۵) ت، س = مان دئے عطردان دئے ہور فرمائے۔

(۶) ب، ج، م = کرنا کچہ نشان دھرنا وجہی

(۷) و = پادہ عشقکنا وجہی سے لیکر ..... نوی نقطع بیتیا ندارد

(۸) ب = ہم ہتیار دھریا ندارد۔

(۹) الف، س، و = بہت بڑا کام اندیشیا" ندارد۔ نسخہ ب، ت، م میں یہ عبارت موجود ہے جو متن میں شامل کی گئی ہے

(۱۰) ب = آنگے آنہارے۔

(۱۱) و = بھی لوکاں آنکھیں تھے۔

(صفحہ - ۸)

(۱) صرف الف میں یہ شعر درست ہے۔ ما بقی سارے نسخوں میں مصرع اولیٰ مصرعِ ثانی اور مصرع ثانی مصرع اولیٰ رکھا گیا ہے۔

(۲) ب = باٹ

(۳) ت = یاد اچھے

(۴) ب، ت، و = کا سورات۔

(۵) ب = کچہ توبی کھیا

(۶) ت = بڑہے جوٹک

(۷) م، و = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی، "ٹک تلملے ٹک چر پھرے ٹک مستی چڑے ٹک تر پھرے"۔

(۸) ب = وہی ہے صافی کہ جس صافی تے صفا کوئی پاوے
وہی ہے کام کہ جس کام تے نفا کوئی پاوے

ت = وہی ہے صافی کہ جس صافی تے صفائی پاوے
وہی ہے کام کہ جس کام تے نفع پاوے

(۹) ب = یو باغ جو کرتے ہیں یتا جد جود ھرتے ہیں لوکاں باغ جو کرتے ہیں جو ایچہ

(۱۰) = ب = جو کے

(۱۱) و = کے باغ

(۱۲) ت = ع جو دل کو لیا ہات کچہ کسی کو دیا۔

(۱۳) الف = ع ہزار کیجے بندا یا ہزار حج بی کیا۔

ب = ع ہزار کبھے بندھایا ہور ہزار حج کیا۔

م = ع ہزار کبھے بندھایا ہزار حج بی کیا

و = ع ہزار کبھے بندایا ہزار حج بی کیا۔ متن میں نسخہ ت کا مصرع شامل کیا گیا ہے۔

(صفحہ - ۹)

(۱) ب = درزینت سخن و درنام کتاب۔ س = درزینت سخن و درنام کتاب۔ م = درزینت سخن و درنام کتاب گوید۔

(۲) و = یو قدرت اللہ سے لیکر ..... پڑھنے آوے ہوس ندارد۔

(۳) ت = کئی برس

(۴) ج = ہرایک بات

(۵) ت = ناکوی سمجھے

(۶) ب = سے

(۷) ب = کتاب کے بغیر

(۸) ب = جیکوی

(۹) و = کوں جیو کا صاحب

(۱۰) ب = رنگ پھول

(۱۱) ب، ت، م، و = خوش باس کے پھولاں

(۱۲) الف = سنگے دل میں بھرے اُساس" یہ جملہ نسخہ الف میں کرم خوردہ ہے۔ اس لئے نسخہ ت، س اور م کی عبارت متن میں شامل کی گئی ہے۔ نسخہ ج میں بھی یہ جملہ کرم خوردہ ہے۔ نسخہ ب اور و میں یہ جملہ موجود ہیں۔

(۱۳) ت = پھول کے جس۔

(۱۴) ب = فاتحہ فرض۔

(۱۵) ج = سخن نشناسی ہے ہور

(۱۶) ت = ہے جو

(۱۷) ت = دین دنیا

(صفحہ-۱۰)

(۱) ب۔ حکیم سدہ

(۲) ب = ہندو بات پا۔

(۳) ت = باٹ۔م = باٹ پائجے

(۴) ب = بڑ جائیں گے

(۵) ت = سمبھانے ہارا۔

(۶) ب = ہوئے

(۷) ب = یہ دل جیو ہے۔ ت = بی جیوے دل

(۸) ب = ہور سب ٹھار۔

(۹) ت = گنہ کاراں ہوئے سن آج۔

(۱۰) "خدائی" یہ دو الفاظ نسخہ الف میں کرم خوردہ ہیں اس لیے جملہ کی تکمیل مابقی نسخوں سے کی گئی ہے۔

(۱۱) و = کو

(۱۲) و = نو پر ہر گز خدا کی نیں رحمت۔

(صفحہ - ۱۱)

(۱) ب = جیتا انوکوں سمجائے.

(۲) م، و = گوالیر کے فہیم۔

(۳) و = گھشٹ

(۴) م = میں یو بولتے.

(۵) ب،ت = ابلہاں باشد خموشی۔ ج = اھلیاں۔

(۶) ت = انو کو کچ فام کی۔ و = کچہ فام کے انو کیا کام کرے.

(۷) ت = کوڑ چہاؤں

(۸) ب = چڑ چڑ۔

(۹) م = دیکھے بی ایمان۔

(۱۰) و = قدرت سوں باندکرے بیکر۔۔۔۔۔ محبت آیا تھا ندارد۔

(۱۱) ب،ج = بات سنتیج

(۱۲) ب = کتے ہیں انو بی یوں کہتے ہیں۔ م = متے ہیں جاہلاں کوں انو بی یوں کہتے ہیں۔

(صفحہ - ۱۲)

۱ ب = موتی

۲ ت = سو میں بھریا۔

۳ ب = بھریاں

۴ ت،ت،ج،م، و = الٹایا تو یو شیریں پایا تو نوی باٹ

۵ "ایتی باٹاں" یہ دو جملے نسخہ الف میں کرم خوردہ ہیں۔ متن میں اس جملہ کی تکمیل نسخہ ب، ت، ج، س، و اور م سے کی گئی ہے۔

۶ ب، ج، و = سوں یو باٹ نکل

(۷) ت = سمجھے ہور مشقت

(۸) ت = دانا کوہے سجدے کی

(۹) و = کس کی کیا مجال

(۱۰) ب = پانان

(۱۱) ت = تو

(۱۲) و = ہماری اس بات

(۱۳) ت = انے کہا ہونا۔ م = انے کھائل ہونا

(۱۴) ب، ج = انے کون کرنا منا

(۱۵) ب = گن اس باغ

(۱۶) ت = درسن باغ

(۱۷) ب = جکوئی اول آخر کیا آچایا بنیاد اول۔ ج = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی۔
جوکوئی اول آخر اچایا بنیاد۔

(۱۸) و = بول میں یک یک حور۔

(۱۹) ب = جیکوی۔

(۲۰) ت = کس تے کچہ جانتا۔

(صفحہ - ۱۳)

(۱) ت = ڈرنا اور پرہیز

(۲) ب = نقصان توہے فہم دار۔ و = نقصان اگر توہے فہم دار

(۳) ت = نے کچہ پایا بلکہ خدا کو پایا۔

(۴) و = ماننا جاننا، پہچاننا۔

(۵) ت = سو

(۶) م = اچھنا

(۷) ت = درد مند ہوتا ہے بے درد

(۸) "بے درد، درد منداں کون کیا جانے" یہ عبارت نسخہ الف میں کرم خوردہ ہے اس لیے عبارت کی تکمیل نسخہ ت، ت، ج، س، م اور و سے کی گئی ہے۔

(۹) ب = لوندان

(۱۰) و = پہچانتے

(۱۱) و = کون کیا سمجھتے۔

(۱۲) ب = چھنداں کو

(۱۳) ت = پہچانتے

(۱۴) ب = کب۔

(۱۵) ج = موں سوں، م = موں پو

(۱۶) ب = میں۔

(۱۷) ت = اس بات کا مانا۔

(۱۸) ب = چھپانا۔

(۱۹) ب، د = بعضے عجب لوکاں ہیں

(۲۰) ب = چل لیو چلن ہارے

(صفحہ - ۱۴)

(۱) ب، ت = پڑتا

(۲) ت = لال کوں کالا کر سمجھتا" یہ جملہ ندارد

(۳) ت = جس کا دل صفا

(۴) و = کہ خدا کہیا ہے

(۵) ت = ظلمات نور سے کوی

(۶) ت = خاک پتھر

(۷) ت = دو روز

(۸) ت = مال ہو رزر

(۹) ت = بھی۔

(۱۰) ت = یہی۔

(۱۱) ب، ت، م = ہے یو خدا۔

(۱۲) ت = اس کا

(۱۳) ت = نام

(۱۴) ت = کام تمام۔

(۱۵) ب، م = پر جنو

(۱۶) و = دنیا میں خوب کہوائے سے لیکر..... ع ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما۔
ندارد

(صفحہ - ۱۵)

(۱) ت = یہہ

(۲) "بھلائی، برائی، سب اپنے پاس ہے" یہ جملہ نسخہ الف میں کرم خوردہ ہے۔
نسخہ ب، ت، ج، س اور م سے عبارت مکمل کی گئی ہے۔

(۳) ت = خبر اپنے کو رہنا۔

(۴) ت = پہچانا انے سب جانا

(۵) ت = ڈھلتا۔

(۶) ت = چلتا۔

(۷) ت = چھوڑا پس دیوانہ ہوا۔

(۸) ت = مدعا دل سے دور پڑتا اگر جو چہتا ہے دل کو۔

(۹) ب = ہے تو۔

(۱۰) ت = شریک کر۔

(۱۱) ت = تو تو پند، م = تو سیک۔

(۱۲) ت = یہہ چلن سیکتا ہے۔

(۱۳) ب = مُرتبا۔

(۱۴) ب = یہاں پڑی۔

(۱۵) ب = بُری۔

(۱۶) ت = زندہ۔

(۱۷) ت = زلیت بی اسے جگا ہے اس پر رحمت۔ س = زلیت لے استحکام ہے۔ اس پر رحمت۔

(۱۸) ت = دل کے دروازے کھولا۔

(۱۹) ت = خاص ہو یا عام۔

(صفحہ-۱۶)

(۱) ت، م ء ع عقل ہے بازو لے باز ہے بلند پرواز

(۲) ب = کواتے۔ و = کہلاتے۔

(۳) ت = ہووے تو تمیز کر بھلا اور برا جانے عقل رہے تو۔

(۴) ب = عقل تے میر و = عقل تے میر ہور عقل تے پیر عقل تے بادشاہ ہور عقل تے وزیر

(۵) ت = عقل سے یہہ عالم رہا ہے کھڑا

(۶) ب = اخل بہوت۔

(۷) ت = ستی

(۸) ب = ع جنے جو علم سکیا ہوا خل تے آیا ہے۔

ت = ع جنے جو علم سیکا سو عقل سے آیا ہے۔

م = ع جنے جو علم سکھا سو عقل تے آیا ہے۔

(۹) ت = عقل سے کچھہ خدا بھی دور نہیں۔ و = "عقل کوں خدا کہنا بی کچہ دور نیں" یہہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۱۰) ت = ذات سے صفات

(۱۱) ت = آفتاب درمیاں سے جاوے

(۱۲) ت = شراب کون کہتا۔

(۱۳) م = پھول پھول کہوایا

(۱۴) ب = جوہر پایا۔

(۱۵) ب = میٹھا لگا بول۔

(صفحہ۔ ۱۷)

(۱) م، و = دئے تو ذات

(۲) ت = کدھر آئیں گے۔

(۳) ج = ایک معنی سوں، ندارد۔

(۴) ت = شک اس وقت جائے گا

(۵) ب = انو نیں لیائے۔

(۶) ت = دیکھا نیں جاتا۔

(۷) ج = ناجاسی اس نظر

(۸) ت = نیں آتا۔

(۹) ب = ہے اس نظر

(۱۰) ت = خدا کیا ظاہر۔

(۱۱) ج = پکڑتا ہے۔

(۱۲) ج = جاگا سوال ہے کہ خدا۔ و = وسواس ہے کہ خدا

(۱۳) ت = دل ہی میں۔

(۱۴) و = خدا تحقیق ہے سے لیکر ..... کہوائے تو کہا جائے تک ندارد۔

(۱۵) س = یو نہ کہے۔

(۱۶) ب، ج = دسنے کی وضاسوں یہاں بھی دستا ہے۔ م = دسنے وضاسوں یاں بی دستا ہے۔

(۱۷) ب = عجب شوکت۔

(۱۸) ت = انسان بی یہاں۔

(۱۹) م = نہیچ۔

(۲۰) ج = کر بولیا۔

(۲۱) ت = جی لے آتا۔

(صفحہ - ۱۸)

(۱) ت = تجہ سے ہے باریکے باریکے وضع سے دستا ہے۔ تاریکے تاریکے وضع سے دکھتے ہیں باریکی کو تارے کی وضع سے دیکھے گئے تو کیوں دیسکی تاریکی کو باریکے وضع سے دیکھے گئے تو کیوں دیکھے۔

(۲) ب، ج = اگر آسمان اگر زمیں سے لیکر ..... گفتار کی فرصت پائے ندارد

(۳) ت = آسماں وگرزمین اگر آب وآتش۔

(۴) ت = آپ ہی پیدا۔

(۵) ت = اٹھوں کو بھی کوی۔

(۶) ت = آپ سے آپ پیدا ہوا ہے تو پس یونچہ۔

(۷) ف = دیکھا چاہیے۔

(۸) ب، ج = کرکہے۔

(۹) ب، م = کیسے یچہ قدرت

(۱۰) ب، ج = عالم میں سو۔

(۱۱) ب، ج = "عالم میں سو جدا ہے" اس عبارت کے بعد پچھلے صفحہ کی عبارت "اگر آسمان اگر زمیں" سے لیکر ..... "فرصت پائے" درج ہے۔

(۱۲) ت = اس نے

(۱۳) ت = لا رکھا

(صفحہ - ۱۹)

(۱) ب = ع کھولیا لھوا کرتے سوں آپس پرستیا۔

ت = ع کھولیا ٹھوا کر سے سر بہیں سپر سٹیا۔

ج = ع کھولیا بھوا کرتے سوں آس پر سٹیا۔

س = ع کھولیا ٹھوکرتے سر بہیں سپر سٹیا۔

م = ع کھولیا ٹھوکرتے سوں آس پر سٹیا۔

(۲) ت = خدا

(۳) ت = پہنچ نیں سو۔

(۴) ت = پس دل۔

(۵) ب، ج، م = جو کچہ بے اختیار دل ہیں

(۶) ب = خام۔ ت، م خام۔

(۷) ت = سو ہیں۔

(۸) ب، ج = ہور محبت اس کی ہے فرض

(۹) م = محبت ہے فرض۔

(۱۰) ت = فرض باقی خدر کے۔

(۱۱) ت = کون جو اس۔

(۱۲) ت = کریں کہ ایسے کا ماں کے ٹکے فکر کرے ہمنا ہماری۔

(۱۳) ت = حیرت کہ گنگے سب ہوئے موتی

(۱۴) ب، ج = سمجی نہیں جاتی۔

(۱۵) ت = سخن۔

(۱۶) ب = میانے نا

(صفحہ - ۲۰)

(۱) و = تجلیات یعنی

(۲) ت = دیتے تو انوار سبحانی

(۳) ت = یوں کیں ہے۔ ج = کہے ہیں۔

(۴) م = ہے کہے۔ و = ہے ناکہ

(۵) و = کچہ

(۶) ب = ے سات سہیلی پیو کی چو ندھر پیو ہوئے

جس پر پیارا پیو کا ہے سو دھن برجی کوئی

ج = ے سات سہیلی پیو کی چو ندھر پیو پیو ہوئے

جس پر پیارا پیو کا ہے سو دھن برمی کوئے

(۷) و = نیاز

(۸) ب، ج = بات کچہ ہور

(۹) ت = دیکتے کہنا دیکھیں گے کہنے سے زیاست

(۱۰) الف، و = جو اپنے۔ نسخہ الف کی عبارت موزوں نہیں ہے۔ اس لیے نسخہ ب، ت، ج، س اور م کی موزوں عبارت "جیوں اپنے" متن میں شامل کی گئی ہے

(۱۱) ت = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی "عاشق مست عابد ہشیار"۔

(۱۲) ب = معشوق اپنا دیدار

(۱۳) ت = دکھلاتا ہے۔

(۱۴) و = بتا کہ

(۱) ت = مانے۔

(۲) و = اچھے بی تو۔

(۳) ت = بڑا۔

(۴) ب، ج = آتا۔ ت س = ماتا۔

(۵) ب = ایسیح تے عاشقاں۔

(۶) ب، ج = دین ہور دنیا۔ ت = دین و دنیا کے گذرتے۔

(۷) م۔ و = سمجھ کر کسے بے منت۔

(۸) ب = دینا یاں پاک۔

(۹) و = غار فاں بی او یسے قبول۔

(۱۰) صرف نسخہ الف میں "کتے کہ" اور سارے نسخوں میں "کتے ہیں کہ" درج ہے اس لیے متن میں نسخہ الف کے بجائے نسخہ ب، ت، ج، س، و اور م کی عبارت شامل کی گئی

(۱۱) ت = گیا

(۱۲) ب = ہے یو بات

(۱۳) ب = کے

(۱۴) م = یہاں کی صفا۔ تیج۔

(۱۵) ت = صفات جج ذات

(۱۶) و = بات آئی ہے

(۱۷) و = بات آئی ہے

(صفحہ - ۲۲)

۱ ب = فارسی کے واصلاں، فارسی کے صاحب دلاں۔

۲ نسخہ الف میں یہ مصرع "لاجرم عین جملہ عالم شد" درج ہے لیکن سب رس کے تمام نسخوں اور خود حضرت رازِ الٰہی کی تصنیف وصیت نامہ میں ع "لاجرم عین جملہ اشیا شد" ہے اس لئے نسخہ الف کے بجائے نسخہ ب، ت، ج، س، م اور و کا مصرع متن میں شامل کیا گیا ہے۔

۳ ت = "خدا کے خاصے" ندارد

۴ نسخہ الف، ب اور س میں ع "ہت مائے چڑ چڑ کہوں سبھی" ہے لیکن جواہر اسرار اللہ کے جتنے بھی نسخے اب تک دریافت ہوئے ہیں اُن سب میں اور نسخہ م میں بجائے "ہت مائے" "ہب مائے" لکھا ہے چوں کہ معنی کے لحاظ سے بھی یہ زیادہ درست معلوم ہوتا ہے اس لیے متن میں نسخہ م کا مصرع شامل کیا گیا ہے۔

۵ ب = سب جائگا خدا کا پچ تھا۔ ت = سب کا خدا پچ تھا۔ م، و = سب جاگا خدا پچ تھا

۶ و = "اس پانی ہور اس موتی سے لیکر ..... نیں تو اس حلال کوں" تک ندارد۔

(صفحہ - ۲۳)

۱ م = ایک ذات وجود

۲ نسخہ الف = حرص مراتب: ب = حفظ حرص مراتب۔ نسخہ ج میں یہ عبارت کرم خوردہ ہے

نسخہ ت، س اور م میں "حفظ مراتب" درج ہے۔ نسخہ الف کی عبارت چوں کہ مہمل ہے اس لئے متن میں نسخہ ت س اور م کی عبارت شامل کی گئی ہے

(۳) ت = اس ایک بات کی ہے بدہ

(۴) ج = کونچے بڑے گھر سے لیکر..... میاں تے جاوے" غائب۔

(۵) ت = اور تیرا درمیان تے جاوے۔

(۶) الف۔ ب، س = دریا میں قطرا بھار = ت = دریا میں تے قطرہ بھار۔ م = دریا ستی قطرا بھار۔ نسخہ الف، ب اور س کی عبارت مہمل ہے۔ نسخہ م کی بہ نسبت نسخہ ت کی عبارت زیادہ واضح ہے اس لیے اسے متن میں شامل کیا گیا ہے

(۷) الف = نیں دریا بی۔ م = نیں تو دریا کوی۔ نسخہ ب، ت، س میں "نیں تو دریا بی" درج ہے۔ یہ جملہ زیادہ درست معلوم ہوتا ہے اس لیے متن میں شامل کر لیا گیا ہے

(۸) ت = ویسا ئچہ تھا عربی میں کہے ہیں۔

(۹) ب = کئی معنے ہیں۔ ت = بہت معنی ہے۔ م = کئی معنی ہیں۔

(۱۰) ت = قابل ہیں۔

(۱۱) ت = بہیچ

(۱۲) ب، ت، م = "یو کیا ذات ہے" یہ جملہ ان تینوں میں موجود نہیں۔

(۱۳) ت = اور وہاں سے سب آتا

(۱۴) ت = کوی کیوں جاتا اس کچہ میں ہے۔

(۱۵) ت = وہاں نور۔

(۱۶) ب = کا اس کالے میں۔

(۱۷) ب = کیا سمجہ نا اس کی مت۔

(۱۸) ب = دو۔

(۱۹) م = "اپس کی اپس کوں خبر نہ اچھنا" یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(صفحہ - ۲۴)

(۱) ت = اس لگن

(۲) ت = فرمایا کہ رسولؐ۔

(۳) ب = ع جیسے انل مے دوھر باتکوں سنبھال کہے۔

(۴) ت = ع جو سو برس کو ہو ویکا وہ اتال کہے

(۵) ب = عقل کا کام الف ہور لام اقل نے کیا کلمہ کلام نیں تو کاں تھا سلام علیک علیک سلام عقل ہوا حلال۔

(۶) ب = صاحب غلام۔ حاکم احکام۔ حمام، حجام، کوٹھہ بام یو کچہ عجب

(۷) ت = تھا اس کا

۸ ت = دانش مندی، ترکش بندی، قبول صورتی۔ دلاوری سب علم سے حاصل۔

۹ ب، ج = ع کرے نت دل پو نازش عقل جیسا۔

م = ع کرے نت دل یو نازش عقل جیسا۔

(صفحہ - ۲۵)

(۱) ج = سر پر چتر

(۲) ت = بازار بازار اپنی دہانی، پھرایا کہ تن

(۳) ب، ج = جیوں نفر، جیوں خدمت گار

(۴) ت = ے خبر دیچ کو معلوم ہر یک منزل کا
فقیر یہہ تن بچارا مطیع ہے دل کا

س = ع فقیر تن یو بیچارہ مطیع ہے اب دل کا

(۵) ت = جاتا ہے۔

(۶) ج = پھچیں پھچیں تن۔

(۷) ت = آتا ہے۔

(۸) ت = دل عاشق جاں

(۹) ت = عدل وانصاف۔

(۱۰) ت = پینا کیا ڈر۔

(۱۱) ت = عدل وانصاف

(۱۲) ت = کرتے کچھ

(۱۳) ت = دنیا کا سواد چھوڑنے پر آئے پس دنیا۔

(صفحہ-۲۶)

(۱) ب = ذوق۔

(۲) ب = کیا۔

(۳) ب = دنیا میں محفوظ۔

(۴) ت = اپس دور

(۵) ت = اپنے ہر ایک ٹھار رکھوال۔

(۶) ت = مات گئے ہونا۔

(۷) ت = نمک نے تے کھانا بے نمک کھائے تو آدمی کیا سواد پاتا۔

(۸) ت = آدمی نیں سواد کیا پانا۔ ج = آدمی نیں سواد پانا۔

(۹) ت = جیون شیریں۔ س = جوں شیر نیں۔

(۱۰) ج = نیں سوو و۔

(۱۱) م = کام میں نیت۔

(۱۲) ت،م = جاتی ہے ہزار۔

(۱۳) ت = آتی ہے

(۱۴) ت،م = عاشق ہے، عاشق کا عاشق کا عاشق پر کرم ہے۔ عاشق ہو، دل سخت ہو تو عجب تماشے کا ہے۔ وقت۔ عاشق کا دل نرم اچھنا، عاشق کا عاشق پر کرم اچھنا۔

(صفحہ ۔ ۲۷)

(۱) س = بختے ظاہری۔

(۲) الف،س،ج = ہرگز نبودی جوب تر فرماں نبردگاؤ خر۔

ب،ت،م = گر نبودے چوب تر فرماں نبردے گاؤ خر۔ نسخہ ب، ت اور م کی عبارت نسخہ الف، س اور ج کے مقابلہ میں زیادہ درست بھی ہے اور امثال و حکم کے مطابق بھی اس لیے اسے متن میں شامل کیا گیا ہے۔

(۳) م = دونو

(۴) م = یو

(۵) م = عاشقاں کے آنگے دنیا خراب۔

(۶) ب،ت = لکھے دنیا سب خراب۔

(۷) ج = دنیا سب خراب۔

(۸) ج = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی "عاشق کون شراب پیئے تو بہوت نقا۔

(۹) ب،م = شراب پی اگر منگتا ہے سخاوت پر آنے تو شراب پی اگر منگتا ہے رن میں۔

ت = شراب پی اگر منگتا ہے سخاوت پر آنے تو شراب پی اگر منگتا ہے رن میں گھوڑا بھانے تو شراب پی اگر منگتا ہے معشوق سے خط پانے تو شراب پی۔

اگر منگتا ہے حسن کا نظارہ کرے تو شراب پی۔ ج = شراب پی ہزار اگر منگتا ہے۔

(۱۰) ت = بھرے۔

(۱۱) ت = چاہتا۔

(۱۲) ت = اگر خدا کوں انپڑنے منگتا ہے تو شراب پی" یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۱۳) ت = اولیاں شراب، م = بعض ولیاں بی شراب۔

(۱۴) م = نوش۔

(صفحہ ۔ ۲۸)

(۱) م = نوشں۔

(۲) ت، س = آرایش بزم بادشاہی۔

(۳) ت، س، م = خوشی میں اِسی۔

(۴) ت = ڈراتے۔

(۵) ب = ازحزا امروز زاہد میکند منع

(۶) ب = شراب بی ہزار گناہ کرتی جیوں جیوکوں۔ ج = شراب بی ہزار۔

(۷) ت = جیودل کو بھاتا۔

(۸) م = وہاں چپ رہیا جاتا۔

(۹) ت = تاکید تمام شراب

(۱۰) ت = بخشا کھاکر م = بخشا۔

(۱۱) ب = فرمودگی۔

(۱۲) ت = آتے۔

(۱۳) م = دنیا یا (کوی

(۱۴) ج = کوی

(۱۵) ت، س = دکاں عالم کے مال۔

(۱۶) ب = شراب کیا شراب۔

(۱۷) ت = سے اپس کو کیا۔

(صفحہ - ۲۹)

(۱) ت = کسی کے ذکر۔

(۲) ت = بار۔

(۳) ت = کیا۔

(۴) ت۔س = یہہ سخن۔

(۵) ب، ت = کتا ہے کہ۔

(۶) ب = از شیشہ ہمان تبر رود کہ در وست۔

(۷) ت = ذرا ذرا۔

(۸) ت = بُرا اور کرتے۔

(۹) ت = شراب بچارا بدنام

(۱۰) ت = تو۔ ب۔ سب

(۱۱) نسخہ الف میں "بہرتے نیں" ہے جو کہ سیاق و سباق کے لحاظ سے موزوں نہیں۔ اس لیے نسخہ ب، ت، ج اور م کی عبارت "بہرتے" متن میں شامل کی گئی ہے

(۱۲) ب، ج، م = "بلکہ ایک غرض ہے" ندارد

(۱۳) ب = دریا دل۔ ت = دریا دل پاک کر پیوے۔

(۱۴) ج= پاک کر پیوے۔

(۱۵) ت= ولے کبھی آپ سے بُرا بول کر ڈراتا۔

(۱۶) ج، س، م= حرام کتے توبہ کراتے۔

(۱۷) ت= اس نسخہ میں یہ شعر نہیں ہے

(صفحہ ۳۰)

(۱) ت= یہ عالم سب جانتا ہے پس جو۔

(۲) ت= پہچانتا ہے سو۔

(۳) ب، ت= وگراس۔

(۴) ت= کسی آدمی ہیں۔

(۵) ت= کرنا بی بڑا۔

(۶) ت= بولے تو

(۷) ت، س= نہیں بخشے گا۔

(۸) ت= عارفاں کا ہے کام صلحت ہے کچھ اس میں و بیہہ سمجھے کہ سمجھ۔ ج= عارفاں کا ہے

(۹) ت، م= ان نسخوں میں یہہ شعر نہیں ہے۔

(۱۰) ت= یوزید بولا نہ عمر

(۱۱) ت، م= یہ

(۱۲) ب، ت، س م، و= بول ہے۔

(صفحہ ۳۱)

(۱) و= یوں فعل

(۲) ر= حسب حال ظاہری۔

(۳) ث = ولے

(۴) ت = گناہ اگر نا بخشے۔

(۵) ب = جو بی اتّنا۔

(۶) ت = بت اگر پتھر

(۷) ت = بے باک۔

(۸) ب'و = پولاؤ

(۹) و = ایسے سوں

(۱۰) س = بزم کرے شراب خدا کی محبت کا ناؤں ہے شراب خدا کی یاہ کے خلوت کا ناؤں ہے
جو کوئی عاشق تمام ہے اسے ہمیشہ یو چہ شراب سوں کام ہے جگوی پاک۔

(۱۱) ج = شراب ظہور۔و = شراب ظہور! ہونا۔

(۱۲) ب'ج = دانایاں کا کیا چارا۔

(۱۳) ب = ہیں ہے اندھارا۔

(۱۴) ث'س = کنے

(۱۵) ث = اٹھا سکتی ہے بٹورے بحری

(۱۶) و = فام

(۱۷) ب'ج = چاند۔ ت = چندر

(۱۸) ت = دیکھنا اور راگ سننا شراب پینا ہے۔

(صفحہ - ۳۲)

(۱) ب'ج'م'و = یہ شعر موجود نہیں۔

(۲) ب'ج'م'و = خودی بیچنے والے" سے لیکر ..... "اس بات کی خبر" ندارد۔

(۳) ت = خدمت گاری سے محبوباں۔

(۴) م = دیئے بھی نہیں لیتے۔

(۵) ج = کیا خام

(۶) و = مراتب کی نہیں۔

(۷) ب، م، و = دکھلایا۔

(۸) ت = کیوں

(۹) ت = سب کے مراتب

(۱۰) ت = بڑے فام سے۔

(۱۱) و = لگوں

(۱۲) ج = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی "شراب پیٹ میں بھرتا"۔

(۱۳) ت، س = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی "جوں لبالب شراب سوں بھریا ہے خم"۔

(صفحہ ۳۳)

(۱) ب، ج = کوی ذرا بھار۔

(۲) ت = میں یہ سمایا۔

(۳) ج = چلی۔

(۴) و = تھے راز پنہانی۔

(۵) ب = سب پاتی اس کو وے کا

(۶) م = یو حاصل اتھا = ب = یو حوصلا تھا تو شاہ ولایت

(۷) د = "بزرگی انو کی سب بے نہایت کہتے ہیں" ندارد

(۸) ت = ہیں کہ جن ولی نے۔

(۹) ت = نیں کسے آتی۔

(۱۰) ت = بڑی نیں جو کہ کسے۔

(۱۱) ب، ت = صاحب سپاہ نے کماچ۔

(۱۲) و = کمانچہ تنبورا۔

(۱۳) ب = سرود۔

(۱۴) ت = دایرہ اور چنگ۔ و = دابرا۔

(۱۵) الف = قصہ خان شاہ نامہ خان۔ ب، ت، ج، س، م، و = قصہ خواں شاہ نامہ خواں۔
نسخہ الف کی عبارت مہمل ہے اس لیے متن میں نسخہ ب، ت، ج، س، م اور و کی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(۱۶) و = "جس کا راگ اسم ہے" سے لیکر..... سرود محرم عشق است و عشق محرم اوست" ندارد

(۱۷) ت = اسم جسم

(۱۸) ب = ہے راگ عشق کی صورت۔

(صفحہ-۳۴)

(۱) ت = ہوں لگتا جیسا تیر۔

(۲) ت = روتا ہے بے اختیار۔

(۳) الف = ع سرورد عشق محرم است و عشق محرم اوست
ب، ت، ج، س، م = ع سرودِ محرم عشق است و عشق محرم اوست۔ نسخہ الف کی بہ نسبت ب، ت ج س اور م کا مصرع زیادہ موزوں ہونے کی بنا پر متن میں شامل کیا گیا ہے۔

(۴) و = کہنے نیں پایا۔

(۵) م = کے ہے ہات۔ و = کے ہات ہے۔

(۶) الف = کوں پیوے گا۔ ب = کیوں جیوئے گا۔ نسخہ الف اور ب کی عبارت مہمل ہے اس لیے نسخہ ت، ج، س م اور و کی عبارت "کو جو پیئے گا" متن میں شامل کی گئی ہے۔

(۷) ب۔ ج، و = دنیا میں آیا سو عبث آیا۔

(۸) ت، س = آیا گیا لذت نہیں دیکھا۔

(صفحہ ۔ ۳۵)

(۱) و = جس کے اس آبحیات۔

(۲) ج، م = ولی۔

(۳) ت = علیؓ سب اس۔

(۴) ب = پانی کا

(۵) ج۔ م = دھات۔

(۶) ت = صاحب سیاہ کو اس کا اثر چڑا۔

(۷) ت = بات کے سنتے۔

(۸) و = بات تے حال ہوا

(۹) ب = دل پویو، ت = دل میں سر شور

(۱۰) ب = ہے جو جیو۔

(۱۱) ب = رنگتا

(۱۲) ت = منگتا

(۱۳) ت = یہہ بات کھیل نیں۔

(۱۴) ت ؎ ہوا دل بہوت آپ دل کہ مشکل وقت آیا ہے
یہہ دل لانے کی جائگا ہے اگر دل دل لگاتا ہے

(۱۵) ت = سنبھالنا.

(صفحہ ۳۶)

(۱) و = شاباش صد رحمت

(۲) م = ہیں تئے اٹھے

(۳) و = رکھے کوئی سنبھال

(۴) م = نسخہ م میں یہ دو جملے دو مصرعوں کی طرح لکھے گئے ہیں ؎
عاشق ہے اس کوں عشق اپنا ہے
عشق جلنا ہے عشق تپنا ہے

(۵) ب = آزما کر یا نا آزما کر۔ ج = نا آزما کر۔

(۶) و = برہم۔

(۷) ت = نام لینے جان جاتا عشق کو صبر کیوں آتا۔

(۸) ت = صفت بے تابی۔

(۹) ب = سعدیؒ بولیا ہے۔

(۱۰) ب = عشق میں ایسے چال۔ ت = عشق میں ایسا چال۔ م = عشق میں ایسی چال۔
و = عشق میں ایس چال۔

(۱۱) ب = نہ صبر آب در غربال۔

(۱۲) نسخہ الف میں "بدنامی آتی عشق میں" لکھا ہے جو ناموزوں ہے اس لیے نسخہ۔ ب، ت، ج، س، م اور د کی موزوں عبارت "بدنامی تے عشق میں" متن میں

شامل کی گئی ہے۔

(۱۳) ب = بھی ہے بچار

(۱۴) و = آیا یہاں کوں۔

(۱۵) ت = انھوکا جو عشق

(۱۶) و = عشق کوں چھپا

(۱۷) ت = ٹھار پاے۔

(۱۸) م = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی "حکایتاں ہیں خرافاتاں ہیں۔

(۱۹) و = "حکایتاں ہیں" ندارد

(۲۰) ت = کام ہے پس جو کچھ

(صفحہ - ۳۷)

(۱) الف، ب، ت س، ج = عاشق بازی۔ م، و = عشق بازی۔ معنی کے لحاظ سے نسخہ م اور و کی عبارت درست ہے، اس لیے اسے متن میں شامل کیا گیا ہے۔

(۲) م = اس نسخہ میں یہ شعر دو نثری جملوں کی طرح لکھا گیا ہے۔

(۳) ج = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی "لوگ گھر گھر پریشان"

(۴) ت = جتنا دوڑے سر گردن سب سر پھوڑے۔

(۵) و = ھوکر کھو پڑے۔

(۶) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور اس طرح ہے "بادشاہ کے جو دل پر آوے غم تل میں سب ملک ہوئے درہم۔ ج = اس نسخہ میں بھی یہ نثر ہے۔ و = ع تل سے ملک سب ھووے برھم۔

۷ ت = دل بادشاہ عالم پناہ ظل للہ صاحب سپاہ کو۔

(۸) ت = بل میں دیوے ہزار ہزار شاباش لیوے۔

(۹) ب، ج = ہزار ہزار بار شاباش۔

(صفحہ - ۳۸)

(۱) ت = ع گھر دھنی اوچہ جس کو گھر ہے خوب۔

(۲) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور یوں ہے، گھر دھنی وو چ جس کوں گھر ہے خوب، وو چ صاحب جیسے، نفر ہے۔ ج = اس نسخہ میں بھی یہ شعر نثر ہے۔

(۳) و = آکر بہوت سراکر۔

(۴) ت = ع بھائی ہے اسے نفر نکہا جائے۔ ج = ع بھائی اسے نفر نہ کہیا جائے۔

(۵) ب = یہ شعر اس نسخہ میں نثری جملوں کی شکل میں ہے" بھائی اسے نفر نہ کھیا جائے آپڑی پر جیکوی نفر کام آوے۔

(۶) ت = دہتا۔ م، و = دھنتا۔

(۷) م = نذھر۔

(۸) ت = تو آبحیات کی خبر لاوُنگا۔

(۹) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے :

(۱۰) م = ندیم یو پڑتے وقت میں کیا فام۔ و = ندیم یو پڑتے وقینچہ۔

(۱۱) ت = تو یہاں

(۱۲) ت = دل پر کچہ۔

(۱۳) "سو ہوتا ہے" یہ جملہ نسخہ الف، ت اور و میں نہیں ہے جس کی وجہ سے عبارت نامکمل تھی جملے کی تکمیل کے لیے ج، ب، س اور م کا یہ جملہ متن میں شامل کیا گیا ہے۔

(صفحہ- ۳۹)

(۱) ت = دسرے کے دل کو قدرت کیا ہے جو وہاں۔

(۲) ت، ج = سمجیا سو کیا سمجیا۔

(۳) ت = منہ نہیں دیکھ میں آتا۔

(۴) ت = نیں آتا

ت، س = "نیں پاتا" اس جملے کے بعد دونوں نسخوں میں یہ شعر درج ہے ؎

خدا کو پاس رکھ ڈھونڈے جنگل میں
دھنڈورا شہر میں پنگڑا بغل میں

(۵) جیتا اہے

(۶) ج = ناوجود۔

(۷) ج = مرد ودی کی۔

(۸) ب، ج، م = تینوں نسخوں میں یہ شعر نثر ہے۔ نسخہ م میں دوسرا جملہ یوں ہے۔ ڈالیچ پر پھول ہنس پڑیا اُمید اب ہے پاس کا۔

(صفحہ- ۴۰)

(۱) ب، و = خوشی خبر۔

(۲) م = آکہ یو وقت۔

(۳) و = دل داری۔

(۴) نسخہ الف، ت اور س میں "کام کوں جد" لکھا ہے جو کہ بامعنی نہیں اس لیے نسخہ ب، ج، م اور و کی عبارت "کام پر جد" متن میں شامل کی گئی ہے۔

(۵) ج = جملے کی ترتیب بدلی ہوئی "تیری بی مراد"۔

(۶) ب = یہ شعر اس نسخہ میں نثر ہے اور دوسرا جملہ اس طرح ہے "صاحب سوں اپنے

یک جیت ایک دل اچھے تو خوب ہے۔

ت = ع = صاحب سے اپنے ایک جیت یک دل اچھے تو خوب ہے

(۷) الف ت = کام شمع۔ ب، س، ج، م، و = کام کی شمع۔ نسخہ الف اور ت کی بہ نسبت نسخہ ب، ت، ج، م اور و کی عبارت زیادہ درست ہے اس لیے اسے متن میں شامل کیا گیا ہے

(۸) ب، ت، ج، م، و = پھر یا جس وقت جس ٹھار گیا۔

(۹) ت = ع۔ سفر کیا سو وہی جنے کہ کیا سفر میں ہے

(۱۰) و = "عقل کے پیالے" سے لیکر ..... ع "بسیار سفر باید تا پختہ شود خامی"۔ ندارد۔

(۱۱) ت = پتا۔

(۱۲) ب، ج، و = دل مست سوں

(صفحہ ۔ ۱۴)

(۱) ت = میں کوی آج لگن کوی۔ ج، م، و = میں کوی آج لگن۔

(۲) ب = پھل واڑی ہور پھولاں کی۔ ت = پھول واڑی۔

(۳) الف = ع۔ دنیا دغا باز ہے اوباش ہور ہلیاں بھری۔

ب = ع۔ دنیا دغا باز بہوت اوباش ہور حیلیاں بھری

نسخہ الف کے مصرع کا وزن برابر نہیں اس لیے متن میں نسخہ م کا مصرع شامل کیا گیا ہے

(۴) و = ہور بادشاہ کا نانوں۔

(۵) ت = کہ آخر یہہ کام۔

(۶) ب = ے خدا مدد ہے اسی کون جسے کچھ ہمت ہے۔

وہی مراد کوں انپڑتا ہے جس میں کچھ ست ہے۔

ت = ع وہی مراد کو انپڑا ہے جس میں سب کچھ ہے۔

ج = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے۔

و = ے اویسی کون جسے ہمت کچ ہے۔

اویہی مراد کوں انپڑیا ہے جس میں ست کچ ہے۔

(۷) ت = کہ میں۔

(۸) ب۔م = منم کر نکلیا بھوت ہم کر نکلیا۔

(۹) ت = ٹک پگ رہکر۔

(۱۰) و = ناموس بادشاہ عالم پناہ صاحب سپاہ ظل اللہ سوں۔

(۱۱) ج = کون۔

(۱۲) د = ہنیا خوشی سوں جوں پھول کھلیا۔

(۱۳) ب = ع۔ اب ہے جس میں تواضع ہے جس میں وو مرد ہے۔

و = ع ادب ہے جس میں او مرد ہے۔

(۱۴) ت = دو چیز جس میں نہیں ہے وہ مرد سر درد ہے۔

(صفحہ۔۴۲)

(۱) ت = اسے نزدیک اپنے

(۲) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور اس طرح ہے "جو کوی کسے کنے آپے غرض عرض کرے"

دہی بھلا ہے جو غرض وو اپس پو فرض کرے۔

ت = ع وہی بلا جو غرض وہ اپس پر فرض کرے۔

م = ع وہی بھلا جو غرض وو اپس پو فرض کرے۔

(۳) ت، س = بے شرم گھرے گھر منگے گا۔

(۴) ب = اس نسخہ میں یہ شعر بھی نثر ہے پہلا جملہ اس طرح "اسے خوشی لگیا منگ منگ لینا"

ت = اس نسخہ میں بھی یہ شعر نثر ہے اور عبارت یوں ہے "ایسے خوش لگا ہے منگ لینا' وے کوی کسے دینا. م = یہاں بھی یہ شعر نثر ہے" اسے خوش لگیا ہے منگ لینا وے کوی کسے کیتا دینا.

و = ادسے خوشی لگیا ہے منگ منگ لینا
وے کوی کیا کسے دینا اوسے لگیا دینا

(۵) ت = وہاں منگ لیا کتنے دیا کتنے نیں دیا کہاں کا نیم اور کہاں کا ست ہے اوس کی وہیچہ.

(۶) ج = خدا ہور خدا کے خلیفچہ.

(۷) ت = عار اتنے کہ دسریاں کنے منگے پاس دسریاں کنے منگے پر آتا.

(۸) ت = پڑیا پان

(۹) ت = تاب اگر ایک

(۱۰) و = توھی دیکھنا منگیا جاتا ہے کہ

(۱۱) ت = قسمت کرنہار.

(۱۲) ت = کوی یہاں.

(۱۳) ج = منگے تو منگے ٹھار

(۱۴) ب = نیں ہے منگنا

(۱۵) ت = اُس ٹھار" ندارد

(۱۶) ت = سب کا تو منگیا جاتا ہے خدا بی دلاتا ہے.

(۱۷) و = تو ٹک یہاں تے.

(۱۸) ج = کھڑے ہات

(۱) ت = پونچہ اچکہ کے.

(۲) ت = لگ ٹک پیٹ۔

(۳) ب = دے دھرے

(۴) ت = پس۔

(۵) ث = کچہ بی

(۶) ت = پرسے پانی

(۷) ت = کہو اور کوی بُرا کہو کیا اس کو کس کا کھنا۔ م = کوئی بھلا کہو، کوئی بُرا کہو۔ و = کوی بھلا کو، کوی بُرا سے لیکر..... خبر نا ہوئی ندارد

(۸) ت = پیتا۔

(۹) ت کس کے کے پاس

(۱۰) ت، ج = جاتا ہے لاج

(۱۱) ب، م، و = بچیں مزدر ہوا تو لا علاج۔ ت = پس ضرور کو ہوتا لا علاج۔ ج = ضروری ہوئی تو لوکاں کا علاج۔

(۱۲) ب، و = "لوکاں کا یو خام" سے لیکر..... "وہ جیوتا نہیں مرتا ہے" ندارد

(۱۳) ج = "اتال بھلے آدمیاں کا کیا حال" سے لیکر..... یارے ناموس بادشاہ کے حضور" ندارد

(۱۴) ت = مشکل ہے دل۔

(۱۵) ت = گوشت

(۱۶) ت = کاؤ قصاب کو بچہ۔

(۱۷) ت = بھائی ہے ہمارا۔

(۱۸) ب،م = بہتر ہے اپنے جیو پر قصد کرنا بہتر ہے شرم کے۔

(صفحہ - ۴۴)

(۱) م = ایمان سوں اپنے۔

(۲) م = کے معنی جو کوی جانتے ہیں حیا کے۔

(۳) ت = تنگی سے اکثر

(۴) ت = حق بہت کڑوا

(۵) ت = وہ بہت بڑا

(۶) ت = آوے

(۷) ت = واقعہ فاقہ

(۸) ت = پس

(۹) ت = پر یہاں کا کیا

(۱۰) ت = خدا اور رسولؐ کی بات کا بچہ تقوا۔

(۱۱) م = جیو بنی نہیں سکتے۔

(۱۲) ت = رکھے اور دنیا کو چھوڑے ہیں، دنیا کی اُمید دل سے توڑے ہیں اگر بھلے آدمی کاش کے دنیا میں نہ آتے جو بُرے لوگاں بی اتنا نفع نا پاتے۔

(صفحہ - ۴۵)

(۱) ت = مرنا اتنے خاطر کیا۔

(۲) ت = مرنا مرنا نہ ایسا نہ مرنا بعد ہا خلق تھوکے نا۔

(۳) ت = راہ وروش۔

(۴) ت = خدا ہے کر

(۵) ت، م: مشکل ہے اس کی وحدانیت کو پہچاننا بھوت مشکل ہے جس تے۔

(۶) ت = ہے اور اپس

(۷) ت، ب = مال لیا جاتا۔

(۸) ت = ہیں کہ خدا۔

(۹) ب = تو یونہیں جاننے کے نشانی۔ ت = یوں نیں یہہ باتاں ہیں۔

(۱۰) ت = دیگر اپنے۔

(۱۱) ت = حضور نظر اکر راز

(۱۲) م = جملے کی ترتیب بدلی ہوئی "ناسمج کر اس ٹھار بات کرتا ہے"۔

(۱۳) ب، م = اصل۔ ت = سب

(۱۴) ب = مردی کے۔

(صفحہ ۴۶)

(۱) ب = ع یو سکندر کوں ملیا نیں یک جام۔

(۲) ت = ے یہہ سکندر کو نیں ملیا ایک جام

زور اور زر سے نا ہووے یہہ کام

(۲) م = ع زور ہور زر سوں نیں یو ہوتا کام

(۳) ج = کس

(۴) ب، د = جو اس پانا پوچ پانی ہے۔ ت، س = جو اپس تے پانا سو یو چہ پانی ہے۔

ج = جو ایسے پانا۔ م = جیو اس تے پانا۔

(۵) ب = اس شعر کے بعد" لوکاں کا یو فام" سے لیکر۔۔۔" وہ جیو تا نیں مرتا ہے" پچھ

صفحے کی چھوڑی ہوئی عبارت درج ہے۔

ت = ؎ دین اور دنیا میں خوبی نیم اور دھرم ہے۔
ایمان کی نشانی سو مرد کو شرم ہے

ج = پچھلے صفحہ کی چھوڑی ہوئی عبارت "اتال بھلے آدمیاں کا کیا حال" سے لیکر...
بارے ناموس بادشاہ کے حضور" اس شعر کے پہلے درج ہے۔

م = ؎ دین دنیا کی خوبی بھی نیم اور دھرم ہے
ایمان کی نشانی سوں مرد کوں شرم ہے

و = دین ہور دنیا کی خوبی نیم دھرم ہے
ایمان کی نشانی مرد کوں سو شرم ہے

(۶) ت = ہے تو حیات میں یو آبحیات ہے میں تو بولا نشان اتال تو

(۷) م = یو آبحیات ہے میں بولیا نشان اتال۔

و = یو آبحیات میں بولیا نشان اتال۔

(۸) ت = رکھنا تیری۔

(صفحہ - ۴۷)

(۱) ت = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور اس طرح ہے" آدمی نہیں وو جس میں کچہ نام و ننگ نہیں آدمی نیں وو جس میں کچہ آدمی کے ڈھنگ نیں۔

ب = ؎ آدمی نیں وہ جس منے کچہہ آدمی کے ڈھنگ ہیں۔
آدمی نیں وہ جس منے کچہہ نام و ننگ نہیں۔

(۲) ب، ت = لیئی

(۳) ب = سو، ت = ہو

(۴) ت = خدا سے خدا کی لگایا اُمیدواری

(۶) و = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی "باٹ میں ایک ڈونگر دیکھیا۔

(۷) ت = دیکھا کہ یک۔

(۸) ت = انپڑتا

(۹) و = کچواتی جاتی

(۱۰) ج = بہی بھرآتی

(۱۱) ب = گیا وہاں لوکاں تھے وہاں کے۔

(۱۲) ب = ؎ خدا کریم ہے سب کو مکر میں سے کاڑے
کسی کے مکر کے پھاندے کسی کو نا پاڑے۔

ت = ع کسی کے مکر کے پھاندے میں کس کوں نا پاڑے

(۱۳) و = ایک کہنا

(۱۴) م = اس سے

(۱۵) ج = ہوتا۔

(۱۶) ت = پریس

(۱۷) ت = بہت اپنی

(۱۸) ت = چڑھگیا۔

(صفحہ-۴۸)

(۱) ت، س = باغرض وہ بے غرض تمام

(۲) ت ع یہہ کہاں کا وہ کہاں کا یہہ دونو ہوائی۔

(۳) م = کیا

(۴) ب = حیران ہور پریشان مجے نیں ہوتا۔

(۵) و = مجنے کچھ نیں ہوتا۔

(۶) ت = دشت

(۷) ب،ت = وو ایک چشمہ توں کتا سو بہشت میں ہے

(۸) م = یہہ جملے شعر کے دو مصرعوں کی شکل میں ہیں ؎

یو غرض ہے پوچھے بغیر نیں رہتا
یو کچھ پوچھتا وو اسے کچھ کتا۔

(۹) ت = ۔۔۔ خوہی

(۱۰) ت = زندہ ہووے۔

(۱۱) و = "مسیحاؑ کا دم اس پانی تے فیض پایا، مسیحاؑ اس پانی تے موے کوں جلایا"۔
یہہ عبارت ندارد۔

(۱۲) ب، ج، م، و = پانی کے ہر قطرے میں لاک فیضاں۔ ت = پانی کے قطرے میں لاکھ فیضاں

(۱۳) ت۔ جانے

(۱۴) ت = پہچانے

(۱۵) م = اس نسخہ میں یہہ عبارت شعر کے دو مصرعوں کی صورت میں ہے ؎

جو اپنے رونے تے محفوظ ہیں درد منداں
سو ہسنے نیں پاتے ہیں حظ یو مجو باں

(۱۶) ب، م، و = پھول کی باس کون لیا ہے۔ ت = پھول کون لایا ہے۔

(۱۷) ت = بھنورہ

(۱۸) م، و = پروانہ۔

(۱۹) و = بہریا۔

(۲۰) ت = ہوتا

(صفحہ ۴۹)

(۱) ت = غرض

(۲) ت = دکھا۔

(۳) و = انچھوا یکہ

(۴) ت = ہیں کہ جس

(۵) م۔و ج = کیوں ہوئے

(۶) م = عرش میں

(۷) م، و = پانی کا ایک قطرا

(۸) ت = اس سے

(۹) و = کو

(۱۰) م = خوف کرنا پرہیز کرنا" یہ دو جملے اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۱۱) ت = یہہ پانی کا اگر موج آجاوے۔

(۱۲) م = اگر مہر کی موج۔

(۱۳) ب، ج = پل

(۱۴) الف = کاڑ کوں باڑی کرے۔ ب، ج، س، م = باڑ کوں باڑی کرے، ت = کاڑی کو پہاڑ کرے۔ و = یہ جملہ کرم خوردہ ہے۔ سباق و سباق کے لحاظ سے ب، ج، س م کا جملہ درست معلوم ہوتا ہے اس لیے اسے متن میں شامل کیا گیا ہے

(۱۵) ت = اشک کو۔

(۱۶) ب، م = بات تے میں خط کیا۔ و = بات تے خط کیا۔

(۱۷) ت = سو بھی بات

(۱۸) ت = بات خاطر میں ہے

(۱۹) ج = بندتے

(۲۰) ت = چلا بہت

(صفحہ ۵۰)

(۱) ت = پڑتا۔

(۲) ت = پایا۔

(۳) الف ع = عجب کوٹ اُوٹ سے کیتا بکھانوں

(۴) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے۔

ت س و = عجب کوٹ اوٹ ہے کیتا بکھانو
کہ حلقہ اژدہا مارا ہے جانو

ج = اس نسخہ میں بھی یہ شعر نثر ہے۔

ج = اس نسخہ میں بھی یہ شعر نثر ہے

م = عجب کوٹ اوٹ ہے کیتا بکھانوں
کہ حلقہ اژدہا مارا ہے جانوں

نسخہ الف کے پہلے مصرع میں "بکھانوں" ہے۔ اور دوسرے مصرع میں آخری لفظ جانو۔ جب کہ وجہی نے اس عبارت کو بیت لکھا ہے۔ یعنی دونوں مصرعوں کے آخری لفظ ہم قافیہ ہوں۔ اس لیے اس شعر کی موزونیت کے لیے نسخہ ت، س اور و کا مصرع متن میں شامل کیا گیا ہے۔

(۵) ت = پوچھتا کیا کہ

(۶) ج = بادشاہی کی

(۷) ت = ؎ ہدایت لک تو آیا ہے دیکھیں کیا ہوئے مدایت سو
نظر نے لئی جفا جفا دیکھا لگیا اب کام ہمت سو.

(۸) م = دکھ۔

(۹) و = مر دیا ہوں تو بازی انپڑے

(۱۰) م = "کچہ مت پاویں" ندارد

(۱۱) ت = مراد برلاویں.

(۱۲) ت = پہاڑ زمیر.

(صفحہ - ۵۱)

(۱) ت = ع وہی ہے مرد جو ہمت سو ہمیشہ ہم دست ہے.
م = ع وہی مرد جو ہمیشہ ہمت سوں ہم دست ہے.
و = ع وہی مرد جو ہمیشہ سن ہمت ہمت دست ہے.

(۲) ب۔ ؎ وہی ہے مرد جو ہمت سوں ہمیشہ ہمدست ہے
ہمت خدا کے خزانے کی خاصی بست ہے.
ع = ہمت خدا کے خزانے کی خاص بست ہے.

(۳) و = تیوں جو کوی کرے نا.

(۴) ت = جتنا کئے تو بی.

(۵) ب، م و = فرواں

(۶) م = یہ جملے شعر کے دو مصرعوں کی شکل میں ہیں. ؎
جے کچھ خوبی ہے سو ہمت کے باب ہے.
ہمت نا ؤں لینا بی لئی سواب ہے.

(۷) و = باب۔

(۸) ت، س = بات ہے ہمت مرداں کے جاں کے سات ہے

(۹) ت، س = "ہمت کا ناوں لینا بی لئی صواب ہے" ندارد۔

(۱۰) ت = اپنے

(۱۱) ب، م = ہمت تعلیم خانے

(۱۲) ب = اچہ ہو ہمت۔ ت = چہہ اور ہمت

(۱۳) ت، ج = مطلوب ہے۔ مرغوب ہے۔ محبوب ہے بہو تیچہ خوب۔

(۱۴) ب، ج = پاوے

(۱۵) ب، م = ؎ غرض دھرتا ہے نیں تو کیا غرض ہے یاں لگ آنے کوں
جو کوی ہوا کرے کس کی سو کچہ مقصود پانے کوں

(۱۶) الف س = سینا سو خفا۔ ت دل ہوا خفا = ب، سینا ہوا خفا۔ ج سینا ہوا تھا خفا۔ م = سینا ہو خفا یہ مقابلہ دوسرے نسخوں کے ب اور و کی عبارت ہی درست معلوم ہوتی ہے اس لیے اسے متن میں شامل کیا گیا ہے۔

(صفحہ ۵۲)

۱ ت = یہہ شہد نبات و = یو شہد و نبات۔

۲ ب = بات اگر کتے۔ و = بات کے کہتے

۳ ت = رگ رگ میں۔ ج = راگ میں۔ و = رگ میں

۴ ت = یہہ عالم ہوتا

۵ ج = بات بہوت تند۔

۶ الف = بات پرہیز خذر۔ ب، ت = بات سے پرہیز و خذر۔ ج = بات تے پرہیز ہور

م = بات تے پرہیز حذر۔ و = اس نسخہ میں یہ جملہ کرم خوردہ ہے۔ نسخہ م کا جملہ دوسرے نسخوں کے مقابلے میں صحت سے قریب معلوم ہوتا ہے اس لیے اسے متن میں شامل کیا گیا ہے۔

(۷) ب، ج = خوب تو بی۔

(۸) م = صفاں تیں سو

(۹) ب = مریداں سوں مصحف۔

(۱۰) ت = چھوکر مصحف کو جالا یا سور چرایا

(۱۱) ت = اس کو۔

(۱۲) ت = پرسے اٹھے یک کو۔

(۱۳) ج = اتنا

(۱۴) الف = آپے پر کہوتا۔ ت = آپ ہی گھوٹیا۔ ج = آپے پر گھوٹیا۔ م = آپی گھٹیا۔ و = آپے پر کھٹیا۔ نسخہ الف میں یہ عبارت مہمل ہے۔ ب اور س کی عبارت بھی اسی طرح ہے۔ نسخہ ت م اور و کے مقابلے میں نسخہ ج کی عبارت زیادہ درست معلوم ہوتی ہے اس لئے اسے متن میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(۱۵) ب = پھٹیا

(۱۶) ت = کیا کیا کری۔

(۱۷) ج، م، و = تھی بچاری سچی۔

(۱۸) الف = یوسف میں۔ ب، ت، س، ج، م، و = یوسف پر۔ متن میں نسخہ الف کے بجائے نسخہ ب، ت، س، ج، م اور و کی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(۱۹) ت = ہمت اسے۔

(۲۰) ب = اسے ہمت کی صحبت خوش آتی۔ ت = اسے صاحب ہمت کی بات بھاتی۔
ج "اسے صاحب ہمت" سے لیکر ..... بدنام ہوئے گا" ندارد۔
و = اسے ہمت کی صحت بھاتی۔

(۲۱) الف = ع۔ شراب پیئے تو بی کوئی نیں ہوتا ماتا۔ نسخہ الف کا یہ مصرع موزوں نہیں اس لیے متن میں نسخہ ت اور م کا مصرع شامل کیا گیا ہے۔
ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثری جملوں کی طرح لکھا گیا ہے۔

(۲۲) ت = حسن شراب کہ جس کے دیکھنے سے اثر اتا۔

(۲۳) ت = رہیے تیری سُد پس کاں کی عقل اور کاں کی بُد۔

(۲۴) و = عقل پیچھیں کاں

(۲۵) ب = سُد

(۲۶) ت، س = تن تے دل کو۔

(۲۷) ت = دنبال چھوڑ کہ میں ہمت ہوں اس ٹھار میرا یہہ احوال

(۲۸) ت = احوال

(۲۹) ت، و = چت چت کا برا۔

(۳۰) و = اس کی نہایت کوں

(صفحہ ۵۳)

(۱) ت = انپڑا کہ اس کو

(۲) ب، ت، و = جفا دیکھے کیا نفا دیکھے۔ ج = جفا دیکھے کیا کیا نفا دیکھے۔

(۳) الف، س = بھی اپنی پر جاگا آئے۔ ب = بھی اپنی جاگا آئے، ت = اپنا جاگا پھر آئے۔
ج = کرم خوردہ = م، و آ بھی پھر اپنی جاگا آئے۔ نسخہ م، ذ کا جملہ صحت سے قریب

معلوم ہوتا ہے اس لیے اسے متن میں شامل کیا گیا ہے۔

(۴) الف = بات گیا۔ ج، ب = اِن نسخوں میں یہ جملہ کرم خوردہ ہے۔ ت، س م = باٹ گیا۔
و = باٹ میں گیا۔ نسخہ ت، س، م کی عبارت متن میں شامل کی گئی ہے۔

(۵) ت = بھریا دیا نیں کریا۔ ت = پھریا گریا دریا نیں گریا نیں گریا اگر دل ہی اس آبجیات

(۶) ت = کو

(۷) و = چھوڑنے کا

(۸) ب = پڑیا بچارا اڑیا بچارے پر کام مشکل کھڑیا۔ م = اڑیا۔

(۹) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور پہلا جملہ اس طرح "نفر شاہاں کنے دور اندیش ہوئے تو خوب۔

(۱۰) الف = قایل کی بات ، ت، م = قابل کی بات۔ و = فایدے کی بات۔ ب، س اور ج میں یہ جملہ کرم خوردہ ہے۔ نسخہ الف میں "قایل کی بات" لکھا ہے جو کہ مہمل ہے۔ نسخہ ت اور م میں "قایل کی بات" درج ہے جو کہ زیادہ بامعنی نہیں لیکن نسخہ الف کے لفظ "قایل" سے نسخہ ت اور م کا لفظ "قابل" قریب ہونے کی بنا پر متن میں شامل کیا گیا ہے۔

(۱۱) ت = آتی ہے۔

(۱۲) ب = بند۔

(۱۳) ت = بھاتی ہے۔

(۱۴) م = کاں

(۱۵) ب، ج = یہ شعر نثر ہے۔
م = جکوئی خوبی کوں کہے اور کوئی برا مانے۔
نہ بول بول کہ کیا کام بیٹھے پچتائے

(۱۶) و = جس میں خدا

(۱۷) و = تھی۔

(۱۸) ت = ہمت کے پاس۔

(۱۹) ج = مقصود کو اپنی جگہ یاں۔

(۲۰) الف = "دسریاں کا" یہ جملہ نسخہ الف میں کرم خوردہ ہے۔ اس لیے نسخہ ب، ت، ج س، م اور و کا جملہ متن میں شامل کیا گیا ہے۔

(۲۱) ج = یو دل کچہ

(۲۲) نسخہ الف میں لفظ "بالنات" کرم خوردہ ہے لیکن دوسرے تمام نسخوں میں یہ لفظ بلا کسی اختلاف کے موجود ہے اس لیے متن میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(۲۳) ب = کوں کا = ت = کہوں گا کہ ارے سن دل کام کیا جائے ولے کام نبھانا مشکل مرداں میں ٹھاؤں اچھنا کچہ ناؤں اچھنا کہ کرنے تو کیا ولے ہتیار جیا یو بولا ہو۔

(۲۴) د = اچھنا ہے کچہ نانوں اچھنا ہے۔

(صفحہ-۴۵)

(۱) ج = سنبھالنا بہوت مشکل۔

(۲) ب، ج = ہوں سو تیری۔

(۳) ب = میں اختیار

(۴) ب = یہہ شعر نثر ہے دوسرا جملہ اس طرح ہے" اپس کے کام کوں سٹ دیوے نام پر جیو دیوے۔

ت = ع اپس کہ کام کو ہمت دے نام پر جیو دے

(۵) ت = جو کوئی

۴۷۸

(۶) ت = اپس

(۷) م = قدم کچھ پیش کر

(۸) ت، و = ہمت تے ہمت مطلوب ہے.

(۹) ت، م = کہیا.

(۱۰) ت = جب تک

(۱۱) ت = تب تک

(۱۲) ت ہ = جے کیا ہے تو بیدلؔ اس کے نراس کرنا مشکل
ہوئے سو کام میں میرے تو کیوں خلل کرتا.

(۱۳) نسخہ الف میں یہ عبارت "اتال دل کوں" کرم خوردہ ہے۔ لیکن دوسرے تمام نسخوں میں یہ عبارت بلا کسی اختلاف کے موجود ہے اس لیے متن میں شامل کرلی گئی ہے۔

(۱۴) ب کھڑی بھر بول اٹھ ایسی بات نکو دل میں دھر ایکچہ جا گا۔ ج کھڑی بھر بہتر بول
اُٹھ اسی بات نکو دل میں دھر ایکچہ جا گا۔

(۱۵) م = ہوکر پڑیں.

(۱۶) ت = بے خطر بے اندیشہ دیکھ جا یہہ بی ایک۔ و = خاطر لیا۔

(۱۷) و = اگر

(صفحہ - ۵۵)

(۱) ت = گلریزی دیکھیں اچھیں جانے اچھیں کر پرت۔

(۲) ب، و = دیکھیں اچھیں، جانے اچھیں.

(۳) و = پیرت کیوں

(۴) ت = کہتے کہ یہہ بات

(۵) ج = چڑتا یو بڑی

(۶) ب = یہہ شعر اس نسخہ میں نثر ہے۔

ت = ع۔ جو کام دل سے آوے سو دیکھنا کر کر۔

(۷) ت = کھول اور آبحیات کہاں ہے سو اس کا۔

(۸) ت = کرتے کرتے جیو۔

(۹) ب = اِس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے۔

(۱۰) ب = کام کرے اپنا نام کرے۔

(۱۱) ت = صاحب اور ایسا

(۱۲) ب، ت، م = فتح وظفر۔

(۱۳) م = "دو نفر کون دیکھ صاحب کون پہچانتا"۔ یہہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(صفحہ - ۵۶)

(۱) ت = تدبیر اور اتنیچ۔

(۲) ب، ج، م، و = جو عقل ہور فکر پر۔ ت = جو عقل آئے ہیں

(۳) ت = تو لئی کچھ کیا کام جائے جتنا عقل اور جتنا کچھ کام ہے۔ م = تو جو کچھ کام۔

(۴) ت = کوں بہت۔

(۵) ب، ت = اپس

(۶) ت = سمجھیں گے ناداں دانے دیوانے

(۷) ب، و = باتاں کرتے ہیں آکر۔ ت = آکر باتاں کرتے۔

(۸) و = کون.

(۹) الف = "کام سمج سوں اچھے تو کچھ سواد ہے" یہ جملہ نسخہ الف میں نہیں ہے لیکن تمام نسخوں میں موجود ہے اس لیے متن میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(۱۰) ب، ج، م = پایا۔

(۱۱) ت = کھایا کیا۔

(۱۲) ت = کہنے سے لیا۔

(۱۳) ب = لیا۔

(۱۴) ت = بیٹھا اور کیا

(۱۵) ب = یوں بی میں پرمثال لئی دیتا۔ ت، س = یوں بے میں پرمثال لے دیتا۔
م = یوں بی پرمثال لئی دیتا۔ و = یوں بی نہیں پڑحال لئی دیتا۔

(۱۶) ت = لیتا۔

(۱۷) م = کرجانتا۔

(۱۸) ب، ت، ج، م، و = کا توسب پر

(۱۹) ب، م = نیم چے دشمن۔

(۲۰) م = تو

(صفحہ ۵۷)

(۱) ت = ہے کہ جو۔

(۲) ج = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی "جو لوکاں نے اس دنیا خاطر"

(۳) ت = نے

(۴) ب = کسے ہونیں۔

(۵) ت = مست اور بہت

(۶) ب = رام کا تیر راون پر آئے گھر کے بھیدی نے لنکا ڈھائے۔ ج = رام کا تیر راون پر آئے گھر کے بھیدی میں لنکا ڈھائے۔ م = رام جو جان کر رام پر آئے گھر کے بھیدی تے لنکا جائے۔ و = رام کا تیر راون پر آئے گھر کے بھیدی لنکا جائے

(۷) ب = بھائچہ نے مارنے

(۸) و = بتیایا جائے

(۹) ت = پر یکایک

(۱۰) ت = دغابازی مکری اور حیلہ۔

(۱۱) ت = کو

(۱۲) ب = لئی

(۱۳) ب = اس۔

(۱۴) ت = قول و قرار پس انو کے۔

(۱۵) و = بادشاہی

(۱۶) ت = داناجو لوگ بی۔

(۱۷) ب، س = یونچہ فکراں۔

(۱۸) م = کوں کچھ مشکل۔

(۱۹) ت، س = جس ٹھار

(۲۰) و = دنیا کے تماشے کی۔

(۲۱) یہ شعر صرف نسخہ م اور و میں ہے لیکن سیاق و سباق کے مطابق ہونے کی بنا پر متن میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(۲۲) "تیوں اس یار کوں بی ایک جیو کا یار ہے" نسخہ الف، ت اور س میں یہ عبارت نہیں ہے لیکن نسخہ ب، ج اور م، وہیں موجود ہے۔ بیان کے تسلسل کے لئے نسخہ ب، ج اور و کی عبارت متن میں شامل کی گئی ہے نسخہ م کی عبارت کچھ فرق کے ساتھ اس طرح ہے۔ "تیوں اس یار کوں بی ایک جیو کا پیار ہے۔ (صفحہ - ۵۸)

(۱) ب = جیو نیں جان

(۲) م = ہیں کچہ ملاحظہ

(۳) ت = یار کو یار کتے کتے یہہ بھتر و = یار کوں کتے کتے

(۴) ت = کینے کی بلا۔

(۵) ت = پس

(۶) و = یاز اریں بازار۔

(۷) ت = کتا کہ یہہ بات

(۸) ت = بہار کیوں

(۹) ت = پڑی پس تو

(۱۰) و = توں اپنی بات" سے لیکر ..... کیا عجب" ندارد۔

(۱۱) ت = ایک کا

(۱۲) و = اپس کا مایا۔

(۱۳) ب = اپس پہ چھپانا۔ ج = ایسے چھپانا جیوں۔

(۱۴) ت، و = نیم دھرم۔

(۱۵) ت = اپنی کوی۔

(۱۶) ت = کام کسے

(۱۷) م = دنیا کا کام خوب تمام کرے

(۱۸) ت = اگر دشمن چمٹی ہیں

(۱۹) ب، ت = پر

(۲۰) و = فارسی میں حضرت شیخ سعدیؒ بولے ہیں

(۲۱) نسخہ الف میں صرف پہلا مصرع ہے نسخہ ت میں صرف دوسرا۔ نسخہ ب س، ج اور م میں دونوں مصرعے موجود ہیں۔ و، میں بھی صرف پہلا مصرعے ہے۔

(صفحہ ۵۹)

(۱) ب، ت = رات بھی آخر۔

(۲) م۔ و = گذرتا ہے سو۔

(۳) ج = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی "اس کے رہنے کی وضع دیکھ دشمن ڈرے"

(۴) ت = زیادہ

(۵) م = کہنا۔

(۶) و = سو۔

(۷) ج = مکر ہے دغا بازاں۔

(۸) و = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی "کیا کام آتے ہے لکوں"۔

(۹) ت = [illegible]

(۱۰) ب، ت = مکر میانے نیں۔

(۱۱) ب، ت = نیں دھرتے ہر کس کی۔

(۱۲) ت = مزدور کے، ج = مزدوری کے۔

(۱۳) ت = دیوانے بہت ملے۔

(۱۴) ب = جس میں

(۱۵) ب = خالی۔

(۱۶) ب = یو = ت؛ جو

(۱۷) ت = اچھنا کہ عاشق۔

(۱۸) ب = مردود جواپس کی قدر جانیا مردود ہیچہ جواپس

(۱۹) ت = نام

(صفحہ - ۶۰)

(۱) ت = بٹھلا کر سمجایا اور مقصود۔

(۲) ت = ع جنے یقین سو جیوا پنے یار سے لایا۔

(۳) ب، ج = دونوں نسخوں میں یہ شعر نثر ہے۔ نسخہ ب میں دوسرا جملہ اس طرح ہے۔
جکوی ثابت ہوآیا مرد انکے پایا۔"

(۴) صرف نسخہ الف میں "خوب مرد ہے" اور سارے نسخوں میں "خوب توں مرد ہے" راج ہے۔ نسخہ الف کا جملہ واضح نہیں ہے اس لیے نسخہ ب، ت، ج، س، و اور م کا جملہ متن میں شامل کیا گیا ہے۔

(۵) ب = یو قصا

(۶) ب = نانوں ہے عشق پر دل میں اوس کا ٹھانوں ہے۔

(۷) نسخہ الف اور "س" میں "انپڑیا" لکھا ہے لیکن ما بقی نسخوں میں انپڑایا۔ انپڑیا کی بہ نسبت اس جملہ میں انپڑا اتنا زیادہ موزوں ہے اس لئے ب ت، ج، م اور د

نسخہ کی عبارت متن میں شامل کرلی گئی ہے۔

(۸) ب، ج = ذکر۔

(۹) ت = ع وہ شاعشق ہے سب جہاں اس کا ہے۔

(۱۰) ج = جھاڑ حسن۔

(۱۱) و = اس کی

(۱۲) ت = ہویدا۔

(۱۳) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے۔ ت = ع کہ اس شراب سوچڑتی ہے عشق کو مستی۔

ج = اس نسخہ میں بھی یہ شعر نثر ہے۔

(۱۴) ت = وہ متغنی یہہ محتاج۔

(۱۵) ب = یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے "عشق حسن خاطر حسن عشق خاطر ہوا آشکار"

(۱۶) ج = حسن کی خاطر

(صفحہ - ۶۱)

(۱) ت = گرنان۔

(۲) ج - پھرنا

(۳) و = ع گھر میں تے ہنستے چلی تو پھول انگن میں چھڑیں۔

(۴) ج = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے۔ م = ع - عاشق ہوکر چاند اور سورج دروازے پر آکر پڑیں۔

(۵) ت = یہہ تو انور آفتاب۔

(۶) ب = نور یو نوا

(۷) ب = عالم عالم اسے دیکھنے محتاج عاشق سب اس تے پائے رواج عالم عالم اس کی خاطر خراب

ج = عالم عالم اسے دیکھنے محتاج عاشق اسے اس تے پائے رواج عالم عالم اس کی خاطر خراب۔

و = عالم عالم اسے دیکھنے محتاج عاشقاں سب اس تے پائے ہیں رواج عالم عالم اس کی خاطر خراب

(۸) ب = ھر عاشق۔ ت = ہزار عاشق

(۹) ت = درد

(۱۰) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور اس طرح ہے "گل کے رنگ کیا چمن میں شایاں ہے لالے جانو افتاباں ہیں۔

ت = ے کل کے رنگ کہاں چمن میں شاباں ہیں۔

لالے نیں جانو افتاباں ہیں

(۱۱) ب = کتے تویوں اس کے۔

(۱۲) ت = ہے اور اس باغ۔

(۱۳) ت = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی "موتیاں سے بھرا اس کا چمن۔

(۱۴) ج = و = موتیاں بھریا۔

(۱۵) ت = تاوں سے

(۱۶) ب = ے بلبل ہو کر نالے بھریں جمنے چمن سیراب ہو۔

پھولاں کی خاطر جا پڑیں کانٹیاں اپر بیتاب ہو

ت = ے بلبل ہو کر نالے بھرے چمن چمن سیراب ہو

پھولاں کی خاطر جا پڑے کانٹیاں اوپر بے تاب ہو۔

(صفحہ-۶۲)

(۱) ب'و- گورہ۔

(۲) ب = اچھوں۔

(۳) ب = پھولاں۔

(۴) ب = ے جدھر تدھر بی حسن ہے جو دل پھولا تا ہے
کدھر کدھر کی بلا عاشقاں پہ لا تا ہے

ت = ے جدہر تدھر بی حسن ہے تو دل بھلا تا ہے
کدھر کدھر کی بلا عاشقاں پر لا تا ہے

(۵) ب = دلارام۔

(۶) ت = نانوں لقب = ت لقب نام۔ م، و = لقب

۷ ت = نام

۸ ت = ع لالے دیئے سینے پہ گل پھل پھل کہ تیرے گال پر

ج = لالے نے سینے پہ گل پھل پھل کے تیرے گال پر

م = لالے دئے سینے پو گل پھل پھل کے تیرے گال پر

۹ ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور پہلا جملہ یوں ہے" لالے دیئے سینے پو گل پھل پھل کے تیرے گال پر۔

۱۰ ب = ٹھکتی، چلکئی، جھلکتی کل کلتی رخسار کی

۱۱ ب' ج = پھول کی پھلواری۔

۱۲ ت = اور

۱۳ ب' ج = خوشنمائی، سکھرائی، چترائی۔ لطافت

(۱۴) ج = رنگیلیاں سوں جھیلیاں

(۱۵) و = دیکھنی۔

(۱۶) م = تھی

(۱۷) و = جا بجا پھرتی تھی

(۱۸) م = تھی

(۱۹) صرف نسخہ الف میں یہ شعر نثر ہے

(صفحہ ۔۶۳)

(۱) ج = وواس

(۲) و = کا

(۳) ت = تھی

(۴) ت = ہو رہا

(۵) و = "سر دھنیا" کے قریب اس نسخہ میں حاشیہ پر" دیوانا ہوا" لکھا ہے۔

(۶) ت = کتنے

(۷) و = نہ کیں دیکھیا نہ کیں سنیا

(۸) ب = "نہ کوئی دیکھا" ندارد

(۹) ت = ہارے شکر الحمد للہ

(۲۰) ت ع سب کسی کو خدا مراد دیوے۔

(۱۱) ب، ج = نثر ہے۔

(۱۲) ت، ج = واسطے کہ انگے۔

(۱۳) ب = انگے بی ایک۔

(۱۴) ب = دل کوں اکر بہوت آہ۔

(۱۵) ج = بہوت اکر لاحول

(۱۶) ت = نام

(۱۷) ج، س، م و = بے بھر)

(۱۸) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے۔ اور نثری جملے اس طرح ہیں" عشق کے دروازے پر سب کوں سر دھر تاج ہے، جو عشق فرمایے بے اختیار ہو کر ناچ ہے۔

ت = ہے عشق کے دروازے پر سب کس کو سر دھرنا۔ بچہ ہے

جو عشق فرمادے بلا اختیار ہو کر۔ بچہ ہے

ج = اس نسخہ میں بھی یہ شعر نثری جملوں کی طرح لکھا گیا ہے۔

(صفحہ - ۶۴)

(۱) ت = اچھنا

(۲) ج = شہر دیدار کا

(۳) ت = ع۔ باغ میں جانے کسے کیوں چھوڑے۔

(۴) ب، ج = ان نسخوں میں یہ شعر نثری جملوں کی طرح لکھا گیا ہے۔

(۵) ت = ہے اور اس

(۶) ت = خلاصی

(۷) ت = شہر دیدار میں۔

(۸) ت = رکھ

(۹) ت = نے

(۱۰) ت = من مورت

(۱۱) ت = سلکاوے۔

(۱۲) ب، ت، م = بے تابی کوں پالے آرام کوں جالے۔

(۱۳) الف، ب، ج، س، و = حسن نیں یو دنیا ہیں ایک بلا ہے۔

ت = حسن نیں یہہ دنیا ہیں ایک بلا ہے۔ متن میں نسخہ م کا مصرع اولیٰ شامل کیا گیا ہے۔

(۱۴) الف = ہر عالم اس بلا پر مبتلا ہے۔ متن میں مصرع ثانی نسخہ ب، ت، س، ج م اور و سے لیا گیا ہے

(۱۵) ب = خاطر

(صفحہ ۶۵)

(۱) م = سفارش خاطر ایک کتابت لکھ دیتا ہوں۔

(۲) ت = کتابت

(۳) ب = یہہ جملہ اس نسخہ میں موجود نہیں۔ "تیرے قصے کی حکایت لکھ دیتا ہوں"۔

(۴) و = قصے کی ایک حکایت۔

(۵) ت = نام لے اور یہہ کتابت اس کے۔

(۶) ب، م = کتابت۔

(۷) ج = سوں محبت

(۸) ت = کرے گا۔

(۹) و = ع۔ ایکس سوں مہر دھرنا خوب ہے کچھہ

(۱۰) ت = ع۔ مروت کس سوکر نا خوب ہے کچھہ

(۱۱) ت = ع نفع بھی ہے تیو نچہ جفا بھی ہے سفر میانے۔

م = ع نفا ہے تیو نچہ جفا بھی اسے سفر میانے۔

(۱۲) الف، ت = چنچل نذر۔ ب = چنچل ندر۔ س، م، و = چنچل نظر۔ نسخہ الف کی یہ نسبت نسخہ س، م، و کی عبارت زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے اس لیے اسے متن میں شامل کرلیا گیا ہے۔

(۱۳) و = "امنگ کر" ندارد

(۱۴) ج = حضور کر۔

(۱۵) ج = مشرق ملک

(۱۶) و = اپسی لیا باٹ

(۱۷) ت = دِن

(۱۸) ب = دیں باٹ چلتے

(۱۹) و = کون بھی تقوا۔

(۲۰) م = بیت المال اِس شہر

(۲۱) ت = پلیت

(۲۲) و = لوکاں اوس گمراہ کے لوکاں دیکھے

(۲۳) ب = تو آیا۔

(۲۴) ت = پالتی ہیں یا جاسوس ہے بھیدی ہے یا چور ہے آیا اس کا کیا معنا ہے۔

(۲۵) ب = آیا ہو اس کا

(۲۶) م = اس شہر کا

(۲۷) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور دوسرا جملہ اس طرح ہے" اگر ہزار بھلا ہے اس کوں کون پتیائے۔

(۲۸) ج = مانا

(صفحہ ۶۶)

(۱) و = احوال سب اس کا

(۲) ت = اس کا سمجھائے رقیب روسیاہ رقیب نے بولا کہ۔

(۳) ج = رقیب روسیاہ نے

(۴) م = "تو کون ہے" ندارد۔

(۵) و = قابو

(۶) ت = ع اگر فولاد ہے تو بھی ضرورت کو نرم ہونا

(۷) م، و = وقت میں قصور

(۸) ت = میں

(۹) ت = میرا ہے افلاطوں، ارسطو اور بوعلی اور لقمان۔

(۱۰) ب، ج = ان دونوں نسخوں میں یہ نثری جملے شعر کے دو مصرعوں کی شکل میں ہیں۔

دنیا میں عقل کچھ بھی دھرتا سو وو چہ خوب ہے۔

مجلس سمجھ کہ بات جو کرتا سو وو چہ خوب ہے

(۱۱) م = مجلس میں سمجھ کر۔

(۱۲) م = "کیا تھا خدا کا بھایا" ندارد

(۱۳) ت = بھایا کہ جو مجھے اس شہر میں

(۱۴) ج = پردھیان۔

(۱۵) د = بھونٹ۔

(۱۶) ت = دکھاتا ہوں۔

(۱۷) ب = بے ترکیب

(۱۸) ج، م، و = اشتیاق بہوت غالب تھا۔

(۱۹) ت = دناں پیچے ملا مجے تجھ جیسا۔

(۲۰) و = ع خدا سنبھالے یو بُری ہے طمع کی دشواری

(۲۱) ب = ع جہاں بہوت ہے وہاں خواری۔

ت = اِس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے

(صفحہ - ۶۷)

(۱) و = سو

(۲) ب = لیائے۔ ت = لیادے۔

(۳) ت = نیوڑاتا۔

(۴) و = تلھار۔

(۵) ب = یو ھینچ لڑ پر پڑتا۔ ت = زمین۔ ج = یو ھینچہ۔ م = بہو تیسچہ پڑ پڑ تا پھرتا بھر بھر۔

(۶) و = اوس کی دھول

۷ ج = خدا وصال

۸ ب = نیں رہتا ہے طمع سب کسے بھائے جان۔ ت = نیں رہتا طمع سب کسے بھاتی جہاں طمع۔

۹ م = طمع آتی ہے طمع سب کسے بھاتی وہاں۔

۱۰ ت = سے

۱۱ ب، ج = "خدایاس بی اتنا نا منگنا جو خدا بی واز آوے" دونوں نسخوں میں یہ جملہ متن کے تینوں اشعار کے بعد درج ہے۔

(۱۲) ت = بیزار

(۱۳) ج=ع نہیں کچھ خوب ہے صاحب تمیزاں

(۱۴) ت،م= طمع داری سے آتی یار خواری

(۱۵) ب = اس نسخے میں تینوں اشعار نثری جملوں کی شکل میں ہیں۔ و= تینوں اشعار ندارد۔

(صفحہ- ۶۸)

(۱) ت = دینے ہارا۔

(۲) ب = دیا ہے بی۔

(۳) ت = دینے ہارا ہے سو۔ م۔ و= دین ہارا ہے سو۔

(۴) ت = ہوتے دینی

(۵) ت = دن

(۶) ب = بکیچ اڑکے ایک کیسے چار۔ ج، م = بکیچ کسے ایک کسے چار

(۷) ب = اچھے گا بلکہ اس وقت۔ ج = اچھے بلکہ اس وقت دنیادار تے مسکین مراتب۔

(۸) ب = "مرد کی نظر ہمت پر ہے" یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۹) ج = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی۔ "مرد کوں مرد پہچانے مرد کوں مرد جانے"

(۱۰) ب = "مرداں کے آنگے دو مرد ہے"۔ یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۱۱) م،و= دینا یا خدا کے

(۱۲) م = کیا۔

(۱۳) ت،س= ملا کر کے یک راس۔

(۱۴) ت= دو اڑکے۔ م = جو اڑکے۔ و= دوڑا کر

(۱۵) و= منگے۔

(۱۶) ب = جیسے ہے پاس۔ ت = دل کے پاس۔

(۱۷) ت = پری جاگا۔

(۱۸) و = بھایا۔

(۱۹) ب، ج = "عزت مسلماناں کا مایا" یہ جملہ دونوں نسخوں میں نہیں ہے۔

(۲۰) ت = ہے کہ مصحف

(صفحہ ۔ ۶۹)

(۱) ت = اتنا نکانار۔

(۲) م = وچاوئے

(۳) ت = وہی ہے صاحب

(۴) ب = ایس کوں۔ ت = اس کو۔ و = ایسے کوں

(۵) و = کوں گیان دھیاں کاں۔

(۶) ج = کاہے ایک

(۷) ج = ھات۔

(۸) ت = کاعار۔

(۹) ج = جادو وسنگ

(۱۰) ت = بے گیان سو کام عزت حرمت۔

(۱۱) ب = کام ایسے آدمی کوں عزت حرمت کا کیا۔

(۱۲) ب = مونڈی ھور۔ ج = موندی ھور

(۱۳) ب = آکھند کھلا، ج = اکہند کھلا۔ م = لکھند کلا۔

(۱۴) ت = خدا کیا ہے کھٹ

(۱۵) م = گیا تو بی۔

(۱۶) ب و = سوں جو کچھ یہاں۔

(۱۷) ت = وہاں بی تو لئی لئی

(۱۸) ت = عورت وہ سینکا درد۔

(۱۹) ت م = عورتاں سے نیتر۔

(صفحہ - ۷۰)

(۱) ت یے سینے کا چت بُرا ہے آدمی کو
کہ غم کرتا ہے سب بے غمی کو

(۲) ب = ترکیبوں۔

(۳) ت = کچھ داروں

(۴) ت = پت۔ س = بیوٹ۔

(۵) ت = اگر ہونا۔

(۶) الف۔ ت = اکثر۔ ب س = اکثیر۔ ج، م، و = اکسیر۔ الف ت اور ب س کے لفظ کی بہ نسبت نسخہ ج، م اور و کا لفظ بامعنی ہے اس لیے متن میں شامل کیا گیا ہے

(۷) ب = "ہے بی نزدیک بلکہ" یہ جملہ ندارد۔

(۸) ت، و = منگنا ہے سو۔

(۹) ت = جو کچھ ہوتا درکار سو۔

(۱۰) ت، و = "انے بی کہا خوب"۔ ندارد۔

(۱۱) و = ع زباں سو ایک تھی دونو کے دل سوں جدا تھے۔

(۱۲) ت = یہ شعر اس نسخہ میں نثر ہے اور پہلا جملہ یوں ہے "زباں ایک تھی دونو کے

دل جدا تھے۔

م = ع سمجھتا حال ان کا سو خدا تھا۔

(۱۳) ب = کپٹ ھورموں

(صفحہ ۔ ۱۷)

(۱) ج = نیں بند۔

(۲) ت = اسبند

(۳) ت = کھے سو یہہ سچہ ہے نبیؐ

(۴) الف، ت : دل یں۔ ب س، ج، م، و = دل تے۔ الف، ت کی عبارت کے مقابلہ میں نسخہ ب، س، ج، م اور و کی عبارت زیادہ مناسب ہے اس لیے متن میں شامل کیا گیا ہے۔

(۵) ت = ہیچہ

(۶) ج = یونچہ۔

(۷) و = "سچے کوں سچا جانے" سے لیکر ..... "موں پر لعنت کرنا" ندارد۔

(۸) ت = مانے

(۹) ج = موں پر ہزار ہزار لعنت کرنا۔

(۱۰) م = ع چھوٹے تے کام نہ آسی بڑا نکامی ہے۔

(۱۱) ت = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور اس طرح ہے "چھوٹ سے کام نہ اسی بڑا نکامی ہے جو کوی چھوٹ کھنا وہ بڑا احرامی ہے"۔

د = ع جو کوی چھوٹ کہتا او بڑا احرامی ہے۔

(۱۲) ت = الاتے

(۱۳) ت = کو

(۱۴) م= چھوپی

(۱۵) م، و= نیں ہے ظاہر

(۱۶) ت= بات ایسچہ ہے سب۔ م = ذا۔ تیج ایسی ہے سب۔

(۱۷) ت = ہے کہ

(۱۸) و = سوں

(۱۹) ج = آئی ہے سو۔

(۲۰) ت = سو بات۔

(۲۱) م، و= ناروزی کرے۔

(صفحہ - ۲۷)

(۱) ت = اور بی کھنا۔

(۲) م = یہاں بی حدیث

(۳) و= کون بہوت بل۔

(۴) ت، ج کچاٹ وہاں

(۵) ب = گت

(۶) ب، ج = "نادان کی ہٹ کچھ ہو رہے" ندارد

(۷) الف = ہمت۔ ت، س م، و = ہٹ۔ ہمت لفظ یہاں موزوں نہیں اس لیے۔ متن میں نسخہ ت، س، م، و کا لفظ "ہٹ" شامل کر لیا گیا ہے۔

(۸) ب، ج س، و = ان نسخوں میں اس مصرع کے بعد ایک اور مصرع، ع

صحبت کے بسیار نیت رنجوری بہ

لکھا گیا ہے۔

(۹) و= جہاں۔

(۱۰) ت = عجب سنا۔

(۱۱) و۔ ہزار ہزار کام

(۱۲) ت = جانے کہ جو

(۱۳) ج = کام خام کرنا ہے

(۱۴) ت، وم = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی "تنہائی دانا کا خلاصا ہے، تنہائی دانا کا خاصا ہے"

(۱۵) ت = رہے گا جو۔ م = رہے جو۔

(۱۶) ت = "ایک تل تنہا رہنا جاسی" یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے ج = ایک تل رہیانہ جاسی

(۱۷) و = کد کلا۔

(۱۸) ت = ہو ویگی پریشانی

(۱۹) م، و = نے بہوت بات

(۲۰) ج = اس کی بی اخل۔

(۲۱) ت = ہوتی بڑی

(صفحہ ۔ ۳۷)

(۱) ت = کرنا کہ جس کی۔

(۲) ج = "اپنی بات کو"۔ ندارد

(۳) ج = یوں خانجی۔

(۴) ج = میں دیئے۔

(۵) م = دانایاں نے بود۔ و = دانائی سوں حضرت شیخ سعدیؒ بولا بد۔

(۶) و = ع۔ پسران نوح با بداں نیشت۔

(۷) م = ع۔ خاندان نبوتش گم شد۔

(۸) ت = بات تھوڑی۔

(۹) ت، ج = صحبت میں۔ ت = مجت سے بیزار۔ و = مجت تے

(۱۰) ت = بہت عار۔

(۱۱) و = فرزوق۔

(۱۲) ت = تامن باشم سخن با احمق نکنم۔

(۱۳) ب = گذرانتا جو جنم۔

(۱۴) و = صفا

(۱۵) و = مکان میں آئے

(۱۶) الف = ع خدامراد دیتا ہے جس کی ہمت ہے عالی

ب = ع خدامراد دیتا جس کی ہے ہمت عالی

ج = ع۔ خدامراد دیتا ہے جس کی ہے ہمت عالی

نسخہ الف کی جگہ متن میں نسخہ م کا مصرع اولیٰ شامل کیا گیا ہے۔

(۱۷) ت = ے خدامراد دیتا جس کی ہے ہمت عالی

عجب ہے اس آدمی کی خوشحالی

(صفحہ - ۴۷)

(۱) ب = ے چھپے کچھ رمز اور نزدیک اغیار۔

آنکھیاں سو بات کرتا عاقل اس ٹھار

و = ع سمج کر بات کرتا عاقل اس ٹھار

(۲) ت = سے بولا۔

۳ ت = اپس میں۔ و = ایسے میں رقیب کی نظر میں تے کدھر تو۔

۴ ب = جیو دان کر احسان کر مشکل اس کا۔ ت = جو دان

۵ و = مشکل آسان کہ

۶ ب، ت = بیٹھ سس = بیٹھ۔

۷ م = بارے "جس مراد کوں آیا سو اپنی مراد پاوے"۔ ندارد۔

۸ ب = رقیب کے ہات تے نظر" ندارد۔ و = "رقیب کے ہات تے نظر دیکھیا ہے بہوت جفا۔" ندارد

۹ ب = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی "بہوت دیکھیا ہے جفا۔"

۱۰ ت = ہمارے سے۔

۱۱ ت = ع مراد او جو اسم اپنا اچاوے۔

۱۲ ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور پہلا جملہ یوں ہے "مرد وہ ہے جو اسم اپنا اچاوے

۱۳ ب = قامت نے خوبی کی علامت نے تمام کرامت نے رہنما ہادی ہدایت نے جیوں فرمایا تھا تیوں یو بات۔ ت = قامت نے۔

۱۴ ت = چھپایا کہ جو۔

۱۵ الف = ع خدا نہ روزی کرے کسی کوں بند و ندی کا۔ نسخہ الف کا یہ مصرع موزوں نہیں اس لیے متن میں نسخہ ت کا مصرع شامل کیا گیا ہے۔

۱۶ ب، ج = جد ھر دیکھنا دھونڈ نا بی کدھر نیں۔

۱۷ ت = دھوندتا بی۔

۱۸ و = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی "کہا سُنا کر اسنے سو راس دھتیارے ہیں"۔

۱۹ ب، ج = مارے ہیں پس معلوم ہوا آج کہ لوکاں کرتے اپنا کاج اس سُنّا بننے کے بہانے

لوکاں کوں ٹہکتے ٹھکپ، بازی کرتے۔ جھوٹ بول کر کھا جاتے لوکاں کا راز ایسے گیمیا گروں کوں پچھوٹ بولنے کا کیا ڈر دنیا میں سُنا کہیں یوں ہوتا۔

(۲۰) م، و = دنیا میں کون سُنار اس کرنا ہمیں عجب کئے تھے سُننے کی آس اتا سُنا۔

(۲۱) ت = بھوکے۔

(۲۲) و = ہوئے تو دھاں

(صفحہ - ۷۵)

(۱) ت = ہے۔

(۲) ت = دغا باز تھا، دغا بازی کیا دغا کیا۔

(۳) ت = اس کی مکر کا اسے

(۴) و = اوس کی

(۵) ب = انو تو کیا اپنا۔ ج = انو تو

(۶) و = ع۔ رقیب بند کیا کہا سو بارے بند تو ٹوٹیا۔

(۷) ت = یہ شعر اس نسخہ میں نثر ہے۔

(۸) ب = علاج نا علاج ناخوش

(۹) م = ۵ اُمید سٹ کو رقیب آج نا اُمید ہوا

(۱۰) ت = ہو کر قامت۔

(۱۱) ت = بہت شفقت، بہت محبت کیا مجھ پر بہت ابکار کیا یہہ کام کرنے۔ م = لئی شفقت لئی پیار۔

(۱۲) ج = ہے کام۔

(۱۳) ت = کو

۱۴ ت = کچھہ منگتا۔

۱۵ ب = دنیا میں مل کو بچھڑنا بہوت مشکل ہے
لگیا ہے دل سی دل مل رہیچ پر دل ہے

ت = ے دنیا میں مل کہ بچھڑنا یہہ بہوت مشکل ہے
گیا ہے دل سی دل مل رہنیچ پر دل ہے

س = ع کیا ہے دل سی دل مل رہنیچ پر دل ہے

م = ع . لگیا ہے دل سی دل میں رہنیچہ پر دل ہے

۱۶ ب = دھریا۔

۱۷ م = اپس اپنے ٹھار

۱۸ ت = سو اس شہر دیدار کے دیکھنے کو

(صفحہ ۷۶)

۱ ب، ج = سو شہر دیدار

۲ ب، ج = ع جو کوئی ہے عاشق اس کوں بلا ہوا دیدار۔

ت = ع کیا دلانکو بچاریاں کے مبتلا دیدار

۳ و = اس نسخہ میں یہہ شعر نثر ہے اور یوں ہے "جو کوئی عاشق ہے اوس کوں بلا دیدار کیا دلاں کوں بچاریاں کے مبتلا دیدار ہے۔

۴ ج = بہوت غنیمت۔

۵ ب = دیکھے وہیں آتا۔

۶ ب = ہوتا دل کوں قرار

۷ ت = منگتا اپنا

(۸) و = نار

(۹) و = ولے اول کلیچ۔

(۱۰) و = آدھا

(۱۱) و = سنکھار

(۱۲) و = "وہاں بی کچہ چھدکا رہیچ دیکھنا ہے" ندارد۔

(۱۳) ت = دل کے اور دیدے کا

(۱۴) و = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی۔ "دیدار پیچ کی لذت دل کوں اس بلا میں بھاتی۔ دیدار پیچ کی لذت دل پر یو بلا لیاتی"

(۱۵) ب، ت، م، و = بہوت کر ایسچ تے۔

(۱۶) ب = کاڑیا ہے حسن

(۱۷) ب = کاڑیا ہے اگر

(۱۸) ج = ہے دو بہوت

(۱۹) ت = ستمیں۔

(۲۰) ت = پھاڑتا۔

(صفحہ ۔ ۱۷۷)

(۱) ب = "خوبی چھانے خوباں کوں ہرگز نیں آتا" ندارد۔

(۲) م = بھاتا۔ و = ابھاتا۔

(۳) ب، ج، س، م۔ و = "ہر کوی منگتا ہے کہ اپنی خوبی کوی دیکھے" ندارد۔

(۴) "ہر کوی منگتا ہے کہ اپنی محبوبی کوئی دیکھے" یہ جملہ نسخہ الف اور س میں موجود نہیں لیکن ب، ت، س، م اور و میں موجود ہے۔ اور چوں کہ سیاق و سباق کے مطابق بھی ہے

اس لیے متن میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(۵) ج = ہیں سکے اتنا

(۶) و = اتنا اپس اپنی

(۷) ت بازار یا زار

(۸) و = "انو کار یتا کسی کے نظر میں پڑیا سر تیسچ، نو کوں خدا نے شرم سوں کھڑیا"۔ ندارد

(۹) ج = تے

(۱۰) ت = دین و ایمان

(۱۱) و = جان تیاں

(۱۲) م = جوں

(۱۳) ب = یو

(۱۴) ت = دین و دنیا

(۱۵) ب = جو کہ مرد کی رضا میں چلی۔ ت = جو مرد کے کہے میں۔ و = جنے مرد کہے میں چلی۔

(۱۶) ب = ع سٹیا ہے غم کے عداوت طرب عزیز ہوا۔

(۱۷) ت = ع نفا دیلہے بشارت جفا یہہ چیز ہوا۔

(۱۸) ب، ج = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی "بارے القصہ ہزار محنت سوں ہزار مشقت سوں"۔

(۱۹) و = "ہزار محنت سوں" ندارد۔

(۲۰) و = پروردگار مرجنہار، چہاڑاں کی ڈالیاں، پھولاں، سب نادر۔

(۲۱) ب = پھولاں سب نادر سب ادتار۔

(۲۲) ت = ع عجب کیا جو جنت کو رشک آوے۔

م = ع کیا کیا رشک تو جنت کون آوے۔

و = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے۔
(صفحہ-۸۷)

(۱) ت = پھل

(۲) ت = کر

(۳) ج = باس تمام

(۴) ج = سمجیا معنا۔

(۵) ت = جنے تماشا

(۶) ت = دیکھا بال۔

(۷) ب، ج = نظر کی نظر ہوتی۔

(۸) ب = ع نظر حیرت تے یہاں کم ہو کے جاوے
م = ع نظر حیرت تے یاں گم ہو کو جاوے

(۹) ب = ادھر سے باد بارا۔ ج = اِدھر تے باد بارا۔

(۱۰) ت = گذرنا۔ م = گذرنان بہوت مشکل

(۱۱) ب = فکر وند

(۱۲) ب = نظر کوں ٹھار نیں ٹھار جاوے

(۱۳) ب = قصارا یوں ہوا، خدا رضا یوں ہوا۔

(۱۴) ت = ہوا کہ جو۔

(۱۵) و = لٹکتی ٹھمکتی چلے میں ھنس کوں ھٹ کہتی۔

(۱۶) ب = کوں ہٹے ندارد

(۱۷) م = ہٹ کہتی

(۱۸) ج = قمری کرے۔

(۱۹) ب = کوں کرے۔ ندارد۔

(۲۰) ب = کنول پھول۔

(۲۱) و = ہات بات ایسی جیسے سد نبات چمن میں

(۲۲) ب = پھول۔ ندارد

(۲۳) و = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی "چڑھے اسمان پہ جا ندسو"

(۲۴) ت = چاند اور سور۔

(۲۵) ت = متی مغرور۔

(صفحہ - ۹۷)

(۱) ب، م = سہ یو موہن دہن عجائب موہنی ہے
سورج اس کے درس کا درسنی ہے۔

ت = سہ یہ موہن دہن عجائب موہنی ہے
سورج اس کے درس کا درسنی ہے۔

و = سہ یو من موھن عجائب موھنی ہے۔
سورج اوس کے درس کا درسنی ہے

(۲) م = کیاں

(۳) ت = گھرے گھر۔

(۴) ب = ع عجب پری ہے سو اس پو حور عاشق ھوے۔

ت = ع عجب پری اہے سو اس پر حور عاشق ہوئے۔

م = ع عجب پری ہے سو اس پر حور عاشق ہوئے۔

(۵) و= اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور اس طرح ہے "عجب پری ہے اوس پر جو رعاشق ہوئے، میلے دیکھ کر اوسے گم ہوے سو رعاشق ہوئے"

(۶) ج= چترچوسار کوں دیدیاں کے سنگھار کوں منتر سحر کار کوں ایک سہلی - و= دیدیاں کے سنگھار کوں حسن کے آدھار کوں چترچوسار کوں.

(۷) و= رات تی رنگیلی

(۸) ت= نام

(۹) الف= قامت کے گلزار کا تماشا ہور شہر دیدار کا دیکھتی تھی" نسخہ الف کی یہ عبارت درست نہیں ہے اس لئے. نسخہ ب، ت، ج، س، م اور وی عبارت متن میں شامل کرلی گئی ہے.

(۱۰) ب= "آب ہوا دیکھتی تھی". ندارد.

(۱۱) ت= ویسے. م= اپس

(۱۲) ب= ع اشنا اشنا کوں جانیاں نیں.

(۱۳) ج= ع آشنائی کیتی پہچانیاں نیں.

(۱۴) ج= خبری کوں

(۱۵) ب، ت، و= خاطر نیں جمع.

(۱۶) و= حیراں سادستا، سرگردان سادستا، کچہ گنوالیا.

(۱۷) ت= گنوالیا کسی کی کچھ چوری کیا تیوں دیکھتا.

(۱۸) ب= یہ شعر اس نسخہ میں نثر ہے.

ت= ع سکتے نیں ہیں ایکس کو ایک پہچان.

م، و= دونوں نسخوں میں یہ شعر نثر ہے. نسخہ و میں عبارت اس طرح ہے" دونوں

حیران دونوں سرگرداں یکس کوں ایک سکتے نیں پہچان"
(صفحہ - ۸۰)

(۱) ج = کو

(۲) ت = آشنائی اور ہم شہری بیان کیا.

(۳) ب = ہم شہری اظہار - ج ھم شیری

(۴) ت = یاے بال بولا.

(۵) م = کنے سب احوال

(۶) ب = ع ہر عاجز یو ھر کسے آتی

(۷) ت = ے ہر عاجز پہ سب کسے آتی
کہ خدا کو بہی عاجزی بہاتی

(۸) ب ج = یہاں لگ آکر یوں رہیا ہوں - ت یاں لگ آکر پڑیا ہوں - م، و یہاں تک آکر یوں پڑیا ہوں.

(۹) ب = آریا ھوں - ت، ج، م = اڑیا ہوں.

(۱۰) ت = یہاں بہت.

(۱۱) ج = حیرانی پر اس کی سرگردانی پر

(۱۲) ت = کہی کہ اے

(۱۳) ب = "تقوا کم نکو کر" ندارد.

(۱۴) ت = یہہ بول لٹ

(۱۵) ب = یہی

(۱۶) ت = کہی اتال تیری.

(۱۷) و = ابکار بہوۃ اپں مانیا نظر ھمت کو رخصت منگیا۔

(۱۸) ت ج م = لٹ نے پیار۔ و = لٹ نے اپنے پیار

(۱۹) ب = چپٹ دی کاڑ تھورے دی بال۔ ت = کاڑ کر چپٹ دی تھوڑے دی بال

ج = چپٹ کاڑ تھوڑے دی بال۔ و = چپٹ کھا کر تھوڑے دی بال۔

(۲۰) ب = تجے مشکل پڑے گا تو۔

(۲۱) ج = پڑے گا۔

(۲۲) و = ے خدا کا کھیل سب تے کچ جدا ہے۔

کسے کوئی نیں مدد اوس کوں خدا ہے

(۲۳) ب = نکو کر اس۔

(۲۴) ب، ج = نکو بسر۔

(۲۵) و = تے

(۲۶) ت = ہوا اور غم کیا۔

(۲۷) نین جو دیکھتا ہے تو ممور سے لیکر ..... آپے آپ اٹھے گد گلے" یہ عبارت حرف نسخہ ب اور ج میں ہے لیکن سیاق وسباق کے مطابق ہونے کی وجہ سے متن میں شامل کر لی گئی ہے۔

(صفحہ - ۸۱)

(۱) ب = جاں

(۲) ت = میں دیکھ چارو۔

(۳) ب، ت = لڑاں۔

(۴) ت = انگلیاں پھول کی پھکڑیاں

(۵) ت = دیکھتے اودھر

(۶) ب = ادھر چھند تمام تبسم لبس بھرا ہے جھاڑ ڈالی بات پھول پھول رہا ہے سب بند۔

(۷) ت = ع تھا یہہ بیداد داد کو اپٹریا۔

(۸) ت = کتے۔

(۹) ب = "بچے بچھر نظر کے نظر میں پڑے"۔ ندارد

(۱۰) ت م = نظر پڑے۔

(۱۱) ج = میں ولے

(۱۲) ت = تیز اور تند

(۱۳) ب = جن گیا سن سن تے گرم

(۱۴) ب = دل کون جالے۔

(۱۵) ب = ع تل نیں ہے جس کے دیدے ہیں۔

(صفحہ - ۸۲)

(۱) ت = دلاں کا۔

(۲) ب = حشم اشکار۔ ج = چشم آشکار۔ م و = دل شکار جگر وگار جش،

(۳) ت، س = یہ جملے شعر کے دو مصروں کی شکل میں ہیں۔ اس طرح ؎

منگائی تھی سو ایک دل دھرتی ہے
تل اپنے پہ بہوت دل دھرتی ہے

(۴) م = ٹونے میں و =

(۵) و = دل کا کرا ایک ھور چور پا یک

(۶) ت = "عاشقاں پر کرتا ظلم"۔ ندارد۔

(۷) ب = عاشقاں سب یہاں حیران کم - ج = عاشقاں یہاں حیران گم -

(۸) ت = چمن چمن -

(۹) ت = پھول اور پھل

(۱۰) ت = پھول پھل - پھول اور پھل

(۱۱) و = ع دو آشنا بچھڑ کر ہوئے بیگانے

(۱۲) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور یوں ہے "دو آشنا بچھڑ کر ہوے سو بیگانے
یک سوں ایک مل یک سوں ایک نیں جانے"

ت = ے دو آشنا یہہ بچھڑ ہوے سو بیگانے
یکس سے ایک مل اِس کو ایک نہیں پہچانے

(۱۳) و = بھائی تھا ماں تے جائی تھا بہوت خوشفام

(۱۴) و = ع جو کوئی کام کوں جاتا اور کام پر اچھتا

(۱۵) ب = ے جو کوی کام پر جاتا ہے اِس کوں کام اچھتا
وے وو کام ہوئے لگ بہوت اس تیں ڈرتا -

ج = نثر ہے اور عبارت اس طرح ہے "جو کوئی کام پر جاتا ہے اِس کوں کام اچھتا و
وو کام ہونے لگ بہوت اس کیتں ڈر لگتا -

م = ے جکوئی کام کوں چاہتا ہے کام پر اچھتا
وے وو کام ہوے لگ بھی بہوت ڈر اچھتا

(۱۶) ب - ج = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی "یوں ہوا کہ نظر جس وقت - ت = ہوا کہ جب

(۱۷) و = نظارہ کرتا تھا - خدا کیا کرے گا کرا استخار کرتا تھا دل پارا پارا کرتا تھا -

(۱۸) ب - ج = "دل پارا پارہ کرتا تھا" ندارد

(۱۹) ب = پھریا۔

(۱۰) ب، ج = نظر کون دیکھیا

(۲۱) ت = گھوٹیا اور کہوا اس پر اچایا کہا کہ تو کون ہے

(صفحہ-۸۳)

(۱) ت = تھاوے

(۲) ج = سوں

(۳) و = ناندنے اس دنیا

(۴) ب - ج = میں

(۵) ج = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی "ایکس کوں ایک جانے ایکس کوں ایک پہچانے۔

(۶) و = دو

(۷) و = پہچانیا ہور جانیا۔

(۸) ت = رویا اور گلے

(۹) م = ع جکوئی بچھڑے پچھیں ہنچ ملنے پاتا ہے

و = ع جو کوئی بچھڑے پچھان دنیا کا روش نیچہ پاتا ہے

(۱۰) ب = ع خدا منگتا ملانے تو یوں ملاتا ہے

ت = ع خدا ملانا چاہے تو یوں ملاتا ہے

(۱۱) ت = بولا کہ یہہ۔

(۱۲) ح = کا دل جیوں پھول ہہ کھلیا۔

(۱۳) ب = پھول ہو کھلیا۔

(۱۴) ب، ج = یہہ شعر نثر ہے۔

(۱۵) ج = کہی میں

(۱۶) ت = ہوں بہوت

(۱۷) ج = ملیا تیرا

(۱۸) ت = نام

(۱۹) ت = کھی

(۲۰) ت = ے خوب ہوتی ہے خوب کے سنگات

خوب آدمی کہتے ہیں خوبیچہ بات۔

ج = نثر ہے۔

(صفحہ ۔ ۸۴)

(۱) ب، ج = جیو کے جیو کے ادھار

(۲) ت = پر تھا اس کا یعنی جوہر کا جھلک

(۳) ب = "تھا" ندارد

(۴) ج = جا بجا دیکھتی تھی کہ کوئی۔

(۵) ت = قدر پہچانے

(۶) م = ع آدمی کوں آدمی کی طلب گر آئے۔

(۷) ت = ے آدمی کی آدمی کو طلب گر آئے۔

آدمی جیسا منگے ویسا پائے۔

ب، ج ہر دو نسخوں میں یہ شعر نثر ہے۔

(۸) و = ایسے کون یہاں

(۹) ج = دوسرے دیس نظر کوں۔

(۱۰) ت = ویسا چلا۔

(۱۱) ت = ع چستر تھا کیا بیگ مجلس کا فام

و = ع چستر تھا کیا بیگ مجلس کوں فام

(۱۲) ب = جس علم۔ ج = جس علم کی پوچھی بات نظر نے تیوں ایک بات کوں کیا سودھا ت

(۱۳) ت = پوچھی جیوں جیوں بات

(۱۴) ب، ج = تراشی سو صورت۔

(۱۵) و = من ھر مورت۔

(۱۶) و = خزانے دار بھی بیگچ۔

(۱۷) ت = منگی

(۱۸) و = ھو

(صفحہ ۔ ۸۵)

(۱) م = آشنائی۔

(۲) س = ہور

(۳) ج = کیوں کر آئی۔

(۴) ب، ج = "یو اس کی صورت ہے جس کی صاحبی پر سب چلے"۔ ندارد۔

(۵) ت، ج = کہ جس کی صاحبی سب پر چلے ہے کہ جس کے۔

(۶) م، و = صاحبی سب پر چلے۔

(۷) ت = نام

(۸) ت = ع لگایا دل کو آخر حسن کی آس

(۹) ت = تو

(۱۰) ت = نیاز آیا

(۱۱) ب = ھوا وقت مشکل) = ج = وقت ھوا مشکل - و = وقت ھوا سخت کام ہوا مشکل -

(۱۲) و = ع پہلی بار بچھڑے سو او بار یاد آتا -

(۱۳) ت، س، ع بسر سکتے ہیں بک پل میں دوسو بار یاد آتا -

(صفحہ ۸۶)

(۱) ب، ج = ع میرے یو دیدے نا دیدے کدہیں دیکھیں گے ٹک دیدار

و = ع میرے یو دیدے نا دیدے، کدھیں تو دیکھیں گے دیدار -

(۲) ت، س = ے میرے دیدے ہے نا دید کبو ٹک دیکھنے دیدار -

مجے دیدار بتلا ٹک تیرا دیدار یاد آتا -

(۳) ب = ع تیرے نیناں تیرا سینا تیرا گفتار یاد آتا -

ج = ع تیرے نیناں تیرا بینا تیرا گفتار تیرا گفتار یاد آتا -

(۴) ب = ع سٹی ھوں سدکوں میں اپنی کہاں کی بدرھی مجہ میں

ج = ع سٹی ھوں سدا کوں میں اپنی کہاں کی بدرھی مجہ میں -

م = ع سٹی ہوں سد میں اپنی کہاں کی بدہ رہے مجھ میں -

و = ع سٹی ھوں سدا میں اپنی اٹھانگی نیں تاب کچہ منجہ میں -

(۵) ب = ع گلے لگ سو دنگی تیرے خدا وو دیس کب ھوے گا -

(۶) م = اس نسخہ میں یہ شعر نہیں ہے -

و = ع نظر جو سیج پر پڑتی تو تیرو پیار یاد آتا -

(۷) ت = ع تیرے دیدار کا میں دھیان دل میں پکڑ رہی ہوں -

(۸) و = ع نہ مجہ کوں پھول خوش لگتا نہ مجہ سنگلر یاد آتا

(۹) ب، ج = نثر ہے۔

(۱۰) ج = پھاندے میں سنپڑی

(۱۱) ت = حسن حال۔ ج = سن کر اس حال۔

(۱۲) ب = اس حد۔

(۱۳) ج = جو تھا۔

(۱۴) ج = پانوں پڑنے۔

(۱۵) ت = ناتوانا۔

(۱۶) ت = کھیلتا عشق پیرایی

(صفحہ ۔ ۸۷)

(۱) ب، ت = معشوق پکڑے۔

(۲) ب = عشق بہوت عاشق سو عشق ہیں

(۳) ت = پر۔

(۴) ب، ج = جو دل۔

(۵) ت = دوجو ۔ و = دو جنو ہوے ہم رازی وہاں۔

(۶) ت، م = کھلتی ہے بازی۔ ج = کھلتی ہیں بازی۔

(۷) ت، س = بازی کہ جو گل کے دریا۔

(۸) م = اپنے

(۹) ت = سنواری

(۱۰) ب = صفت ہے

(۱۱) و = ولے دونانوں۔

(۱۲) ت، نام

(۱۳) و = "کیں ناز کی صورت پکڑیا کیں اپس کوں نیاز کیا ہے" ندارد

(۱۴) ب، ج = "ایک عشق ہے جو دونو کوں بے آرام کیا ہے" ندارد۔

(۱۵) ت = آرام

(۱۶) الف = عشق جو اپنے کام۔ ب، ج = عشق ہے اپنا کام۔ ت س، م = عشق جو اتنے کام۔ نسخہ الف۔ نسخہ ب ج اور نسخہ ت، س، م کی عبارت کے تقابلی مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ ت، س اور م کی عبارت زیادہ موزوں ہے اس لیے اسے متن میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(۱۷) و = و ہوئی یو۔

(۱۸) ج = آتا ولا

(۱۹) ت = معشوق مایل۔

(۲۰) و = ٹ شرم کیں ناز کی صورت پکڑیا کیں اپس کوں نیاز کیا ہے اپس کوں نیاز کیا ہے اپس کوں اپنیچ بھاتا اپس سوں اپنیچ یکجا تا عشق سب کوں اچا تا۔

(۲۱) م = "عشق سب کوں اچاتا" سے لیکر..... "خوشی بھائے سو کر" ندارد۔

(۲۲) ت = بوریا۔

(۲۳) ج = عشق معشوق۔

(۲۴) ب = عشق معشوق پکارتا کہ آہ عشق عشق زنگار منزہ پاک۔

(صفحہ۔ ۸۸)

(۱) ب، ج = "عالم گیر" ندارد۔

(۲) ب، ت = آپنی۔

(۳) ج = ہے تدبیر۔

(۴) و = "خوشی بھائے سو کرتا" سے لیکر..... "ایسے لگ جاتا" ندارد

(۵) و = میں بھی کوئی بزرگ کہتا ہے۔

(۶) ب = عشق یو۔

(۷) و = دونو کام

(۸) ب، م = توں بی عاشق

(۹) ت = رے

(۱۰) ت = بٹھلائی۔

(۱۱) ب، ج = ڈھائی ہور کہی سبحان اللہ

(۱۲) ب = ع عشق آخر مراد کوں انپڑاوے۔ ج = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے۔

(صفحہ ۸۹)

(۱) ب، ت، م = راز

(۲) ت، ع ادھر تو ناز کرتا ادھر وہ کرتے ناز۔

(۳) ب = ج، و = ان تینوں نسخوں میں یہ شعر نثر ہے۔

(۴) ت = معشوق نازج = معشوق نیاز کرے تو عاشق نے ناز جوڑنا نکہ عاشق

(۵) ب = ناز۔

(۶) "ناز کر کر" یہ عبارت نسخہ الف میں کرم خوردہ ہے لیکن نسخہ ب، ت، ج، س، م

(۷) اور و میں بلا کسی اختلاف کے موجود ہے اس لئے متن میں شامل کرلی گئی ہے۔

(۷) و = نازاں میں بلا

(۸) م، و = ٹوٹیا تا منگنا۔

(۹) ب، ج= لگن منگیا۔

(۱۰) ج = منگیا۔

(۱۱) ب = در روز۔ م = اور زو۔

(۱۲) م، و= تو تٹتا۔

(۱۳) ت = میں منگیا بی عین

(۱۴) ب، ج= تو توں نیں۔

(۱۵) و = یو استعنائی۔

(۱۶) ج = کوئی سمجھے۔

(۱۷) ب = پر۔

(۱۸) م = کہی کہ اے بھائی

(۱۹) ج = جیوں تیوں صفت

(۲۰) ب = توں صفت

(۲۱) ت = عاشق کرتے کیا۔

(۲۲) ب، ج = ے جو دل کا یار اچھے کوئی تو کہوں میں بات اسے دل کی
کہ آسانی اندیشے کچہ کرو کم کر میری مشکل کی

(صفحہ۔ ۹۰)

(۱) ب، ج = جانتا ہے۔

(۲) م = "تو نچہ ہے مجھے دل کوں ملانے کا ضماں"، جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی۔

(۳) ت = یو کچہ

(۴) ت = درمیان

(۵) ت = میچہ

(۶) و = اس نسخہ میں یہ دو جملے شعر کے مصرعوں کی طرح لکھے گئے ہیں ۔

محبوب خوب نیں کہیں اسے دنیا منے

سورج چاند دونو مل اس تارے کوں جنے

(۷) م = دنیا میں

(۸) ت = سورج چاند دو نو مل اس ستارے کو

(۹) ب = دو

(۱۰) ت = بولا کہ حسن دل۔

(۱۱) ت = کے آرام

(۱۲) و = اس نسخہ میں یہ دو جملے بھی شعر کے مصرعوں کی شکل میں ہیں ۔

دیدے مشتاق تیرے دیدار کے

عاشقاں اُمیدوار تیرے پیار کے

(۱۳) ب = نیں یو۔

(۱۴) ت = ع تجے آسان دستا ہے مجے تو بہت مشکل ہے۔ و = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے

(۱۵) الف، ت = "ملا جانے"۔ ب، ج، س، م، و = "ملانے جانے"۔ نسخہ الف، ت کی بہ نسبت نسخہ ج، س، م اور و کی عبارت زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے اس لیے اسے متن میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(۱۶) ت = سے دل کو ملاوے۔

(۱۷) ب = دل کوں کسی سوں

(۱۸) ت = وہ اگر توڑے گا۔

(۱۹) ب = توڑے گا توں۔

(۲۰) ب = لگا کر توڑتے

(۲۱) ت = تو رتے سوال سخت

(۲۲) ب، م = بحر

(۲۳) ت = معشوق جفا سے۔

(۲۴) ت = کچھ دانا ماں، س = کچھ دانا نا۔

(۲۵) ب، ت، ج، م، و = یوہے تھاپ یوں ہے یہاں اپس۔

(۲۶) ب = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی "اپس پر کام مشکل نا کرنا"

(۲۷) م = کوں موسے سوسے بغیر۔

(۲۸) ت = کو

(۲۹) ب، ج، و = سچر تا معشوق کو دیوانی نہیں۔

(۳۰) ب، م = دیتے ہیں معشوق زار زار روتے ہیں آہ بھرتے ہیں آہ بھرتے ہیں معشوق بی۔

(۳۱) ت = نسیکچہ کرتے

(صفحہ-۹۱)

(۱) و = بچھڑ کر رہ سکے۔

(۲) ت = یک روناں سے۔

(۳) ب، ج = لوٹتے۔ س لڑتے

(۴) م = گھر۔

(۵) ب، ج = بغیر دل کے آرام

(۶) ت = درمیان۔ س۔ درمیانے

(۷) و = بھلا

(۸) ت = معشوق بھاوے

(۹) ب = "عاشق جو ثابت ہوا اپنی ٹھار"۔ ندارد۔ ج عاشق اپس کوں جو۔

(۱۰) ت = کرے عاشق

(۱۱) ج = معشوق۔

(۱۲) ج، د = چار

(۱۳) ج = تو اپنی

(۱۴) ب = ہے تو اپنی

(۱۵) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور نثری عبارت اس طرح ہے "معشوق بے نیاز ہے اے بادشاہ پری معشوق سوں نکو کر و برابری۔

ت = معشوق بے نیاز ہے بادشاہ پری

ج = ع معشوق سے نکو کرو ہرگز برابری۔

ج = ع معشوق سوں نکو کر برابری۔

و = ع معشوق سوں نکو کروں ہرگز برابری۔

(۱۶) و = معشوق صاحب

(۱۷) ت = ہے جو

(۱۸) م = دل دل توڑنا۔

(۱۹) و = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی "کیا اس نے جیو بھگے گا"۔

(۲۰) ب = دل

(۲۱) و = موہن جیو کی جیون توں جو۔

(صفحہ-۹۲)

(۱) ج = پھول ہوکر کھلا

(۲) و = بھوتہ ہے آلا

(۳) و = دیکھے اپنے پروردگار

(۴) ب = "پروردگار کوں دیکھے" ندارد۔

(۵) و = ھوتیا۔

(۶) ت = گئے۔

(۷) ت = ہیں کہ شرع لوکاں کہتے کہ یوں

(۸) ب = کہ یوں۔

(۹) ت = لایا تھا آدمی کی

(۱۰) ب، ج، و = ٹھار

(۱۱) ت = ایسے بشیتر۔

(۱۲) ب، ج = عقل کی حد تے آنگے ہے"۔ ندارد

(۱۳) ت = بھلا کہ جس۔

(۱۴) ب = جسے بردا۔

(۱۵) و = کھولیا۔

(۱۶) ب = بات [illegible]

(۱۷) ت، س = جو

(۱۸) ب، و = دیدے جو دل۔

(۱۹) ب = ھوے۔

(۲۰) ب = دیدار۔

(صفحہ۔۹۳)

(۱) ب = پہچانا

(۲) ت = ہی کھنا

(۳) ب = کوں دیکھنا

(۴) ج = "یو حضور کا جلوہ ہے" سے لیکر..... "جو خطرا آتا ہے وو با تیسع میں ہے" ندارد

(۵) ت = حضور جلوا۔

(۶) ب = یو اپنے نور کا جلوا ہے یو اپنے حسن کے۔

(۷) ب = ھویی دل۔ و = ہونا

(۸) ب = پیو پانا

(۹) ت = جوکے۔ م = جیو کو پانا۔

(۱۰) م = سب۔

(۱۱) ب، ت = سبا۔

(۱۲) ب = تے قطرا۔

(۱۳) ت = اور جی

(۱۴) م = ہورابی

(۱۵) ب، و = بہت پینچ

(۱۶) ب = وہی

(۱۷) و = او قطرا ہے اجوں

(۱۸) ت، م، و = میں تازا

(۱۹) و = کیا

(۲۰) ت = "عارفاں کی شناس، وونچہ ہے اجھوں اس قطرے کی باس وونچہ ہے"۔ ندارد

(۲۱) ب، ت، م = عجائب کچھ کریا۔

(۲۲) ب = کرتیاں سوانکھیاں۔ م = کرتیاں سوں انکھیاں

(۲۳) ت = پرکیا

(۲۴) ب = عاشق

(۲۵) ب = عاشق الذات

(۲۶) ب = جیوہے ہور

(صفحہ-۹۴)

(۱) و = ایک منزل

(۲) ت، س = جسد۔

(۳) و = جسم بند۔

(۴) ت، جسو = س = جسد ہے جنے اپنے باپ کے بند کو دیکھا اونے اپنے جسد کو دیکھا۔

(۵) ت = جانے ہارا

(۶) ت = اس سے۔

(۷) ت = جیوسو تو جانیا سو۔ ت = جیوسو تو جاں سو۔

(۸) ب = "ایسا بڑا پیدا کیا" ندارد

(۹) ب = یو

(۱۰) ت = جاں

(۱۱) ت، م = ہمنا

(۱۲) ب = تیو دیکھیا

(۱۳) و = اندیش کر دیکھ

(۱۴) ت = نظر بھی تھے.

(۱۵) ت = اپنی

(۱۶) ب ت = اگر کچھ تجہ میں ہے کچھ دید۔

(۱۷) ت = رہو۔

(صفحہ-۹۵)

(۱) ت = اس نے

(۲) ت = کریں گے اس

(۳) و = کھاتا ہے پتا۔

(۴) ت = ہے کہ کچھ

(۵) و = بہ حسب حال ظاہری

(۶) ت = وقت نماز

(۷) و = عادت ہے او عبادت

(۸) ت = دونوں عبادت

(۹) ت = رسولؐ کی دیدار اور شفاعت ہے۔

(۱۰) الف "شفاعت ہے لاکھ لاکھ عنایت ہے نماز کوں کھڑے رہے"۔ یہ عبارت نسخہ الف میں کرم خوردہ ہے۔ لیکن نسخہ ب، ت، س، م اور و میں بلا کسی اختلاف کے موجود ہے اس لئے اسے متن میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(۱۱) ب = نماز میں ہے تو۔

(۱۲) ب = اگر کو لیٹی یو بھید۔

(۱۳) ت = پڑنا ہے نماز کو یوں کرنا جانو سو خدا سو باتاں کرنا ہے۔

(۱۴) م = جانو۔

(۱۵، ب = "یہ ادب کی جا گاہے"۔ ندارد

(۱۶) ب'م' = ہے یہاں زیاستی۔ و = ہے یہاں زیادتی۔

(۱۷) ت = زیادہ

(۱۸) ت = نماز کو یوں

(۱۹) و = اویسے

(۲۰) ت = ہے کہ دل

(۲۱) ب = "دل اِدھر اُدھر نہیں جاتا اس کے مفہیچ میں اچھتا ہے۔ دل خدا سوں واصل ہوتا ہے"۔ یہ عبارت اِس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۲۲) ت'م' و = ہوں

(صفحہ۔ ۹۶)

(۱) ب = ہے ولے خبردار۔

(۲) الف = اس خبر یز۔ ب = اس خبر اجو۔ ت'س = سوائے، اس کے۔ م اس چیز پر۔ و = اس خارج نسخہ الف اور ب کی عبارت سرے سے مہمل ہے۔ نسخہ م اور و کی عبارت اگرچہ کہ کسی قدر سیاق و سباق سے مناسبت رکھتی ہے لیکن ت اور س کی عبارت زیادہ واضح ہے اس لئے اسے متن میں شامل کیا گیا ہے۔

(۳) الف'ب'س = اختیار۔ ت۔ م = بے اختیار۔ نسخہ ت'م کی عبارت، نسخہ الف ب اور س کے مقابلہ میں زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے اس لیئے اسے داخلِ متن کیا گیا ہے

(۴) م = خاطر خوب خوب اچھنا کہ

(۵) ب = تے کچہ

(۶) ت = بی کچہہ

(۷) و = اگر اس وقت تجے دنیا" سے لیکر . . . . "مسلمانی ہے کون جانے" ندارد .

(۸) ب = نالے ٹھار۔ ت = نامل ٹھار

(۹) ب = [illegible]

(۱۰) اچھے گا تو وو وخت

(۱۱) ت = یہہ دنیا اس وقت تجھے کیوں گزرتی ہے اور کیا دستا تھا تیرے اوپر

(۱۲) ب = نماز کا پڑھنا

(۱۳) ب ت = دھرنا

(۱۴) ت = پڑ نا یہہ بی ایک

(۱۵) ت = پکڑ رہے

(۱۶) الف = خطرا قرار = ب، ت، س، م = خاطر قرار۔ نسخہ الف کی عبارت مہمل ہے اس لئے متن میں نسخہ ب، ت، س اور م کی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(۱۷) ت = ہے جو کچھ خدا ہے سوا ایک

(۱۸) ت = کو جانے

(۱۹) و = تھوڑ کر خدا

(۲۰) و = کیسے ہیں جو

(۲۱) ت = اچھوں چھوڑ نا یچہ

(۲۲) م = خطرے کوں کیوں۔

(۲۳) ب = وے انو دل۔ ت = "انو کے دل اس گل ہیں نا بھاسیں" ندارد

(صفحہ - ۹۷)

(۱) الف = آتے انو کے آڑے۔

(۲) الف = اگر اس کے دل پر کچھ باقی اچھے گا تو ہور خطرا آوے گا اس کی"۔ نسخہ الف میں عبارت کرم خوردہ ہے۔ لیکن مابقی نسخوں میں بلا کسی اختلاف کے موجود ہے۔

(۳) ت = نے تو اتنا حاصل کرنا ہے۔ م = اتنا تو حاصل کرنا ہے۔

(۴) ب = حاصل کرنا کہ۔

(۵) ت = سے

(۶) ت = پاوے عمر دیپ

(۷) ت = پر سر۔

(۸) م = نا چھوڑے گا۔

(۹) ب = ہے مرنے

(۱۰) الف = حاصل مرنے منگیا۔ ب بس م = حاصل کرنے منگیا۔ ت = حاصل نہیں مرنے منگیا نسخہ ت کی عبارت زیادہ واضح ہے اس لئے اسے شاملِ متن کر لیا گیا ہے۔

(۱۱) ت = اسے کوئی

(۱۲) ب = مارے

(۱۳) ب = اکر اسے

(۱۴) و = "نیں کرتے ہور نیں کرنے کا"۔ ندارد۔

(۱۵) ب "نیں کرنے کا سو کرتے"۔ ندارد

(۱۶) م = بسر کرتے

(۱۷) ت = کاکچھ کچاٹ۔

(۱۸) ت، و = رکھنا خاطر جمع کرنا

(19) و = ہوائے گا تو بہوت بلند

(۲۰) ت = خدا کی عبادت میں اپنا دل کھولنا۔

(۲۱) ب = نماز میں بولنا۔

(۲۲) ب = دکھلانا ہو زاری۔

(۲۳) ت = راضی۔

(۲۴) ت = ناظر ہے کہ۔ و = ناظر جاننا۔

(۲۵) ت = قادر ہے کر۔

(۲۶) ب = "جیو دیا ہے"۔ ندارد

(صفحہ-۹۸)

(۱) ب = کے کھیتی جنے کچہ۔

(۲) ب = دل کہ کھاں

(۳) ب = نماز خارج

(۴) ب، م، و = کے خلوت میں محرم

(۵) و = آتا جاتا۔

(۶) ت = باقی سب دل سے گئے

(۷) ب، ت = میں خوب۔ و = میں خوبی

(۸) م = بڑتے بڑتے عاشقیت

(۹) ب = ھوتیاں

(۱۰) ت = ہے رفتہ رفتہ عشق کے جھاڑ سے پھل وصالیت کا اسے حاصل ہوتا ہے۔

(۱۱) ت = "رہتے رہتے بھنگے ہو راس کیڑے کا قصہ ہوتا ہے" ندارد

(۱۲) ب، م، د = میں ھوں مینچ ہوں۔

(۱۳) و = بندے کا

(۱۴) و = حال

(۱۵) م، و = "یہاں یو حال ہے" ندارد

(۱۶) ب = "بعضے عاشقاں چھپاتے" ندارد

(۱۷) م = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی "بعضے کتے دکھلانے میں سواد ہے بعضے کتے چھپانے میں

(۱۸) ب، و = میں سواد ہے ھر یک۔

(۱۹) د = "ایک قسم کا وقت" سے لیکر ..... "یعنی تھے سو دو ھوئے" ندارد۔

(صفحہ - ۹۹)

(۱) ب = تھا ہر ایک زمانے۔

(۲) ب = عشق کے یا۔

(۳) ب = جاتا ہے اَنا اَنا اللہ

(۴) ت = "انا" ندارد۔

(۵) ب = ھوے یو بے حال تو ھوے یو بی کمال۔

(۶) ب، م = ھوئے یوے حال تو ھوے وے۔

(۷) ب = دور ھو جاتا دوئی پنا

(۸) ت = یہاں تو نوراً علی نور ہے" ندارد۔

(۹) ت = گئے معراج

(۱۰) ب = تے آیئی

(۱۱) ب = "نہ اسے ماں نہ اسے باپ"۔ ندارد

(۱۲) ت = دھرے

(۱۳) ت = کرے۔

(۱۴) ب = میں

(صفحہ - ۱۰۰)

(۱) ب = انا اللہ عرفان ہے۔

(۲) ت = عرفان سے اگر۔

(۳) ب = ھویں۔

(۴) ت = ہے ایک۔

(۵) ب = مست عارف

(۶) ت = دلے پرانا اور بشریت

(۷) ت = ہے تو فرق

(۸) ت = بے اختیار ہوتا

(۹) ت = پل۔

(۱۰) س = کو

(۱۱) م = کوں یوں کہواے۔

(۱۲) ب = کھینچ نیں

(۱۳) ب = یوسب وصال

(۱۴) ب = نیاز

(صفحہ - ۱۰۱)

(۱) ت = رہتے رہتے یکہادی

(۲) ب رھتا انا۔

(۳) ب = معنا پاتا ہے۔

(۴) ب، م = کر

(۵) ب = اپنی

(۶) ب = بیٹھ لیوں

(۷) م = اشغال

(۸) ب = "یاآنا ہوا اچھو"۔ ندارد

(۹) ت = ہے کہ اپس

(۱۰) ب = یہاں اپس کو بسرنا۔

(۱۱) ب = بے اختیار

(۱۲) ب = "اسے یوفام ہے" ندارد۔

(۱۳) ب = اگر

(۱۴) ب = پر بشریت۔

(۱۵) ب = انا للہ کا

(۱۶) م = میانے میاں آے۔

(۱۷) الف، ب، ت، س، ج، م، و = ع گشتم تمام جمع و پراگندگی کجاست

متن میں اس مصرع کے بجائے دیوان وجہی میں شامل مصرع رکھا گیا ہے۔ کیوں کہ

سباق وسیاق کے لحاظ سے دیوان کا مصرع ہی زیادہ درست ہے

(۱۸) ب، م = ع۔ مرتا بپا خدا شدم و بندگی کجاست

(۱۹) ت = سے نہیں ہووے تو آپس کو بندہ۔

(۲۰) ب = میں ہوئے۔

(صفحہ۔ ۱۰۲)

(۱) ت = وہ کہ جس۔

(۲) ت = بہت

(۳) ت = ولے ہے کچھ درمیانے

(۴) لب، ت، م = ایکچہ تھا سواد

(۵) الف، ت = یعنی تھے۔ س، م، و = یعنی یو تھے۔ نسخہ۔ ب میں یہ عبارت موجود نہیں متن میں نسخہ س، م، و کی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(۶) ب = ذکر اول چند روز

(۷) ب = "دل کوں ٹھار رکھ"۔ ندارد۔

(۸) ب = انپڑ تا اِس

(۹) ت = ہو جاتا۔

(۱۰) ب = سب کسافت۔

(۱۱) ب = بولتا ہے وہ

(۱۲) ب = "بے چکوں" ندارد۔

(۱۳) م = کتا ہے سو۔

(۱۴) ب = ہمارا دل

(۱) ب = ہمارا دل

(۲) ب = پاک لطیف

(۳) ب = لکھتے نہیں

(۴) ب = اگر کہیے بنی یکا یک کوی

(۵) ت = پتیانی۔

(۶) م = دیکھیا۔

(۷) م = دیکھیا

(۸) ب = آسمان سمانا

(۹) و = محال حال کرے تو جدا ہوے، اس حال خدا کا وصال کرے تو چہ ہوے

(۱۰) ب = یو۔

(۱۱) ب = "خدا تے آتی جاں تے آتی و وخدا یو خوب" یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے

(۱۲) ت = سے آتی وہاں جاتی وہ خدا یہہ خوب پہچان باتیچہ میں جو باٹ

(۱۳) الف، ت = باتیچ ب، س، م و = باتیچ۔ متن میں نسخہ ب، س، م، و کی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(۱۴) ت = خاص عالم سب یہاں حیران اور

(۱۵) و = عالم ہور عالم سب حیران ہور جس باٹ پر باۃ اتی۔

(۱۶) ب = بہار آتی۔

(۱۷) ت، س = وو

(۱۸) ب، و = بولتے ہیں کہ

(۱۹) ب = مدد ھوتا ہے۔ ت = خدا اور روح اور انسان

(۲۰) و = سمجھتا سمجھنا

(۲۱) و = "ایسا کامل واصل" ندارد

(۲۲) و = اوس میں غیب ھونی تے بات

(۲۳) ت، س = پردے

(۲۴) ب = کی باتاں آتے۔

(۲۵) ب، ت = خدا نے عقل

(۲۶) و = بے سدھ ھوا بے ہوش ھوا۔

(۲۷) ت = کیا کہنا۔

(۲۸) ب = کیا کیا نیں کیا سو

(۲۹) و = بندے تے چھوٹیا

(۳۰) ت = گدا۔

ب = ثواب تے بہار

(صفحہ ۱۰۴)

(۱) ب، و = کون ھے سو۔

(۲) ت = کرنے۔

(۳) ت، س = حلق۔ م = نڑی

(۴) ب = تیرے

(۵) ب = بہوت ھوئے گا کیل۔ ت، و = بہوت ھے کیل۔

(۶) ت = دیکھ کر چل۔

(۷) الف، ت = پوچھے۔ ب، س، م و = چھپے۔ متن میں ب، س، م، وئی عبارت شامل ہے۔

(۸) ب، س، م، و۔ نہیں

(۹) ت = کھلا ہے۔

(۱۰) ت = سے دیکھے تو خدا

(۱۱) و = ہیں دس آتا ہے۔

(۱۲) و = دستا ہے

(۱۳) ت = آیا

(۱۴) و = دکھ

(۱۵) ب = بولنے کا ہے سو بولنا

(۱۶) الف "کچھ حال ہے" کرم خوردہ نسخہ ب، س، م، و = کچھ حال ہے۔

(۱۷) ت = رہے گا

(۱۸) ب = پھورے تو سو کھا۔

(۱۹) و = اوستھر پوچھیا۔

(۲۰) ت = نہیں رکھتا۔

(۲۱) و = جوں خواجہ حافظؒ فرمائے ہیں۔

و = ع ورنہ ہر سنگ بود لولو و مرجاں شود

(صفحہ-۱۰۵)

(۱) الف = کھلتا۔ ب، ت، س، م، و، و = کھولنا۔ متن میں ب، ت، س، م، و کی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(۲) ب = بولتا طلب بولاتا۔ حب = بلاتا

(۳) ت = طلب کہ جس۔

(۴) ت = زمین آسمان

(۵) ب = "اپنا وجود جملہ جہاں کوں فنا کر جاننا" یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۶) ت = یہہ

(۷) ت، س = یوست

(۸) ب، ت، س، و = بولتا ہے سو

(۹) ت، س = جب کہ یہہ ہی۔

(۱۰) ب = اس کے۔

(۱۱) ب = بولا تا ہے وو

(۱۲) ب، م، و = "اتنی مشقت اِس ٹھار"۔ جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی۔

(۱۳) و = یو نچہ۔

(۱۴) و = بندا جو اِس کوں" سے لیکر ..... "آپے گرج کر کتا ہے"۔ ندارد۔

(۱۵) ب = "تمام بھور کیا"۔ ندارد۔

(۱۶) ب = خدا چہ

(۱۷) ب = بولنا

(۱۸) ب = کوں کاں

(۱۹) ت، م = کان ہے۔

(۲۰) م = خدا بندے

(۲۱) ت، س = آنکر۔

(۲۲) ب = دوئی چھاڑ ڈالی۔

(۲۳) ب = سہاتا پچھانو۔

(۲۴) ت = پچھانو جو پھول اور پھل ڈالی کو

(صفحہ۔ ۱۰۶)

(۱) ب = جتیاں

(۲) ت = آتے

(۳) م = "اُپس کوں"۔ ندارد۔

(۴) ب = اسکیاں پتاں۔

(۵) ب = ڈالیاں

(۶) ب = رنگ رنگ پھلے

(۷) م = ہے یک

(۸) الف = انپڑایا۔ ب، ت، س، م، و = انپڑیا۔

(۹) ب، م = ہے سوایک سبب سوں

(۱۰) الف = انپڑایا۔ ب، ت، س، م، و = انپڑیا

(۱۱) ب، ت = دل میں جو۔ م = دل جویں۔

(۱۲) ب = "مشقت کرتے کرتے"۔ ندارد۔

(۱۳) الف = "صورت پایا"۔ کرم خوردہ۔ ب، ت، س، م، و = صورت پایا۔

(۱۴) ت = گھی۔

(۱۵) ب = "گنوایا بندا یونچہ اپس کوں"۔ ندارد

(۱۶) ب دوو تیچ مسکا کھیبو ہو کر کام بگسن کیں کا کیں۔

(۱۷) ت = گھی

(۱۸) م = ہوکر کام کیں کا کیں۔

(۱۹) ت = دو دیچہ

(۲۰) ب = "اپس سوں لڑ" ندارد

(۲۱) م = دنیال نکو پڑ۔ ندارد

(۲۲) ت = کیا تجھے حاصل

(۲۳) ب = سیین۔

(۲۴) ت = لڑنے سے کیا غرض

(۲۵) ب = ایسی کون

(۲۶) ت = انے وہاں

(۲۷) ب = رہیا اِس

(صفحہ - ۱۰۷)

(۱) ب = طرف

(۲) ت = نیں کوی

(۳) ب، ت، م = آخر

(۴) ب = جتیاں چل

(۵) م = منزل پر بھی یکہادی۔ ب منزلاں پر بی یکہادی۔

(۶) الف = "آئی تو" کرم خوردہ۔ باقی سارے نسخوں میں یہ عبارت موجود ہے۔

(۷) ب = اس پہ ہونا۔

(۸) ت = کاج ہے اِس

(۹) ب = اس آج ہیں نیں اچھنا دستا۔

(۱۰) ب = "چنداں بشریت کا محتاج نیں اچھتا" ندارد

(۱۱) ب = ہیں بیر۔

(۱۲) ت = چاہا تو اچھ پر بی رغبت

(۱۳) ب = رغبت کرتے

(۱۴) ت = قصور کچھ

(۱۵) ت = نیں دیکھا

(۱۶) ت = کا۔

(۱۷) ت = سے

(۱۸) ب = اوجالتا۔

(۱۹) ب، م = شیشے

(۲۰) ب = کسے دیتا دست مستی اپس ہیں سما کر رہنا۔ نیں کیں کی بات جانا کھناواں نیں کتا۔

(۲۱) ت = مت

(۲۲) الف = باب = نسخہ ب، ت، س، م، دہیں "بات" ہے اسی بے متن ہیں بھی بات لکھا گیا۔

(صفحہ - ۱۰۸)

(۱) ت = فرق ہے اِس

(۲) ب = ہیں مستی

(۳) ت = لاقی

(۴) ت "س = جب کہ عشق۔

(۵) ت، س = تب مستی اس کی، ہشیاری۔

(۶) ب = خوشی

(۷) ب = سمایا چ یو۔

(۸) ت، س = آوے

(۹) ت، س = سما دے

(۱۰) ت = عرفان کا کمال

(۱۱) ت = مست بھی کچھ کا کچھ

(۱۲) ب = کرنے

(۱۳) نسخہ الف میں "مجست" ہے جو کہ موزوں نہیں۔ باقی نسخوں میں "محرمیت" ہے سیاق و سباق کے لحاظ سے یہ لفظ زیادہ مناسب ہے اس لئے متن میں شامل کر لیا گیا ہے

(۱۴) ت = یہہ تو عشق۔

(۱۵) ت = جب رھیا

(۱۶) ت = جس سے۔

(۱۷) ت = ایک پکڑتا۔

(۱۸) ت = دوسرے کو

(۱۹) ب = مستہ ہوتے ڈلتے۔ ت = مت ہو دل سے رازاں۔

(۲۰) ت = کھولتے ایک سے ایک

(۲۱) ت = زائد لوگوں کو پلا یہہ

(۲۲) ب = میں آتے۔

(۲۳) ب = ایساں

(۲۴) ب = کی اکر

(۲۵) ت = سرنا دھرے

(۲۶) ب = گریج۔

(۲۷) م = نہ کہ جو

(۲۸) ت = سمجھے

(۲۹) ب = کچھ ھور خیال

(۳۰) ب = احمق لوگاں بہوت

(۳۱) ب = خودی

(۳۲) ب بندا ایس کون، م = بندا گر ایس کوں سمجہ کر خدا

(۳۳) و = کھیا تو پتیا نکی

(۳۴) ب = چھوٹا

(۳۵) ت = مست ہے

(۳۶) ت = دیوانگی کی دہات = و = مستی کا دوھات

(صفحہ - ۱۰۹)

(۱) ب = جھوٹ کون دیوانے کوں مست کوں سمجایا۔ ت = جھوٹے کو مست کو سمجایا
م = جھوٹے کوں مست کوں سمجایا۔ و = چھوٹے کون مست کوں دیوانے کوں سمجایا

(۲) م "مست پر" ندارد۔

(۳) ب = بہوتاں اِس

(۴) ب، م = کچہ بہر۔

(۵) ب، و = نیں جوھر

(۶) و = ھوئے جاوس

(۷) ب، س، م، و = بلندی پر چڑھے

(۸) و = اس نسخہ میں یہ شعر نثری جملوں کی طرح لکھا گیا ہے۔

(۹) ب۔ "کہتے ہیں کہ" ندارد

(۱۰) ت = کہتے ایک

(۱۱) ب، و = ھمنا دکھلاؤ۔ م = ھمنا کوں دکھلاؤ

(۱۲) ت = کامل واصل تھا۔

(۱۳) ب = "واصل تھا" ندارد

(۱۴) ب = لذت راحت۔

(۱۵) ب = "مجے دیکھو" ندارد

(۱۶) ت = مقام ہے عاشق

(۱۷) ب = کاں ہے فام

(۱۸) س = اوس کا عاشق وو۔

(۱۹) ت = جانتا ہے کہ

(۲۰) ب = "تمیں دونو بنی میرے پر عاشق ہیں" ندارد۔

(۲۱) و = او تلملنے ھور تلملتا نیں وو جلنے میں ھور جلتا نیں۔

(۲۲) و = "لے عاشق لے راہ رو" سے لیکر ..... "وو کسے خبر بچہ نیں" ندارد

(۲۳) ب = توں جو کیں۔

(۲۴) ت = دیکھا

۵۴۶

(صفحہ - ۱۱۰)

(۱) م = تو

(۲) ت = خبر ہی نہیں۔

(۳) ب = کس

(۴) ب = ہے کچھ

(۵) ت = "یہاں برد" ندارد

(۶) ب = وجود ہمارے سات

(۷) د = ہے یو ذات

(۸) ب = کھے۔

(۹) م = کچھ

(۱۰) ت = لے کھے تو کھینچ لیتا

(۱۱) ب = کھے

(۱۲) ب، د = بیٹھ کتے

(۱۳) ت = وہیچہ

(۱۴) م، و = کیں جاسکتے ہیں۔

(۱۵) ب = ہمارے ھات ہیں

(۱۶) ت، س = ہیں سب کہ

(۱۷) ت.م = صفات بی آتا۔

(۱۸) ت = سے

(۱۹) ت = سے

(۲۰) ب = کوں نزدیک

(۲۱) ب = غائب کر۔

(۲۲) ب = پاس خدا

(۲۳) ب = کم گذر

(۲۴) ت = خدائی ذات

(۲۵) ت = جو اس بات

(۲۶) م = وہ بھی با تمیز۔ و = او بھی با تمیز۔

(۲۷) ب، س = آتمیز۔ و = تمیز

(۲۸) و = جو۔

(۲۹) ب = سب چھپی

(۳۰) ب، ج = حال۔

(۳۱) و = جینے بھر کی ہے ذات

(۳۲) ب = کی ذات

(صفحہ ۱۱۱)

(۱) ب = خطرانہ

(۲) ب = پتھر جان۔ ت "پتھر ہے جاں لیکن وہ تمام سن"۔ اس نسخہ میں یہ عبارت نہیں ہے۔

(۳) ب، ت = خاکیج میں سے

(۴) ت = نکلا

(۵) ب = جا تابی وھانچہ۔ ت = جائیں گے بی وہانچہ۔

(۶) ب = نہ کیں جاتے نہ کیں آتے۔

(۷) ب = عدل انصاف

(۸) ب ج = اگر کوئی اپس کوں۔ و = کیچ اپس کوں

(۹) ب = عشق بازی ہمرازی۔

(۱۰) ت = راضی

(۱۱) ت = سے کیا

(۱۲) ب = آنے۔ ج = آلینا

(۱۳) و = سے بارے القصہ کیتے

(۱۴) ت = بات آتی۔

(۱۵) م = تو

(۱۶) ج = حسن کا دل گفتار

(۱۷) ب = اِس نسخہ میں یہ دو جملے شعر کے دو مصروعوں کی شکل میں اس طرح لکھے گئے ہیں

نظر پو لیا کہ اے بن پر کی پری

اے دنیا کے سرگ کی اپچھری اے گن تے گن بھری

(۱۸) ج = "اے نادر سندری" ندارد

(۱۹) ت = اپھری

(۲۰) ج = گن تے گن بھری

(۲۱) م = توں دل لائی۔

(۲۲) ب = ملا ٹوں۔ ت = بھلاؤں۔

(۲۳) ب = کنے لا نوں

(۲۴) م = جملے کی ترتیب بدلی ہوئی "یہ ہاتھ کیوں دکھلاؤں"

(۲۵) ب = دکھلاؤں

(۲۶) الف = لیا۔ ت = لایا ب، س، ج، م، و = لیایا۔ متن میں لایا شامل کیا گیا ہے۔

(۲۷) ت = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے۔

(صفحہ - ۱۱۲)

(۱) ب = جاتے دیکر تدبیر

(۲) ب = ہے کدھر

(۳) ت = جانے

(۴) ت = آنے

(۵) ب = دیتا ہے کر۔

(۶) ب = ہے ھور

(۷) ب، و = جوان

(۸) ب، ج = باتے جفا

(۹) ت = ہے جگوی پسند میانے کس کے سنپڑے
خدا بن حال کو کوں اس کے انپڑے

(۱۰) ج = میں بے اختیار

(۱۱) ت = پرسے

(۱۲) ت = ہات

(۱۳) ت = دکھلائے

(۱۴) ب، ج، م = "انو دنیا دکھلائے" ندارد

(۱۵) ت = سے بھی بے ادبی۔

(۱۶) م = خوشی تو خدا رسولؐ راضی، انو خوشی تو ہر دو جہاں میں فتح بازی۔

(۱۷) و = خوشی تو خدا رسولؐ راضی انو خوشی تو ہر دو جہاں میں سرفرازی۔

(۱۸) ت = خدا اور رسولؐ

(۱۹) و = ماں باپ کی۔

(۲۰) و = کھووے گا تو ماں باپ کا کیا کوئی اترائی ہوئے گا۔

(۲۱) ت = اترای۔ م = اترائی۔

(۲۲) و = ادب دار ہے بہوت نیک بخت برخوردار ہے

(۲۳) ت = اے سندر نار۔

(۲۴) م = "دو بات"۔ ندارد۔

(۲۵) ب، ج = ملیا سو تیرنے

(۲۶) ب، م = نقصان نفا۔

(صفحہ ۱۱۳)

(۱) ت = پڑے کو کھڑا۔ ج = پڑے کوں اٹھا کر" سے لیکر ... "فکر نیں کرتا"۔ ندارد۔

و = "پڑے کون اٹھا کر" سے لیکر ... بین کرم ہے" ندارد

(۲) م = اٹھا کر کھڑا کرنا بڑا دھرم ہے۔

(۳) م = کوی نیک ہے (فٹ نوٹس میں "کون ہے"۔) و = کون نیک ہے۔

(۴) ت = ہے کہ۔ جیسے

(۵) و = کوی پتھر

(۶) ت = سٹے تو

(۷) ب، و = پھٹ کر

(۸) ت = میں جھڑان ہاری

(۹) ب = بدی کیا نیکی

(۱۰) م، = تو نیکچہ۔ و = یو نیکچ۔

(۱۱) الف = "سو نیکچہ کروگے"۔ کرم خوردہ، ب = سو نیچ کرگئے۔ ت، م، و = سو نیچ کروگے" متن میں نسخہ ت، م، و کی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(۱۲) ب، ت، و = کرتی ہے تو

(۱۳) ب = واسطا آج

(۱۴) و = "محبت راسک راس پکڑیا ہے"۔ ندارد

(۱۵) ب = آبحیات خاطر

(۱۶) و = سرگردان ہے پشیمان ہے شان پوچھتا۔

(۱۷) ب = ہے جو کوئی غم میں پڑ کر اسیر کرتا ہے۔

خدا بچا اس وقت آدستگیر کرتا ہے

ت = ع خدا بچ اس وقت اسے آدست گیر ہوتا ہے

م = یہ شعر نثر ہے۔

(۱۸) م = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی "اگر کوئی توں نزدیک کا آدمی دیوے گی میرے سنگھات"

(۱۹) و = آدمی کوی

(۲۰) ب = دیو میرے ہور سنکھات۔

(۱۴) ب، ج، م = "انو دنیا دکھلائے" ندارد

(۱۵) ت = سے بھی بے ادبی۔

(۱۶) م = خوشی تو خدا رسولؐ راضی، انو خوشی تو ہر دو جہاں میں فتح بازی۔

(۱۷) و = خوشی تو خدا رسولؐ راضی انو خوشی تو ہر دو جہاں میں سرفرازی۔

(۱۸) ت = خدا اور رسولؐ

(۱۹) و = ماں باپ کی۔

(۲۰) و = کھووے گا تو ماں باپ کا کیا کوئی اترائی ہوئے گا۔

(۲۱) ت = اترای - م = اترائی۔

(۲۲) و = ادب دار ہے یہوت نیک بخت برخوردار ہے

(۲۳) ت = اے سندر نار۔

(۲۴) م = "وو بات" ندارد۔

(۲۵) ب، ج = ملیا سو تیرے

(۲۶) ب، م = نقصان نفا۔

(صفحہ - ۱۱۳)

(۱) ت = پڑے کو کھڑا - ج = چڑے کوں اٹھا کر" سے لیکر ... "فکر نیں کرتا" ندارد۔

و = "پڑے کون اٹھا کر" سے لیکر ... عین کرم ہے" ندارد

(۲) م = اٹھا کر کھڑا کرنا پڑا دھرم ہے۔

(۳) م = کوی نیک ہے (فٹ نوٹس میں "کون ہے"۔) و = کون نیک ہے۔

(۴) ت = ہے کہ - جیسے

(۵) و = کوی پتھر

(۶) ت = سٹے تو

(۷) ب، و = پھٹ کر

(۸) ت = میں جھڑان ہاری

(۹) ب = بدی کیا نیکی

(۱۰) م، = تو نیکچہ۔ و = یو نیکچ۔

(۱۱) الف = "سو نیکچہ کروگے"۔ کرم خوردہ، ب = سو نیکچ کرگئے۔ ت، م، و = سو نیکچ کروگے، متن میں نسخہ ت، م، و کی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(۱۲) ب، ت، و = کرتی ہے تو

(۱۳) ب = واسطا آج

(۱۴) و = "محبت راسک راس پکڑیا ہے"۔ ندارد

(۱۵) ب = آبحیات خاطر

(۱۶) و = سرگردان ہے پشیمان ہے شان پوچھتا۔

(۱۷) ب = ہے جو کوئی غم میں پیڑ کر اسیر کرتا ہے۔

خدا پچ اس وقت آد ستگیر کرتا ہے

ت = ع خدا پچ اس وقت اسے آدست گیر ہوتا ہے

م = یہ شعر نثر ہے۔

(۱۸) م = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی "اگر کوئی توں نزدیک کا آدمی دیوے گی میرے سنگھات"

(۱۹) و = آدمی کوی

(۲۰) ب = دیو میرے ہور سنکھات۔

(۲۱) ت = وو آ کیات ہو کہاں ہے۔

(۲۲) د = میں تیرا رام

(۲۳) ب = "اسے بی آرام ہوتا ہے"۔ ندارد۔ و = او سے آرام

(۲۴) و = میرا ایک۔

(۲۵) ب = ع کھے ہے عقل جمتی ھور کسے ہے ایتا فام

(۲۶) ت = ے کسے عقل ہے ایتی اور کسے ہے ایتا فام

بہت عقل سو کیا ہے نظر یہہ دل کا کام

و = ع ہوت عقل سوں کیا ہے نظر یو دل کا کام

(صفحہ ۱۱۴)

(۱) ب، ت، م = پل۔

(۲) م = مغرب میں پھر

(۳) ت = اسمان وزمیں او عرش وکرسی

(۴) ب = تمام خیال سے "لیکر ..... ہر ایک کام میں"۔ ندارد

(۵) ت = سو سار

(۶) ت = کا اڑ

(۷) ت = ع دل کو کوی جا کر بیگ بو لو بات

(۸) م = چشمے پر

(۹) ت = انگشتری خیال ہور نظر کے دی ہات

(۱۰) ب "جو کچھ" ندارد

(۱۱) ب = کا ھر

(۱۲) ب = کون جیوں تیوں نجہ لک۔

(۱۳) ب = ووآ بحیات کا طالب ہے

(۱۴) ب = دل مکر یو بات

(۱۵) ب = اِس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور دوسرا جملہ یوں ہے "دل بھلیا بھلیا سو کیوں نا آوے"

" ت = ع دل بھلا بولیا سو کیوں نہ آوئے

م = ع دل بھولا بھولیا سو کیوں نا آوے

(۱۶) ب = "خیال ھور" ندارد

(۱۷) ب = "کنے تے" ندارد۔

(۱۸) ت = کتنے ایک۔

(۱۹) ب = بیکچہ۔

(۲۰) ب = اِس نسخہ میں یہ شعر بھی نثر ہے

(صفحہ۔ ۱۱۵)

(۱) ت = لایا اور کہا۔

(۲) و = جو مردان ہیں۔

(۳) ب = ہیں ہمت

(۴) ب، ت، و = ووئچہ

(۵) الف، ت، ہمت دھرے یوں دھرنا۔ ب، س، م۔ و = ہمت دھرے تو یوں دھرنا متن میں یہی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(۶) م = ع خیر معشوق کا جو کوئی لیاوے۔

مرداو جہاں سب ڈرتے وہاں آپس نہ ڈرے
مرد او جو کوئی نہ کرسی سو کرے

(۱۶) = صاحب سپاہ نے بولیا

(۱۷) و = توں بولتا۔

(۱۸) ب = بہوت خوب بولتا ہے" ندارد۔

(۱۹) ب = ہوئے حاصل

(۲۰) ت = تجہ سے کیا زیادہ ہے

(۲۱) ب = "سچ کتا ہے" یہ جملہ بھی اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۲۲) ب = کہ صندوق۔

(۲۳) ب = اسے آپے

(۲۴) و = حال چھوڑے نا۔

(۲۵) ت = "نا ہور کوئی آوے" ندارد

(۲۶) م = "ہور کوئی کھاوے" ندارد

(صفحہ - ۱۱۷)

(۱) ب = جگایا تو۔

(۲) ت = میں بی جانتا ہوں۔

(۳) م = منے

(۴) ب = اپنا بی اپے

(۵) ت = نام

(۶) ب = سویکس کے

(۷) ب = بچاسب اس پر۔

(۸) ب = کدھر حساب ا

(۹) م = آپے کرنا

(۱۰) ب = بولی سب کسے

(۱۱) و = مخلوقات

(۱۲) ب = خدا گون کیا ہور کوی۔ و = خدا کنے کیا اور کوئی

(۱۳) ب، س، م = کیا میانے ۔ و = کیا کسے میانے

(۱۴) ت = کریںگے۔

۱۵ م = ہیں پوست کندہ کتا، و = میں پوست کند کھتا۔

۱۶ و = دشمن کے کیا۔

۱۷ ب = سوں

۱۸ ب = دیہچ راستا تاک

۱۹ ت = دشمن بی کرتے ریاست ہلاک

۲۰ ت = میاں میاں۔

۲۱ ت = کون پاتے

۲۲ ب = کمتیاں سلک

۲۳ ب = سوں

۲۴ م = ھزار ھزار ہو

۲۵ ب = بڑا

۲۶ ب = صاحب اپنا

(۲۷) ت = تے۔

(۲۸) ب، د = حساب

(۲۹) الف = یہاں مکو جاطرہ۔ ب، م، د = نکو جاطرہ۔ ب، س۔ سباق مکو خاطرہ۔
متن میں ب، م، د کی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(۳۰) م = دیوانگی ہے یو عقل نیں نادانگی ہے عاقل ہوکر۔ د = نادانگی ہے

(۳۱) ب = کولئی عاقل ہوکر۔ یو کولئی

(۳۲) د = اچھے تو بھی

(۳۳) ب = زیادہ

(۳۴) ت = کہاں

(صفحہ - ۱۱۸)

(۱) د = "کچھ دینا لی جانتا ہے" ندارد

(۲) ب = دیتا دُسرا

(۳) ت = دسرا آن کر۔

(۴) د = اپن عقل میں کم ہونا جانا ت = آپے عقل میں ناگم۔

(۵) ب = اپے بہوت۔ ت = انے بھی

(۶) ب = اسے نکو۔

(۷) م = ٹھیک۔

(۸) الف ب، انگس ہور گادیرا۔ ت انگس ہوا کاڈیرا۔ س، م = آنگن ہور ہوا کاڈیرا۔
د = انگس ھور کید کادیر۔ متن میں نسخہ س، م کی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(۹) ب = "بارے القصہ" ندارد

(۱۰) الف = دل بھری تھی آک۔ ب = دل میں بھری آس = ت، س، م، و = دل میں بھری تھی آس۔ متن میں نسخہ ت، س، م، و کا جملہ شامل کیا گیا ہے۔

(۱۱) ب = سوں

(۱۲) ت = جو آیا اور خیال کو

(۱۳) ب = کیا کرتا۔ ت = کرنا کیا

(۱۴) ت = ے لے یار اگر آدمی آیے یار پاس سے
بھر بھر کے بات اس سے عاشق آس سے
و = ع پھر پھر کو بات اوس سوں کرے عاشق آس تے

(۱۵) و = پر بھی بہوت

(۱۶) و = خلاصا۔

(۱۷) م = اِن باتاں تے جیو نہیں بھگتا۔ و = اِس باتاں تے دل نیں بھگتا۔

(۱۸) ب = کہ نقاش

(۱۹) ب = چترنا جو میرا

(صفحہ۔ ۱۱۹)

(۱) ت = ع عاقل اتھا سو جیو بھلانے یہہ گت کیا۔

(۲) ت = دل چترتا۔

(۳) ت = دیکھیں بنز

(۴) ب = میں ظلم۔

(۵) و = لکہ کر من مومن کی صورت لکہ کر

(۶) ت = دیکھتے ہی

(۷) ت = نقش بہت بھایا۔

(۸) ت = نقش سے بہت جیولایا

(۹) ب = طاقت گئی ہماری صبوری۔ م، س = طاقت گئی صبوری

(۱۰) ت = آتی دوری معشوق کہاں صبوری

(۱۱) ب = اسے دھن۔ و = اوس کدن

(۱۲) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور پہلا جملہ یوں ہے "بہوت بے تاب دل، دل منے کچہ تاب نیں ابریا۔

(۱۳) ب، م، و = بارے آخر خیال۔ ت = بارے خیال

(۱۴) م = سوں

(۱۵) ب = "عزم کیا" ندارد۔

(۱۶) ب = عقل

(۱۷) و = برہم اوس کا فہم تمام

(۱۸) ب = اس نسخہ میں یہہ بھی شعر نثر ہے۔

ت = ے نزدیک دل کے تو دل کا سب مراد آیا۔

یہہ دل کے کام منے وہم آخلل بھایا۔

(۱۹) ت = ماریا۔

(۲۰) ت = وو چورنے وو حرام خورنے۔

(صفحہ - ۱۲۰)

(۱) ت = میں پانی

(۲) ب = لایا

(۳) ب = مایا نظر

(۴) ب = "تائب ہوگیا تھا" ندارد۔

(۵) ت = گھر کھال کو دغا باز۔ و = گھر گھا لو ایک مکری دغا باز

(۶) مت = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی "شہر دیدار کے ۔ادھر"

(۷) و = ھات میں ۔تے

(۸) ب = کرنا ہو

(۹) و = ھے سوتوں کو۔

(۱۰) ت = آج کر۔

(۱۱) مت = ہوا پچھیں

(۱۲) ت = ہوتا ہے

(۱۳) ت = یہہ بولا

(۱۴) م = علاج واقعہ پیش وقوع باید کرد۔

(۱۵) ت = زر گھر گیا نہ نام و نشاں رہا۔

(۱۶) س = نہ نام رہا نہ نشان رہا

(۱۷) م = ہمارے۔

(۱۸) ت = پھراوے۔

(۱۹) ت = سے۔ م = سوں پھر آوے گا۔

(۲۰) و = کاماں کرنے تے۔

(۲۱) ت = میں تو کہتا۔

(۲۲) و = تجھے یوسب عقل۔

(۲۳) ب = دستاکہ

(۲۴) ب = یار

(۲۵) ت = کسی نہ

(۲۶) ب = مجھے دھرکت

(۲۷) ت = دھڑکت۔

(۲۸) ب = کپڑٹ دستا۔ م، و = گت نیں دستا۔

(۲۹) ب = میں درست۔

(۳۰) ت = ہنسنے

(۳۱) ب = ٹکڑے

(۳۲) ب، م = صاحب ھوے صاحب۔ و = صاحب ھوائے صاحب

(صفحہ۔ ۲۱)

(۱) ب = کہ دل بادشاہ۔ و = آخر عشق بادشاہ

(۲) ت، ت = میں قصا

(۳) ت = قول قرار کیا ہے ہمارے تمہارے درمیان پروردگار کیا ہے۔

(۴) ب = میانے پروردگار

(۵) ب = و = ہمت اپنی محبت

(۶) ت = میں بھی یہہ ایک

(۷) ب = "واہ واہ"۔ ندارد۔

(۸) ت = اگر

(۹) ب = آدمیں سمجیا

(۱۰) ت = قول وقرار

(۱۱) ب = امداد

(۱۲) ب = "اڑیا کیا منگیا ہے"۔ ندارد۔

(۱۳) ب = جسے مشکل

(۱۴) ت = بہوں

(۱۵) الف = خدا جانے، خدا جانے۔

(۱۶) ب = ڈون کے دانش کا اتہل بدکوں کوں جانے کھا جادستا۔ ت = دونوکے دانش کا رہتل بدکوں جاتے کھاں دستا۔

(۱۷) الف = اجہوں ما مقصود ما بین خوف ورجا میں دستا ہے۔ ب، ت، س، م، و = اجہوں مقصود ما بین خوف ورجا دستا ہے۔ یہ عبارت قدرے واضح ہونے کی بنا پر متن میں شامل کرلی گئی ہے۔

(۱۸) ت = نظر کی عقل وہاں کام نہیں کام کرتی۔

(۱۹) ب، ت = کرتی کہ کہے۔

(۲۰) ت = کا اچھنا

(۲۱) ب، ت = سلوک کہ۔

(۲۲) ب، م = ایسے پر

(۲۳) الف = آدمی کی تل۔ ب = آدمی کی ذات پل میں۔ ت = آدمی کا تل میں۔ م،

و = آدمی کی ذات تل ہیں۔ متن میں نسخہ م، و کی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(۲۴) ب = دل سو کتنا۔

(۲۵) ب، ت، م = بھی

(۲۶) ب = عالم کیا خبر۔

(صفحہ - ۱۲۲)

(۱) یہ شعر صرف نسخہ م میں ہے۔ سیاق و سباق سے مطابقت کی بنا پر متن میں شامل کیا گیا ہے۔

(۲) ب، ت = آتا وو

(۳) ب = جلتا سو کھا

(۴) ب = شراب کی مستی کا نتیجا۔ م = شراب کے اثر کا نتیجہ

(۵) ت = وقت پر میسر ہو نہیں آتا خماری۔

(۶) و = تو پھر میسر

(۷) م = خماری کے کھینچا کھینچی تے

(۸) م، و = کھانا بہوت غنیمت ہے اگر کوی

(۹) ت = بسانا اول میچہ کے تھوڑا۔

(۱۰) م = کھاے کر۔

(۱۱) ت = روتا

(۱۲) ب = ولے بہوت

(۱۳) و = تینو بھی ایکس کی آگ۔

(۱۴) و = آگ میں سماے آگ کی جنس ٹک غافل ہوے تو جا لیچ گی راکھ کر کر اچھا لیچ گی"

یہ عبارت اِس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۱۵) ب = جا پیچ گی خاک راک کرا چھا پیچ گی۔

(۱۶) ت = دُسرے۔

(۱۷) ت = قول و قرار۔

(صفحہ۔۱۲۳)

(۱) ت = ہے نہیں حاصل جھوٹ بغیر ہوتی۔

(۲) ب = کر

(۳) ت = کو بھی قرار

(۴) ت، م = جتنی دوستی جتنی یاری اچھے تو بھی

(۵) ت = محبت اور جتنی

(۶) ب = جتنی مروت ۔ ندارد

(۷) ت = سادہیٹ۔ س = سادہیٹ

(۸) ت دو پیچ کھنا

(۹) الف = ت = سوجان۔ ب، س، م، و = سبحان۔ متن میں بھی یہی لفظ رکھا گیا ہے

(۱۰) م = ۶ با دوستاں تلطف با دشمناں مدار

(۱۱) ب، م، و = باتاں زیا تیچہ

(۱۲) یہ شعر نسخہ م اور س میں ہی ہے لیکن سیاق و سباق سے ہم آہنگی کی بنا پر متن میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(۱۳) و = "اپنا تمام کام سمج سوں اچھے تو کچہ بُرا نیں ہے" ندارد

(۱۴) ب = کاج۔

(۱۵) ب = پیاری کہ جیوں

(۱۶) ت = دکھن میں مثلاً چلا ہے کہ

(۱۷) ب = دھیاں متی

(۱۸) الف س . و = ہاں کو ہاں کے نیں کہتے۔ ب = ہاں کو ھوں کے نیں کتے۔ ت = ہاں کو ہاں نیں کو نیں کہتے۔ م = ہاں کوں ہاں کی نیں کتے۔ نسخہ الف، س، و نسخہ ب اور نسخہ م کی بہ نسبت نسخہ ت کا جملہ زیادہ واضح ہے اس لئے متن میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(۱۹) م = سنی اچھے گی

(۲۰) ب = شاید کہ

(صفحہ-۱۲۴)

(۱) ب = جتی صاحب کی فکر نفر کوں اچھنا ایسا نفر۔ و = جیتی صاحب کی فکر صاحب کون ہے

(۲) م = اس تے زیاست فکر نفر کون اچھنا۔

(۳) ت = زیادہ

(۴) ت = پر غم کیوں اچھنا گھر۔

(۵) ب = "گھر کے دھندے بدل صاحب پر غم کیا مانا" ندارد

(۶) م = پر گم۔ و = پر کھم۔

(۷) ت = کوں فکر۔

(۸) ت = زیادہ

(۹) و = نیک۔

(۱۰) ب = کے۔

(۱۱) ب = صاحب کوں گھر دھندے کی ذکر ت صاحب کو جو ہووے گھر کے دھندے کا ذکر۔

(۱۲) ب، م = اچھنے۔ ت = اچھے تو نفر کو بلا تا صاحب

(۱۳) الف، ت = "ایسے نفر پیکے ستر"۔ ندارد۔ نسخہ ب، س، م، و میں یہ جملہ موجود ہے اس لئے متن میں بھی شامل کرلیا ہے۔

(۱۴) ب = بلا کنے پر کوی کرے گا۔

(۱۵) ب = فرح

(۱۶) ت = اچھا کہ نفر۔

(۱۷) ب = ھیوے گا کام، ت ہوگا کام

(۱۸) م = گر جانتا۔

(۱۹) ب = کونی دھاں۔

(۲۰) م = کنے بی۔

(۲۱) ب = تے بی نفر ائی

(۲۲) ب = چلنا۔

(۲۳) ب = نفر بچارا کیا

(۲۴) ب = صاحب بی۔

(۲۵) ب = کچہ ایسے دینا

(۲۶) ب = کو

(۲۷) ب = "صاحب کا بی نام ہو" یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے

(۲۸) ب،م = صلح صلاح۔

(۲۹) ب،م = "ہر چند بھاگ بھروسا کئے ہیں کر بے غم نا اچھنا" ندارد

(۳۰) ب = "درہم نا اچھنا" ندارد۔ و = برہم۔

(صفحہ-۱۲۵)

(۱) ت = صبر و شکیب۔

(۲) ت = بہجت و شادمانی

(۳) ب،ت = قول و قرار۔

(۴) م = اینو کوں یک وقت کرکے یارا چہ۔

(۵) ب،ت = وقت کے یار

(۶) و = کراچھ۔ ندارد

۷ ب،ت = عالم ہے کچہ

(۸) ب = ہوتا تقدیر۔

(۹) و = مردنے تدبیر

(۱۰) ب،م،و = آئے انو میں دو

(۱۱) ت = نو کاں کسے دیتے

(۱۲) م = دینا لیناچ کام آوے گا

(۱۳) ب = لیاچ کچہ کام

(۱۴) ب = "کسی کوں کچہ دیاچ کام آوے گا" ندارد

(۱۵) ت = اگر سخی فاسق ہے خدا کا دوست ہے تو بی۔

(۱۶) ت = ہے خدا کا دشمن ہے تو بی۔ س = عابد ہے تو بی خدا کا دشمن ہے خدا وس تے

بیزار ہے۔

(۱۷) ب = ھونا

(۱۸) ب، ت = پھل نہ پھول

(۱۹) ت = بے آس۔

(۲۰) ب، ت = چھاڑ کے پاس

(۲۱) ت = نے کام اگ لانے کام

(۲۲) ب = سو دو کل ہے۔ و = سو او کل ہے۔

(۲۳) ت = نہ کہ او دل ہے

(۲۴) الف = نظر اثر نیں = ب، ت، س، م و = نظر میں اثر نیں۔ متن میں یہ جملہ شامل کیا گیا ہے۔

(۲۵) ب = سو دو پتھر

(۲۶) ت = نہ کہ او نظر ہے۔

(۲۷) ت = فلانے کہ فلانے۔ و = فلانے کی نظر فلانے کو ھوئی۔

(۲۸) و = "ہور قطرا جوش نیں کھاتا" ندارد۔

(صفحہ ۔ ۲۶)

(۱) و = موتی دھرنا۔

(۲) و = دیو کہنا

(۳) ب = دینا ھے کتے

(۴) و = باتیچ میں تے مانک موتی

(۵) م = باتیچ میں دریا۔

(۶) ب = سب بھریا۔

(۷) ت = بھایا کافر کیا کفر میں لایا تو اس وقت ۔

(۸) ت = نکو کرا گرچہ ان نے خطا کیا تو اس سے خطا نکو کر درگذر پس یہاں سے

(۹) و = "اس بد دعا کرنے" ندارد۔

(۱۰) و = تو بھی اوسے درگذر کر۔

(۱۱) ب = یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے" سخی پر کسی کی بد دعا چل سی نا، سخی دشمن کے ہلائے تے ہل سی نا"

(۱۲) ت = چلتی نہیں سخی دشمن کے بلانے ہلتا نہیں ۔

(۱۳) ت = سے جلتا نہیں ۔

(۱۴) ب = غلط کر جانتا ۔

(۱۵) ب = کوں سخاوت سوں پہچانتا۔ م = شجاعت سخاوت سوں پہچانتا ۔ و = کوں سخاوت میں پہچانتا ہے ۔

(۱۶) ت = اچھتا ہے شجاع ۔

(۱۷) ت = اچھتا ہے شجاع اپنے جیو ۔

(۱۸) ت = اپنے نام

(۲۰) ت، م = جوں سعدیؒ کہتا ہے ہور اس نشہ میں متا ہے" یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے

(۲۱) یہ شعر صرف نسخہ ب میں ہے لیکن سیاق و سباق سے مطابقت کی وجہ سے متن میں شامل کیا گیا ہے۔

(۲۲) ب = کی اپنی خوشی ۔

(۲۳) ت = نام نہیں جاتا نام کام آوے گا بیکا کام نہیں آتا۔

(۲۴) م = ناوں

(۲۵) ب = سخاوت بڑی

(۲۶) ب = بان

(۲۷) ت = سخاوت دنیا۔

(۲۸) ت = دن

(صفحہ-۱۲۷)

(۱) و = فکر کی نیں

(۲) ب = باٹ جو

(۳) م = چل

(۴) ت = چلے بھی جاتے۔

(۵) ت = کے

(۶) ت = کے

(۷) ب، ج = کام

(۸) ت = آگے کچھ۔

(۹) و = اتنا سمجھ واجب آیا ہے۔

(۱۰) الف، ت = اچھے ہے اس تے عاقل کہا نہ جائے۔ نسخہ الف کا یہ جملہ مہمل ہے اس لئے متن میں نسخہ ب، ج، س، م، و کا جملہ شامل کیا گیا ہے۔

(۱۱) ت = شیطان ہے۔

(۱۲) م = کیوں آوے یاد

(۱۳) ت = رحمان ہے

(۱۴) ت اگر تو انسان

(۱۵) ت = پہچان ۔

(۱۶) ت = جان

(۱۷) ج = بہوت عقل ہونا یا بہوت فام

(۱۸) ب = عقل یا بہوت فام

(۱۹) س = زور اور سوں نا بنگاڑنا ۔ م زور آور کوں زور سوں نا ھنکارنا ۔ و = زور آور کوں نا ھنکارنا ۔ متن میں نسخہ و کا جملہ شامل کیا گیا ہے نسخہ الف = ب اور ج میں "زور آور سوں نا ہنکارنا" لکھا ہے ۔

(۲۰) م = آدمی

(۲۱) ب، ح = "حرمت بہوت منگتا" ندارد

(۲۲) ب = تو

(۲۳) ب = یوچ ھے گت ۔ م = یوچ ھے گت فارسی میں کہتے اول

(صفحہ ۔ ۱۲۸)

(۱) ب = کوں جو بادشاہ منگیا ۔ و = اصلاں کا بھوکا ھے ھور اصلاں کوں منگتا ۔

(۲) م = تے کچہ خطا ۔

(۳) ت = آتا ہے بھلا

(۴) ب = حکاتاں

(۵) ت = پہچان کہ آدمی

(۶) ب = گو ھر اس کوں پرکھنا

(۷) ج = اس کوں ھرکیں کام نیں ھرکسے نیں یو دوربینی۔

(۸) م = کرتا۔

(۹) ت = مرتا نیم دھرم

(۱۰) ب = جے جن چن کو

(۱۱) م = جوگان

(۱۲) و = ایک جاگا نہیں بل بھیا تو ایک جاگا دھندا "جانا" ندارد

(۱۳) ت، س = پل ٹھریا۔

(۱۴) ب = جاگا دھنڑا۔ س۔ جاگا دھندا۔

(۱۵) م، مکہ۔

(۱۶) ت = ہی

(۱۷) نسخہ الف میں "لہوے کوں سٹ پچھیں" لکھا ہے لیکن ما بقی نسخوں میں "لہوے کوں دے سٹ پچھیں" تحریر ہے۔ نسخہ الف کے مقابلہ میں یہ جملہ زیادہ صاف ہے اس لیے اسے متن میں شامل کیا گیا ہے۔

(۱۸) و = پچھیں تیرے جھٹ۔

(۱۹) ب = کرے راجوٹ۔

(۲۰) و = آپڑے۔

(۲۱) ب = پچھیں لہوے۔ ت = سجھے لہوے بیچہ کام

(۲۲) نسخہ الف میں "نیں راجوٹ" درج ہے نسخہ ب، ت، س، ج، م و میں "نیں توراجوٹ" لکھا ہے

(۲۳) ت، س = اگرچہ کچہ بادشاہی۔

(۲۴) د = راجو نیچہ ہے۔

(۲۵) ت = دلانا۔

(۲۶) ب، ج = دلاوے دلاور

(۲۷) د = لوگ بی ملا۔

(۲۸) ت = نیں ہوتا بل

(۲۹) ب = کوں جیورتا۔

(۳۰) ب، م = یہاں تو واجب

(۳۱) ت = دن

(۳۲) ت = کرنا اگر ہزار بہی برس جئے آخر مرنا ہے دنیا میں آنا نام جھوڑ جانا۔

(۳۳) ب = جیوے آخر۔ م = جیوے تو بی آخر۔

(۳۴) ب = آنگے آخر۔

(۳۵) ت = آنے ہارے نام پوچھتے آتے ہیں مرد کے نام تیچہ مرد کو پاتے ہیں۔

(۳۶) م = ناو نیچہ پوچھتے

(۳۷) ت = لیاتے ہیں سو۔

(صفحہ۔ ۱۲۹)

(۱) د = نہ کہ سرد

(۲) ت = موے

(۳) ب = سولوکاں

(۴) ب = خلق سب جانتا۔ م = خلقِ خدا جانتا

(۵) ت = پہچانتا

(۶) ج = دیتے لیتے۔

(۷) م = یہاں دئے لئے بغیر بندے ھور ھتے۔

(۸) ب = نام بڑا۔

(۹) ج = نانچہ سوں

(۱۰) ب، م، و = م کرتا ہے۔

(۱۱) ب = پایا ہمت

(۱۲) ب = بیٹھتے۔

(۱۳) ب، ج = پیدا کر کھڑے لوکاں کی بڑی فکر بڑے دھانوں کھڑے ہور بڑے لوکاں کی۔ م۔ و = پیدا کر بڑے لوکاں کی بڑی فکر۔

(۱۴) ت = دہاوں بڑی عقل اس حد لگن دور سے جاں لکتا خدا کا ناؤں نھنے لوکاں۔

(۱۵) ب = جاں خدا۔

(۱۶) ب = ہات بڑا۔

(۱۷) ت = نکودے بڑا کام القصہ تو عقل۔

(۱۸) ب، ج = "روشن تمام"۔ ان دونوں نسخوں میں یہ جملہ نہیں ہے۔ م۔ و = روشن ہے تمام۔

(۱۹) ت، س = تلک ھور گرگٹ۔

(۲۰) ت = تلک

(۲۱) ب = تو بی کیا۔

(۲۲) م = سیاہ گوش۔

(۲۳) ب، ج = اچھائے

(۲۴) ب، ج = بخیر

(۲۵) ت، م = کام۔

(۲۶) ب = آدمی ذات

(۲۷) م = اترتا

(۲۸) ب = گنوایا۔

(۲۹) ت، م = ذات میں ندارد

(صفحہ - ۱۳۰)

(۱) ت، و = نیک

(۲) ت = برے

(۳) ب = میں پاچ

(۴) ب = ڈھلکیا۔

(۵) ب = میں ہوتی

(۶) و = پانی میں سب

(۷) ت = مارے

(۸) ب = میٹھا کیں

(۹) و = اس نسخے میں زائد الفاظ کے ساتھ دو جملے شعر کے دو مصرعوں کی شکل میں ہیں۔ ؎

اگر تجہ میں اچھے گا نور تو یک بھائے ہو راضی
عشق تجہ سوں صلح پر ہوے گا راضی

(۱۰) م = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی۔ "زور تجہ میں نا اچھے"

(۱۱) ت = اچھے تو البتہ

(۱۲) ت = ابھی سے

(۱۳) ب = کچہ کر

(۱۴) ب ج = دکہ کایا۔ ت، س = دکہ دہایا

(۱۵) و = ولے خوب

(۱۶) و = ہزاراں کے اوپر اوٹھے

(۱۷) ت = اٹھے اور ایسے

(۱۸) ت = بڑے

(۱۹) ب، ج = ہوے۔

(۲۰) ت، و = اور

(۲۱) م = کا بہت کام بھاتا۔

(۲۲) ب سنبال تلے۔ ج = لتا ہے

(۲۳) ج، م = دوپچہ ہے سنبھانہا را

(۲۴) ب = ہے تو مردانکوں ہمت بغیر کیا جارا ہے

(۲۵) ت، س = ہمنا پر نکہ۔

(۲۶) و = ہے ہمنا از جانے

(۲۷) ب۔ ج = بہوت بڑے۔

(۲۸) ب، ج = آپیچہ نا کرنا۔

(صفحہ - ۱۳۱)

(۱) ت = قوت کی بات کچھ اور ہے۔ و = قوت کچھ ہور ہے

(۲) ت = قوت کی عجب عالی نشانی ہے۔ و = قوت اور ہے عالیشانی

(۳) س = عالی نشانی ہے

(۴) ت = چلتا ہنا ادھر

(۵) ج = آخر پہ۔

(۶) و = "لوکاں خوب بجھ ہر دا" ندارد

(۷) ت = ہیو۔

(۸) ت = ماٹی کی اچھے گی۔

(۹) و = کیا پتھرے کام

(۱۰) ت = جائیں گے تو پچھیں

(۱۱) ب، ج = پرے لوکاں کام

(۱۲) ج = "خوب لوکاں تے ملتا ہے ملک ہور مال"۔ ندارد

(۱۳) ب = کیا مثلاً مشہور ہے۔ ت = کیا وو چہ مشہور ہے

(۱۴) ب = واں سب۔

(۱۵) ب = توں کیا

(۱۶) ج = وقت ھی پر

(۱۷) ت = میرا جو عاقل انگنج جانتا

(۱۸) ت = اپنے لوکاں کو۔

(۱۹) ب = دیتے سن کہ جدھر ھا ندی ڈوی واں سب کوی

(۲۰) ت = لے

(۲۱) ب ج = جینا

(۲۲) و = گھر دیوا تو مسجد دیوا۔

(۲۳) ت = اِس نسخہ میں یہ عبارت شعر کے پیرائے میں ہے ؎

چار بلائے چودہ آئے سنو گھر کی ریت
باہر کے آکر کھا گئے تو گھر کے گاوے گیت

(۲۴) ب = آشنا کوں پچھانیا بیگانے کوں جانیا

(۲۵) و = "دلیر لوگ ماتے بھاتیاں کوں منگتے" ندارد

(۲۶) ت = پچھانیاں

(۲۷) ج = وقت پڑے سب

(۲۸) ت = بنے

(صفحہ-۱۳۲)

(۱) الف، ت = ایک گر: زمین بنی فکر کرنا۔ نسخہ الف کا یہ جملہ واضح نہیں ہے اس لیے متن میں نسخہ ب، ج، س، م اور و کا جملہ شامل کیا گیا ہے۔

(۲) الف، ب، ج = لینا تو سال۔ ت، س = لینا نیں تو۔ م، و = لینا تا سال۔ متن میں نسخہ م، کی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(۳) و = چارو کوں

(۴) ب = ھوئے سو۔ ج = ھوئے سو بھی۔

(۵) ت = کوٹ ملک لینا ایک کا ملک ایک کو دینا۔

(۶) ب = ملک لینا ایکس کوں۔

(۷) و = کو حرام

(۸) و = تہوا جما کرنا بادشاھاں نی اپنی خوشی

(۹) ب، ج = اپنی خوشی نا بسرنا۔ ندارد۔

(۱۰) ج = بادشاھاں سب تیر۔

(۱۱) د = "سب کوں ولا ساوے کر"۔ ندارد۔

(۱۲) ت = خوب خوب نمائش سو۔

(۱۲) م = خوب۔

(۱۴) ت = دکھلانا کہ تا۔

(۱۵) م = ہوش۔

(۱۶) ب = تو ترکش بندی کا آوے۔ ج = تو ترکش بندی کا اودم

(۱۷) ت = آدم۔ م = عالم

(۱۸) ب = بادشاہاں بڑے ترکش بنداں ترکش بنداں کوں انو۔ ت بادشاہاں ترکش بنداں کو۔ م، و = بادشاہاں بڑے ترکش بنداں ترکش بنداں کوں۔

(۱۹) م = ترکش بند الف، ت، ج س، و = ترکش بندی متن میں نسخہ الف کو ترجیح دی گئی ہے

(۲۰) ب، ت = ہے آگ

(۲۱) ب = بادشاہانچہ

(۲۲) ب، ت = بھاتا

(۲۳) م = جو کوی جو کام

(صفحہ-۱۳۳)

(۱) و = "اپنی مراد پانے خاطر کرتا ہے" ندارد

(۲) م = دیا ہے کیا کم

(۳) ت = کیا کچھ کم

(۴) م = ہے کہ یاں جسے

(۵) ت = کھے ہے وہی

(۶) ب، ج = کہے ہیں

(۷) ب، ت، م = ہے۔

(۸) ب، ت، م = ہے۔

(۹) ج = لکن کرے۔

(۱۰) ت، و = "بھروسا اس پہ بھاکرا چھنا عقل کا کام نہیں" یہ جملہ دونوں نسخوں میں نہیں ہے

(۱۱) ب = ڈرتا کچھ فکر نا۔

(۱۲) د = کہنے

(۱۳) ب = ج، و = بھاٹ

(۱۴) ب = یک وجب ٹوٹیا۔ ج = نکو جب ٹوٹیا۔

(۱۵) ج = جاتا ہے اپنیچ

(۱۶) ت = لوکاں دشمن

(۱۷) ت = منگاتے۔

(۱۸) ب = ہزاراں بلایاں۔ م، و = ہزار بلایاں

(۱۹) ب = پچھیں فکر دشمن۔

(۲۰) ب، ج = کون بادشاہ دھن سوں مال سوں ٹھاٹ کر۔ و = کون بادشاہ ٹھاٹ کر مال دھن سوں

(۲۱) و = تو پیچ ندارد۔

(۲۲) ت = جو لک لشکر

(۲۳) ب = بھاگے۔

(۲۴) ب = مالی حساحاھے ولے جھاڑ سرپے اپرے پچھیں کیا تیا ھے۔

م = مالی جیتا جیتا

۲۵ م = اکھڑے

۲۶ ت = فام کرتا کون

۲۷ و = آسمان ٹوٹ پڑیا تو تھامتا کون۔

(صفحہ ۱۳۴)

۱ ت = پیچے کیا ہات آتی ہے۔

۲ الف = جو بولے۔ متن میں "جوں بولے" شامل کیا گیا ہے جو نسخہ ب، ت، ج، س م اور و میں لکھا ہے۔

۳ ت = کو ، ب = کوں بڑا مانگ۔

۴ ت = بادشاہاں کو واجب ہے تو بیر کرنا

۵ ب = تلک

۶ ب = ھتی کوں چڑی ضمان۔ ت = ہاتی کو مچھر ضمان۔ و = ھتی کوں چمٹی ضمان

۷ ب، ج "بھوتاں کوں لوٹیا" ندارد۔

۸ ب، ج = کھانے خاطر ملے ہیں۔

(۹) ب = کروا سو کروے۔

(۱۰) ت = پر

(۱۱) ب = سو خدا ہے۔ ت = ہے سو خدا

(۱۲) ب = لھوا ھے مصحف

(۱۳) ت = پرسے وارے۔

(۱۴) نسخہ الف میں "دل ہور داغ" درج ہے جو کہ واضح نہیں اس لیے متن میں "دل ہوا داغ" عبارت شامل کی گئی ہے جو ما بقی سارے نسخوں میں تحریر ہے

(۱۵) ب = "کہ کہے ہیں"۔ ندارد۔

(۱۶) ت = منے ہارے۔ م = سنن ہارے

(۱۷) ت = دِتاں۔

(۱۸) ب، ج، م = دشمن کوں موں۔

(۱۹) ب = اگر۔

(۲۰) م = ھوئی توبی۔

(۲۱) ب، ت، ج، م = سنبھالنے کوں کوئی۔ و = سنبھالنے کوی۔

(۲۲) ت = اچھتا چہ

(۲۳) ب = لھوا۔ ت = اور

(۲۴) ت = اگرچہ

(۲۵) ب = نیں تو

(۲۶) ت = نیں ہوتا اپس

(صفحہ - ۱۳۵)

(۱) و = ادجو خوب لشکر کوں خوب کر جانے۔

(۲) ت، س = محبوب کر جانے، خوب کر جانے

(۳) ت = دینے ہارے

(۴) ت = کس۔

(۵) ب = لینے

(۶) ت = بیکاں کو

(۷) ج = "بنی دیوے" ندارد

(۸) و = "جیو کسی کا کیوں لیا جاتا"۔ یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۹) م = جیو لینے کا بہوت دل

(۱۰) ج = "بہوت دل ہور پیکا دینے ایتا" ندارد

(۱۱) و = جو توں پیکاں کوں منکیا تو ھرگز تجہ میں نارھی رنگ

(۱۲) ت = ہوئے کا سب

(۱۳) ت = کے

(۱۴) م = آتا

(۱۵) ب = آڑے

(۱۶) ت = دو دِن کی اس کوٹ میں جانا نیں تو چپ رہنا کوٹ میں جانا کیا مانا۔

(۱۷) ب = تو کوٹ

(۱۸) م = "عبث دل میں فکر نا لیانا"

۱۹ ب = ج، و = فکر لیانا۔

۲۰) ب، ت، م = موٹ

۲۱) م = وہیچہ

۲۱) ت = پس

۲۲) و = جانے تے رہیا۔

۲۴) و = دو عاجزی وسرگردانی اونترم ساری

۲۵) ت = پرمرنا

۲۶) الف = اگردل میں مردی کا ہوس = ب = اگرمرد یکا دل میں ہے ہوس۔ ت، ج، س، م، و = اگردل میں ہے مردی کا ہوس۔ متن میں یہی جملہ شامل کیا گیا ہے

۲۷) ت = نابیچہ

۲۸) ب = سواد جو عاجز

۲۹) ت = ہو کے ایک کے۔

۳۰) ب = رچہ وھاں کیا مانا

۳۱) ت = مرد کو نظر

(صفحہ-۱۳۶)

(۱) ت = یہہ کھنا عاقل اس بات کو خوب سمجھ رہنا یہ فکر

(۲) الف، ت = کیوں کرتوں۔ نسخہ الف کا یہ جملہ مہمل ہے اس لئے متن میں ب، س، ج، م و کا جملہ شامل کرلیا گیا ہے۔

(۳) ب = توں جو پکڑ

(۴) ت، س = درتن۔

(۵) ت = کب تک۔

(۶) ت = سو کیے اجھوں کسے بہرانیں۔

(۷) ب = یامت ہے اپنی گیان کا یا شراب پیا ہے۔ ج = یامت ہے یا اپنی گیان کی۔

(۸) ت = سے دلاں

(۹) ت = کرے

(۱۰) نسخہ الف میں "جس کوٹ کوں کہا جائے لکھا ہے یہ کہ واضح جملہ نہیں اس لیے متن میں نسخہ ب، ت، س، ج، م، و کا جملہ شامل کر لیا گیا ہے۔

(۱۱) ت = ملک ہوا

(۱۲) ب = کوں ٹالتا۔

(۱۳) و = یکس کی ایک طاعت

(۱۴) ب، م = طاعت

(۱۵) ت = جس نے

(۱۶) ب = قبول ایسے

(۱۷) ت = بھاتا

(۱۸) ب = انے یوں ت = ان نے بی یوں۔

(۱۹) ت = حدیث میں بھی آیا ہے۔

(۲۰) و = آئی معے صبح اس میں

(۲۱) ب = تنک کہ۔

(۲۲) ب = رزق نیز ہے۔

(۲۳) ت = تلے۔

(۲۴) م = "دنیا میں"۔ ندارد

(۲۵) ت = نام

(۲۶) ب = حضرتؑ ایکدیں۔ ت = حضرتؑ ایک دن ایک کے گھر سے تھے مہمان

(۲۷) ب = خدا رضا

(۲۸) ب، ج = انو بی لڑے انو کے اصحاب بڑے۔ ت = انو آپے لڑے انو کے اصحاب بڑے۔ و = انو آپے لڑے انو کے اصحاب جڑے۔

(۲۹) م = دانت مبارک شہید ہوا۔ و = دندان مبارک شہید ہوا۔

(۳۰) ب، ج = "کفر کوں اسلام کیے"۔ ندارد۔

(صفحہ ۱۳۷)

(۱) ب = خدا کا فرمایا

(۲) ت = جفاکشی بھائی

(۳) ج = آتی ھور تمامی

(۴) ب، م = تمامی ھور خدا جیسا

(۵) ت = کھڑے تو کافراں کے خون ہوئے

(۶) الف = ھووے۔ مابقی نسخوں "ہوئے" ہے

(۷) ب، ج = "خراج دیے دین قبول کیے"۔ ندارد

(۸) ب، م = تربیت ھور تدبیر کے صاحب

(۹) ت = قول وقرار

(۱۰) ج = دسری کون کتا۔ و = دسری بات کوی

(۱۱) ت - اتال خدا کیا جدا ہے

(۱۲) ت = .بہوتاں سے تھوڑیاں سے بہت ملائے۔

(۱۳) ج = ہمت کے میدان میں آگئے ہیں

(۱۴) ب = کئے میدان۔

(۱۵) ت = کتا

(۱۶) و = "دنیا دو دیں کی یہاں غم"۔ ندارد

(۱۷) و = کہا یو کیا مانا۔

(۱۸) و = ہے ہرگز نہیں بسرتا۔

(۱۹) ب، ج = ہوتا ہے تو

(۲۰) و = لشکر سمج کر سمج ھور بازو ٹھوک بادل۔

(۲۱) ب = رچ نارچ۔ س = رچہ ہو رچہ

(۲۲) م = کو ہوے بقیر واچیچ نیں

(۲۳) ت = دھرتا ہے

(۲۴) ت = جاتا ہے

(۲۵) ت = بھاتا ہے۔ م = بھاتا آیا اگر۔

(صفحہ - ۱۳۸)

(۱) ت = چھوڑ کر ضرور

(۲) ب = ھر

(۳) ب، ج = "جیونا بھاوے گا" ندارد۔ ت = جونا

(۴) و = بادشاہی چھوڑیا سو تل تل آوے گی یاد۔

(۵) ت = ہے کہ جو

(۶) و = اچھتا انو کے سنگات۔

(۷) ت = اگر سمجھے کوئی

(۸) م = لوٹ کا لوٹ

(۹) ت = جینا تو یکچ۔ و = "جیونا تو یکچ ہے جو لگ ہے نیم دھرم ست"۔ ندارد۔

(۱۰) م = منگیا ہے سو

(۱۱) ت = سیرا

(۱۲) م = مجھے یو بولنا۔ ب = بی یو بولنا

(۱۳) یہ شعر صرف نسخہ م میں ہے لیکن سیاق و سباق سے مطابقت کی بنا پر متن میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(۱۴) و = ایس تو بولنا ایک بار

(۱۵) الف = "صاحب کا کام جانے" نسخہ الف کا یہ جملہ مہمل ہے اس لیے "صاحب کا کام صاحب جانے" نسخہ ب، ت، ج، س، م، و کا جملہ داخل متن کیا گیا ہے۔

(۱۶) ب = نمک حرامی۔

(۱۷) "کس چڑ ناکس کھاٹ" نسخہ الف اور مت کا یہ جملہ بھی صاف نہیں ہے اس لیے اس کی جگہ پر نسخہ ب، ج، س، م، و کا جملہ شامل کیا گیا ہے۔

(۱۸) ت = سے

(۱۹) ب = سن کرو ہم

(صفحہ-۱۳۹)

(۱) ب = خاطر میں آئی

(۲) ب وزیری ہم پیشوائی

(۳) و = میں کوئی کہا ہے۔

(۴) ب = ع حریفاں بادھا خوردند وزفتند۔

(۵) ج = حریفاں بادھا خوردند وزفتند

تہی خم خانہ ہا کردند وزفتند۔

(۶) ب = خم ہے وہی شراب وی تیسچہ دانا و تیسچہ زبردستاں ھیں۔ م = خم ہے

(۷) ج = "وہیچ مستاں" نہ ہے۔

(۸) ب = م = وا [illegible] ہا [illegible] ج = نہ ہا [illegible] = وہا

نیں سوکر نہ جائے۔ و = وہاں نا لکر نا کہا ہے۔

(۹) م = ہیں بھی کتا۔

(۱۰) و = اس نسخہ میں یہ شعر نہیں ہے

(۱۱) ت = ارے وہم تجھ پر بہت آتا ہے مجھے رحم۔

(۱۲) ب = مجھے بہوت۔

(۱۳) ب = دل نیں تجے جا نیا۔

(۱۴) ت = و و

(۱۵) جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی "یوں جلی ہے بات"۔

(صفحہ - ۱۴۰)

(۱) ب = خوب بہوت۔

(۲) ب = کتا ہے سو۔

(۳) صرف نسخہ الف میں "وہم کیا تھا" لکھا ہے سارے نسخوں میں "وہم کہا تھا" ہے۔ اور یہی ہونا چاہئے۔ اس لیے متن میں "وہم کہا تھا" شامل کیا گیا ہے۔

(۴) ت = مشغول

(۵) ب = تو وو کام

(۶) ب، ت، ج، س، م، و = رہیا۔

(۷) م = ڈوڑ، پکڑنا۔

(۸) و = ہرن پکڑنا" ندارد

(۹) و = بیں کی = نہیں

(۱۰) [illegible]

(۱۱) ب = ہوتا اول انوکے آخر تا اول ۔ ت = ہوتا اول آخر تا اول انوکے برتے انوکے،
عقل یہہ لوکاں ہر ایک بات، مر جڑتے پس عادت وہیچہ پڑی اپنی

(۱۲) ب، ج = انوکے پر بی - و = "انوکے پڑتے" ندارد

(۱۳) و = ہر ایک کی بات۔

(۱۴) ب = اپنی عقل کا سواد گیا"۔ ندارد

(۱۵) ج = "عقل کا امداد گیا"۔ ندارد

(۱۶) ب = جا تو تماشا گیر ت = جا تو یہہ بی ایک تمشا گیر۔

(۱۷) م = کچہ خوب ہوا۔

(۱۸) و = "دانا کی عقل دغا میں کھاتی دانا کی عقل بہوت کام آتی"۔ یہہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۱۹) ت = رہتا

(۲۰) ب، ج، م، و = کام گیا تو بی۔

(۲۱) ب = سوں دسرے۔

(۲۲) ج' م = بھی کیا۔

(۲۳) م = اُجالا بھوتیچہ خوب

(۲۴) ب = عقل بہوتیچہ خوب بہوت آلا۔

(۲۵) ب،ت = بھی قصا۔ م = سمجایا۔ یہی قصہ۔ و = سمجایا یا سنتے وقصا کتے۔

(۲۶) ت = آیا القصہ وہ یاقوت کی انگوٹھی

(۲۷) ب = من موہن پاس تے

(۲۸) ب = دیکھ نظر

(۲۹) و = وقت میں کوٹے۔

(۳۰) ج = اس انگوٹھی کوں موں میں رکھے۔

(صفحہ - ۱۴۱)

(۱) و = اوسے نظروں تلیں

(۲) و = آیا

(۳) و = "پانوں سار ہوا" ندارد

(۴) ج = چشمہ پایا شہد ھولینی کا۔

(۵) ج = "جسے آبحیات کتے ہیں" ندارد۔

(۶) ت = کیا۔

(۷) و = دیکھے کی ایک

(۸) و = اپس بھی ھوے شاد دائم دنیا میں جیوئے۔

(۹) م = اپناست اپناپت۔

(۱۰) ج = "تنا خوری کیا" ندارد

(۱۱) ت = قصا ایسے وقت۔

(۱۲) و = موں ہیں نکل کر آبحیات کے چشمے میں پڑی۔

(۱۳) ب = ع امانت میں کیا خیانت کیا ہے درکار۔

(۱۴) ت = بہت ترسا بہت تپیا۔

(۱۵) و = ع گنوا لیا پچ توں اب کیا کماں تے پچتاوے۔

(۱۶) م = ے گنوا لیا پچ توں اب کیا کماتے پچھتاوے

یو بست وا نہیں جو گئی سو ہات پھر آوے

نسخہ الف اور ب میں یہ شعر نثر ہے۔ نسخہ الف میں پہلا جملہ "گنوا لیا پچ توں اب کیا کم آتے پچتاوے" درج ہے اس کی جگہ نسخہ "ج" کا مصرع متن میں شامل کیا گیا ہے۔ نسخہ ت کا پہلا مصرع نسخہ الف کے پہلے جملہ کی طرح ہے۔ لیکن مصرعِ ثانی سارے نسخوں سے جدا ہے ت = ع یہ بست وہ نیں جو لگی سو ہات پھر آوے

(صفحہ - ۱۴۲)

(۱) ت = یہہ احوال

(۲) ب = نظر لگیا۔

(۳) ت = بہو نچہ

(۴) ت اس دہات کا وہا نچہ خدا نے دکھلایا۔

(۵) ب = بدنیتی تاثیر

(۶) ب، ج = نظر کے کرتا۔

(۷) و = "یک رات"۔ ندارد

(۸) د = "اس کے ہات"۔ ندارد

(۹) د = پڑیا تو یاد اچھو

(۱۰) ت = وہ یاد آیا

(۱۱) ب = بیگ پر جالیا۔ ت = یک بیک آگ۔

(۱۲) ت = ہے کہ جو

(۱۳) ب، م = حال ہے رے بھائی۔ ج = حال ہے ہے ولے بھائی

(۱۴) م = گذرتا ہے یک آدھے وقت واخا۔ د = گذرتا ہے یکادی وقت واخا۔

(۱۵) ب، ج = وقت اور واخا

(۱۶) د = اونڈر ہے

(۱۷) ت = خوشی اور غم

(۱۸) ب، ت، م، د = سوچ۔ ج = سو۔

(۱۹) ت = ہے تیرا لو

(۲۰) ت = جاتا تلملتا ہے۔

(۲۱) م = کرتے

(۲۲) ت = اسیو کا بھی یہہ حال۔

(۲۳) "گنگا بھی دھوپ کالے ہیں..... کدھیں پت چھڑی" یہ عبارت صرف نسخہ م اور د میں شامل ہے۔

(صفحہ۔ ۱۴۳)

(۱) ت = قدر و قصا

(۲) ب = اسی کا ذات۔

(۳) ت = نکہ

(۴) ت = نکورہ کھڑا کہ جو کدھیں ۔

(۵) ت = ہیں کہ صادب

(۶) یہ شعر صرف نسخہ م اور و میں ہے۔

(۷) م، و = پر

(۸) ت = بچے بزرگاں مرداں ہیں

(۹) ب، ج = نہیں ۔

۱۰ "کس بڑائی میں جمع شرم نہیں آتی سے لیکر . . . . آخر اس دنیا تے کس کا دل بھگیا" یہ عبارت صرف نسخہ "م" اور "و" میں ہے و میں آخری جملہ ہے "جیؤنس بھگا"

(صفحہ - ۱۴۴)

(۱) م = پکڑ کہ تجے

(۲) ت = کچہ

(۳) ت = امانت

(۴) ت = نیٹ

(۵) و = "ہور عاجزی دور کر" - یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے ۔

(۶) ب، ج = ہے سوا ستقنائی

(۷) ب، ت = استقنائی ٹھر کسے نیں آئی

(۸) الف ج و = مارتا

(۹) الف ج و = سنگارتا = م = سنگھارنا

(۱۰) ت = پارارہا آگ پر۔

(۱۱) و = پڑیا۔

(۱۲) ب، ج = دنیا نیکی بڑائی

(۱۳) ب = کولک۔

(۱۴) م = سوں

(۱۵) ب = چلے گی سونے

(۱۶) ت = کب تلک۔

(۱۷) ب = سینکا۔

(۱۸) ب، ت = سمجھ کر۔

(۱۹) ب = دنیا دو پہر۔ و = دنیا دو پہار

(۲۰) ب = دنیا کوں نہ سر ہے نہ پانوں۔ و = دنیا کوں نہ سر نہ پانوں۔

(۲۱) ب = ہے جاں

(صفحہ - ۱۴۵)

(۱) ب، م = جیوں تیوں۔

(۲) ت = کھڑے تو ہوئے بنی تو ہوے ولی ہوئے بڑے

(۳) ب = ہے

(۴) ب = لکن

(۵) و = اگرچہ

(۶) ت = سٹ ٹک رو کھا

(۷) و = غربت۔

(۸) ت = و = کہ جس میں

(۹) الف، ت = آوے کہ۔ ب، ج، س، م، و = "آوے نہ کہ" متن میں یہی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(۱۰) ت = کچھ اور

(۱۱) ب = یو بات یو نبات کیسا ہے بہوت نوی

(۱۲) و = اِس نسخہ میں یہ شعر نہیں ہے

(۱۳) ت = عاشق کو اس بات کا بہت ہے ننگ معشوق سے معشوقیچہ کو ہنگ نچتے لوگاں

(۱۴) ب = میں خامی

(۱۵) الف = بادل۔ ب، ج، س، م، و = یہاں دل

(۱۶) ت = سنبھالنا۔

(صفحہ - ۱۴۶)

(۱) و = اِس نسخہ میں یہ رباعی بھی نہیں ہے۔

(۲) م = ھووے۔

(۳) ب، ت، م = غم تے ایے عاجز۔

(۴) ب = غم بی

(۵) ب، ج = ان نسخوں میں یہ دوھرہ نہیں ہے۔

م = ع ای بینہ کہکیا کیوں کے رت متن کا کھاس۔

و = ے جو لنکھ توبیں بل جو بھوجن تو ماس

ای بینہ کہکیا کیوں مکہ کھے ست تن کا کھاس

(۶) الف = کچھ دھرم ہے۔ سب رس مقفا عبارت میں ہے اس لیے متن میں "کچھ

دھرم" شامل کیا گیا ہے کیوں کہ دوسرے جملہ کے لحاظ سے یہی مناسب ہے۔ نسخہ ب، ج، س، م، و میں بھی کچھ دھرم" درج ہے۔

(۷) ج = "جون سُنتا" ندارد

(۸) ب: ع ہو سب پھاندے ست چھوڑے پت جائے۔

ت: ع یوست نہ چھاوے سُت چھوڑ میں نت جائے۔

(۹) م: ع لے لچھمی ست کی داس مے یک لاگے تجہ گھر آئے۔

و: ع انی لچھمی ست کی داس مے پک لاگے تجہ گھر آئے

(۱۰) و: کافراں اوسے آگ۔

(۱۱) ب = تہا بہار۔

(۱۲) ب = قرار کوں قرار عجب کچھ ہے۔

(۱۳) و = "ہر ایک کام پر اختیار عجب کچھ ہے"۔ ندارد۔

(۱۴) ج = پل

(۱۵) ب = اٹھیا

(صفحہ ۱۴۷)

(۱) ب = بھاتا ہے۔

(۲) ت: لے اویکا۔

(۳) ب = جیوں منگتا

(۴) ت = ایک کے۔

(۵) ب، ج، س، م، و = میں ہے کر۔

(۶) و = بات میں بات۔

(۷) ب، ج = پل

(۸) ت = معرفت کو سمجھے۔

(۹) و = جوھر شناسی

(۱۰) ت، س = اسرار تمام

(۱۱) ب، ج = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی "کہ ھیں کوئی رو تا کہ ھیں کوئی ھنستا ہے

(۱۲) ت = یہوں

(۱۳) ب = کاہے بہوت

(۱۴) ت = ہے

(۱۵) ت = رہتا ہمیشہ

(۱۶) ب = لے بہوت دھرم

(۱۷) ب، م = "کاڑی" ندارد

(۱۸) ت = میں سے بہار

(۱۹) م = بند کر

(۲۰) ت = رقیب بدبخت بدنصیب کو۔

(۲۱) ت = ڈالی

(۲۲) ب = اتال کھی جا۔

(۲۳) ت = اب جا

(۲۴) ت = ع بلا سے باہر نکالی راہ دکھلائی

(۲۵) ب = دیدار شہر۔

(۲۶) ت آیا اور حسن دھن من موہن جگ جیون کا ملاقات پایا

(صفحہ-۱۴۸)

(۱) ج = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے۔

(۲) ت = ایک بھرا

(۳) ت = جیو کے گلزار

(۴) و = نوبہار کون چتر چوسار کوں حیرانگی لگی

(۵) و = "دیدار دکھلاوے گا" ندارد۔

(۶) الف = یو قصا یو گھڑے گا۔ ت = یہہ قصہ یہوں گھڑے گا۔ ج = کہ قصہ یوں گھڑیگا ب، س، م، و = یو قصا یوں گھڑ گا۔ متن میں ب، س، م، و کی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(۷) الف، ت = سمج کر گمان۔ ب، ج، س، م، و = سمج پر گمان

(۸) ب، و = غلبلا

(۹) ت = پکڑی

(۱۰) ب = فراق کچہ دل

(۱۱) و = غمزے کوں جو لائی

(۱۲) ت = اپنے جو عشق

(۱۳) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے

ت = ع راز غمزے کو بولی سب دل کا

(۱۴) ب = جاؤ دل کوں

(۱۵) ب، ج = ٹونا ٹامن کر کچہ جنتر منتر کر جیوں تیوں۔

(۱۶) م = جیوں تیوں۔

(۱۷) و = منج کو لیاؤ

(۱۸) و = ع بارنا لگے دل کے آنے کوں

(۱۹) ب، ت، ج، م، و = فہانی پر

(۲۰) ب = "جلے جلے"۔ ندارد

(۲۱) ت = چلے کہ سو۔

(۲۲) ج = منزل کرے

(۲۳) ب = پر

(صفحہ-۱۴۹)

(۱) م = مندر

(۲) ب، م = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی۔ "نظر یہاں تے جو جاوے گا"۔ و = بہار بہی جو جاوے گا۔

(۳) م = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی۔ کام کبل ہوئے گا، کچہ خلل ہوئے گا بلا کچہ لیاوے گا۔

(۴) ت = کبل ہو کیا کچہ خلل ہو گیا۔

(۵) نسخہ الف میں یہ شعر نثر ہے۔ نسخہ ت میں دوسرا مصرع یوں ہے۔

ع عاقل کے دل پر جو گذرتا ہے سو جھوٹ نہیں

نسخہ م میں یہ شعر اس طرح ہے ؎

عاشق کی بات توڑ نکو اس میں ٹوٹ نیں
عاشق کے دل او پر جو گذرتا سو جھوٹ نیں

(۶) ت = اچکر

(۷) نسخہ ب میں یہ جملے شعر کے دو مصرعوں کی طرح لکھے گئے ہیں ؎

لکھا تھا اپنے سرحد کے سرداراں کوں
کہ چاروں طرف متید رکھو بہادراں کوں

(۸) ت، س = پہاڑاں کو

(۹) ت = میں سے جانے نکو دیو

(۱۰) ب = جانے

(۱۱) ت = ع جاں کو کوی جتن رکھے کیتا۔

(۱۲) د = "زہد وریا کا کوہ کر تھا ایک مقام" یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے۔
ت زہد وریا۔

(۱۳) ٹ = کوٹ کر تھا۔

(۱۴) ب = اُسے فرمایا

(۱۵) ب = کیس بلا۔

(۱۶) و = تیو پنج اپنی جاگاتے سب ہشیار۔

(۱۷) م = بے خبر رات

(۱۸) م = بہت بازی

(۱۹) و = آئے وہاں ایک

(۲۰) ب = تلے پھول باڑی

(۲۱) و = اوس میں کھر کھڑی بھر آسائش پائے۔

(۲۲) ب = اسائش کھڑی۔ ت = کھڑی یک اسائش

(۲۳) و = تھے وہاں تک۔

(۲۴) و = اِس نسخے میں یہ شعر نثر ہے اور اس طرح ہے۔ "غم عالم اچھے تو بی نیند کھتے سو بی موت تے کم نیں۔

(صفحہ ۱۵۰)

(۱) ب = میں یو۔

(۲) و = موت نیند کا بھائی ہے

(۳) ت = ظاہر ہے کہ

(۴) ب = دیکھا۔ ت = دیکھے جاوے آدم

(۵) ب = کوں عالم۔

(۶) ب = کاہے وو

(۷) ت = پہناہے وہاں بی جوں یہاں جیتے مرتے ہیں تیونچہ مرنا جیناہے۔

(۸) الف، ب چو یہاں۔ ج، س، م، و = جیوں یہاں۔

(۹) م - جیوں یہاں۔ ت، و = جو یہاں کرتے سو وہاں بی کرتے۔ جیوں یہاں جیتے مرتے تیوں وہاں بی جیتے مرتے"۔ یہ عبارت ان نسخوں میں نہیں ہے۔

(۱۰) ب = جیتے تیوں

(۱۱) م = مرتے جیتے۔

(۱۲) ج = جیون یہاں عالم

(۱۳) و = یہاں

(۱۴) و = وھاں

(۱۵) ب، ج = پل

(۱۶) م = عرش وکرسی لوح وقلم میسر ہوآتا۔

(۱۷) ب = لوح وقلم

(۱۸) ب، ج = میسر ہوآتا۔

(۱۹) ب = جو

(۲۰) و = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی۔ "خیال ہوتا ہے عجائب عجائب تماشے دستے
ہیں انسان کو کہ"

(۲۱) ب، ج = کی بی یو خبر۔

(۲۲) م = ٹہارنیں بہار

(۲۳) ب = دسری ٹھارا چھتا تو

(۲۴) ج = نیں دوسری ٹھار۔، و = نیں اگر بہار

(۲۵) ج ۔ "توتجے کیوں دستا" ندارد۔

(۲۶) ت = دستا دوسری ٹھارا چھتا توتجے کیوں دستا تو تو تن

(۲۷) ب = تو تن

(۲۸) ب = اگر تجہ یں

(۲۹) ت = کہ خواب

(۳۰) ت = کھا

(۳۱) و = ایسا محل تھا کتا وہاں ایسا کنول تھا کتا ایسے تماشے

(۳۲) ب، ج = دیکھتا کتا یہاں

(صفحہ - ۱۵۱)

(۱) ت = اس کے

(۲) ت = دیکھے

(۳) و = تیونچہ

(۴) ت = جاگتے سوتے ہیں تیوں۔

(۵) ت = عالم پس کے ہیں شعر بوے ہیں

(۶) و = اِس میں کئے ہیں سواوس عالم

(۷) ب = ہور بشارت

(۸) ب ج = "بادشاہاں کوں یہاں"۔ ندارد

(۹) ج = بشارت وہا تیچ ہوتی ہے" ندارد

(۱۰) ت = خواب کا بہوت، و = خواب ہیں بہوت

(۱۱) ت = عالم کہ اس

(۱۲) ت بیچے" تو۔ و = بیچنے لگے تو

(۱۳) و = بڑیاں کے دھات

(۱۴) ت = مرنے

(۱۵) ب سمجا مرنے

(۱۶) ب، و = ترسانا تپانا ہے

(۱۷) ب = ایک ہیں

(۱۸) ج = ایک ایک ہیں

(۱۹) ب، ج = مشکل لگتا ہے یکا یک کیں تے کیں آنا ٹک مشکل لکیا فعل نیک

(۲۰) م = لگتا ہے عقل

(۲۱) ب محبوباں ہیں خوباں

(۲۱) ب = یوچہ لوگ وفا۔

(۲۲) ب = یوچہ حکم رضا

(۲۳) ب، ج = "مراد اپنی پاوے"۔ ندارد

(۲۴) ت = صفا

(۲۵) و = پاوے

(۲۶) م = دل تے

(۲۷) ب = جیسے

(صفحہ-۱۵۲)

(۱) و = جاتا

(۲) ب = وے وہاں تے جو کچھ نے آیا۔

(۳) ت = آتا

(۴) ب = بی لے جاتا۔

(۵) ب، ج = پھول

(۶) ت = ہے کامل ہے واصل ہے اس دنیا

(۷) ب = اسے دنیا

(۸) ب، ج = "اس مقام کوں بہوت خوب ہے"۔ ندارد

(۹) ت = دستا ہے۔ و = دیکھتا ہے سو بولتا ہے خواب میں کی سو بیداری

(۱۰) ت = بیداری ہے جب وہ بولتا وہ دیکھتا رہا۔

(۱۱) ب، ت = عشرت نہ الم۔

(۱۲) و = اچھنا اپنیچ نیں اچھتا آپے۔

۱۳) س = خدا میں چہ اچھتا

۱۴) ت = ایکچہ۔ م = و دیکنچہ

۱۵) و = "حق تعالیٰ فرماتا کہ ..... دل کوں سمجاوے" ندارد

۱۶) ج = فرماتا پاک ہے عیب کہ

۱۷) م = اس کوں کالا نور

۱۸) ب، ج = اس نور کی کیسے خبر نہیں ہے معلوم

۱۹) و = جکوی مسلمان ہے اوس کا دل شاد

۲۰) س = یہی نہیں تحقیق۔

۲۱) ت = خواب کی صورت اس خواب میں کی صورت میں ایک صورت ہے دو صورت کسے دیکھے نیں۔

۲۲) ج = صورت میں تے ایک صورت ہے۔ م = صورت پر کسے دس آتی ہے۔
تری صورت اس خواب کی صورت میں یک صورت ہے دو صورت

۲۳) ب = جیو کہیتے = م = جوں کہتے ہیں اس ٹھاروے

۲۴) ت، س = ہاں داداں

(صفحہ-۱۵۳)

۱) ت = جنے

۲) ت = محض یہاں

۳) ب، ج = دیکھا کر کھے ہیں

۴) ت = اسی کا چہ فام

۵) ر "تاج یہاں تے پاے ہیں"۔ یہ جُملہ اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۶) و = انو آکر یہاں بتلائے ہیں۔

(۷) د = "راز کا پردا کھولے ہیں"۔ ندارد

(۸) و = "سمجھے کو ایک نکتہ" سے لیکر ..... کوں ایک معراج ہے"۔ ندارد

(۹) ب ج = ووچ سمجے۔ ت = وہیچہ جانے کہ جس۔

(۱۰) و = موں دیکھلائے ہور کھناک ہیں تے چھانکے۔

(۱۱) م = حبیب سوں مل کر حبیب ہونا۔

(۱۲) م = محال ہونے

(۱۳) ت = دا تا اس بات کی قدر جانے گا۔

(۱۴) و = کہئے نیں آتا یو منگتا یکا یک کیوں پا تا یکا یک کیوں اوے یو بی کیا حلواہ نیں ہے جوے کر کوئی موں میں بھاوے۔

(۱۵) ب، ج = نادانیچ ناداں اس کا

(۱۶) الف = سنپڑیا۔ ب، ت، ج، س، م، و = سنچریا۔

(۱۷) م = چڑیا نیں۔

(۱۸) ب، ج = نیں ہے۔

(۱۹) ت = پڑی کہ اس قلعہ کے دیدمان سے دیکھا۔

(۲۰) "اس بلا اس طوفان نے دیکھا" یہ جملہ نسخہ الف میں نہیں ہے لیکن مابقی سارے نسخوں میں موجود ہے اس لئے متن میں شامل کرلیا گیا ہے۔

(صفحہ-۱۵۴)

(۱) م = کیا ہوا ہے

(۲) ت = بیگ توبہ

(۳) ب، ت = فرمائے

(۴) الف، ب = فرسوں۔ ت، س، ج، م، و = فراست سوں۔ متن میں الفی نسخوں کی عبارت میں شامل کی گئی ہے۔

(۵) ت = پڑ پڑکے اُٹھیے۔

(۶) ب = اٹھے کرنے دھکا سکا

(۷) ب = گرتے پڑتے۔

(۸) ب = آپے کرنے جھگڑا

(۹) ب = کھڑا

(۱۰) و = کہڑ یا سخت نظر

(۱۱) ب = دوست دلاور۔

(۱۲) و = توبہ کون دونو بھی خار کیئے بھی دونو بھی کھڑی ہیں جھگڑا کیئے فتح۔

(۱۳) ب، م = خوار

(۱۴) ب = فتح ندارد

(۱۵) م = غمزا ہزار توبہ کوں یک تل ہیں توڑے گا۔

(۱۶) ب = سر ہزاراں بلایاں۔ و = سر اوپر ہزار بلایاں

(۱۷) ب = پڑا

(۱۸) ب = صومعا۔ م = صومعہ

(صفحہ۔۱۵۵)

(۱) ت = جا کا چھوڑے

(۲) ب = جانے کوں آگے۔

(۳) ت = ناموس بادشاہ عالم پناہ سے ملاقات کیئے

(۴) ت = جو پایک۔ و = چور نایک

(۵) ب = دو مدنایک۔

(۶) الف = عشق میں گنوایا۔ اس نسخہ کا جملہ مہمل تھا اس لیے متن میں "عشق میں ناموس گنوایا" نسخہ ب، ت، ج س، م، و کا جملہ شامل کیا گیا ہے۔

(۷) ت = گنوایا گیا لکھا۔

(۸) ب = دو پھولے

(۹) ب، ج = لباس بدلائے۔ ت = لباس پھر بدلائے۔

(۱۰) ب = پیا تھا اتھا کیفی

(۱۱) ت = پڑ کر پھونکا

(۱۲) ب = پھونکیا سیفی

(۱۳) ب = تھا بہوت اثر

(۱۴) ب = پکڑ

(۱۵) ت = ے دیکھا جو کوئی غمزے کو وہ مبتلا ہوا۔
غمزے نے جو شراب پیا مبتلا ہوا
م = ع غمزے نے جو شراب پیا تھا بلا ہوا
و = ع غمزے بھی شراب پیا تو بلا ہوا

(۱۶) ت = لشکر کے

(۱۷) ب = اوپر روانہ ہو کر عقل۔ ج، م = اوپر روانہ ہو کر عقل۔

(۱۸) م، و = بجا لیا غمزے نے۔

(۱۹) ب ،ج = ہور عمر ے کے

(۲۰) و = بہوت دل کوں طلب کیا

(۲۱) ب = بیگی

(۲۲) ت = کیا

(۲۳) و = "جتنی سعی کرنا تھا اتنا سب کریا" یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے

(صفحہ - ۱۵۶)

(۱) ت = کیا

(۲) ب پاواں

(۳) ب = باندھا سو

(۴) ب = ے موپنچ کرسب چپ رہے فریاد نیں کرتا ہے کوئی
غمزا بہوت بیداد ہے یا داد نیں کرتا ہے کوئی

ت = ے موں بچہ کرسب چپ رہے فریاد نیں کرتا ہے کوئی
غمزہ بہت بیداد ہے یہاں داد نیں دیتا ہے کوئی

ج = ع غمزہ بہوت بیداد ہے یادرو نیں کرتا کوئی

م = ے موموپنچ کرسب چپ رہے فریادنے کرتا ہے کوئی
غمزہ بہت بیداد ہے یہاں دادنے کرتا ہے کوئی

(۵) ت = ہے تمام

(۶) ت = تخت وتاج سے اپنی شاہی سے

(۷) ت = ع - جو کوی عاقل اچھے کا اپنی باذات

(۸) و = ع بڑیاں کی کیا سنے گا او یو بڑی بات

(۹) و = انونے اپنی

(۱۰) ب - ملک سب گنوائے

(۱۱) ب، ح = "یودغا باز ان ہیں" ندارد

(۱۲) ب = جا ناچ ہے

(۱۳) ب، و = پا ناچ ہے

(۱۴) ب، ج = "اسے گلے لانا" ندارد

(۱۵) و = لانا نچہ ہے

(۱۶) ت = زشتی

(۱۷) و = برائی تجے اوس کی

(۱۸) ب = ہیں لن

(۱۹) ت = گن کہ ہمارا

(۲۰) ت، م = "جھگڑا تا سو لشکر" ندارد

(۲۱) ب = ملک تے۔

(۲۲) ب = ع برا کوئی سو براج ہے اس تے ڈرنا چ۔

(۲۳) ت = برائی سو براچہ ہے اس سے ڈرنا چہ
عقل میں خوب دستا ہے سو کرنا چہ

(صفحہ-۱۵۷)

(۱) ت = پاس بی لشکر

(۲) ب = ذات ہیں حیلہ- ت ذات حیلہ- و = ذات ہے حیلا

(۳) ت = ہوتا کہا-

(۴) ب = "کوی کیا جانے کیا ہوتا" ندارد

(۵) ب = "توں بی ورزور ہوکر نڈر اچھے تو خوب ہے" یہ جملہ بھی اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۶) ت = توبی

(۷) ت = اپنا اختیار

(۸) م = کتا

(۹) ت = تیوں میں راضی ہوں جوں توں۔

۱۰ ب = خدا اگر کرتا ہے حسن سوں

(۱۱) ت = مل کر حسن کو پھاندے

(۱۲) و = "جوں آپے تلتا تیوں اسے بی تلاوے"۔ اس نسخہ میں یہ جملہ نہیں ہے۔

(۱۳) ت = اسے تلاوے۔

(۱۴) ب نپاوے

(۱۵) ب = "جوں آپے ترستا تیوں اسے بی نپاوے"۔ اس نسخہ میں یہ جملہ بھی نہیں ہے۔

(۱۶) ت = ترساوے

(۱۷) ب = توبہوت خوب

(۱۸) ب = توبہوت خوب

(۱۹) ب = دو

(۲۰) نسخہ الف، ب، ت، ج، س، و، میں "کدھیں تے" لکھا ہے صرف نسخہ م میں "کدھن تے" درج ہے۔ "کدھیں تے" کی بہ نسبت "کدھن تے" یہاں زیادہ موزوں ہے اس لیے۔ متن میں اس مقام پر نسخہ م کو ترجیح دی گئی ہے۔

(۲۱) ب = ہات نلتے تو

(۴۲) ت، و = غزل گفتن دل از فراق حسن۔

(صفحہ-۱۵۸)

(۱) یہ شعر صرف نسخہ "س" میں ہے

(۲) س = اس نسخہ میں یہ شعر نہیں ہے

(۳) ب، و = ع میں مار لیوں گا ہو خنجر تجہ فراق تے۔

(۴) م = ع لوکاں یہ کیا کہتے ہیں سو معلوم میں مجھے

(۵) ب = ع بے خبر کو کہاں ہے خبر تجہ فراق سے

(۶) ب، ج، م = ع لگیا چوساری دل پر بہوت لیانے۔

(۷) و = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور اس طرح لکھا گیا ہے "عقل نے سمجھیا کہ دل نے لگیا چوساری دل پر بہوت لیانے منگتا ہے حسن کا بھولانے"۔

(۸) ت = حوالے کا

(۹) ب، ج = صبر اس کا کام شجاعت اس کا نام

(صفحہ-۱۵۹)

(۱) ب = ع صبوری کیلی ہے جس تے قفل مقصود کا کھلتا۔

ت = ع صبوری کو بنجی ہے جس سے قفل مقصود کا کھلتا۔

ج = ے صبوری پر خدا راضی صبوری پر خدا کھلتا۔

صبوری کیلی ہے جس تے قفل مقصود کا کھلتا۔

و = اس نسخہ میں یہ جملہ بھی نثر ہے اور اس طرح لکھا گیا ہے "صبوری تے خدا راضی صبوری پر خدا بھلتا، صبوری کیلی ہے کلف مقصود کا کھلتا"۔

(۲) و = "صبوری تے دنیا" یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۳) ت = مصحف میں کی

(۴) ت = ے دھرتی میانے رنج دھرہ میچ مکھر کر بوے
مالی سیچے سر کھراُت ایسی پھل ہوئے

ت ے دھرتی میانے ریچ دریچ بکھر کر بوے
مالی سیچے سر کھراُت آئیس پھل ہوئے

ج = ے دھرتی میانے رنج دھریچ بکھر کر کوئے
ماتی سیچے سر کھراُت اسن پھل ہوئے

س = ے دھرتی میانے ریچ دھریچ بکھر کر بوے
مالی سیچے سر کھراُت آئیس پھل ہوئے

و = اس نسخہ میں صرف دوسرا مصرع ہے اور اس طرح۔
ع اے مالی سیچے سر کھراُت آئیں پھل ہوئے

(۵) ب = دل بادشاہ نے صبر

(۶) و = لشکر سب حاضر

(۷) و = کا حکم

(۸) ت = سب اپنا

(۹) ب، ج، م، و = دیکھیا کہ۔

(۱۰) ت = بات کا اسے

(۱۱) ت = فکر کر ذکر

(۱۲) ب، ج = منزل راتے رات آیا۔

(۱۳) ب، ج = ویسے میں۔

(۱۴) ب = لیائے کہ

(۱۵) و = ٹھار جانو باریکیاں

(۱۶) ت = موٹیاں ہویاں ہے

(۱۷) ب = ہویاں اشکار

(صفحہ - ۱۶۰)

(۱) ب = ع بلا پو بلا پیدا ہوئی ہے یہاں ٹک ڈرنا۔

(۲) و = ع جہاں غمزا کرے غمزے تو واں عشق نے کیا کرنا

(۳) س = بھاتے

(۴) ت = یو ہرمن ہرن

(۵) و = رام کرکرانو کوں بھاندے میں پاڑیں گے وے اپن بھاندے میں

(۶) ب = پھاندے پرسی نا۔

(۷) ب = تو بہو تیچ

(۸) و = ادلا لے ہرن

(۹) ب = یں آدمی

(۱۰) ب = اتناچ جو۔

(۱۱) ت = دھیان

(۱۲) ب = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی "لیئے ھرن کا لباسن"

(۱۳) نسخہ الف میں "نفاس" لکھا ہے لیکن سارے نسخوں میں "تفاس" ہے اور یہ لفظ بامعنی بھی ہے اس لئے متن میں شامل کر لیا گیا ہے

(۱۴) ب = کہاں ہرناں۔

(۵) ب = کہاں دل

(۱۶) ت = آس

(۱۷) الف = آپے نوی توتے کا جان۔ ب = اپے نوی نوتے کا جان۔ ت = آپے عاشق بے جان۔ م، و = آپے نواں نوتی کا جوان۔ نسخہ الف، ب، ت کی بہ نسبت نسخہ م، و کا جملہ واضح ہے اس لیے اسے متن میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(۱۸) و = سار

(۱۹) ب = لیا

(۲۰) ب = یا ٹا تاؤ باؤ

(۲۱) ب، و = پیچھیں جانو دوڑے۔ م = پیچھیں جانوں دوڑے

(۲۲) و = ہرناں سے عمر۔ے کا چشم

(۲۳) و = "انو کوں پکڑنے کون کر سکتا ہم"۔ یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے

(صفحہ۔ ۱۶۱)

(۱) ت = ع ہرنان نے اپنا مکھ دکھلائے دل کو گشت میں۔

(۲) الف = دور کے کھڑے۔ ب، ج، م = دور گئے تو کھڑے۔ ت۔ دوڑ کر کھڑے و = ورسوں کھڑے۔ نسخہ ب، ج، م کی عبارت زیادہ صاف ہے اس لئے متن میں شامل کر لی گئی ہے۔

(۳) ت = ہر ایک ہرن ہر ایک نار کی

(۴) ت، و = پھلجڑی ہر ایک۔

(۵) م = صد

۶ ت = کا وہاں

(۷) ت = ع کاں کاں بیٹھنا لے جیو کوی عاشق بچارا کیا کرے

ت، س = ع روں روں کو دیدے لیا یکر غمز یاں کے سنگاتے پھرے۔

م = عبدالحق کی مرتبہ سب رس طبع اول و دوم میں غمز یاں پر نشان لگا کر فوٹ نوٹس میں "ہنگامے" لکھا گیا ہے۔ متن میں نسخہ م کا مطلع ثانی شامل کیا گیا ہے۔ نسخہ الف میں دوسرا مصرع یوں ہے۔

ع - روں روں کوں دیدے لالینا غمز یاں کے ہنکاتے پھرے۔

(۸) ب = دیکھا دل۔

(۹) ت = دنبال بہہ تو

(۱۰) ب، ج = سو تو

(۱۱) نسخہ ب، م، و میں یہ نثری جملے شعر کے دو مصرعوں کی شکل میں ہیں۔ اس طرح

ب = ے دل کے دل میانے شوق بل پکڑیا
دل دیوانا ہوکر جنگل پکڑیا

م : ے دل کے دل میانے شوق بل پکڑیا
دل دیوانہ ہوا جنگل پکڑیا

و = ے دل کے دل میں عشق بل پکڑیا
دل دیوانہ ہو جنگل پکڑیا

(۱۲) ت = مہر سے ماں باپ کی باقی مہر بن باپ کی۔ س = مہر سوں باپ کی باقی مہر میں باپ کی۔

(۱۳) ت = نا ملیں۔

(۱۴) الف، ج، س، و = بھای یا بھان ب، ت، بھابی بھان۔ م = بھائی ہور بھان

متن میں نسخہ ب، ت کی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(۵) م = ہے سحر ہے

(۶) ب = چھوڑیا

(صفحہ - ۱۶۲)

(۱) ب = کدھر تے

(۲) و = سرگردانی پریشانی

(۳) و = بولانے جاتے تھے ہور دل کو نچ لیانے جاتے تھے سو دل کو نچ۔

(۴) الف، س = انے آتا دیکھے۔ ب، ج = روانہ دیکھے۔ ت = آپچہ آتے دیکھے
م، و = ادھر آتا دیکھے متن میں نسخہ ت کا جملہ شامل کیا گیا ہے

(۵) ت۔س = دیکھے ہور کہے۔

(۶) ب، ج = کہ پایا۔

(۷) ت = ایک کو

(۸) ت = بہوت

(۹) ت = دیا۔

(۱۰) م = تے

(۱۱) ت = نظر اور غمزہ دونو ٹیک۔ م = اس نسخہ میں یہ جملے شعر کی طرح لکھے گئے ہیں ؎

نظر غمزہ ادو ٹھک دونو دھتیارے
اپس میں آپ مل کچھ کچھ بچارے

(۱۲) م = دل کے کنے

(۱۳) ب کنے جاتا

(۱۴) الف، س = یا ملایک وضا کاہے۔ ب = یا بلایک وضا کاہے۔ ت = ملایک وضع کاہے۔ ج، م، و = معاملہ یک وضا کاہے۔ متن میں نسخہ ج، م، و کی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(۱۵) ب = جاتا ہے کیا

(۱۶) ب = آتا ہے بادشاہاں۔

(۱۷) الف = معافا نکہا سواں کھاتے۔ ب، ج = معافاں کیا گنداں کھاتے۔ ت = مصحف کی قسم کھاتے۔ س، م = مصحف کیاں سواں کھاتے۔ متن میں نسخہ س اور م کا جملہ شامل کیا گیا ہے نسخہ، و، میں یہ جملہ کرم خوردہ ہے۔

(۱۸) ب = رزق ھات

(۱۹) و = سوں گھر جالنا۔

(صفحہ ۔ ۱۶۳)

(۱) ب، ج = عقل دل

(۲) ب = تو بیگی شر شور۔ و = ٹونے ہور سر شور

(۳) ب = سحر ہور مکر

(۴) و = "کیں کا کیں" ندارد۔

(۵) ب = پاڑے

(۶) ت = ع نظر اور غمزے کے چالے بدلائے

(۷) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے

س = ع دل ہور عقل مل دو نو دغا کھائے

و = ع کہ عقل ہور دل دونو مل دغا کھائے

(۸) ت = بھونچہ

(۹) و = ھزار اُمیدسوں

(۱۰) ب، ج = چھند بندسوں

(۱۱) م = "بندسوں"۔ ندارد

(۱۲) و = گذریا تھاسو

(۱۳) و = ہوئے

(۱۴) ت = لانی، کچہ

(۱۵) ب = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی "لیی کچہ دی کچہ بخشی"

(۱۶) صرف نسخہ الف میں "تپایا ہے" لکھا ہے۔ مابقی نسخوں میں "پتیایا ہے" درج ہے اس لیے متن میں بھی یہی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(۱۷) الف، ب، ج = ان نسخوں میں یہ شعر نثر ہے۔

(۱۸) ب، ج، م، و = کرنا ہوشیار کرنا کہ۔

(۱۹) ب = اِس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے۔

م = عاشق جو کوئی ہوا اسے آرام نہنچہ ہے
اپنے سجن کے کام بغیر کا ہنچہ ہے

(۲۰) ب، م = مکتوب مقبول جوں محبوب = ت = مکتوب معقول خوب وو محبوب
و = "مکتوب مقبول خوب جوں محبوب" یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۲۱) الف = "مانی زیاست" نسخہ الف کا یہ جملہ نامکمل ہے اس لئے "مانی تے زیاست" نسخہ ج، م، و کا جملہ متن میں شامل کیا گیا ہے نسخہ ب، ت، س کا جملہ بھی نسخہ الف کی طرح ہے

(صفحہ-۱۶۴)

(۱) ت = خوش نام کہ جس کے کام دیکھنے سے

(۲) و = "آج مدت یک ہے کہ"۔ یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۳) ت = ایک ہوا ہے کہ

(۴) و = سنپڑ کر رہیا۔

(۵) ت = نہ اسے کھانا نہ اسے پانی دینا نہ ادھر آنے دیتا کہ اسے وہاں بہت جفا ہوا ہے

(۶) ب = کھانا دیتا ہے

(۷) ب = آن دیتا ہے۔

(۸) ب = خفا ہے اس پر وہاں بہوت خوب جفا ہے۔

(۹) ت = خفا

(۱۰) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے

ت = ع دنیا کا کام مشکل ہے یہہ بے تدبیر نہیں ہوتا۔

(۱۱) ت = جیتا ہے

(۱۲) ت = لیوے اور یہاں

(۱۳) و = "متوطناں کوں آزار دیوے" ندارد

(۱۴) ت = کچھ تدبیر

(۱۵) ت = پس کیا

(۱۶) ب، م = کچھ خوب ہے

(۱۷) ب = کچھ خوب ہے، ت = بہت ہے کچھ خوب۔

(۱۸) م = تے بہوت ڈرنا۔

(۱۹) ت = ہشیار تجکو دغا۔

(۲۰) و = کوں کوئی کیا۔

(۲۱) ت = کام نیں ہات آتا

(۲۲) ج = خدا سوں نیں ڈریا

(۲۳) ب = اکر

(۲۴) ت = باگ پر غالب ہووے دغا شہر زے پر روباہ ور ہووے۔

(۲۵) و = روباہ شہر زی پر

(۲۶) ب = لیا۔

(۲۷) ت = نتیجہ کچہ فکر

(صفحہ - ۱۶۵)

(۱) ب، ج = ع کیا حال آخر ہوے گا سوسے گا کیوں یو زلزلہ۔

(۲) و = ہمنا کو بدنام۔

(۳) ب، م = یو کام کتنا ہے۔ ت یہہ کام کتنا ہے۔

(۴) و = ے جلالت ہیں یو عشق آتا کم نہ ہوسی قہر ہر گز
عقل کے کارڑی تے یو اتراسی ناز ھرھر گز

(۵) الف س = عقل کوں عقل اچھتے یو عشق کا مایا پانا۔ نسخہ الف کا یہ جملہ مہمل ہے اس لئے متن ہیں "عقل کوں عقل اچھتی تو یو عشق کا مایا پانا" نسخہ ب، م، و کا جملہ شامل کر لیا گیا ہے۔

نسخہ ج ہیں یہ جملہ کرم خوردہ ہے۔ نسخہ ت ہیں "تو یو عشق" کے بجائے "تو عشق" لکھا ہے

(۶) الف = اپنی کاں ہے۔ متن ہیں "اپنی کاں ہے" ب، م سے لیا گیا ہے۔ نسخہ ت ہیں

جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی ہے" کاں ہے اتنی زیادہ سری۔ نسخہ س، ج، و کی عبارت بھی نسخہ الف کی طرح ہے۔

(۷) ب، م، و = عشق سوں قوت کرتے عقل ہوئی دیوانی

(۸) س = کرتی ہے دیوانی۔

(۹) و = انبایاں

(۱۰) ت = قطرے دریا۔

(۱۱) ب، ج = ہم کرے گا۔

(۱۲) ت = چیونٹی

(۱۳) و = ع کس کس کوں جا کر مارے گا کیا جانے خنجر عشق کا

(۱۴) ج، م، و = کا یک سپہ سالار

(۱۵) ت = ریتا۔

(۱۶) ب = درد و محنت

(۱۷) م = تلاسی، زاری، بے نوائی

(۱۸) ب = خواری، دشواری، خونخواری

(۱۹) م = طبع دوم افغاں زاری دہ

(۲۰) ب = آرزو آہ و نالہ

(۲۱) ب = حیرانی پریشانی

(۲۲) ب، ج = سب جا گا حاضر

(۲۳) م = جبی

(۲۴) و = "انو کا دل ہات لے" یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(صفحہ۔ ۱۶۶)

(۱) ب = جاں اچھے ایسے وزیراں۔

(۲) ب = کی کیا چلے تدبیراں

(۳) ب = کا۔

(۴) ب، ج = مرجیتا سر

(۵) ب، ح = یوسب شہر دیدار کوں یک بارے جا۔

(۶) ب = مچا

(۷) ت = بھی جاں

(۸) م = "حیران" ندارد

(۹) ت، م، و = ایسے کام تے ڈرے۔

(۱۰) و = نے

(۱۱) ت = عزیز بارے مہر

(۱۲) ت = جو عشق بادشاہ، عالم پناہ فرمایا تھا۔

(۱۳) ب، ج = "سب تر جمع کیا ایکس تے ایک خوب تر۔ یہ عبارت دونوں نسخوں میں نہیں ہے۔

(۱۴) ت = ایک سے۔

(۱۵) ت، س = فولاد

(۱۶) و = "جانو کوہ قاف کا ڈونگر ہلیا" یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۱۷) ب، م، و = ع دل نے کیا ہے کام یو اس عقل پر کیا بول ہے۔

(۱۸) ج = دل کے ادھر تے عقل بی حیراں و ڈاؤں ڈول ہے۔

(۱۹) م = عقل یو فوجاں۔ و = عقل نے فوجاں دیکھ یو قہر کے دریا کی موجاں دیکھ۔

(۲۰) ب = قہر کے موجاں

(۲۱) الف، ت، ج، س، و = ان نسخوں میں یہ شعر نثر ہے نسخہ الف میں پہلا جملہ اس طرح ہے "یو دا قعہ عقل کوں آیا سو اس دل کے اولاں تے۔ نسخہ ب میں یہ شعر اس طرح ہے ؎

یو وا خا عقل کوں آیا سو اس دل کے اولا لاں تے
بلا ماں باپ پر آتی ہے فرزنداں کے چالاں تے

(صفحہ - ۱۶۷)

(۱) م = آپے

(۲) م = او

(۳) الف = عقل کے چڑیا۔ نسخہ الف کا یہ جملہ مہمل ہے اس لئے متن میں نسخہ ب، ت، ج، س، م، و کا جملہ شامل کیا گیا ہے۔

(۴) ب، ج = پر

(۵) ت = استقامت

(۶) م = دیس رات

(۷) ب = دل

(۸) ت، م = پنجی۔

(۹) ب، ج = ع جو غمزہ آسے لڑنے کوں عقل یہاں ٹھار کیا کرنا۔

(۱۰) ب، ج = جو

(۱۱) و = جانہاری

(۱۲) ب = کوں

(۱۳) ب = دل ہور اس میں

(۱۴) ج = اس میں بہوت یاری

(۱۵) و = "غم خواری تھی" یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۱۶) ب = تو بی مار مار آپیچ۔ ت = تو بی مار مار کر پیچہ۔ م = تو بی مار امار پیچہ۔ و = تو ہی یو مار مار پیچ۔

(۱۷) ت = "بارے سنبھالے" ندارد۔

(۱۸) و = "یاری کوں قرار رکھی دل اپنا ایک ٹھار رکھی محبت کوں پالی" اس نسخہ میں یہ عبارت نہیں ہے۔

(۱۹) ج = دل میں اپنا ایک

(۲۰) ب = آشنائی بولی

(۲۱) ب = ہوا مشکل

(۲۲) ت = نام

(۲۳) م = میں لکھا لکھیا سو۔

(۲۴) و = کاں

(۲۵) م، و = یا نھاٹے

(۲۶) ب، ج = تو کیا خدا کوں

(۲۷) م = کوں بھی بھاوے گا۔

(۲۸) ب = ہوا مرداں

(۲۹) و = یو

(۳۰) ت = یہہ حدیث حضرتؐ کی ہے سن

(صفحہ- ۱۶۸)

(۱) ب = حدیث سن

(۲) ج = سن اے رشید

(۳) و = جو کوئی اپنی عزت خاطر مارے گیا سو شہید ہے۔ جو کوئی اپنی عزت خاطر اتار یا گیا سو شہید ہے

(۴) ب = آمار یا گیا۔ م = ماریا گیا

(۵) سن = خوش باس۔

(۶) ب = لشکر ہے

(۷) ب، م، و = عشق کا گھوارا

(۸) ب، ت = ہڈیاں

۹ ب، م = کد

(۱۰) و = "یہاں اپنا لہو آپ سے گھٹنا" یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۱۱) و = یہاں مرد کا قصا ہے

(۱۲) ب = "یہاں باگ ہور ہرن کا قصہ ہے"۔ یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے

(۱۳) و = ہرن کے در کا قضا ہے۔

(۱۴) ب = شرزی

(۱۵) ت = ہیچہ نہ تھا۔ س = نیچ بنتا۔

(۱۶) ت = ٹیچہ نہ ٹھا۔ س = نیچ بنتا۔

(۱۷) ت = دیکھتا

(۱۸) ب = "استاد کہ"۔ ندارد۔

(۱۹) م = ندیم برسر زندان ھرانچہ باد اباد

(۲۰) ت = خوش باس

(۲۱) ت = کئی

(۲۲) ب = "ہمت دھر" ندارد

(۲۳) م = ہمت بڑائی

(صفحہ - ۱۶۹)

(۱) و = ع لہوے نازاں کے ہاتاں ہیں یو دل نامل چھگڑتا کیوں

(۲) ت = ے لہوے نازاں کے ہاتاں ہیں ہے دل نامل چھگڑتا کیوں
کہ عقل اور عشق کا چھگڑا ایکا یک یو نبڑتا کیوں

(۳) م = آفتی

(۴) ب = ج = نبڑتا

(۵) ب = دغا

(۶) ب = جھگڑتے تھے بڑتے تھے

(۷) ب = نھاتے نہ وونھاتے

(۸) و = اپنی

(۹) ت = آخر کیوں

(۱۰) ت = فتح و شکست - ج - و = فتح ہو رشکست

(۱۱) ب، ت = کہی

(۱۲) و = ہوئی پریشان اندیشوان

(۱۳) م = فکر کرکے ہمت

(۱۴) ت = ہر ایک کام اول ٹک بچار کر کرنا
جو کام کرتے اسے اختیار کر کرنا
س = جو کام کرتے اوسے اختیار کر کرنا
ہر ایک اول ٹک بچار کر کرنا

(۱۵) و = "اس نیک خواہ، نمک پر حلال کوں"۔ یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے

(۱۶) ت = نمک حلال

(۱۷) الف = ع و و من دہر دل رُبا او تار مورت ۔ نسخہ الف کا یہ مصرع معنی کے لحاظ سے موزوں نہیں ہے متن میں نسخہ ت، ج، س، م، و کا مصرع شامل کیا گیا ہے

(۱۸) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے۔
ت = ع سو اس کالی بلا سے کی مشورت

(۱۹) ت = ان خال نے عالم کے کال نے بولیا۔

(۲۰) الف = حسن کا نمک طلال نے بولیا۔ اس ناموزوں جملے کے بجائے متن میں نسخہ ب، ت کا جملہ شامل کیا گیا ہے۔ نسخہ ج، م، و کی عبارت بھی نسخہ "الف" جیسی ہے

(۲۱) ب = تجتے ہمیشہ دل شاد۔ م = تجتہ تے ہمیشہ اس کا دل

(۲۲) ب، ج = آرزو مند۔ ت، س = آرزو باد

(صفحہ - ۱۷۰)

(۱) ت = پنواتا کہ اس کے

(۲) و = اوپر

(۳) ب = اس کے آنیچ تے نکلتا۔ ت = اسکے انیچہ سے گلتا = اوس آنیچہ تے گلتا۔ م = اس کے آنیچ تے گلتا۔

(۴) ت = تاب اس کے سامنے

(۵) ت = روپ اس کا بہو تیچ

(۶) و = جھڑے بات بولے تو نبات پڑے

(۷) ت = کوی اسے دیکھے

(۸) و = ع برائی خویش سوں دیکھا نہ جاوے۔

(۹) ت = ع عزیز ہے سو وقت پر کام آوے

س = ع عزیز سو وقت پر کام آوے

(۱۰) ت = ٹک یہاں بہار

(۱۱) ت = ولے اس نے اسے جاگا پر کرے گھر کہ

(۱۲) و = اپنی

(۱۳) الف = پڑتا۔ مابقی نسخوں میں "پڑتی" ہے

(۱۴) ت = نام

(۱۵) ت = عاشق

(۱۶) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے

ت = ے کھول کیا کہوں کہ کیسی ہیں

۔ حسن کی بھاں حسن جیسی ہیں

(۱۷) ت = بہت۔

(۱۸) ت = بہوت

(۱۹) ب = اتنا قوت۔ ت = جو اتنا قوت

(۲۰) ب = پر ظلم

(۲۱) ب = بھیجیں کیا۔

(۲۲) ب = تھوڑا

(۲۳) ت = تمیں نادرہیں۔

(۲۴) و = پھل

(۲۵) ت = دو

(۲۶) ب = جھکارے

(۲۷) ب = کے

ب = دو

(صفحہ ۔ ۱۷۱)

(۱) ب = قد قامت

(۲) ت = دو

(۳) ب کے

(۴) ت = کشت دو

(۵) ب = دونو محبوب دونو نار ناریاں

(۶) ب = کے

(۷) ت = دل سے جیو

(۸) ب = ہرگز مرادی نالیاوے

(۹) ب = دو نمآب حیات

(۱۰) ب، ج = نار

(۱۱) و = کہتے کہے۔

(۱۲) ب = کوں ہور

(۱۳) ب = ساری۔ ت = استاری

(۱۴) ب،م = عقل کے پاس

(۱۵) الف،س = بجت تیری۔ ب،ج = بھوتیچ تیریچ۔ ت = بہت تیری۔ م۔ بھوت تیریچہ متن میں نسخہ ت کی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(۱۶) الف س = ع۔ اسے لڑنے جھگڑنے سوں ہے کیا کام

ب = ع۔ اسے لڑنے جھگڑنے سوں کیا ہے کام

ت = ع۔ اسے لڑنے جھگڑنے سے کیا کام

ج = ع اسے لڑنے جھگڑنے پڑنے سوں کیا ہے کام

متن میں نسخہ "و" کا مصرع شامل کیا گیا ہے۔ نسخہ "م" میں یہ شعر نثر ہے اور دوسرا جملہ اس طرح ہے "اسے لڑنے جھگڑنے سوں کیا کام"

(۱۷) ب = عاشق اھل

(۱۸) ب = بولی کیا

(۱۹) ب،ج = گل کوں کہ کیا۔

(۲۰) ب،ج،م،و = کوں

(۲۱) ب،ج = وونڈر۔ ت = وو بدو

(۲۲) ت = ہمیں ہے جھگڑے۔

(۲۳) و = دارو کنوا تا اوس کا درد کو جا تا۔

(۲۴) ب = آنا۔

(۲۵) ب = جانا۔

(۲۶) ب = خام ہے

(۲۷) ب = آئی لگ

(۲۸) ت = تمام یہہ وہ مثل ہے کہ

(۲۹) یہ مثل صرف نسخہ ت اور س میں ہے لیکن سیاق و سباق سے مطابقت کی بنا پر متن میں شامل کرلی گئی ہے۔

(صفحہ - ۱۷۲)

(۱) ب = تو بولیا۔ ج = توسوں

(۲) د = یو

(۳) ب = جانتی

(۴) ت = خال نے عالم کے کال نے کہا۔

(۵) الف، ب، ج، و = ع۔ ناز میں اپنے مست ہیں محبوباں۔ متن میں نسخہ م کا مصرع شامل کیا گیا ہے۔

(۶) ت، س۔ ان نسخوں میں یہ شعر نثر ہے۔

(۷) ب، م = ناز ہور غمزے

(۸) ب، ج = بہوت بھاتا ہے سہاتا ہے

(۹) و = بھاتا۔

(۱۰) ب، ج = عاقل جو کہتا بات کوں اس بات میں مانا ہے کچہ

(۱۱) م = ے عاقل جو کہتا بات و د اس بات میں مانا ہے کچھ
عاقل نہ ہوا اندیش دیکھ اس ٹھار پہ پانا ہے کچھ
ے عاقل جو کہتا بات آد اس بات میں مانا ہے کچھ

و = ؎ عاقل جو کہتا بات آوو اس بات میں معنا ہے کچھ
عاقل نہ ہوا اندیشں دیکہ اس ٹھار پوپانا ہے کچھ

(۱۲) الف = کچھ میں بات کے پچھیں ہے۔ ب، ج، و = ہر ایک بات کے پچھیں بی غم کرنا ہے
ت، س = میں بات کہے پر بھی غم کرتا ہے۔ م = کچھ میں بات کے پچھیں بھی غم کرنا ہے
متن میں نسخہ ب ج د کا جملہ شامل کیا گیا ہے۔

(۱۳) ب = سمجھنا پانا ہے۔

(۱۴) و = "دل کوں بے غم کرنا ہے"۔ یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۱۵) ب، ج = پاس عجب ایک و = پاس عجائب ایک۔

(۱۶) ب = بہوت بڑا دانا ہے۔

(۱۷) ت = وقت میں

(۱۸) و = ھمزاد تیرے کنے آنے کوں۔

(۱۹) ت = رہنے والی۔

(۲۰) الف = فارغ بال۔ مابقی نسخوں میں فارغ البال ہی ہے

(۲۱) ب، م، و = فی الحال

(۲۲) ب، و = تے آئی

(۲۳) ب = بی تواضع

(۲۴) م = دو

(۲۵) الف، ت، ج، ی، م، و = گھڑیاں۔ متن کی عبارت نسخہ ب سے لی گئی ہے۔

(۲۶) ت، م = ایک کو ایک دیکھ۔

(۲۷) و = پڑیاں بن بازی بعد

(صفحہ-۱۷۳)

(۱) د = ؎ دو بچھڑے دو عزیز اں آمل ملے جب
دو غنچے دو تو پھول ہو کر کھلے تب

(۲) الف، ت = ایک رات میں رات۔ متن میں شامل جملہ "ایک رات بات میں بات"۔
نسخہ ب، ج، س، م، د سے لیا گیا ہے۔

(۳) م = پردہ

(۴) د = اِس نسخہ میں یہ دو جملے شعر کے دو مصرعوں کی شکل میں اس طرح لکھے گئے ہیں۔
؎ کانٹے کا زخم کھاؤ درد کہی
اپنے ہم درد پاس درد کہی

(۵) ج، = میں باری عاشقی۔

(۶) الف = اِس نسخہ میں یہ شعر نثر کے دو جملوں کی طرح لکھا گیا ہے پہلا جملہ اس طرح ہے۔
"جے بیں کہی سو ان کہا پریت بھئی اس دھات"۔
ب = دو من کا ایک بھیا۔ اب دو کی ایکی بات
متن میں نسخہ ت، س، ج، م، د کا شعر شامل کیا گیا ہے۔

(۷) ت = باپ سے ملاحظہ سے

(۸) ب = چھگڑا کدھاں اسے

(۹) ت = کچھ بیم

(۱۰) ب = آکھریا۔

(۱۱) ت = بچاری اور کہی کہ خدا ہے۔

(۱۲) ج = کیا ہے بچاری۔

(۱۳) ب = ھزاد

(۱۴) ت = ہمت مردانہ

(۱۵) ت = "توانہ اچہ کہی" ندارد

م = توانہ اچہ کہی دانا اچہ کہی۔

(۱۶) ت = ہمت

(۱۷) ت = ے ناز غمزے تمام ٹھار اچھے

دل کے تیں بہار ٹھار ٹھار اچھے

(صفحہ-۱۷۴)

(۱) ب، ج، م = کنے بی ایک۔

(۲) م = سوں ہدف

(۳) الف، س = جناور تو۔ ب، ت، ج، س، م، و = اڑتا جناور تو۔

(۴) ج = حضور

(۵) ب، م = جائے نکل اوس کا تیر عاشقاں کا اجل بال سو باریک۔ ت = جائے نکل اس کا تیر عاشقاں کا اجل سو باریک۔

(۶) ب = چل سکتی۔

(۷) ب = جو عاشق سامنے آیا۔

(۸) ت = نام

(۹) الف، ت، س = ہلاک کماندار۔ متن میں نسخہ ب، ج، م، و کی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(۱۰) ت = حسن ناراس

(۱۱) الف = ع۔ نفر کی نیت ہوئی، ثابت تو ہمت تے عبت تے آوے

م = سے خداعزت رکھے جس وقت صاحب کام فرمائے
نفر کی نیت ہوئی ثابت تو ہمت غیب سے آئے
و = ع - نفر کا نیت ہوئی ثابت تو ہمت تے غیب تے پاوے
متن میں مصرع ثانی نسخہ ب، ت، ج، س سے شامل کیا گیا ہے۔

(۱۲) الف، ت = ہلاک کماندار۔

(۱۳) م = قہری قہار

(۱۴) الف = کئے۔ ما بقی نسخوں میں "کیئے" ہے۔

(۱۵) الف = کئے ما بقی نسخوں میں "کیا" ہے۔

(۱۶) و = بات کیا

(۱۷) و = "خاطر نشان کیا" ندارد۔

(۱۸) و = "لشکر میں سب شور ہوا"۔ یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۱۹) ت = بہت عمرے، بہت عشوے بہت نازاں ملے بہت اوباشاں بہت دغابازاں ملے

(۲۰) ب = لئی دغابازاں لئی اوباشاں ملے۔ و = لئی اوباشاں ملے ائی دغابازاں ملے۔ یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۲۱) و = کچ اور ہوا۔

(۲۲) ب، ت، م = لشکر سب ہیچہ۔ و = "لشکر ہیچہ" ندارد

(۲۳) الف = شجاعت کا اس پر چڑیا۔ ت = شجاعت کا اتر چڑیا۔ س، ج، م، و = شجاعت کا تراب سر چڑیا۔ نسخہ س، ج، م، و کی عبارت متن میں شامل کی گئی ہے۔

(۲۴) س، ہلاک کماندار۔

(۲۵) ب = بسم اللہ اللہ کر

(۲۶) ب، ت، س، م = عاشقاں کا کال دل گھٹ

(صفحہ ۱۷۵)

(۱) ت = مرد دانا تھا۔ و = "مرد انا تھا، دانا تھا"۔ ندارد

(۲) ب = "دانا تھا" ندارد

(۳) س = جاکر ٹھکانا بنگاڑیا باپ کے۔

(۴) ب = ناجان کر آیا جیتے دل۔ ت = ناجان انا چتے دل

(۵) ب، ج = بیگ بھگیا۔

(۶) و = کسے تیر لگیا

(۷) ب = قضا سوں کیا۔ ت = قضا کو کوئی کیا۔

(۸) الف = معاف۔ مابقی نسخوں میں "مصحف" ہے۔

(۹) ت = یہوں۔

(۱۰) ب = یعنی آتا

(۱۱) ت = اندھارا آن کر

(۱۲) ت = لشکری نھاٹیا۔

(۱۳) و = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی۔ "ایک جنا کھڑا نیں رہیا"۔

(۱۴) ت = قصہ یوکس سے کھے کھول۔ س = قصا یوکس تے کہے کھول۔

(۱۵) ت = یہوں

(۱۶) ب، ت، ج، س = "جواناں دلاوراں خوبے کھنا کتے سو اس خاطر"۔ ندارد

(۱۷) و = بادشاہاں جو خوب جواناں سو کچہ جاں کر رکھتے تھے

(۱۸) ت = آئی تھے بچانے۔

(۲۰) ب = اول نہیں

(۲۱) ت = اب

(صفحہ-۱۷۶)

(۱) و = عقل ہوا بے تدبیر یوں تھی تقدیر۔

(۲) الف = کر بہوت

(۳) (الف۔ ثابت ہوا۔ باقی نسخوں میں "ثائبت ہوا" ہے۔

(۴) الف، ب، ت = ان نسخوں میں یہ شعر نثر ہے۔ نسخہ ب میں پہلا جملہ یوں ہے۔ "عقل نے عقل سوں نہیں کیا کام"۔ نسخہ ت میں پہلا جملہ اس طرح ہے "عقل سے عقل نے نہیں کیا کام"۔

(۵) ب = باٹیچ میں۔ ت = پانی میں۔

(۶) ب = کس کے اتارا۔

(۷) ت = یوچہ

(۸) ب = کام ھچہ ہوا۔ ت = بہی ھچہ ہوا کہ دل۔

(۹) ب = میں لکھا سو۔

(۱۰) ب = جو منگتی تھی کہنے تیوں ہوا۔ ت = جوں منگتی تھی تیوں فتح ہوا۔ و = "جوں منگتی تھی کہتے ہوا" یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۱۱) ت = گجگجانے۔

(۱۲) ت = درگاہ میں ہزار ہزار۔

(۱۳) ت = "شکر کری"۔ ندارد۔

(۱۴) ت = عقل کے پیچھے۔

(۱۵) و = "بیگ نا سنگ دیکہ ناریگ" یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۱۶) ت = دھونی کے

(۱۷) ب = "اس کے سرداراں سوں" ندارد

(۱۸) ب = جکڑ کر لیا اسے بہوت۔

(۱۹) ت = اپنے کو بہت

(۲۰) و = اتل ایتا کیوں لاف کرآتے۔

(۲۱) ب = لاف کرآتے۔ ت = لاف کرآتے اور یہوں نہاٹ جاتے۔

(۲۲) ب = نہاٹ کرجاتے یوں لاف مار کر کیا لوک ھنائی

(۲۳) و = یولاف مار کر کیا کیا۔

(۲۴) س = مار کر کیا لوک ھنائی۔

(۲۵) ب، ج = نھاٹ۔

(۲۶) م-و = ع عقل غافل ہو بہوت پچتایا۔

(۲۷) ت = پیشی۔

(۲۸) م = کھچ کر لیائے۔

(صفحہ - ۱۷۷)

(۱) ت = پریشان سرگرم دان ہوے کی خاطر۔

(۲) ت = انکھیاں تے۔

(۳) ت = میں آنجو

(۴) ب = سوختم وسوختم وسوختم

(۵) ب = عاشقی میں حیرانگی

(۶) م = لیا تا۔

(۷) م = پاتا۔

(۸) ت، م = ساعت کے رونے

(۹) ب، ج، م = تو

(۱۰) ت = نام

(۱۱) ج = مجنوں ہور فرھاد یوآگ۔

(۱۲) ت = کو

(۱۳) و = ھات

(۱۴) ت = جیتا۔

(۱۵) ب، ج = سوسیا

(۱۶) م = عاشق عشق

(۱۷) ب = ج = آتی

(۱۸) و = "جوں فارسی" سے لیکر..... ع "چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد"۔ ندارد

۱۹ ب = بی کتا۔

۲۰ ب ٹھارے۔

۲۱ ت = ہے اگر موا

۲۲ الف = موا تو جیو جیونے تے بہوت۔ ب = موا تو جئوتے بہوت۔ ت = موا تو جیونے سے بہوت۔ ج، س، م = موا تو جیونے تے بہوت۔ نسخہ و میں یہ جملہ کرم خوردہ ہے متن میں نسخہ الف کی بجائے۔ نسخہ ج، س، م کا جملہ شامل کیا گیا ہے۔

۲۳ ت، س = بہوت زیادہ کام۔

۲۴ م = میں۔

(۲۵) ب = "کامل وجود"۔ ندارد۔

(صفحہ۔ ۱۷۸)

(۱) ت، س، = واصل وجود صاحب دل وجود صاحب حاصل وجود صاحب حال وجود صاحب اقبال وجود۔

(۲) د = "صاحب حال وجود" ندارد۔

(۳) و = صاحب اقبال وجود صاحب کمال وجود

(۴) ت = وجود کہ جس۔

(۵) الف، ت، س، و = سنپڑ گیا۔ ب، ج = سنچر کیا۔ و = سنچر یا۔ متن میں نسخہ "و" کی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(۶) ب = میں

(۷) ب = کھیا

(۸) ت = بارے بات کہتا ہوں۔

(۹) ت = سو بات آئی

(۱۰) ب = بات پہر۔ و = سنگات بھی۔

(۱۱) ب = ہوا اسیر زخمی۔

(۱۲) ت = ہوا اور ہم معشوق کے جھگڑے میں چوٹ

(۱۳) و = برہم

(۱۴) ب = عاشق ہوا لوٹ پوٹ

(۱۵) ب = سہیا۔

(۱۶) ت = حسن کے خاطر۔

(۱۷) م = نیں اس

(۱۸) ب = جینے کس کا

(۱۹) ت = س = جمال تھا جینا اوس کا محال تھا۔

(۲۰) ب = "محال تھا"۔ ندارد

(۲۱) ب = "آہ ماری" ندارد

(۲۲) ت = ہیں انجواں

(۲۳) ت = بسنا جالی اور کہی کہ کتنے تیرے دل کو ماریا۔

(۲۴) ب، ج، م = کن موے نے دل کوں

(۲۵) ب = کس

(۲۶) ب = ہیں دند

(۲۷) الف = سارا۔ باقی نسخوں میں "ساریا" ہے۔ اس لیے متن میں بھی یہی لفظ شامل کیا گیا ہے

(۲۸) ت = لی اور کس

(۲۹) ب = ماریا بہوت

(۳۰) ب = پڑتا چہ تھا۔

(۳۱) ب، م = کدہاں کہی تھی کہ دل کوں یو ھلاک بے آرام کرو میں کدھاں کہی تھی کہ ایسا کام کرو۔

(۳۲) ت = تھی ایسا

(۳۳) ت = نام۔

(۳۴) ت = کرو موے

(۳۵) ب = یو تو۔ ت = اپی تو۔ م = انو تو

(۳۵) ب = یو تو۔ ت = ابی تو۔ م = انو تو

(۳۶) الف = صاحب نہ دھاں جانیا جاتاہے نانفر۔ ب، م = صاحب جانیا جاتاہے نانفر۔
ت = صاحب نہ وہاں جانیا جاتاہے نفر۔ و = صاحب جانیا جاتاہے یانفر۔
نسخہ ج میں یہ جملہ کرم خوردہ ہے نسخہ س کی عبارت بھی نسخہ الف جیسی ہے متن میں نسخہ ت کا جملہ شامل کیا گیا ہے۔

(صفحہ ۱۷۹)

(۱) ت = ے جھگڑے میں صاحب اور نفر کہاہے
کس کی کس کے اوپر نظر کہاں ہے

(۲) ب، م = نیں ہے یو

(۳) ب، م = نیں ہے نہ۔ ت = نیں دوست۔

(۴) و = کسے پکارتا

(۵) الف = بستے آتا۔ نسخہ الف کے اس مہمل جملے کی بجائے متن میں نسخہ ب، ت، ج، س، م، و کا جملہ "اسے مارتا" شامل کیا گیاہے۔

(۶) و = تے

(۷) ب = تو اپنا

(۸) ت = من موھن ایک دائی

(۹) ت = نام

(۱۰) ب، ت = وو بے تاب میں بے تاب۔

(۱۱) ب = "دونو کوں نیں آتے خواب کیا جانے کیا لکھا ہمارے"۔ یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۱۲) ب = دستا وضا

(۱۳) ب، ت، ج = ان نسخوں میں یہ شعر نثر ہے

و = ع- شرم لوکاں کی ہوئے گی حائل

(۱۴) الف، ب ت، ج، س = ان نسخوں میں یہ شعر نثر ہے نسخہ الف، ت، س میں عبارت اس طرح ہے "حسن اپنے دل میںے کندکر، عشق کون بھیجی یو فتح کی خبر" نسخہ ب، ج میں اس طرح "دل میں کندکر عشق کن بھیجی"۔ متن میں نسخہ م، و کا مصرع اولیٰ شامل کیا گیا ہے نسخہ م- و میں مصرع ثانی اس طرح ہے ع عشق کن بھیجی یو فتح کی خبر-

(صفحہ- ۱۸۰)

(۱) و = باٹ پکڑیا عقل کیا سو خبر

(۲) ب = جبر لیاوے

(۳) ت = عشق کیا اس باب فرماتا۔

(۴) و = جیتا بچتا اچھے بی کچا۔

(۵) ب = نھنواد ہے اگر

(۶) ت = یہہ بڑیاں پند ہے۔

(۷) ت = انو بہت کچھ۔

(۸) ت = نیں جاتے

(۹) ت = نیں کھاتے

(۱۰) ج = تنہا

(۱۱) ت = کیا دو

(۱۲) ت = کہ یہہ بی کہے ہیں کہ۔

(۱۳) یہہ مقولہ نسخہ الف، ب، ت میں نہیں ہے

(۱۴) ت = نکہ مال سے بزرگی ۔

(۱۵) ت = نکہ سال سے اما

(۱۶) م = پختکار آدمی ٹک اچھتا ہے تجربہ کار سب جاگا اچھتا ہے خبردار ۔

(۱۷) الف، ت، س = بھنا اور عقل اس کی اونچی چڑی ہے ۔ ب = بھنا اور اس کی عقل اونچی چڑی ہے "بھنا ہو رعاقل اس کی عقل بی اونچی چڑھی ہے" یہ جملہ متن میں نسخہ م اور و سے شامل کیا گیا ہے

(۱۸) ت = ولے ٹک تجربہ کا فرق ہے قرآن کی آیت بی ہے ۔ و = ولے تجویز کا فرق ہے کیا واسطا کہ اوبڑے ہیں بڑائی کوں اپنی انپڑھیں مصحف کی آیت ہے

(۱۹) ب = آیت بی ہے ۔ م = آیت بھی آئی ہے یہاں

(۲۰) م = اپسیح ہیں حظ پایا ۔

(۲۱) ت ۔ ایک کا حال ایک کو ۔ م = یک کا حال یک کوں ۔

(۲۲) ب، م = کھیا ہے

(۲۳) ب = رہیا ہے ۔

(۲۴) م = دیا ہر ایک کوں

(۲۵) ت = ایک

(صفحہ ۔ ۱۸۱)

(۱) و = کھانچ میں کرنا ۔

(۲) و = کام کوں گئے تو

(۳) ت = نادے کر ۔

(۴) ب، ت، م = اس ٹھار بی اتنی

(۵) و = "سمج دھرنا ہے"۔ ندارد

(۶) ت = رہنا ہے سو

(۷) ب، ت = ہمیں چلیں

(۸) ت = تقاضا

(۹) م = یو ناز

(۱۰) م = سب سر پر اپنے بلا۔ و = سر بلا

(۱۱) ب = سر پر بُرا۔

(۱۲) م = برا ہور بھلا

(۱۳) ت = خوب عقل تجھے آئی

(۱۴) م، و = یو

(۱۵) و = کسے بھائی

(۱۶) م = یو بات غیب تے تجھے فرشتے سگلائے۔

(۱۷) م = بھلیچہ بات ہور عقل

(۱۸) و = تقلیدی کوں اسالت

(۱۹) و = ایسچ تے اپنا جیئو منگے

(۲۰) ب، ج = جیوں جیو منگتا

(۲۱) ب = پرداری

(۲۲) ب = جیسی ناری

(۲۳) ب، ج = دورا ندیشاتوں کری

(صفحہ - ۱۸۲)

(۱) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے۔

(۲) م = سمجھا دو جھگڑا جوں سپڑیا تھا

(۳) ب = پڑیا مہر تیوں، ج = سپڑیا مہر تیوں

(۴) ب، ج = انگے

(۵) ت = یہوں

(۶) ب = کھیا

(۷) و = نعیباں میں جو کچہ لکھا تھا سوا نپڑیا۔

(۸) ب = لکھا تھا سوا نپڑیا کھیا۔

(۹) ب، س = اوس کی اوس نقل پر

(۱۰) ت = بڑا جاہل عجب ناقابل ہے کہ ہات نیں ہوتا کام۔

(۱۱) ب، م = ہونا سو کام کرنے۔

(۱۲) ت = ع عقل کو عقل اچھتی تو نہوتا یوں خراب ہرگز۔

(۱۳) م = ع صبوری کر کو کچہ کرنا نہ کرتا اضطراب ہرگز۔

(۱۴) ت = ہیچہ

(۱۵) الف = کہانا - ب، ت، ج = کھونا - س، م = گوانا - نسخہ و میں یہ لفظ کرم خوردہ ہے متن میں نسخہ ب، ت، ج کی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(۱۶) ب = اسے قدرت۔

(۱۷) ت = قدرت ایک

(۱۸) ب = صاحب لشکر صاحب کشور صاحب تیغ صاحب خنجر ہے۔

(۱۹) ت = صاحب تیغ صاحب خنجر ہے۔

(۲۰) ت = میں

(۲۱) م = ہو ہو کر تیٹے

(۲۲) م = کھول کر سپر۔ و = کھول کر سٹے۔

(۲۳) ب = سٹے جتنے

(۲۴) ت = جتنے اپس کو عاقل کر

(۲۵) ت = نہنا کیا بڑا

(۲۶) م = حسن کے تلیں

(۲۷) ت = کول۔

(صفحہ ۱۸۳)

(۱) ب = ع عقل پاکر عقل تھاٹیاں سو پر کر دھات اتا ہے

(۲) ت = ع عقل تھی یہاں آکر جو کیا عقل پر بات آتا ہے

(۳) ب، م = پکڑ کر لیا

(۴) ب = "شیوا"۔ ندارد

(۵) ب = "انو کوں کہو عقل ہو ردل کے نکہبان ہو اچھیں"۔ یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے

(۶) ت = مستغنی

(۷) م = مبادا بھی کچھ

(۸) ت = کچہ مکر و حیلہ

(۹) ب، م = میں نے کہے۔ ت = میں سے کہے۔

(۱۰) ب، م، و = ان نسخوں میں یہ شعر نثر ہے نسخہ ب میں دوسرا مجلا اس طرح ہے۔

"عقل بچاری کھاں سکی جانے"

(۱۱) م = آتی۔

(۱۲) ب = عشق کچہ کھیا

(۱۳) و = "اس کا مطلب دل میں رہیا تھا سو"۔ یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۱۴) ت، س = دعادے کر

(۱۵) ت = کرناکہ جو۔

(۱۶) ج = "اندیشے سوں جو کام ہوتا ہے سو کام خوب"۔ یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے

(۱۷) ب = "سو کام خوب، اندیشے سوں جو کام ہوتا ہے"۔ یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے

(۱۸) و = کام تمام خوب

(۱۹) ب = خوب ہوتا ہے۔ ت = خوب بہی و ہیچہ نازدانی حسن کی عقل۔ ج = خوب ہوتا ہے بی۔

(۲۰) ب = ہے بھی و ہیچ۔

(۲۱) و = "اس کی خاطر آئی"۔ یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۲۲) ت = اتال اس جا کا اپس کو رکھنا بہت سنبھال اپس کو باولے ناکرنا اوتاولے ناکرنا

(۲۳) م = باول

(۲۴) ت = بکہیر

(۲۵) و = اچھنا گھوٹ اچھنا

(۲۶) ب، ج = مراد کا سر رشتہ۔ ت = رشتہ مراد۔ م = مراد کا رشتہ

(۲۷) ب = صبوری ٹک

(۲۸) نسخہ الف اور ت میں یہ عربی عبارت نہیں ہے۔

(۲۹) ب = الا ساہے

(۳۰) ت = خاصہ ہے

(۳۱) ب = پارو - و = یار

(۳۲) الف، ب، ت، س، م، و = حافظ

(صفحہ-۱۸۴)

(۱) و = اس نسخہ میں یہ مصرع نہیں ہے۔

(۲) و = برھم

(۳) و = "غم نکو کر خدا ہے" یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۴) ب، م = لگتی ہے ولے۔

(۵) ت = تیریں

(۶) ت = ڈال تے پاٹے بات باٹ تے

(۷) م = پھول، پھول تے پھل آتا ہے ہات

(۸) ب = ہے ھر ایک کام

(۹) ج = کام ھر ایک کی دھات

(۱۰) ت = خدا بن

(۱۱) م = ہے یو بیتاب

(۱۲) م = سے

(۱۳) و = "یو دو باتاں کام نیں آتیاں"۔ ندارد

(۱۴) ت = وہیچہ کہ جس

(۱۵) ت = صبوری کہ جنے

(۱۶) ب،م = گنوایا

(۱۷) م = آتا ہے اگر

(۱۸) م = برسیے گا ابر

(۱۹) و = ابر دھاں

(۲۰) ب، ج = درد

(۲۱) ت = شکر اور صبر کر نہارے پر خدا مہربان ہوتا ہے، شکر اور صبر سے ہر ایک مشکل آسان ہوتا ہے۔

(۲۲) م = مہربان

(۲۳) ب،م = پر جو کچہ

(۲۴) ب = اس کامل

(۲۵) و = کرنا۔

(۲۶) ب = بیگی سو۔ م = بیکی نے سو۔

(۲۷) ب = میں جیتے رہتے

(صفحہ ۱۸۵)

(۱) ت = اچھے بیگی بہت خوب۔

(۲) ب،م = کون بیگی بہت خوب۔

(۳) و = خوب ہے دنیا کا کام حیلے مکر سوں کرنے سمج یہاں بیگی کئے تو کچ کا کچ ہوتا۔
سمج محبوب ناز

(۴) م = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی "اپنے یار سو ملنے بیگی کرنا فرض ہے"۔

(۵) الف،ت،س = فرض ہے ہر ایک ب = فرض عین ہے ہر ایک نسخہ ج اور و میں

یہ عبارت کرم خوردہ ہے۔ م = فرض ہے نہ کہ ہر ایک۔ متن میں نسخہ م کی ہی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(۶) ت = کئے تو ہو تا کچہ کا کچہ ہر یک

(۷) ت = خوب خاطر

(۸) ب، م = پر

(۹) و = توں تو بیگج وہاں کھڑا۔

(۱۰) ب، ج = تو پہلی اچہ۔ م = تو بیگی اچہ

(۱۱) ب = ہے دو کرنا۔ م = ہے دو تو کرنا۔

(۱۲) م = ع بڑیاں کی راضی سے جو کام ہوئے گا۔

(۱۳) الف، ت۔ و = ان نسخوں میں یہ شعر نثر ہے۔

(۱۴) م = کرنا کچہ۔

(۱۵) ت = چھندنا کرنا

(۱۶) ب، ج = ع۔ نہ جانوں کاں میں بکیاں ہیں کتاں بو۔

ت = ے عجب چالے بھریاں ہے عورتاں یہہ

نہ جانو کھاں سے بکیاں ہیں گتاں یہہ

م = ع۔ نہ جانوں کاں تے سکیاں حکمتاں یو

(۱۷) ب = جتنا سکے

(۱۸) الف = کچہ کھلے گا کچہ نہیں کھلے گا۔ ب، م = کچہ کھلیا کچہ نہیں کھلیا۔ ت، س = کچہ پوشیدہ کچہ فاش۔ متن میں نسخہ ب، م کی عبارت شامل کی گئی ہے نسخہ ج اور و میں یہ عبارت کرم خوردہ ہے۔

(۱۹) م = یں کچھ لذت

(۲۰) ت، س = سواد پانا پوشیدہ ہے یگچہ لذت زیادہ فاکش کئے بیچیں کیا سواد۔ پوشیدہ عشق کرنا بی عجب سواد ہے جو کوی عشق کرتا اچھے گا یوں اوسے کچہ یاد ہے۔

(۲۱) ت = انے ہم پوشیدہ عشق کریگا۔ س = اونے ہم عشق پوشیدہ کریگا۔

(۲۲) ت، س = پوشیدہ شکار کھیلنے سے جیو کیوں بھگے۔

(۲۳) م = کھیلنے

(۲۴) و = رات بنی

(۲۵) ب = تو

(۲۶) ت = دونو بی جیو پر سے اٹھے

(۲۷) ب = دس آتی۔

(۲۸) الف = اس نسخہ میں جیو پر اٹھنا لکھ کر قطع کر دیا گیا ہے اور "اس پر اٹھنا" لکھا گیا ہے۔
ب = صبوا اٹھنا۔ ت، س = جیو رکھنا۔ ج = اس نسخہ میں یہ عبارت کرم خوردہ ہے
م، و = جیو پر اٹھنا متن میں نسخہ ت اور س کی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(۲۹) ب، ج = عاشق کی عاجزی گھیر ہوئی۔

(۳۰) م = کنسر

(۳۱) الف = ناز کی مستی نے غمزے کی زبردستی کنے۔ متن میں شامل عبارت نسخہ ب، ت، ج، س، م، و سے لی گئی ہے

(صفحہ - ۱۸۶)

(۱) الف = الالے تھے ہے ما بقی نسخوں میں "الالے تھے ہورہے"

(۲) و = چٹ۔

(۳) ب = عاشق کھیلتا ہے ۔ و = عاشق ہے سو کھیلتا ہے۔

(۴) ت = سراکہ جس۔

(۵) الف، ب = ان نسخوں میں یہ شعر نثر ہے

ت = ؎ زلیخا ہوئی مگر یہہ حسن ناری
کہ دل یوسف کو کوے میں اتاری

(۶) ب = پاس

(۷) ب، ت = نالے آہ

(۸) الف = دل کوے میانے پڑ کہ حیران ہے۔
بند میانے سنپڑ کہ حیراں ہے
نسخہ الف کے اس شعر میں فعل معطوف کر کے۔ کو کے۔ بجائے کاف بیانیہ استعمال کیا گیا ہے اس لئے متن میں نسخہ الف کے اس شعر کے مقام پر نسخہ ب، ت، ج، س، م کا شعر شامل کیا گیا ہے۔ نسخہ و میں یہ شعر اس طرح ہے ؎
دل کوے میانے پڑ کہ حیران ہے
بند میانے سنپڑ کہ حیران ہے

(۹) م = کرم کدھیں

(۱۰) ت = تو کچہ ۔ و = کچہ کا کچہ

(۱۱) ت = اپس میں بہوں ہوا

(۱۲) الف = دیدار غالب ہوا اشتیاق ۔ متن میں نسخہ ب، ت، ج، س، م، و کا جملہ شامل کیا گیا ہے۔

(۱۳) ب، ج = "اضطرابی پیدا ہوئی ہے آرامی بے خوابی پیدا ہوئی"۔ یہ عبارت ان دونوں

نسخوں میں نہیں ہے۔

(صفحہ-۱۸۷)

(۱) ج - ع - وفا آئی دغا سو راجوٹ کی

(۲) ت = ع - کہ دل سے ملنے خاطر کام گھٹ کی۔

و = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے۔

(۳) ت = بلا کر دل

(۴) ت = لاکر اسے بولی دل کھولی دغا نے کھی

(۵) و = کی صفا ہوں

(۶) و = ہوں کرتوں

(۷) و = فرمائی

(۸) ب = ع - وفا کرنے کہ خاطر اس وفا کوں

(۹) و = ع - کہی سب کھول اپنی اس صفا کوں

(۱۰) ت = دیا پروردگار

(۱۱) و = وو پاک پروردگار

(۱۲) ت = ایک آئی

(۱۳) ت، م = مجھے بہت

(۱۴) ت، و = دین و دنیا

(۱۵) الف، ت = ابہان۔ متن میں "یہاں" نسخہ ب - ج، س، م - و سے شامل کیا گیا۔

(۱۶) م = عاشقاں

(۱۷) ت = آلیاں کہ دو

(۱۸) ت = جو کھولے۔

(۱۹) م = داخل

(۲۰) ج = بات بنی اس

(۲۱) ب = دیکھتے منگتے

(۲۲) ت = انپڑا یا۔

(صفحہ۔ ۱۸۸)

(۱) ب = ع چھجے پر دل کو لانے کا کری فکر

م = ع چھجے پر دل کوں لیانے کا کری فکر

و = ع۔ چھجے پر دل کوں بھانے کا کئی فکر

(۲) ب = کوں لیانے

(۳) ت = ے سکی بت کو انے چست دیکھ بولی

جو کچہ میانے باندہے تھی سو کھولی

(۴) ب، ج چھجے بیگ دل کوں لیا و مجے دکھلاؤ

(۵) ت = لا بتلا

(۶) م = "یں دل سوں مل"۔ ندارد

(۷) ب = بہار کا ڑدار الحمن میں نے بہار کا ڑ ہوا۔ و = کاڑ۔ کھو دار الحمن میں نے بھار کا ڈر کھو ہور

(۸) ب = کی بالاں

(۹) م = بہت سازسوں"۔ ندارد

(۱۰) ت = اسیٹ سے

(۱۱) ب = اپنی لٹ

(۱۲) ت = وہاں بی آنی وفا سے دل اپنا ملائی ۔ و = دھاں بی وفا آئی ۔

(۱۳) ت = ع ۔ جہاں ہوی وفا یہہ تل کی

(۱۴) الف = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے ۔

و = اس نسخہ میں بھی یہ شعر نثر ہے اور دوسرا جملہ اس طرح ہے "عذر خواہی بہوت کری دل کو"

(۱۵) ت = عشق ہے تمام

(۱۶) و = جہاں رنج تھاں گنج

(۱۷) الف = وصال کا رساز یراق ۔ ب = وصال کا سار براق ۔ ت، س = وصال کا ساز یراق ج، م = وصال کا ساز براق ۔ و = وصال کا سان براق ۔ متن میں نسخہ ت اس اور م کی عبارت شامل کی گئی ہے ۔

(۱۸) ت = کا جاتا ۔

(صفحہ ۔ ۱۸۹)

(۱) ب = میں

(۲) م = چلنا

(۳) ت = ہے عالم

(۴) و = ع ۔ داغ پر دل کے پھر رکھی بھایا ۔

(۵) الف = اِس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے

ت، س = ع ۔ دل

(۶) و = یوں

(۷) الف، س ء جو تیج۔ متن میں "جیو تیج" نسخہ ب، ت، ج، س، م، وسے شامل کیا گیا ہے

(۸) ب = تلملتا عشق۔

(۹) ب = حسن بری

(۱۰) ب = جانتا

(۱۱) ب پچھپانتا

(۱۲) ت، س = غرضی ناقدرا چھے ہیں۔

(۱۳) م = بہت

(۱۴) م = ع منجہ جلتے جنم گیا تیرے لیکن باؤ (لفظ جلتے پر نشان لگا کر فٹ نوٹس میں چھلنی۔ چلتی دیا گیا ہے۔)

و = اس نسخہ میں یہ دوہرہ نہیں ہے۔

(۱۵) ت، س = یعنے مردان جو کوی عورت فرمانبردار اسے کرتے خوار، جو کوی نافرمانبردار اوسے کرتے پیار کہ جو کوی کرتے نخرے ناز اس سوں باتاں کرنے تے جیونیں ہوتا واز جو کرتی نافرمانی دو بہت بھاتی

(۱۶) الف = جوی۔ "جو کوی" نسخہ ب، ت، ج، س، م، وسے لیا گیا ہے

(۱۷) ج = اس بات

(۱۸) الف = جیونیں ہونا واز۔ "جیونیں ہوتا اس سوں واز" متن میں شامل یہ عبارت نسخہ ب، ت، ج، س، م، وسے شامل کی گئی ہے۔

(۱۹) و = اوس کی خاطر رات دن اساس بھرتے اوس کی خاطر آہ بھرتے۔

(۲۰) ت، س = دنیا نیں خواہش مند جلبے پروا بھلے۔

(۲۱) ت، س = سمجھے ہوا کچہ کا کچہ کرتے دوست محنت میں ہلاک بچارے دشمن دو بہوت پیارے

(صفحہ - ۱۹۰)

(۱) و = منگتے سواد ھلاک بچارے نیں منگتے سواد بھوت پیارے۔

(۲) ب = محبت کسی سوں نالانا - م = محبت کسی سوں نالیاں

(۳) و = جاگانیں دل۔

(۴) ب، ج = کیوں

(۵) م = ذات سوبے وفا

(۶) و = "بے وفا ایسیاں خاطر سے" لیکن ..... عذاب میں بھاوے" ندارد

(۷) ت = روتے روتے ہلاک ہوکر ایس کو - ج = روتے روتے ھلاک۔

(۸) م = عذاباں

(۹) و = جیولانے میں کیا نفا

(۱۰) ت، س = بقیر از جفا

(۱۱) ب = "کم عقل" - ندارد

(۱۲) ب = عیاری سو مروانگی ذات جو پر مرد نظر

(۱۳) ج = ذات

(۱۴) ب = جیو مارتے - ت = جاں سے مارتے

(۱۵) ت = بھوتاں سو - و = دوسریاں سوں جیو لاتے ھنتے یہاں

(۱۶) ت = "ایکس پر تب کھالتیاں" - ندارد

(۱۷) ب = پت

(۱۸) ت = ہوتی ہیں اگ میں جل جاتیاں ہیں۔

(۱۹) و = ھیں چلیاں ہیں۔

(۲۰) ت = بھلیاں کوں

(۲۱) و = "کون مرد عورت موئی" سے لیکر ..... "کیا کرنا بہوت مشکل"۔ ندارد

(۲۲) ب، ج = "دسری کیا" ندارد

(۲۳) ت، م = ہوا عورتاں بیچہ ست ہے۔ م = ہوا عورتا نچہ میں ست ہے۔

(۲۴) ب = ست عورتا نچہ میں ہے

(۲۵) ب = ہے ست دھرم۔

(۲۶) ت = بتاتے

(۲۷) ت = "انوکوں" ندارد

(۲۸) ت آتی

(۲۹) ت = کا

(۳۰) ت = کا فولاد۔ م = کو فولاد۔

(۳۱) م = فولاد

(۳۲) ب = کتے

(۳۳) ب = پھر کر کرم

(صفحہ۔ ۱۹۱)

(۱) ت = کا

(۲) الف = لے کر چھوڑی اس چشمے پر چھوری۔ ب، ج، س، و = لے آکر اس چشمے پر چھوڑی
ت = لا کر اسی چشمے پر چھوڑی۔ م = لے کر آ کر اس چشمے پر۔ متن میں نسخہ ب، ج۔ و کی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(۳) الف = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے۔

ت = ے عشق بہت غلبلہ ہے کچہ
عورتاں کا بلا ہے کچہ

(۴) و = پھولاں کے نزدیک اوسے چند آئی۔

(۵) م = دل نہ [illegible]

(۶) و = آنچ میں ہیں۔

(۷) ب = وفا خوش خبر حسن کوں جا تیج کھی کہ ہوا

(۸) م = خوش خبری

(۹) م = حسن کی کوں۔

(۱۰) ب = خدا نے لیایا

(۱۱) ت = دِناں

(۱۲) ت = پھولاں میں نیند لکی ابھی تک بھی نیند یچہ میں ہے

(۱۳) ب م = نیند یچہ میں ہے۔ و = نیندیچ میں ہیں

(۱۴) ب م = لکن یو

(۱۵) ج = خوشیاں کئی اپس میں

(۱۶) م = ے وقت ہے سوا تال کا ہے وقت
برہ نھاٹیا وصال کا ہے وقت

(۱۷) و = دل رکھتے دل کا یار

(۱۸) و = سوں

(۱۹) ب = سد یدار

(۲۰) ت = بھوک کی ڈاری

(۲۱) د = ایک یک چھاڑاں کوں

(۲۲) ب = اس نسخہ میں یہ دو جملے شعر کے دو مصرعوں کی شکل میں ہیں ؎

گویا نور کے شعلے آئے بار

جگ مگ رہیا ہے تمام گلشن

(۲۳) الف، ت = شعلے بار۔ ب، ج، س، م = شعلے آئے بار۔ و = شعلے آئے ہیں بار۔

متن میں نسخہ ج، س، م کی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(۲۴) ب = یو دیوے ہوئے روشن باغ میں پڑیا اجالا آفتاب پر یک لالا۔ ت = یہہ دیوے۔

(صفحہ ۱۹۲)

(۱) ب، ج = ہیں

(۲) ب = ؎ دل پھول تے نازک اہے اتنی جفا سو سیا ہے کیوں

..لو مبتلا ہو حسن پر ایسی بلا سو سیا ہے کیوں

(۳) ب = پڑیا۔

(۴) ب = چھریا

(۵) الف = ڈھلے۔ ب، ت، ج، س، م و = ڈھلتے

(۶) و = لال ہیں انجو عشق کے نشان

(۷) و = "خدا کوں معلوم" . . . . "داناں داں"۔ ندارد۔

(۸) ب = انکھاں۔ ت = انکھیاں

(۹) ت = جالی

(۱۰) ب = پانو پر۔

(۱۱) ت = انجواں

(۱۲) م = ہیں تے کلیاں۔

(۱۳) ج = ہو کرتیں رنگ رلیاں ٹھاریں ٹھار

(۱۴) ت = گرتیاں۔ م = کرتیاں رلیاں ٹھاریں ٹھار

(۱۵) ب = نے تازا کئے سنگار

(۱۶) م = پر مست مرغولتے

(۱۷) و = ہیں بے اختیار پانی

(۱۸) م = مست ہو سرشار

(۱۹) ب = "ہو سرشار"۔ ندارد

(۲۰) ت، س = ہزوں ہیں

(۲۱) و = ایسی حسن نار۔

(۲۲) س = بے اختیاری۔

(۲۳) ب، م = ناری روتی

(۲۴) الف = اِس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے۔ ب، ج = ان نسخوں میں یہ شعر نہیں ہے۔
ب = اِس نسخہ میں بھی یہ شعر نثر ہے اور عبارت اس طرح ہے" جو انکھی حسن کو دیکھے
وو انکھیاں سد کھو تیسچہ ہے۔

س = ے جو انکھی حسن کو دیکھے وو انکھی سد رکھو تیسچہ ہے
اپنی تعریف جگ کرتا اچھوں تعریف ہو تیسچہ ہے

(۲۵) ت = دل کا

(۲۶) و = "عالم کا مدار"۔ سے لیکر۔۔۔۔ "وصال کے خنجر کا زخم"۔ ندارد۔

(۲۷) ت = مالی

(۲۸) ب = پھول ڈالی

(۲۹) ب = جسے

(صفحہ-۱۹۳)

(۱) الف = اس نسخہ میں "ہستی" لکھ کر قطع کر دیا گیا ہے اور پھر "ھیں" لکھا گیا ہے۔

ب = ھتی

(۲) ت = دُید اشید اُشید امن بی فرش جانو پھول کی بنی" یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے

(۳) ب = سدا من

(۴) الف = فرش جانوں پھول کے تن بی" متن میں شامل جملہ نسخہ ب، ج، س، م سے لیا گیا ہے۔

(۵) ت = دل اُٹھے

(۶) ب = کا کلوت میں۔ ت = کا کلوت میں آ کر دوڑ کر۔

(۷) ب = ے اگر عاشق اپر معشوق کا کچہ استفات ہوئے
محبت کی لذت ہوئے تو چہ مٹی بات ہوئے

ت، س = ع محبت کا لذت تو چہ ہے میٹھے تو چہ بات ہوئے

ج = ع محبت کی لذت ہوئے تو چہ میٹی بات ہوئے

(۸) م = ایتا بی پیار

(۹) ب = ایتا اپکار

(۱۰) ب = بجے

(۱۱) م = جیوکے

(۱۲) الف، س = ان نسخوں میں یہ دو جملے شعر کے دو مصرعوں کی شکل میں ہیں ؎

عاشق کہ عشق سوں مبتلا ہے
دل میں عشق کا غلبلا ہے

(۱۳) و = اوس پر معشوق

(۱۴) ب = پیارا ایک

(۱۵) ت = ؎ گلے لگ سوتے اور بیتابی نہیں جاتی ہے یہہ مشکل
برہ میں تلملیا جیوں تیوں ہلاک ہے وصل میں بھی دل

(۱۶) ب = عاشق بہوت تلملتا ہے عاشق جنس جنس سوں جلتا ہے۔ ج = عاشق بہوت تلملیا۔

الف = معشوق کے گود۔ متن میں "معشوق گود" نسخہ ب، ج، س، م، و سے شامل کیا گیا ہے۔ نسخہ ت میں یہ دو جملے شعر کی شکل میں ہیں۔ ؎

معشوق کے گود میں ستی ہے اور ہلاک کرتا فراق
سینے سے سینہ لگیا ہے اور کم نہیں ہوتا اشتیاق

(۱۷) ت = برستا۔

(صفحہ ۱۹۴)

(۱) الف، ب = مخدوم سید محمد جاں تے۔ ت = سید محمد مخدوم جاں سے۔ نسخہ الف کے نامکمل عبارت کی تکمیل متن میں نسخہ ج، س، م، و سے کی گئی ہے۔

(۲) م = ع۔ عجب ایں شت کہ من واصل و سرگردانم۔

(۳) و = ہوتا نہ ہیں۔

(۴) ت، س = داخل ہوں سرگردان ہوں یہ واصل اور سرگردانی

(۵) ب = یوواصل ہور سرگردانی - م، و = یوواصل ہور سرگردانی

(۶) ت = سے

(۷) ب = کہ حضرتؐ نے یہاں فرمائے دسریاں کو (

(۸) ت = تجے پہچانیا۔

(۹) ت = میں جس

(صفحہ - ۱۹۵)

(۱) و = ع کو کو زند فاختہ وسرو در آغوش

(۲) و = اس نسخہ میں یہ شعر نہیں ہے۔

(۳) ب، ج = اپس اپے

(۴) ب، ت، س، م = آپے

(۵) ب = کہنے۔ ت کسی نے

(۶) م = ہے جیون

(۷) ت = سمجھا جائے۔ س = سمجھا جائے

(۸) و = کوں نہایت۔

(۹) ب، ج = "ایسج تے کہتے ہیں کہ خدا بے نہایت"۔ یہہ جملہ دونوں نسخوں میں نہیں ہے

(۱۰) الف، س = جو متیری - ج، و = "جو متیری کرم خوردہ - ت = او متیری۔ متن" میں دو متیری" نسخہ ب اور م سے شامل کیا گیا ہے

(۱۱) الف = اپتا ہے۔ ب = اپتے کتا ہے۔ س = ایسا ہے۔ متن "اپتا ہے کتا ہے" نسخہ ت، ج، م، و سے شامل کیا گیا ہے۔

(۱۲) و = اس نسخہ میں یہ شعر نہیں ہے۔

(۱۳) الف، س = انچایا۔ ب، م، و = پہنچایا۔ نسخہ ج میں یہ لفظ کرم خوردہ ہے۔ متن میں اُپچایا۔ نسخہ ت سے شامل کیا گیا ہے۔

(۱۴) آدم ہوآیا۔

(۱۵) ت، س = گذری

(۱۶) س = رہیچہ۔

(۱۷) ب = آپار دریا غرقاب

(۱۸) ب، ج = اپار

(۱۹) ت، س = عاشق جو معشوق

(۲۰) ت = دیکھتے

(۲۱) ب = "سرگردانگی آتیچ ہے"۔ ندارد

(۲۲) ج = کارخانا چلاتے

(۲۳) ب، ت، م = کارخانہ

(۲۴) م = لایا

(۲۵) ب = سر پر ابھار۔ س = سر بڑا ابھار۔

(۲۶) ت = بار

(صفحہ - ۱۹۶)

(۱) و = جیتا

(۲) م = کا

(۳) ت = رہنا

(۴) م = دکھنی دوہرہ

ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور پہلا جملہ اس طرح ہے "دیکھیے تیرے کرتب کرنے تے میں چپ ہوئی بدنام" نسخہ م میں۔

ت = ع میں میانے سے اٹھ گئی تو جانے تیرا کام

(۵) ب، ت = بے اختیار

(۶) ت = انو پر بہت پیارا اور رسولؐ کا بھی۔

(۷) و = کیا پروا

(۸) ب = بے پرواغم

(۹) ت = جیو بھاونیہ

(۱۰) ب، ج = اپے۔

(۱۱) ت = حدیث کہ۔

(۱۲) ب = فقر۔

(۱۳) م - ھیاچ نہیں۔

(۱۴) و = انے

(۱۵) ت = کو

(۱۶) م = اپچہ

(۱۷) م، و = کثافت دور ہوا خاک اس کا بہ معنی نور ہوا

(۱۸) و = ہوا ہوا فقراں

(۱۹) ب، ج = غیر کوں۔

(۲۰) ب = نادان سنے۔

(۲۱) ب، ت، ج، س، م، و = سننے

(۲۲) ت = چھپا چھپا کر بات

(۲۳) ت - عجب

(۲۴) و = کلی کی باس

(۲۵) ت = زکام - م = زکام (فٹ نوٹس - زخام)
(صفحہ - ۱۹۷)

(۱) ت = سمجھنے کے کیا

(۲) ب = کرتے

(۳) ب = مار مار بہار کر بھانے

(۴) ت = آنے

(۵) ت = جانے

(۶) م = "خاص الخاصاں کی ٹھار" - ندارد

(۷) م = آتا بے اعتبار - و = آتا ہر یک بے اعتبار

(۸) ب = طرف ہونی

(۹) الف = مار مار - متن میں مار امار نسخہ ب، ت، ج، س، م، و سے شامل کیا گیا ہے

(۱۰) ت = کس کو دیکھ

(۱۱) ب = تو عاشق

(۱۲) ت = ہر یک کوی

(۱۳) و = کے بھاتا

(۱۴) ب = پانوں چال

(۱۵) م = ساز زر زرینہ -

(۱۶) ت = خوش بہت ناز

(۱۷) ت = خوش بہت اتنیچہ

(۱۸) م = واں بلک جاتا

(۱۹) ب = جاتا نیں

(۲۰) ب، ج = اس پتھر ہے۔ م = اس کے پتھر ہے۔

(۲۱) ب = عاشق کے جاگا پر۔ م ۔ عاشقی جاگا کی پر

(۲۲) و = دھانی

(۲۳) م = آفت

(۲۴) و = وچیچ خاک ہے توں اوسے بسرتا

(۲۵) و = اگر کس تجے اما ڈر ہے

(۲۶) ب = تجے ڈر ۔

(۲۷) ت = کی کہ جس

(۲۸) م = سوں

(۲۹) ت = یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے "سامنے نکولیا ڈکتا"۔

(۳۰) ت = سوچ

(۳۱) ب = کسی کا

(صفحہ ۱۹۸)

(۱) ت = حیف کہ جس

(۲) و = "اس کی صورت" سے لیکر ..... بسیکھا ج نیں"۔ ندارد ۔

۲) ت = وضع سے ہے

۴) ت = وضع سے ہے

۵) ب، ج = "سیکھا چ نیں" ندارد۔

۶) س = کیں کہ معشوق۔

۷) م = پیکھا چہ نیں۔

۸) ت = ذرا اپنے پر اور اس کے کسو تئیں پر۔ ھ = زرینہ ہور کسو تئیں۔

۹) م = اولیا میچہ

۱۰) ب = مرنے جیو سوں جیولایا۔

۱۱) م = دیکھنے کی بی اچھتا۔

۱۲) ب = بولتا ہے ہلتا۔ ت بولتا اور یو

۱۳) ب، م = دھا تیچ ہیں۔ ت = دھیا نیچہ ہیں۔ و = دھات ہیں۔

۱۴) م = کون عشق بازی

۱۵) و = کی

۱۶) ب = نہایت کے دیکھیں کوں یکے قصد۔

۱۷) ب = لاوبالی

۱۸) و = مغلو کا کارخانا

۱۹) ب، م = بخنیت

۲۰) ت = آزاد کیا خاطر اسے زیاستی

۲۱) م = دونو

۲۲) ت = خدا کنے بھی خدا کچھ نہیں رہا خدا باج اس منے سب تے بے طمع۔ م =

خدا گئے باج خدائے کچھ نہیں رہیا

(۲۳) ب = بے طلب کچھ۔

(صفحہ۔ ۱۹۹)

(۱) ب = دیئے بی۔

(۲) ت = تو کچھ

(۳) ت = نیں بھی

(۴) ب = کاہے کوں ھوس

(۵) الف = کوں یو بتا کون۔ ب = کوں یو بتاؤ کون۔ ت = کو یو تھا کون۔ م۔ یو طمع بنا کون۔ و = کوں طمع کون عاشق متن میں نسخہ م کا جملہ شامل کیا گیا ہے۔ نسخہ س کی عبارت بھی نسخہ م کی طرح ہے نسخہ ج میں یہ عبارت کرم خوردہ ہے

(۶) و = عاشق خدا کریم ہے رحیم نہ ابتدا کی خبر۔

(۷) ت = پیا کہ نہ

(۸) و = "خدا پرست دوستاں"۔ یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے

(۹) و = اشتیاق

(۱۰) ب، م = چونکہ کہتے ہیں

(۱۱) ب، ت، م = کہے کہ الٰہی۔

(۱۲) م = جاگا

(۱۳) ب، و = گنبد ہے اس گنبد میں جا۔

(۱۴) ت، س = حضرتؐ درحال تمام

(۱۵) ب، و = گنبد

(۱۶) ب = مارے انوکوں کھے۔ ج = مارے توانوکوں کہے۔

(۱۷) و = حضرتؐ

(۱۸) ت = پس

(۱۹) ب، ج، و = گنبد

(۲۰) ب = اپے اپس میں بولے۔ ج = اپے اس میں بولے و = اس میں سو بولے۔

(۲۱) ب = جسکے اوپر ہوا

(۲۲) و = فقر کا ہات منج پر۔

(۲۳) و = حضرتؐ

(۲۴) ب = اچھے گی یعنی بھی فقر تیری بڑائی۔ ت = اچھے گی یعنی فقر سے میری بڑائی
م = اچھے گی بھی۔ یعنی فقر میری بڑائی۔ و = چیے گی بھی یعنی فقر تے میری بڑائی

(۲۵) م، و = میں یکا یک کون

(۲۶) ب = کیا قرار عاشق کوں اچھتا۔

(صفحہ - ۲۰۰)

(۱) ب = میں جو انجھو کا

(۲) ت = جو جنس

(۳) ب: باٹ نکل پانی ہوا جاتا ہے۔

(۴) ت = ہوکر نکل۔ و = ہو پگل

(۵) م = آکر چکلیا۔

(۶) ب، ج = غم انکھیاں کی باٹ پانی ہوکر نکلیا۔

(۷) الف = نفیص۔

(۸) ب، م، و = کیوں

(۹) ت = اس

(۱۰) ب = سہرتا

(۱۱) ت = ہوتا

(۱۲) ب = کھارتھا

(۱۳) ب = جوں جو خوشی

(۱۴) الف، ب، ج، س، م، و = غم کا سہل ہے۔ متن میں "غم کا آنا مشکل ہے" نسخہ ت سے شامل کیا گیا ہے۔

(۱۵) ج = خوشی ہوئی تو ہوتی۔

(۱۶) م = سینہ ریش

(۱۷) و = غم کے دل

(۱۸) ب = دل میں بھرتا۔

(۱۹) ب، ج = آدمی تنہا بچارا۔

(۲۰) و = خدا دیوے کم یاب مکریو۔

(۲۱) = وصال کے جلنے

(۲۲) ب = کدھر آرام پاوے جو کچہ

(۲۳) ب = وصال کے جلنے

(۲۴) ب = ع پانی میں کی آگ کتے سو وصال ہے

(۲۵) ب، ت، م = صورت

(۲۶) م = فراق کے جلے بلے

(۲۷) ب = ہلوتا

(۲۸) ت = کوی عاشق معشوق چوسار۔

(۲۹) ب = تجے رونا کیوں اتا ہے۔ ت = رونا تجے کیوں آتا ہے۔

(صفحہ ۲۰۱)

(۱) ت = ننھا۔

(۲) ب = کا کام شیوا

(۳) ب = آزاد اسیر

(۴) ب = ایک گلرو ایک خوش خو ایک خوشبوائے مہ چہرہ۔

(۵) ت قہر

(۶) م = سمجیا

(۷) م = ہیں

(۸) ت = ہوں کہ کس

(۹) ت = آرام کہ جس

(۱۰) ب = بڑارے

(۱۱) ت = لے آوے

(۱۲) ت = اور

(۱۳) ب، ت = کسی

(۱۴) ب = ہنستیاں کھلتیاں کھڑیاں

(۱۵) ب = سوں مرتا

(۱۶) ت = مرتا تا

(۱۷) ت = سے

(۱۸) ت = "کتیاں ہیں مواکے"۔ ندارد

(۱۹) ت بچارا بھولا

(۲۰) ت : لیتا لا تا ستی

(۲۱) ت، س = میں چپ

(۲۲) ت = بہت نازاں بہت چھنداں ہیں بہت بہانے

(صفحہ - ۲۰۲)

(۱) ب، ج، م = کوی معشوق عاشق

(۲) ت = مہربان ہوتے

(۳) ب = ھوئے گی آخر

(۴) ت = اِس

(۵) ب = عاشق تیری تھی

(۶) الف = عشق کا دکھ سیا دکہ نہیں گیا۔ ت = عشق کا دکھ سہا دک نہیں گیا۔ متن میں نسخہ الف کی عبارت کی بجائے۔ نسخہ ب، ج، س، م، و کی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(۷) م = کہی تو بی

(۸) ب، م = پر آٹھ

(۹) ب = انا

(۱۰) ت = پر آن کو۔

(۱۱) م = تو

(۱۲) ب، ت = سمندر کو باندر

(۱۳) ب = کون بندھانا

(۱۴) ت = ہوا تو بیچھیں

(۱۵) ب = پاس کیوں

(۱۶) ب - نکلے بچھیں کیا پھراتا ہے - ت = نکلیا بیچے پھر کیا آتا - م = نکلیا بچھیں سو کیا پھر کر آتا -

(۱۷) ب، م = تے

(۱۸) ب بھویں پڑیا

(۱۹) ت = آواز کیوں -

(۲۰) ب، ج = خلق خدا کا کسے منا کرنا کس سوں جھگڑنا" یہ عبارت دونوں نسخوں میں نہیں ہے -

(۲۱) ب = جو

(۲۲) ت = تو کیا ہڈیاں گلے

(۲۳) ب = باندرا -

(۲۴) ب = اپنا کر چھپا کیا ہے -

(۲۵) ت = س = شیرینی

(۲۶) ت = نہ کہ بدنام

(۲۷) ت = ناز

(۲۸) ب = بڑا

(۲۹) ب = بات جھوٹ

(۳۰) ت = ہیں

(۳۱) ب = کیا خلاف

(صفحہ-۲۰۳)

(۱) الف، ت، س، م = تا تما شام بڑی۔ متن میں "تا تمام شام پڑی"۔ نسخہ ب سے شامل کیا گیا ہے۔

(۲) الف، ب، ج، س = ان نسخوں میں یہ شعر نثر ہے۔ نسخہ ج میں دوسرا مصرع اس طرح ہے "دل سچا مل کے دل سوں کیا کیا ادا کری ہے"۔ نسخہ س میں عبارت اس طرح ہے" ہیں پر کی چندنی یو بن پر کی پری ہے دل سنے مل کے دل سو کیا کیا ادا کری ہے"

ت = ہے ہیں پر کی چندنی یو بن پر کی پری ہے
دل سچا مل کے دل کو سے کیا کیا ادا کری ہے

م = ع دل سینی مل کہ دل سوں کیا کیا ادا کری ہے

(۳) ت، س "جوں سعدی" سے لیکر ..... "سوں کیا نسبت" ندارد

(۴) م = عشق

(۵) م = میں دیا نی

(۶) ب = پر رکھتی۔

(۷) ت = بارے حسن کو

(۸) ب = جگ جیون حسن کوں۔ م = جگ جیون جس کوں۔

(۹) م = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی۔ دل میں کچھ نہیں اُبری صبوری

(۱۰) ت = ابری نیں۔

(۱۱) ب،م = لیوے سب۔ ت = لیوے سب مل کر اسے۔

(۱۲) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے۔

س ع عاشق ہو کر اپس کو کدھر کا کدھر سٹیا۔

(۱۳) ب = جانے اپس کوں

(۱۴) ب، م = خیال ہور نظر۔ ت = خیال اور نظر

(۱۵) ب = وفا تبسم دل کوں

(۱۶) ت = زلف نے دل کو

(۱۷) ت = پائی

(۱۸) ب، ج = دل کھے دل میں کہ

(۱۹) ب = میں پنج میں = ت میں پنجہ ہوں۔ م۔ میں پنج میں

(صفحہ ۲۰۴)

(۱) م = کچھ باتاں

(۲) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے۔

(۳) م = پربی لئی لئی

(۴) ب = لئی لئی کچھ محنت = ت بہت بہت گذری محنت

(۵) م = صاحب دل

(۶) ب = اس تے

(۷) ت، س = انکھیاں

(۸) ب = دیکھ مست

(۹) ب = کرتی تھی کچھ

(۱۰) ب = یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے" زیادتی کچھ کام نہ تھا"

(۱۱) ب = بی کچھ

(۱۲) م = سے

(۱۳) س = اگر مالنا کرے

(۱۴) ب = کرے بھوت .

(۱۵) ت، م = میں سوار

(۱۶) ت = دل اور دل،

(۱۷) ت = ہے کہ جس

(۱۸) ب = شوق کا نتے .

(۱۹) ب = مستی چڑے .

(۲۰) ب = خطر

(صفحہ - ۲۰۵)

(۱) ب = تو

(۲) الف، ت، س = اس تخم میں کرتے تماشے ہیں۔ ب، ج، م = اس تخم میں لی لئی تماشے ہیں

(۳) ب = ہیں پچھان ۔ ج = ہیں کہاں اس۔

(۴) ب = زور کہوں

(۵) ب = چڑ تا ہے۔ م = چڑ نا ہے گھاٹ

(۶) ب، ج = سوں تن زور

(۷) ت = کچہ نا

(۸) ب = یں

(۹) م = محبوب نظر

(۱۰) ت = کو ابھی دیکھنا

(۱۱) ت = پانا ہے کیں

(۱۲) ت = رکھنا

(۱۳) م = اپنے

(۱۴) ب = کہ کچہ

(۱۵) ب، م = نو آج - ت = نوآج

(۱۶) ت = اس ٹھار کو حضرتؑ کو

(۱۷) ب = بات۔

(۱۸) ب = کیتیں

(۱۹) ب = اس مورت

(۲۰) ت = من مورت میں دیکھتا دکھلاتا

(۲۱) م = یو

(۲۲) ب، ج = جس کی انکھیاں ہے سو انکھیاں کوں پہچانے گا جس کی انکھیاں ہیں سو انکھیاں میں کیا سوجانے گا۔

(۲۳) ت = پہچانے

(۲۴) ب = باید دیدہ

(۲۵) ب = دیدے

(۲۶) ب = جنوں کی ہے بات تحقیق سرۂ۔

(۲۷) ت = کھری انو

(صفحہ۔ ۲۰۶)

(۱) ب = خدا دیکھ کر

(۲) ب = کے

(۳) ت = پیغمر ویسے۔ م۔ دیسے پیغمبر ہور ویسے ولی کہاں

(۴) ت = عاشقاں اور واصلاں

(۵) ب = واصلاں آنکھیاں

(۶) م = "صاحب دلاں" سے لیکر . . . . . "خدا کوں دیکھا جائے"۔ اس نسخہ میں نہیں ہے

(۷) ت = آئینہ ہے انسان کا

(۸) ب، م = ارسی اشارت

(۹) ت = انکھیچہ

(۱۰) ب، م = میں کی باٹ۔

(۱۱) ب، ج = "جانا تو اپس کوں دیکھنا تو معشوق کوں پانا"۔ یہ عبارت دونوں نسخوں میں نہیں ہے۔

(۱۲) ب = "دو عالم" ندارد۔ ت = دوج = دو عالم دس آتا ہے" ندارد

(۱۳) ب، م = یو عالم پیر و مرشد

(۱۴) ت = پیر و مرشد

(۱۵) ت = میں اسے۔ م = میں بی اسے

(۱۶) ت = کھلے مشکل

(۱۷) ب، ج = سعی کرنا واجب ہے کہ اس بات میں کچھ ماہر ہوئے۔

(۱۸) م = ہیں

(۱۹) ج = تو چھپا ہے سو اس پر ظاہر ہوئے عاشقان جو دنیا میں جیئے ہیں

(۲۰) ب = اس پر

(۲۱) ب = عاشقاں جو دنیا

(۲۲) ت، م = "یو چہ طلب کئے ہیں"۔ یہ عبارت دونوں نسخوں میں نہیں ہے

(صفحہ - ۲۰۷)

(۱) ت = "عین بدسی ہے"۔ ندارد

(۲) م = عشق مجازی جو انپڑیا کمال

(۳) ب = حقیقی وصال

(۴) ب = اگر عاشق ہے دانا دیوانا ہے

(۵) ت = یہہ ہے

(۶) م = یو مت کہ حدیث ہے کہ

(۷) ب = "یعنی حقیقت کی سیڑھی ہے مجاز، مجاز کی سیڑھی پر جاویں گے تو حقیقت"
یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے

(۸) م = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی۔ "تو پاویں گے حقیقت کا راز"۔

(۹) ب = کا راز ظاہر کوں باطن کوں

(۱۰) ب = پانا

(۱۱) م = "یو بات" ندارد

(۱۲) ب = تک

(۱۳) ب = انونے بنی یو

(۱۴) ب = ع۔ جن کوں درسن اَت ہے تن کوں درسن اُت۔

(۱۵) س = ع جن کو درسن ات نہیں تن کو ات نہ اوت

م = ے جن کو درسن اِت ہے تن کوں درسن اُت

جن کوں درسن اِت نہیں تن کوں ات نہ اُت۔

(۱۶) ب = عاشق کو شش

(۱۷) ت = کیں تو بی عشق کی

(۱۸) ب = یں ہلکے

(۱۹) م = اپنی ہمت اپنا خام

(۲۰) ب = اپنا کام

(۲۱) م = کام

(۲۲) ب = خدا بی کچہ کریا ہے

(۲۳) ت = بہت کچہ

(۲۴) ب، ج = "سوکا ہے ہریا ہے"۔ یہ عبارت ندارد۔

(صفحہ - ۲۰۸)

(۱) ب، ج = موتی

(۲) ب = پیناراگ

(۳) ب = یہاں سب ہے۔

(۴) ب، ج = یو خلاصا سب تے خاصا ہے۔

(۵) ب = عشق کا وجود قائم اس چار باتاں سوں ایا ہے۔ م = عشق کا وجود قائم اس چار باتاں سوں ہے۔

(۶) ب = سوں ایا ہے

(۷) سوائے نسخہ م کے تمام نسخوں میں یہ فارسی عبارت شعر کے مصرعوں کی شکل میں لکھی گئی ہے

(۸) ب = یوں ایسی ہے کہ

(۹) ب = "ہور آخرت کی اعمال سوں ہے"۔ یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے

(۱۰) ت = ہے کہ مفلسی۔

(۱۱) ج = "اگر جانتا ہے کہ ہیچ ہے" سے لیکر ..... "نیکی کر نیکی کر"۔ ندارد

(۱۲) ب = "اگر جانتا ہے کہ جوں یہاں ہے تیوں واہاں۔ بی کچھ ہے تو نیکی پر چت دھرنے کوں نکو بسر" یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۱۳) ت = ہے

(۱۴) ج = "چت دھرنے کوں نکو بسر" اس جملہ کے بعد اوپر کی عبارت "اگر جانتا ہے کہ ہیچ ہے" سے لیکر ..... "نیکی کر نیکی کر" یہاں درج ہے۔

(۱۵) م = باپ نہ چھڑائے گا۔

(۱۶) ب، ت، ج = پھلاکر

(۱۷) م = تیرا جواب

(۱۸) ب = جو کوئی محبت دھرتا ہے

(۱۹) ب = خدا راضی

(۲۰) ب = خدا کی محبت کون ہارے کی بتیں بازی ہے۔

(صفحہ ۲۰۹)

(۱) ب = اس تین کا بیان۔ ج = اس میں کا بیان

(۲) ج = کرتا

(۳) ب = "نہ کسی کی دہشت" ندارد۔

(۴) ت = کیس

(۵) ت = کس

(۶) ب = کھنچ

(۷) م = نہیں قدرت کچھ

(۸) ت = کھے

(۹) ت = کسی

(۱۰) ب، م = میں

(۱۱) ت = نیں کہ جو

(۱۲) ت = خدا اور رسولؐ راضی

(۱۳) ت = چتک۔

(۱۴) ب = ندیے

(۱۵) ب = کوں

(۱۶) ب = جی نہ

(۱۷) م = قادر

(۱۸) ب، ج = "انکھیاں تلیس دیدار ہور انجھو برسنا نہنا کام نیں"۔ ندارد

(۱۹) م = بھایا

(۲۰) ب = دوسیم عشق

(۲۱) ب = اسے بھیجتہ باھر قرار

(۲۲) ب = عاشق دیوانہ

(۲۳) ت = منع کے تو کا کرنا منع کئے سو کام انسان

(صفحہ ۲۱۰)

(۱) ت = نیں کہ جو

(۲) ت، ج = "حرام کوں منا کرتے کرتے" یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے

(۳) ب، ت = دھرتا اگر

(۴) ب = حرام سب

(۵) ب = کرنا

(۶) ت = اس میں فعل

(۷) م = دیکھ

(۸) ت، م = بلاہے آدمی

(۹) م = زناں کوں بہاتا

(۱۰) ت = بھاتا میانے

(۱۱) الف = اکھائی گولی۔ متن میں "کھائی سوگولی" نسخہ ت، س، م سے شامل کیا گیا ہے۔ نسخہ ب اور ج میں یہ عبارت کرم خوردہ ہے۔

(۱۲) ب = آتیاں۔ ت = لیاتا

(۱۳) ب = کیاں لاتی حکاتاں۔ م = کیاں حکاتیاں۔

(۱۴) ب، ج = عشق سخت انپڑیا

(۲۵) ت = جانے کیا۔ م = جلنے کوں کیا۔

(۲۶) ب، ت = طرف ہوتا

(۲۷) ب، ج = لوکاں کے پیٹ میں اٹھتے سل

(۲۸) م = پیٹ میں سل

(۲۹) ب کولیئ ایک تے جیولاتا ہے یو۔

(۳۰) الف = اس لوگا کا۔ ب۔ ج، س۔ ان لوکاں کا۔ ت، م = اس لوکاں کا۔ متن میں نسخہ ب، ج س کی عبارت شامل کی گئی ہے

(۳۱) ب = جاتا ہے یو

(۳۲) ب = آتا ہے انو

(۳۳) ت = پھٹتے ایکس کی شرم گنواتے اٹھتے

(۳۴) م = انو کرتے

(۳۵) ب = بات خدا ہی جانتا

(۳۶) ب = بڑیاں محتشم۔

(۳۷) م = متن میں "موٹھی" لکھا ہے۔ غلط نامے کے تحت "موتی" دیا گیا ہے

(۳۸) ت = بہت

(۳۹) ت = بی درد

(۴۰) ب = عیب پوشی

(صفحہ - ۲۱۱)

(۱) م = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی ہے لوکاں میں ہنس ہنس کرتا نٹے۔

(۲) ب = سیوم عشق ملامتی راجپتی، کلاوتنی، ڈومنی، دھاڑنی بازاری یہاں۔ ج =

سوم عشق ملاستی، راجھتی، کینجی، کلاونتی، ڈومنی دھار بازاری یہاں تو

(۳) م = کس سے

(۴) ت = جیتے کھنگے سنتے دایم۔

(۵) ب = یو بی عجب ہے تماشے کی۔ ج = یو بی عجب تماشے کی

(۶) ب = ایسیچ کی۔

(۷) الف = ایسا کرنے اسی نرم کے بڑے۔ ب۔ ایسا کرتے اسی نرم کی ایسے بڑے۔
ت، س۔ ایسا کرتے جیسے نرم کے بڑے۔ م = ایسے گرتے اسی نرم کے اسے بڑے
نسخہ ج میں یہ عبارت کرم خوردہ ہے۔ متن میں نسخہ الف کی بجائے نسخہ ت،
س کی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(۸) ت = ایک

(۹) ت = ایک

(۱۰) ب = جیولا تا یو کسے بھاتا

(۱۱) ت = نامعقول کیوں دیکھے جانا۔

(۱۲) ب = ایک پاس تن ایک پاس من۔ ت = ایک کے پاس من ایک کے پاس تن۔

(۱۳) ب، م = گھڑی کچھ نہیں۔

(۱۴) ب، م = اڑیالوں

(۱۵) م = تکو مرغول

(صفحہ - ۲۱۲)

(۱) ت = تو نرم

(۲) ت = اچھتا عشق

(۳) ب = حسن جیسی حور پری۔ م = حور جیسی حسن پری۔

(۴) ت = دِن

(۵) م = بے خبر کر بے ہوش کر مہاڑی

(۶) ب = دکھلاوے ناسناوے۔

(۷) ت = نام

(۸) الف، ت = راضی سوں رہی تلی حسن کن یو دغابازی سوں رہی تھی۔ متن میں نسخہ ب، ج، س، م، کی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(۹) ت = ملون

(۱۰) ت = کئے کام ہی تیرے چاڑی خور۔ س = کئے کام تے تو تری چاڑی خور۔

(۱۱) ت = کچہ موں

(۱۲) ت = ولے کسے اپنا بھید نیں۔ م = تہی بھید نیں۔ م = تہی بھید اپنا۔

(۱۳) ب = توجہ

(۱۴) س = بد وصول

(۱۵) ب = دھرتی تھی ایکس

(۱۶) ت = ایک

(۱۷) ب = کرتی تھی

(۱۸) الف = اس نسخہ میں پہلا مصرع اس طرح ہے۔ ع جیا حیا نیں کچہ اس تے بہوت ڈرنا

(۱۹) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے۔

ت = ۵ جسے حیا نہیں کچہ اس سے بہت ڈرنا ہے

فکر ایسی حیا کی بی کچہ سو کرنا ہے

متن میں شامل پہلا مصرع نسخہ س، ج، م سے لیا گیا ہے۔

(۲۰) ت = کلا کتاں

(۲۱) ت = چھپانے ہاری

(۲۲) ت = حسن اس باغ

(۲۳) م = سنگات۔

(۲۴) ت = جب دل سے ملنے کی کچھ فکر۔ س = جب دل سو ملنے کی کچھ

(صفحہ ۲۱۳)

(۱) ت = اس سے

(۲) نسخہ الف میں یہ شعر نثر ہے

ب = ع۔ سادی تی اس تے یو دغا آدی۔

ت = ے۔ یہہ دغا بازی تھی وہ تھی سادی

ساری کو یہہ دغا دی

م = ع۔ سادی تھی اس تے یو دغا آدی

(۳) ت = گئے ادھر اکیلی

(۴) ب = اپس کو بھاتی ہے بہت چھپاتی ہے

(۵) ت = حسن کے سنگات وو دل

(۶) ب = سجات دل۔ ج = سنگات دل ندارد

(۷) ت = پیچھے لگ

(۸) نسخہ ب، ج، م میں یہ دو جملے شعر کے دو مصرعوں کی شکل میں اس طرح ہیں ؎

شیطان اگر کسے لگے تو کوی تبی چھڑائے
آدمی کسی کے پے ہیں پڑے تو جیو بچ جائے
س = شیطان اگر کسے پیچے لگے تو کوی تجے چھڑاوے

(۹) ت = کسی کے پیچھے لگے۔

(۱۰) ب، ج = کھول

(۱۱) الف = بٹی۔ م = پٹی، (فٹ نوٹس میں بتی دیا گیا ہے) ت = بہٹنے۔ متن میں بتی نسخہ ب، ج، س سے شامل کیا گیا ہے۔

(۱۲) الف، ب، ت = شیطان کا کیا کرنا۔ متن میں "شیطان کی فکر کیا کرنا" نسخہ، س، م سے شامل کیا گیا ہے نسخہ ج میں یہ جملہ کرم خوردہ ہے۔

(۱۳) ت، س = برا آدمی بہت بلا ہے۔

(۱۴) ت = شیطاں اپس کو شیطان کی صورت سے دکھلاتا۔

(۱۵) س = بُرا شیطان ہے فرشتے کے۔

(۱۶) ت = یہہ بلا چہ ہے تحقیق یو فرشتا چہ ہے

(۱۷) ج = غیب کہیکیاں غیب کے۔ غیب کی کہیکیاں غیب کے۔

(صفحہ ۲۱۴)

(۱) ب = کوں بولے

(۲) ت = کے انو

(۳) الف، ت = آدمی ہوکر۔ متن میں شامل عبارت "آدمی عاجز ہوکر" نسخہ ب، س، م سے لی گئی ہے نسخہ ج میں یہ عبارت کرم خوردہ ہے۔

(۴) ب = کدھیں آتا۔

(۵) ب = یو غیر بی۔

(۶) ت = پانی کہ کھی۔ م = پانی ہور کہی

(۷) ب = کہی کہ حسن

(۸) ب = دل مایل ہوا

(۹) ب = بی عشق

(۱۰) ب، ج = "بہوت اچاٹ پکڑیا"۔ ندارد

(۱۱) ب = ے۔ دل کوں یوں دیکھ دل میں بدلائی

ا، ف کچھ حسن کے نہ شک لیا ئی

ت، س = ے دل کو یوں دیکھ دل کو بدلائی

حسن کا دل میں شک نہیں لائی

م = دل کوں یوں دیکھ دل کوں بر لائی

حسن کے دل میں شک نیں لا ئی

متن میں مصرع ثانی نسخہ ت، س سے شامل کیا گیا ہے نسخہ الف میں مصرع ثانی اس طرح ہے ع حسن کا شک دل میں نیں لائی۔

(۱۲) ب = تے

(۱۳) الف = اپنی ذلت دکھلائی۔ متن میں اپنی "ذات دکھلائی" نسخہ ب، ت، ج، س، م سے شامل کیا گیا ہے۔

(۱۴) س = کو

(۱۵) ب = چڑتا

(۱۶) ت = کو

(۱۷) ب = انپڑتیا۔

(۱۸) ب = دلربا محبوب ہوں

(۱۹) ت = بنی موں

(۲۰) ت = ہیں کہ اگر

(۲۱) ت = پریوں

(۲۲) ب = میں آرسی میں اپس کوں دیکھوں گی۔

(۲۳) ت = اپس کو آرسی میں

(صفحہ ۲۱۵)

(۱) ب = ع دل سوں باندھی تی جیو کی ڈوری

ت = ع۔ دل سے باندھی تھی جیو کی ڈوری

(۲) ب = جگ جیون منہرن شہر

(۳) ب = دیکھ۔ ت = دیکھنے

(۴) م = پکڑ کھڑی

(۵) ب،س = تیونچہ

(۶) نسخہ الف اور س میں یہ شعر نثر ہے۔ نسخہ س میں پہلا جملہ اس طرح ہے
" ایک اتیاں کوں دغا دی ہے"۔ اور دوسرا جملہ اس طرح "کیا متفنی ہے کیا
بلا کی ہے۔

ت = ے ایک اتیاں کو دغادی ہے
کیا متفنی ہے کیا بلا کی ہے

م = ایک ایشیاں کوں آدغادی ہے ؛ کیا مفتن ہے کیا بلا کی ہے۔

(۷) ب، ت، م - دھونے

(۸) ت = ے - لگے خاطر عجب رکھی رکھوال
غیر چوری کئے تو جاگیا خیال
س = ع غیر چوری کئے تو جاگیا خیال

(۹) ت = غیر نے دل -

ا ت = (صفحہ - ۲۱۶)

(۱) ب = دل کے آدھار کوں دیدیاں کے سنگار کوں

(۲) ت = پریشان ہوئی سرگرداں

(۳) ت، م = کھانا

(۴) ت = آگ کے اٹھے بھڑکے تن میں آہاں مارنے لگی

(۵) ت = اٹھے سب تن

(۶) م = مارنے

(۷) ت = سب اپنا جالے -

(۸) ب = ے جاں تے سوکن مرد کن آتی
جہل یو نجتاں کی سوسی نیں جاتی
م = ع - جہل تو نجتاں کی سوسی نیں جاتی
متن میں نسخہ ب کا مصرعِ ثانی شامل کیا گیا ہے نسخہ الف میں دوسرا مصرع
اس طرح ہے" جہل نجتاں کی سوسی نیں جاتی "

(۹) م = میں بھی پڑنا -

(۱۰) ب، ج = مردنے دل بیزار

(۱۱) م = عورت چپ شرم کوں چپ

(۱۲) ب = کن

(۱۳) م = سیج میں آئی ہے

(۱۴) ب = اٹھے جیو لیوے

(صفحہ - ۲۱۷)

(۱) ت = تقاضوں

(۲) ب = جدا تر پھڑتے

(۳) ت = ہوتے یک

(۴) ب = ہوتا ہے بہنگ

(۵) الف، ت، س = آسودگی سوں۔ متن میں "آسودگی کوں" نسخہ ب، ج، م سے شامل کیا گیا ہے۔

(۶) ب = اُنے اپس کوں

(۷) ت = بھاوے گا۔

(۸) ت = لاوے کا ایک کو توڑنا تو دوسری تو جوڑنا

(۹) م = ایک بولے دل۔

(۱۰) ب = بار

(۱۱) ت = کیوں لگایا دو

(۱۲) الف، ب، ت، ج، س = دو۔ حرف نسخہ م میں "لو" ہے جو سیاق و سباق کے لحاظ سے زیادہ مناسب ہے اس لیے اس لفظ کو متن میں شامل کیا گیا ہے۔

(۱۳) ب = وقت برباد ہور

(۱۴) ت = ایک کے

(۱۵) ت = ایک کو۔ س، م = ایکیں کے

(۱۶) ت = چور کہ ضرور کو ایک کے پاس سوتا۔ س = چور کہ ضرور

(۱۷) ت = ایک کو

(۱۸) ب = تو دسری کوں جانو دیا زھار

(۱۹) ت = انگاراں

(۲۰) ب = کے جانو جیو

(۲۱) ب، ج = نزدیک

(۲۲) ب = کیں کا کیں سو۔

(۲۳) ب = کاڑتی دونو

(صفحہ ۲۱۸)

(۱) ب = صحبت

(۲) ت، س = کیا کرتی اور کیا کھتی اچھے گی کر۔

(۳) ب = اچھے گی کر کر دل

(۴) ب = جوڑی

(۵) م = میلنے میاں تے

(۶) ت = کدہی س = کدھیں یک چپ دایم دونیں جیتا۔

(۷) ب = دو چنتا

(۸) ت جان تے مار یا۔

(۹) ب = آیا

(۱۰) ب، ج = انکھیاں میں کے

(۱۱) ب، ج = "سنگار تن کا کاڑ لیتی"۔ یہ جملہ دونوں نسخوں میں نہیں ہے۔

(۱۲) ب، ت، م = پر

(۱۳) م = ہے حسن نادر۔

(۱۴) ت = نازاں پری

(۱۵) ب = اٹھی کہ آہ کیا ہوا واہ کیا ہوا

(۱۶) ت = واہ کیا۔

(۱۷) الف، س = دیں دیں نکالی انتردی۔ ب، ج = دیں دیں انتردی۔ ت = دیں نکالی۔ م = دیں انتردی۔ متن میں نسخہ م کا جملہ شامل کیا گیا ہے۔

(۱۸) م = خیال کری گرم

(۱۹) ب = کام

(۲۰) ب، ج = نام

(۲۱) ب، ج، م = اسے ہور جاگا کیں ٹھار نہ تھی کیا۔

(۲۲) ت = نہ تھی کہیں اور

(۲۳) ت = جنم بھر میں

(۲۴) ب، م = او حرام خور"۔ ندارد

(۲۵) ب، ج = عالم کیا کم ہے۔

(۲۶) ب، ج = نزدیک کے آدمی کا یوں کیا۔

(۲۷) ج = اتال کرنا استین میں کی گھر میں کا۔

(۲۸) ت،س = کس کے گن بدنیت

(۲۹) ب = پیغمبر نے بی کہے ہیں۔

(صفحہ-۲۱۹)

(۱) ب = جاتا مشکل

(۲) الف، ب، ت، ج = "اس کا اور دھنگ ہے"۔ اِن نسخوں میں یہ عبارت نہیں ہے۔

(۳) ت = "پیتیل بی" ندارد

(۴) ب، م = ولے جو بازار

(۵) ب = کم جانا

(۶) الف، ب، ت = بالذات بیتن ہیں بذات نسخہ ج، س، م سے شامل کیا گیا ہے۔

(۷) ب = خوب کی صحبت اس میں خوب اثر بھرے گی برے کوں۔ ت، س = خوب کی صحبت اثر کرے گی کو خوب کی ہمت کیا کرے۔ م۔ خوب کی اس میں خوب اثر بھرے گی بروں کوں خوب کی صحبت۔

(۸) ت = ہوئے۔

(۹) ب، ج = "ہیبوں کے بندے" سے ..... "ووچہ گوہر ہوتا ہے۔ ندارد

(۱۰) ت = ہے سو دو چہ گوہر ہوئے

(۱۱) ب = جانتا برائی

(۱۲) ب، ت = جانے

(۱۳) ت = اسے سے

(۱۴) ب = بھلائی کرنا برابر ہے۔

(۱۵) ت = کرنا اور دشمن

(۱۶) ب = برابر ہے

(۱۷) الف = اس نسخہ میں یہ شعر نثری جملوں کی طرح لکھا گیا ہے

(صفحہ - ۲۲۰)

(۱) م = کوں یو بات بس -

(۲) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے -

(۳) ب، م = جھریاں سوں پھوکوں

(۴) ب، ج = کیا کہر

(۵) ب = دھکڑ بہوت میٹھا

(۶) م = دند کاری

(۷) ب = جہل

(۸) ت = جیٹے

(۹) ت = بائیں گروں یا کوا - م = بائیں گروں کے کوا

(۱۰) م = سو ہوا

(۱۱) م = رکھتی

(۱۲) ت = بیر کہ جوں

(۱۳) ب، ج = سنی کلآ آواز

(۱۴) ت = ہے کہ جو

(۱۵) ب، ج = ہے دل کوں اپنا اعتبار

(۱۶) ب = عورت ذات ایتا کلا -

(۱۷) ت = تقریر نیں کرتی ایسے نخریاں -

(۱۸) س = اتنے عمر سے آپس میں تھی تو اپنے دل کوں کیے ہلاک کری۔

(19) ت = اے

(۲۰) ت = یوں کیوں ہلاک

(۲۱) ب = بھنورے ہزار

(۲۲) ب = بھاوتا مرد۔

(۲۳) ت = "مرد آپستا ہے" ندارد

(۲۴) ت = جہال۔

(۲۵) م = بھرے تو لوگاں

(۲۶) ت = اپنا کرنا کیا جرس تھا۔ س = اپنا کرنا کیا حرص تھا

(۲۷) م = تو اتنا چہ

(۲۸) ت، م = اپنے

(۲۹) ب = آخر مرد

(صفحہ ۲۲۱)

(۱) ب = چترائی تے چوسار

(۲) ب = وو عجب عورت ہے

(۳) ت = آکر

(۴) ب، م = منگتی ہے پیار

(۵) ت = عقل جو دھرتی اچھے گی۔

(۶) الف، ت، ج، س = کیوں ہووے گی۔ متن میں "کیوں نا ہووے گی"، نسخہ ب ادرم سے شامل کیا گیا ہے۔

(۷) ج = کیوں ہووے گا

(۸) ب = اس میں

(۹) ت = "آپیچ منگتا" ندارد

(۱۰) ب = کرنا

(۱۱) ت = چھوڑیا بھاڑیا

(۱۲) م = جو مرد

(۱۳) ت = پھلاوے

(۱۴) ت = نہ کہ مرد

(۱۵) ب = کھاٹیاں۔ ت یہہ کیا ناز۔

(۱۶) ب، ج = دل

(۱۷) ت = نیکی عورت

(۱۸) ت = عورت سے دل سے کھلے

(۱۹) ب = اپنے لگتا

(۲۰) ت = اپس کو سنوار

(صفحہ ۲۲۲)

(۱) ب = ایک دل ایک چت اچیتا۔

(۲) م = سکتے ہیں جو نسارا سے کہتے ہیں خوب عورت اسے کہتے ہیں محبوب۔

(۳) ب، ج = محبوب عورت چتر جو نسا کہئے اسے

(۴) ب = "ایساں عورتاں فاطر جیواں دیئے ہیں مرداں" یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے

(۵) ب = سوہتے سر دراں۔

(۶) ب = نے چھند

(۷) ب = آتی رد کھی۔

(۸) ب، ج = یوگن

(۹) ب = سکن۔

(۱۰) ت = مرضی

(۱۱) ت = بات کرنا ملنا ملا ملا لینا۔

(۱۲) ب = ہے صفت

(۱۳) ت = دکھلاتے

(۱۴) ب = صفتاں

(۱۵) ت = خدا نے دیا ہے مرد کو بھلانے خاطر نہ کہ مرد سے چھپانے خاطر عورت۔

(۱۶) ت = چھپا کر کیا کرے گی کسے دکھلاے گی۔

(۱۷) ت = مونہہ نیں کھولے تو کیا ہوا دمر دنا کھلتا مونہہ پر نیں بولے تو کیا ہوا جو کوی۔

(۱۸) ب = بولنی

(۱۹) ب، ج = "درونا کھلتا ہے موں پر نیں کھولے تو کیا ہوا" ندارد

(۲۰) م = موں نیں کھولے۔

(۲۱) ب = جو کونی پُچر عورت ذات۔ ج = جو کونی پُچر عورت ذات۔ م = جو کونی پُچر عورت کی ذات

(۲۲) ب، ج = بھا تیج کی ہے۔

(۲۳) ب = مونہہ پر نیں بولے گی چپ رہے گی دل میں تو شاباش شاباش کہے گی۔

(۲۴) ب، ج = اول تے سواد بھلیا۔

(صفحہ-۲۲۳)

(۱) م = گھواری دھندرا۔

(۲) ت = نیم

(۳) ت = حکیم

(۴) ت = حکیم

(۵) ب، ت = چتورو و

(۶) ب = چلتی جو۔

(۷) ت = گن دنستی انکھن بھری

(۸) ت = ہاتھہ دینا

(۹) م = لیناہے بہوت

(۱۰) ت = دوکہ جس

(۱۱) ت = ہیں عورت

(۱۲) ت = عورت کا ہوشیوہ

(۱۳) ب ات = ع مرد کو آپنے رجہالنا

ج = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے۔

م = ؎ عورتاں کوں ہیجہ پند دینا

مرد کوں آپنے رجیا لینا

(۱۴) ت = نسیم

(۱۵) م = خدمت ہیں

(۱۶) ت = لگن۔

(۱۷) ت = آوے گا کہ جس

(۱۸) ب،ت = منگیا گھر کا

(۱۹) ب = "جو گھر کے دھنی کا پیارا اچھے"۔ یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۲۰) ت = "قبول صورتی تو خوب ہے جو"۔ یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۲۱) م = کہ خوب

(۲۲) ج = اس نسخہ میں یہ عبارت نہیں ہے"۔ اس کے دیدیاں کا مطلب اس کا دیدار اچھے
اس کے نظراں تلیس وو چہ ٹھاریں ٹھار"

(۲۳) ت = اچھے ایک تل

(۲۴) م = ناپکڑے عورت کی صورت بغیر کس کی صورت نابھاوے، عورت کی صورت مرد
کے دل میں لکھی جاوے غرض عورت

(۲۵) الف،ت = صفت، متن میں "صورت" نسخہ ب، ج، س، م سے شامل کیا گیا ہے۔

(۲۶) ب = کس

(۲۷) ت = بھی اور کس کی۔

(۲۸) ب = پڑے جینا

(۲۹) ت = اپنا ہوا

(۳۰) ب = "وو صورت"۔ ندارد

(۳۱) ب،ت = دین و دنیا

(صفحہ ۲۲۴)

(۱) ب = "بارے القصہ" ندارد - ت = القصہ بارے۔

(۲) ج = اپنے

(۳) ت = "تکپاگ تکپاگ" ندارد۔ ج = ٹکیٹ ٹکیٹ

(۴) ب، ج = "یو بات کسی پاس کہنا خوب نیں" یہ عبارت دونوں نسخوں میں نہیں ہے۔

(۵) ب = چٹیک بدیاں

(۶) ت، س، م = بہت زور

(۷) ب = پکڑی کچہ ہور

(۸) ب = اتر آئی

(۹) ت = تل میں آئی

(۱۰) ب، ج = بھایا تھا سو

(۱۱) ب = حسن پر

(۱۲) ب = لاعقل

(۱۳) ب = "اس جاہل کوں" ندارد

(۱۴) ت = ہمارا اور اس کا

(۱۵) ت = خط

(۱۶) ت = ایک

(۱۷) ب = دُسری سوں

(۱۸) ج = پر۔

(۱۹) ب = یو نیں گل گلزار۔ م = یو گل یو گلزار

(۲۰) م = کوں باغ میں

(۲۱) ب = اس میں

(۲۲) ب = میں نکو

(۲۳) ب = کیں جائے گا۔

(۲۴) ت = کاں کی خبر داری دل داری ۔

(۲۵) ب = موں دیکھنے دل ہوا واز الفت ہوئی تمام اب خواری

(صفحہ - ۲۲۵)

(۱) سوائے نسخہ م کے تمام نسخوں میں یہ شعر نثر ہے۔ نسخہ ت اور اس کی عبارت اس طرح ہے
"راحت اب ہوئی تمام خواری یاری تھی سو ہوی بیزاری"۔

(۲) م = بجناک

(۳) ب، م = وو تو عورت تھی

(۴) ب، ج، م = کم بد تھی

(۵) ت = صحبت بھائی کفر ہے ایسی محبت میں کام

(۶) س = کفر ہے محبت میں ایسا کام محبت میں

(۷) ب، ج = پہچانتے

(۸) ت = ایک کو

(۹) ب = یوں جیو - ج = جیو جنوں - م = یو جیو ۔

(۱۰) ت = ایک

(۱۱) ت = کس میں یہ خیال اجیوں نہ تھا۔

(۱۲) ب، م = اپس کوں یوں بنوایا ۔

(۱۳) ت = جاگا پر گنوایا۔

(۱۴) م = دغا کھایا گنوایا

(۱۵) ت، س = میں ہوئی بدنام

(۱۶) ت = سے

(۱۷) ب، ت، م = اسے مارتی یا اپس کوں مارتی۔

(۱۸) م = کوں ہرگز نا

(۱۹) ت = کہتے ہیں کہ جس

(۲۰) الف، ب = اِن نسخوں میں یہ شعر نثری جملوں کی طرح لکھا گیا ہے

ت = ے بات کاں لاکہ کیا کری ہے یہہ

چار جیباں کی استری ہے یہہ

(۲۱) ب = یوادھر حسن ادھر دل کوں دغادی

(۲۲) ب = ادھر رقیب

(۲۳) ب = رقیب روسیاہ گمراہ بدکار

(۲۴) ب، ت، م = زیاست اٹھی جہل

(صفحہ-۲۲۶)

(۱) ب = "درخاک"۔ ندارد

(۲) م = سینہ تے چاک

(۳) ب = چاک شہر دیدار

(۴) م = میں تے دل بھار لیا یا۔

(۵) ت = اِس

(۶) ب = جس کے بندی خانے

(۷) سوائے نسخہ م کے تمام نسخوں میں یہ شعر نثر ہے نسخہ "ت" میں عبارت اس طرح ہے "باپ ہے جیسا بیٹی بھی ویسی وہ قہر یو بھی بلا جیسی نسخہ "س" میں یہ عبارت اس طرح

طرح ہے۔ "باپ ہے جیلیے بے بی دیسی وو قہر یوہے بلا جیسی

(۸) نسخہ الف میں "جلا" ہے اور ت جلیں "چلے" متن "چلیا" باقی نسخوں سے شامل کیا گیا ہے۔

(۹) ت = دوئی کا بیان

(۱۰) ب = بیابان

(۱۱) ب = اس کا ناؤں

(۱۲) ت = اپنے جان سے اپنے جیونے سے بیزار آیا۔

(۱۳) ب = بیزار آیا

(۱۴) ت = کرپچتایا

(۱۵) ب = باپ کے پند نصیحت کرتا تھا سو وو دل نے دل پر لایا۔

(۱۶) ت = پندو نصیحت

(۱۷) م = پندو نصیحت

(۱۸) ت = لے آیا

(۱۹) ب = خوبی بچہانتے

(۲۰) ب ج = "انوا پس کون آزماے ہیں" یہ جملہ دونوں نسخوں میں نہیں ہے۔

(۲۱) ت = بہت بہت قصے آئے ہیں۔

(۲۲) ت = عذاب دے مارے۔

(۲۳) ب = خدا نے فرصت نہیں دیا

(۲۴) ب = کام دل پر

(۲۵) ب = سر پر محنت

(۲۶) ت = عذاب اور ادھر

(۲۷) ت = بے ہوش اور بے تاب

(۲۸) ب = کچھ

(۲۹) ب = خدا رسولؐ سوں۔ ج = خدا رسولؐ سے

(۳۰) ت، س = اِن نسخوں میں یہ شعر نثر ہے۔

(صفحہ ۔ ۲۲۷)

(۱) ت = آئی ناگھانی بلا بجہ بہ کی بجائی

(۲) ب = لیا نا یکس کے۔ ت = بے آنا کنہ کے ایک کے آنگ لگانا۔

(۳) ب، ج = خدا تے بی نا دل میں آیا سو کرنا

(۴) ت = ایک

(۵) ت = ایک کو جیو سوں مارنا

(۶) س = دشمن اگر کچھ بولیا تو کیا سند ہے اوس کی بات وو دشمن عداوت کو بولتا ہے۔
رد ہے اوس کی بات

(۷) ب = بولتا

(۸) ت = کیا سند ہے اس کی بات وہ

(۹) ت = رد ہے اس کی بات

(۱۰) ب، م = بات کی سب حد ہے۔

(۱۱) الف = دو دیس کی۔ نسخہ الف کے اس نامکمل جملے کی تکمیل متن میں نسخہ ب، ت، ج، س، م سے کی گئی ہے

(۱۲) ت = دن

(۱۳) ب = ڈوبیا ہے بالیں بال۔

(۱۴) ب = دستا یوں جانو

(۱۵) ت = "ایسی جاگا خبط نا کھانا" یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۱۶) ب = خفط

(۱۷) ت = ناانصاف

(۱۸) ت = ایک کو

(۱۹) ت = ناخدا ترس

(۲۰) ب، ج = ع غصہ ایتا کری سونا حق گمان سوں

ت = ے تقصیر کیا ہے پکڑی مجے کس نشان سے
غصہ ایتا کری سونی ناحق گمان سے

(۲۱) الف = کیا کیہ خامی - ب = کیا خام ہے۔ ت = کیا کئی قاضی۔ ج = کیا خامی۔ س = کیا کے خامی۔ م = کیا کیا خامی متن میں نسخہ الف کے بجائے نسخہ م کی عبارت شامل کی گئی ہے

(۲۲) م = وو ناز وو غمز ادو بات دو گفتار

(۲۳) ب = غمز اکیا ہوا وہ بات وہ گفتار

(۲۴) ب = وو یاری کیا ہوئی، دو جینا کیا ہوا وو ترسنا کیا ہوا

(صفحہ - ۲۲۸)

(۱) الف، ب = ان نسخوں میں یہ شعر نثر ہے۔ نسخہ ب میں دوسرا جملہ اس طرح ہے۔
"کیا ملنا پڑی آکر جدائی"۔

(۲) ج = "وو جینا کیا ہوا وو ترسنا وو تینا کیا ہوا

(۳) ب = ہور بیزاری

(۴) ب، ت = عورت ہے عجب

(۵) ت = مگر کہ بولے ہیں

(۶) ب = بولے کہ

(۷) م = رکھے یو دونوں بلایاں ہیں اس بلایاں سوں کون۔

(۸) الف = نادان، نو کوں۔ متن میں "ناداں ذات انو کوں"۔ نسخہ ب، ت، ج، س، اور م سے شامل کیا گیا ہے۔

(۹) الف = ہوتا کام۔ ت۔ ہوتا نام۔ متن میں "ہوتا کام" نسخہ ب، ج، س، م سے شامل کیا گیا ہے۔

(۱۰) م = جاتیاں

(۱۱) ت = ایا ہیں۔

(۱۲) ت = میں انو

(۱۳) ت = جاں تیاں کہ عقل

(۱۴) س = آپے نیں

(۱۵) ب = عقل انکے

(صفحہ۔ ۲۲۹)

(۱) س = ع۔ کیا ناداں کو کوی بات سمجاوے

(۲) ب، ج = ان نسخوں میں یہ شعر نثر ہے اور دوسرا جملہ اس طرح ہے "جیسے نیں فام کیوں دو فام کیوں" دو فام سوں پائے۔

(۳) "دعوا بڑا"۔ یہ عبارت صرف نسخہ م میں ہے جیسے جملہ کی تکمیل کے لئے متن میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(۴) س = انو کی عقل نہیں پن سیچہ یوں بینی۔

(۵) ت = نہیں پن بچہ یوں بینی۔

(۶) ج = سو طبعیت

(۷) الف، ب، ج، س = ان نسخوں میں یہ شعر نثر ہے۔

ت = ؎ انکھیاں کو دن رات مُجہ لے کر تیاں
عقل نہیں اور عقل کی بات کر تیاں

(۸) ج = رہناں

(۹) ت = عورتاں بہت ہریاں

(۱۰) الف، ت = جنو کو خدیجہ کبریٰ رضؓ۔ متن میں "جیوں خدیجہ کبریٰ رضؓ" نسخہ ب، ج، س، م سے شامل کیا گیا ہے۔

(۱۱) ت = بے خدا کے خوباں کی خوبی کھنا۔

(۱۲) ب = برابری ہم عصری۔

(۱۳) ت = اکر کرتے حل۔ ج = آکر کرنا حل۔

(۱۴) ب = اچاتے دم۔ ت = اچا سکتے تھے دم۔

(۱۵) ب = بی بیاں ہو یاں

(۱۶) ب، ت = اچھوں جیتیاں۔ م = آجنوں بی جیتیاں۔

(۱۷) ب = دور و دراز بھی آیا میانے میاں مجاز

(صفحہ ۲۳۰)

(۱) ب = بہوت آئی

(۲) ت = نیں کچہ

(۳) ب = کری۔

(۴) ت = چرا اور ہزار چیوں سے

(۵) ب = توں کے یوں بیزار م = توں کیوں بیزار

(۶) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے۔

ت = ے غیب سے غیر کو مہر آئی
دل کو دیکھ ترس اوپر لیائی

(۷) ج = بھڑک۔

(۸) ب = جانتا تھا میری

(۹) ب = نیں مست۔

(۱۰) ب = دھرنا۔

(۱۱) ب = نیں جان و دل

(۱۲) م = سب آپ بولی

(۱۳) ت = جانے کہ کیا

(۱۴) ت = یں سے تو چہ ہے

(۱۵) ب = دل بچارا تھا بے خبر

(۱۶) ب، م = سب تھا

(۱۷) الف، ت = تیرا گناہ کری ہوں۔ ب = یڑا گنہ کی ہوں۔ متن میں "بڑا گناہ کری ہوں" نسخہ ج، س، م سے شامل کیا گیا ہے

(۱۸) ب = ہوں تم دونوں کی بی نثر مسار۔ ت = تم دونوں کی یں نثر مسار۔ ج، م = تم دونوں کی نثر مسار

(۱۹) ت = کی تم دونو

(۲۰) ت = ایک سے ایک کو

(۲۱) ب = ایک کوں

(۲۲) م = اتال تیرا کرم کر

(صفحہ ۲۳۱)

(۱) ب، ج، م = ع۔ گناہ کون بخشنا کیا کچہ منا ہے
س = ع۔ گنہ کو بخشنا کیا کچہ گناہ ہے

(۲) ب = تو چتور چوسار۔ ت = تو چتر چوسار

(۳) ت = کا

(۴) ب، ج = "بات تے گئی"۔ ندارد

(۵) ب، م = کچہ کہہ ناسکی

(۶) ب، ج = "حیرت تے"۔ ندارد

(۷) ج = لاجی بھی پھر۔

(۸) ب، ج = اس کا ہوا

(۹) س = دل کو ناحق دیتے جفا میں بھائی

(۱۰) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے

(۱۱) ت = ہوں بہت

(۱۲) ب = خدمت گار ہوں اگر بیچے گا تو بے اختیار ہوں

(۱۳) ت = اگر دل۔ م = دل منجے

(۱۴) ب، ج = وو مہر د صاحب

(۱۵) ب = رہونگی۔

(۱۶) ت = گھر میں کی

(۱۷) ب = میں رھن ہاری

(۱۸) ب = کرے بچاری

(۱۹) ب، ج، م = جہل تے جلی میں۔ ت = جہالت سے بھر کی میں۔ س = جہالت سو جل کر میں جہل بھری

(۲۰) الف = چار جنیاں مشورت کرنا۔ ت = چار جنے مل مشورت کرنا تھا۔ متن میں "چار جنیاں سوں مشورت کرنا" نسخہ ب، س، م سے شامل کیا گیا ہے۔ نسخہ "ج" میں یہ عبارت کرم خوردہ ہے۔

(۲۱) ت = میں یو بات

(۲۲) ت = ایک کو

(۲۳) م = بولتے بات کا

(صفحہ - ۲۳۲)

(۱) ب، ج = "ہو نتیج خوب" ندارد

(۲) ت، م = کسی کی

(۳) ب = تے کچہ

(۴) م = پردہ بھی پھاڑ کر

(۵) س = یہاں تے یکہا دی

(۶) م = یہاں کچھ دھندے

(۷) ت = اچھے گا بی

(۸) ب، ج = "مشورت امداد ہر کار ہے" یہ عبارت دونوں نسخوں میں نہیں ہے

(۹) ب = وہاں مشورت امداد کے اما کیتک مصلحت ایسی ہے کہ وہاں

(۱۰) س = تو غافل ہے

(۱۱) ب، ج، م = ہے تو یو۔

(۱۲) ت، س = "مشورت یک بلالیاتی" ندارد

(۱۳) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثری جملوں کی طرح لکھا گیا ہے

م = ع من کہ آمدہ بخود گفتم و نقصان کردم

(۱۴) الف = ایرچ۔ متن میں "بے رُچ" نسخہ ب، ت، ج، س، م سے شامل کیا گیا ہے

(۱۵) ب = دسرے کتے۔ م = دسرے کے پاس

(۱۶) ب = من موہن کہ

(۱۷) ت، س = دغابی ناکھایا

(۱۸) ب = بڑی

(صفحہ - ۲۲۳)

(۱) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے۔

ت = ے چھند بھری یہہ عجب ہے من بھاتی

(۲) ب = فراق سوں کتابت اپنے احوال کی حکایت لکھی غیر کی شکایت لکھی۔ م = فراق سوں۔

(۳) م = "شکایت لکھی" ندارد

(۴) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور پہلا جملہ اس طرح ہے: "دونو دونو کا دیکھے مایا"۔

ت = ع ہی سونگنا کھانے کا وقت آیا

(۵) ت = تیرے اشتیاق کی سوں ندارد۔

(۶) ت = تیرے مہر و محبت کی سوں تیرے چلنے کی سوں تیرے جلنے کی سوں

(۷) ت = "تیرے بادل جیسے بالاں کی سوں تیرے چاند جیسے گالاں کی سوں"۔ یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۸) ب، ت، ج، س، م۔ شکر

(۹) م = بتیاں

(۱۰) ت = "تیرے ادھر کی سوں تیری مکر کی سوں تیرے دھن کی سوں تیرے بدن کی سوں" یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے

(۱۱) ج = کیا گیا

(۱۲) ب = محبت میں

(۱۳) م = میں ایس پر

(۱۴) الف = جھلکا وے جھلکار۔ م۔ جھا کارے جہل کا جھلکار۔ متن میں "جھلکا وے جہل کی جھلکار" نسخہ ب، ت، ج، س سے شامل کیا گیا ہے۔

(۱۵) م = مار لینے

(۱۶) ب = مار لینا

(۱۷) ت = پھول کہ پھول بغیر جھاڑ کیا دسے گا مقبول۔

(صفحہ-۲۳۴)

(۱) م = کاں جاتی

(۲) ت = ع۔ دل کو سمجانے کیا کریاں باتاں۔
س = ع۔ دل کو سمجانے کیا کری باتاں۔

(۳) ب = نقش و نگار

(۴) ب = ھات لکھ بھیجی راتے رات

(۵) ت = خیال کہ جس کی

(۶) ب، ج = میدان میں جاکر

(۷) ب = بی کچھ بولیا

(۸) ت = دل اتال دل

(۹) ت = کتابت کو دیکھو

(۱۰) ب = آہ

(۱۱) الف = ع پڑن رقعہ دل جیو کے ھات۔ متن میں نسخہ ت، ج، س، م کا مصرع شامل کیا گیا ہے

(۱۲) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور عبارت اس طرح ہے "پڑتی رقعہ دیا دل جیو کے ھات کتابت کوں کیتے آدھا ملاقات

(۱۳) ب = میں بی یوں

(۱۴) ت = کریا ہے کہ جس، س = کریا بھی کہ جس

(۱۵) ت = ڈریا ہے کہ وہ بات چیتا کہ دود۔

(۱۶) ب = کھیا دو غصہ کیا کھا تھا ہوریو

(۱۷) ب = ایتار کیا

(۱۸) الف = آڑیا۔ متن میں "لڑیا"۔ نسخہ ب، ت، ج، س، م سے شامل کیا گیا ہے

(۱۹) ت = غیر پر ہزار ہزار تعجب

(۲۰) ت، س = اب تو۔

(۲۱) ج = ع۔ کدھے آ کہاں جاکر مبتلا تھی۔

(۲۲) الف = ع۔ نہ تھی یو غیر غیرت ست کیا بلا تھی

ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے اور عبارت اس طرح ہے"۔ کدھر آ کھاں جا مبتلا تھی نہ تھی یو غیر غیرت کیا بلا تھی

س = نہ تھی وو غیر غیریت کیا بلا تھی

۔ متن میں اس شعر کا پہلا مصرع نسخہ م سے شامل کیا گیا ہے

(۲۳) ب = بارے کچہ خیر وقت

(۲۴) ب = میں کچہ ہور

(صفحہ - ۲۳۵)

(۱) ب = ع۔ جیتی ہمت جیتی فکرت دھرے گا۔

(۲) ت = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے

ج = ے جتنی ہمت جتنی فکراں کرے گا۔

خدا کا کھیل یہاں کوئی کیا کرے گا

(۳) ب، م = بے سبب بیزار

(۴) ب = بال بال کام خام ہونے نہیں دی، جس کام کری اسے بی خام نہیں ہونے دی۔

(۵) م = خام نیں ہونے دی جس سوں کام کری اُسے بی خام نیں ہونے دی۔

(۶) ب = کوں بی ٹالی

(۷) ب = کوں اجالی

(۸) الف = دو نو ملائی۔ متن میں "دو نو کوں ملائی" نسخہ ب، ت، ج، س، م سے شامل کیا گیا ہے

(۹) ت، س = ع۔ یو بلا ہے بڑی قہر کی جائی

(۱۰) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے۔

(۱۱) ت = کیوں کر رکھے اپس کو سنبھال

(۱۲) ب = رکھے سنبھال

(۱۳) م = تے بی بیلاڑ

(۱۴) ب = ع - اس جنیاں ہیں کوئی اگر آوے

م = ع - ایسے چلتناں ہیں کوئی اگر آوے

(۱۵) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے

(۱۶) ب = یا ندی اتال دل

(۱۷) ب = تیری محبوبی کی سوں، تیری خوبی کی سوں

(۱۸) ت = "تیری محبوبی کی سوں"۔ اس نسخہ میں یہ عبارت نہیں ہے

(۱۹) ت = "تیرے مکہ مقبول کی سوں تیرے سیس پھول کی سوں تیری نتہ کی سوں"۔
یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۲۰) ب = انکیاں

(۲۱) ت = تیرے نازک

(۲۲) ب، ج = انار دیسے

(صفحہ - ۲۳۶)

(۱) ت = "تیری زلف کے تاراں کی سوں"۔ ندار

(۲) الف، ب = "تیرے گلے کے ہاراں کی سوں" یہ جملہ اِن دونوں نسخوں میں نہیں ہے لیکن مابقی نسخوں میں موجود ہے۔ اس لئے متن میں شامل کرلیا گیا ہے۔

(۳) ت = تن کی سوں تیرے گال کی سوں تیری نازاں بھری چال کی سوں تیر گھونکر

والے بال کی سوں تیری قبول صورتی سوں تیری مدن مورتی کی سوں تیری شرزی۔

(۴) ب = شوق اشتیاق کی سوں۔ ج = تیرے معشوق اشتیاق کی سوں۔ م = شوق ہور اشتیاق کی سوں۔

(۵) ب، ج = اِن نسخوں میں یہ شعر نثر ہے۔ نسخہ ب میں پہلا جملہ اس طرح ہے۔ "عشق اب مرتبے اوپر آیا"۔ نسخہ ب، ج میں دوسرا جملہ یوں ہے "کس لطافت سوں دل سوں کھایا۔ نسخہ ج میں کہوایا ہے۔

ت، س، ع۔ کس لطافت سے دل نے سوں گنا کھایا۔

(۶) ت = "تیرے کنڈ کی" سے ..... "مدن مورتی کی سوں" ندارد

(۷) ب = "تیرے کنڈ مال کی سوں" ندارد

(۸) ب، ت = میری جفا

(۹) ب = کہ جوتی میں یو رقعہ پڑھیا تو تی سو ہے

(۱۰) ب = گناہ نہ تیرا نہ گناہ اور تقصیر

(۱۱) ت، س = قصور میرا

(۱۲) ب = ع۔ اس پر بی جدائی کیوں نہ آئے۔

ت = ع۔ اس اپر بھی جدای کیوں نا آئے

(۱۳) ب = جاں دی بیر ت، س = جان دی سو بیر

(۱۴) ت = بہت صاف

(۱۵) م = نہیں کچہ خلاف

(۱۶) ب = اتنا تو نچہ سب

(۱۷) ب = نظر ہور دفا۔ نظر ہو دفا

(۱۸) ت = تو کی کرنے جھند

(۱۹) ت = عورت کی ناقص عقل ہے۔ س = عورت کی عقل ناقص ہے۔

(۲۰) م = عقل مند

(۲۱) ب = ذات پر کیا اعتبار ہے عورت کی بات پر کیا اعتبار ہے عورت اپنے

ج = ذات پر کیا اعتبار ہے۔

(صفحہ ۲۳۶)

(۱) ت = گہر کا

(۲) م = اِدھر اُدھر کہانی حکایتاں

(۳) ب = دور اندیشی پیش بینی ہوتی ہے سو عورتاں یوں کہتاں کہ

(۴) ت = مشکل ہے کہ

(۵) ت = کہتے کہ ویسے

(۶) ب = کوی ایک موتی

(۷) م = کیا ہوا بھولے چوکے یک آدھی بات آئی تو کیا ہوا

(۸) ب = جوکے یکہا دی وقت چوک کھائی تو کیا۔ ت = جوکے جو۔ ج جوکے یکہا دی

وقت چور کھائی تو کیا۔

(۹) ب۔ج = معلوم نیں بہار کے

(۱۰) م = کملاتے

(۱۱) الف، م = نکل جاتے = متن میں "نکل جانے" نسخہ ب، ت، ج سے شامل کیا گیا ہے

نسخہ "س" کی عبارت بھی نسخہ الف جیسی ہے۔

(۱۲) ب، ج = نیں یو باؤ بارا

(۱۳) ب، م = محبوب ہے محبوب کی بی ایک بات - ج = محبوب بھی محبوب کی ایک بات۔

(۱۴) ت = "جس کا روشن ایمان جس کا بڑا گیان"۔ یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۱۵) ب = غیر غیانے کوں فرصت

(۱۶) ب = ھات یس تیس کے دغا کھائی۔

(۱۷) ب، ت = ان نسخوں میں یہ شعر نثر ہے

(۱۸) م = قصے میں یوں کہتے ہیں۔

(۱۹) ت = بھر شہر

(۲۰) ب = دل نے تیر

(۲۱) ت = تیرا کھاں

(۲۲) ت = کھایا بھر شہر

(صفحہ - ۲۳۸)

(۱) ت = "خدا کی رضا تھی سو ہوا" یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۲) م = بھی ہوا

(۳) ت = ہمت نے معرفت نے سن کر سر دھن کر کہا

(۴) ب، ج = پر معرفت نے سن کر سر دھن کر کہا

(۵) الف، ت، ج = ان نسخوں میں یہ شعر نثری جملوں کی شکل میں ہے نسخہ الف کی عبارت اس طرح ہے "جس پر جوی پیار رکھتا ہے حق ہے یاری دو یار رکھتا ہے"۔ نسخہ ب کی عبارت یوں ہے "جس پر جو کوئی پیار رکھتا ہے خوب، حق یاری دو یار رکھتا ہے خوب"۔ نسخہ ت میں صرف پہلا مصرع ہے

نسخہ س، م کا شعر متن میں شامل کیا گیا ہے

(۶) ب = انو پر کیا

(۷) ت = خیال

(۸) ت = کون انو کے ۔

(۹) ت = "کام زد ہوا اچھے گا تو ما ملارد ہوا اچھے گا تو"۔ یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے

(۱۰) ب، ج، م = بھی پھر کر جھگڑا

(۱۱) ت = "ایک ناداں کریں"۔ ندارد

(۱۲) ب = مستید کیا شجاع شجاعت بہادر فتح نصرت سور رنکہام کھمسان محکم استوار
نو پر دست پہلوان بلیے قایم اپنے حضور تے

(۱۳) ت = "جانو قہر کے دریا کے موجاں"۔ ندارد

(۱۴) ت = "عجائب گلزار کے اُدھر چلیا"۔ ندارد

(۱۵) ت = جانو کہ ڈونگر

(۱۶) ت = بیں قامت

(۱۷) ت = بھای عقل

(۱۸) ب = احوال سب پوچھیا

(۱۹) ب = ع ۔ بعضے یاراں سوں جیوھے بیزار

(۲۰) ت = ع ۵ بعض یاراں سے جیوہے بیزار
وقت پر آر ہا کھڑا سو یار

(۲۱) ب = توں یو خوب پوچھیا
م = توں خوب یو پوچھیا

(۲۲) ت = پوچھنا ہے تجھ پر

(۲۳) ت، س = پہچاننا

(۲۴) ت = آدمی بے ایمان کا

(۲۵) ت = آدمی بے نشان کا

(۲۶) ب = "دستا ہے" ندارد

(صفحہ ۲۳۹)

(۱) ب = بادشاہ بیتیاں کوں

(۲) ب = کون یہاں ایا۔

(۳) ت = کیوں آیا

(۴) الف، ت = جو اس کی خاطر۔ نسخہ س اور م کی عبارت متن میں شامل کی گئی ہے۔ نسخہ ب اور ج میں "جوں اس کی خاطر تیرا دل جلیا تیوں دسرے کا نین جلیا" یہ عبارت نہیں ہے۔

(۵) الف، ت = جو اس کی خاطر۔ متن میں نسخہ ب، ج، س، م کی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(۶) ب = پوچھتا ہے اس کا۔ ب = پوچھتا اس کا

(۷) ب = بہوت ہے بے حال

(۸) ت = عقل نے شہر

(۹) ت = ہے بہوت

(۱۰) ب، ت، س، م = لڑے گا

(۱۱) ب، م = عقل تے۔ ت = عقل سے

(۱۲) ت "جھگڑا کر کیا گیا"۔ یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے

(۱۳) ت "اپنا گھر خراب کیا"۔ یہ عبارت بھی اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۱۴) ت = دکھایا کہ بہت۔

(۱۵) س = ع۔ عقل سو لڑا اول عقل سو بچا ر۔

(۱۶) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثری جملوں کی طرح ہے

ت = ہے عقل سے اول عقل سے بچا ر

عقل جاں نا چلی وہاں تلوار

(۱۷) ج = بات پر کوی پند لینا

(۱۸) ب = کوی پند لینا

(۱۹) ب = بادشاہ ہے زور اور

(۲۰) الف = سمج سوں عقل۔ ب = سمج سوں کر عقل۔ متن میں جملہ کی تکمیل نسخہ ج اور م سے کی گئی ہے نسخہ ت اور س کی عبارت بھی نسخہ الف کی طرح نامکمل ہے

(۲۱) ب = آئے تو کہے ہیں لھوے

(۲۲) ت، س = چپ کچہ

(۲۳) ب، ج = بیا نا کیا معنا نیں ہو۔

(صفحہ ۲۴۰)

(۱) ب، ج = "یو کیا فام ہے" یہ جملہ دونوں نسخوں میں نہیں ہے۔

(۲) ت = "یو کیا کام ہے"۔ یہ جملہ اس نسخہ میں نہیں ہے

(۳) ب = کام ہے لڑنے کا ہمت

(۴) ب = زحمت ہے اس کام میں ہور اس فام میں نکو پڑا

(۵) ت = کام میں

(۶) ب = خدانے بی عقل دیا ہے نام جو کچہ عقل ہیں آنا وو۔

(۷) ت = ہے اور خام

(۸) م = ملانے تے غافل

(۹) ت = "کچہ بی آسودگی ہوتی"۔ یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے۔ م = کچھ تو بھی

(۱۰) م = نکو کر خام۔

(۱۱) ب = شاید کہ جھگڑنے

(۱۲) ب = کرا اضطراب

(۱۳) ب = گھر کرے گا خراب۔ م = ہوئے گا گھر خراب

(۱۴) م = اس نسخہ میں یہ دو جملے شعر کے دو مصرعوں کی شکل میں اس طرح لکھے گئے ہیں ؎

عقل کرتی ہے سب اتا یو بچار
لڑکے مرنے کوں کیا ہے کیتی بار

(۱۵) ب = اتنے کو۔ س = اتنے و تنے

(۱۶) ب = ہو سب

(۱۷) ب، ج = سمیں پیٹ کر رگڑ کر۔ م = ست میں پیٹ رگڑ کر۔

(۱۸) ب = یو کیا

(۱۹) ب = نام کرنا

(۲۰) ت = ہے اور عقل

(۲۱) ب، ج = مرتا ہے چوں کہ حافظ کتا ہے

(صفحہ - ۲۴۱)

(۱) ب = اپس کوں

(۲) ب = توں مراد کوں پائے گا .

(۳) ب = رکھے گا تو

(۴) ج = یو بڑائی چھوٹیاں کو بڑیاں تے آئی ہے یو بڑائی ننھیاں کوں بڑیاں کوں

(۵) ب = یو بڑائی ننھیاں کوں بڑیاں کوں بھائی ہے - م = تو بڑائی ننھیاں کوں بڑیاں کوں سب کوں بھائی ہے .

(۶) ت = اس نسخہ میں یہ شعر دو نثری جملوں کی طرح لکھا گیا ہے

(۷) ب، ج = عاشق جاگتا نر ہے ہرگز

(۸) ب = ہمت کا ہے جو - ج = ہمت کا جو

(۹) ج = آتا ہے .

(۱۰) ب = عقل وند

(۱۱) ت، س = پندرہ

(۱۲) ت = قامت کا بھامی .

(۱۳) ب = بھائی ہے

(۱۴) ب = آئی ہے

(۱۵) ب، م = لشکر سب

(۱۶) ب، ج = عالم دنیا کا خاطر

(۱۷) ب، م = ملیا جا کر

(۱۸) ت = عشق کو پڑا ہے کرما نیا .

(۹) ب، ج = نادر ٹھار دیا۔

(صفحہ ۲۴۲)

(۱) ب = جمع قرار

(۲) ب، ت، س = ان نسخوں میں یہ شعر نثری جملوں کی طرح لکھا گیا ہے۔ نسخہ "ت" میں پہلا جملہ اس طرح ہے: "عشق ہمت یود وملے جس ٹھار۔

(۳) ت = ہمت

(۴) ت = کے

(۵) ت = "جدھر ندھر کیاں سنایا"۔ یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے

(۶) ب = باتاں

(۷) الف = خوش کر راضی ہوا۔ متن میں "خوش ہوکر راضی ہوا"۔ نسخہ ب، ت، س ج اور م سے شامل کیا گیا ہے۔

(۸) ب، ج = دینا کہ عشق

(۹) ب = بدرد یسا منیر ہونا

(۱۰) ب = دھانکاں مار کر دکھلایا۔

(۱۱) ت = ہے

(۱۲) ب = "عقل کی قدرت"۔ ندارد

(۱۳) ت، س = گذرا پنا

(۱۴) ب = یوداُونا۔ م = اے دعوانا۔

(۱۵) ب، ج = نا جانتا

(۱۶) ب = اس نسخہ میں یہ شعر نثر ہے۔

س = ع. عشق آخر کیا عقل کو زبیر

(۱۷) م = دلا در نرکوں

(۱۸) ب، ت = دے کر دل

(۱۹) ب، ج = حرمت سوں، مشقت سوں، مردت سوں، مہر سوں.

(صفحہ-۲۴۳)

(۱) ت = دھرکہ یہ

(۲) ب = یہی دنیا. م = اے دنیا.

(۳) ب = کدھیں تلیں کدھیں اوپر.

(۴) م = کئی بات

(۵) ت = تو اور ہمیں

(۶) ب، ج = ہمنا بھائی

(۷) ب = وزیری بادشاہی

(۸) ت = کرکچہ

(۹) ب = عذر نا کرنا

(۱۰) ت = "توچہ دھرنا" ندارد

(۱۱) م = نکو کر کراب

(۱۲) ب = بڈھائی تن کی تنگی گئی فراخی آئی تیری مقصود

(۱۳) ت = "تیری مقصود حاصل ہوئی" یہ عبارت اِس نسخہ میں نہیں ہے.

(۱۴) ب = ہوا مشکل.

(۱۵) ت = گھر میر، م = گھر گھر امیر

(۱۶) ب = مگر ایک کوی برے خود ۔

(۱۷) ب = کسی

(۱۸) م = نیں رھیا جب بے ایمان ہوے ایمانی پنا نیں رھیا ۔

(۱۹) ب، م = دوست سب دشمن

(صفحہ ۲۴۴)

(۱) ب = عشق چھوڑے

(۲) ت = عشق ملاقات

(۳) ت = بارے اپنے جیو کی بات کریں ۔

(۴) ب = جیو کی بات ۔

(۵) ت = میرے لشکر

(۶) ب = عقل بے اختیار

(۷) ت = سے بی

(۸) ت = بادشاہ ہوں تو

(۹) ج = " میں بے پروا خیالی ہوں میری فکر زندگانی میں اچہ" ۔ یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے

م = میں بی بے پروا خیالی

(۱۰) ب = شراب خوشبوئی راگ

(۱۱) ب، ج = باقی درد سر دنیا کا ۔ م = باقی درد سر توں ۔

(۱۲) ب لگن

(۱۳) ت اچھوں اپنے

(۱۴) ب = خوشی سوں ۔ ت = خوشی ہیں

(۱۵) ت = اچھوں

(۱۶) ب = پکڑ یا اُچاٹ

(۱۷) ب = "کس کس سوں جنگ"۔ ندارد

(۱۸) ت = گیا

(۱۹) ب، ت = برباد نادل کی

(۲۰) ت = اپنی

(۲۱) ت = بیٹھے کیا

(۲۲) ت = بیٹھنے سے کیا آئی بادشاہی ۔ س = بیٹھ نے تے کیا آئی بادشاہی

(۲۳) ب = نانوں بادشاہی

(۲۴) ت = کے

(صفحہ ۔ ۲۴۵)

(۱) ب = بیٹھے ہیں

(۲) م = عالم عالم غم ۔

(۳) ب = کون کرے

(۴) ت = دن

(۵) ت = کھانا ۔ م = جملہ کی ترتیب بدلی ہوئی۔ لینا دینا پینا کھانا اچھنا

(۶) ت = دینا گانا ۔

(۷) ت = دن

(۸) م = بادشاہ کے جیسا

(۹) ب = دستا

(۱۰) م = میز بانی

(۱۱) ت = ہے بہشت

(۱۲) ب = آئے درد

(۱۳) ت = بادشائی

(۱۴) ب، م = کر جاننا

(۱۵) ب = اپس کوں پچھانتا - ت = اپس کو پچھانتا

(۱۶) م = جوں لشکری لشکری پنے کی -

(۱۷) ب = لشکر سے چھڑتی لیتا ہے -

(۱۸) ت = ہے عدل

(۱۹) م = عدل ہور انصاف

(۲۰) ب = مراد انپڑانا

(۲۱) ب = ایتا دھنزا دھنزا اپنا خلق پاس تے - م = اپنا دھونڈا دھونڈا کر اپنا حق خلق پاس تے -

(۲۲) ب، ت، س، م = برا بولے گا -

(۲۳) ت = عدل اور انصاف

(۲۴) الف، ت = جو کچھ وو سواد ہے - متن میں "جو کچھ کئے سو وہ سواد ہے" نسخہ ب، س، م سے شامل کیا گیا ہے - نسخہ ج میں یہ عبارت کرم خوردہ ہے -

(۲۵) م = اسے کیوں

(صفحہ۔ ۲۴۶)

(۱) ب = اچھے تو نزدیک۔ ت = رہے نزدیک

(۲) ت = کے بی لوکاں کو عزت دایم رہے۔

(۳) س = مہربان

(۴) ب = دس کا آوے گا

(۵) ب = حق چلنا

(۶) ت = چلنا ہے حق

(۷) ب = عدل وانصاف۔ م = عدل ہور انصاف

(۸) ت = سخاوت با دشاہاں کا جج دعا۔

(۹) ت = عدل اور انصاف اور سخاوت ج، م = عدل انصاف ہور سخاوت

(۱۰) ب، ج = کوی جانتا ہے وے

(۱۱) ب = سخاوت کون رکھتا ہے

(۱۲) ب = فقراں، عاجزاں، حقراں، نامراداں بیکساں کرنا۔

(۱۳) ت = کر دل

(۱۴) ت = ہوا کہ

(۱۵) ب، ج = انو کی عبارت ایسی اچھنا

(۱۶) الف = انو بی ایسی اچھنا۔ متن میں "انو کی ایسی اچھنا" نسخہ ت، س، م سے شامل کیا گیا ہے۔

(صفحہ۔ ۲۴۷)

(۱) ب = دھرنا اپنا

(۲) ب = سود وحساب

(۳) ب = آسان بڑا

(۴) ت = پربی ایک ہزار ہزار۔ س = پربی ہزار۔ م = پربی ہزار ہزار۔

(۵) ب = ہزار ہزار جفایاں ہزار ہزار تقصیراں ہزار ہزار تغافے

(۶) ت = "ہزار ہزار جفایاں" ندارد

الف = یوخدا کا خانا ہے۔ متن میں "یوخدا کا کارخانا" نسخہ ب ت، ج، س م سے شامل کیا گیا ہے۔

(۷) ت، س = پس کسے

(۸) ب = اپنا جیو خوش تو سب جہاں خوش تو زمین آسماں خوش دنیا میں۔

(۹) ب = رکھنا یو بہت

(۱۰) ب = ملیا ہے اگیں خدا ہے

(۱۱) ب = خدا سبب ساز ہوا ہے خدا بندے کوں خوش کرتا ہے تو نوازتا ہے۔

(۱۲) ج = خوش کرتا ہے نوازتا ہے۔

(۱۳) ب = بارے آخر۔ م = القصہ بارے

(۱۴) ب = کوں واصل

(۱۵) ت = واصل کو

(۱۶) م = غیر کو۔

(۱۷) ب = اس کی بیٹی ہے بداختر ہے۔ ج = اس کی بیٹی ہے اختر

(۱۸) م = خوب قلب

(۱۹) ب = پھچیں جھانکے

(۲۰) ب، ج = وہاں فتوا اُچائے گی بلا بسائے گی

(صفحہ ۲۴۸)

(۱) ب = مدعا فام

(۲) ب = نیواں۔

(۳) ت = وہاں اگر جھگڑ کر۔ م = وہاں جاکر لڑ کر جھگڑا کر

(۴) ب = لایا

(۵) الف = دروازے پاٹاں کے۔ متن میں "دردازے کے پاٹاں" نسخہ ب، ت، ج، س، م سے شامل کیا گیا ہے

(۶) ب = جوڑ یا دُسری

(۷) ت = دن

(۸) ب = کرے

(۹) ب = لایا

(۱۰) ت = ایک کے

(۱۱) ت = لگے عداوت

(۱۲) ج = سوتی

(۱۳) ت = مل بچار کر اندیشے

(۱۴) ب = بی جسن

(۱۵) م = بہوت سوسیا

(۱۶) ب = کام کاکوں دیئے قرار۔

(۱۷) ب = بہیاو۔

(۱۸) ب = ماندڑے ٹھاریں ٹھار دئے گھر

(۱۹) ت = ٹھار ٹھار

(۲۰) ت = "صدر بچھائے پاجے رنبھا اُر بسی میکا پاتراں اکرناچے"۔ اس نسخہ میں یہ عبارت نہیں ہے۔

(۲۱) ب = ٹھار ٹھار

(۲۲) ب = اس سورج پروو چاندداریاں۔ ت، س = سورج چاند پر تارے واریاں

(۲۳) ب، ج = پھولاں سوں پھولاں کی سیج

(صفحہ۔ ۲۴۹)

(۱) ب = گذریا قصہ

(۲) ب، ج = "ایکس کے خاطر ایک تر پھرتے" یہ عبارت اِن دونوں نسخوں میں نہیں ہے۔
ت = ایک کے

(۳) ت = ایک کے

(۴) ت = ایک سوں

(۵) ت = ایک کوں

(۶) الف، س = اڑ گئی نیں سوتے۔ نسخہ الف کے نامکمل جملہ کی تکمیل متن میں نسخہ ب، ت، ج اور م سے کی گئی ہے

(۷) ت، س = خوش دیکھ کے ہنستے۔

(۸) ب = غمز یاں باتاں

(۹) ب = ہوئی گلاں

(۱۰) ب، ج = سب جہاں خوش جاں دل کوں۔

(۱۱) ب= مبارک یو۔ ت، س = مبارک بادیو۔

(صفحہ۔ ۲۵۰)

(۱) الف= گہڑی مشقت سوں متن میں نسخہ الف کی نامکمل عبارت کی تکمیل نسخہ۔ ب، ت، ج، س اور م سے کی گئی ہے۔

(۲) ب، ج = شئی جدو جد۔ س = شیاءً جدو جدًا شیاً وجدا فوجدا

(۳) ت = کریا جو

(۴) م = بندہ یک دل سوں جو امید کیا۔

(۵) ب = خدا وو اسے البتہ امید دیا۔

(۶) ب = بارے دل

(۷) ت = مشقت سب راحت

(۸) ب، ت = غم نشاط بار۔

(۹) ب = ہور ہی ہے پاس

(۱۰) م = بھیلائے ہوا

(۱۱) ت = نباہ

(۱۲) ت = بے خبر ہوئے

(۱۳) الف، ت = "بہت خوب واہ واہ" یہ عبارت ان دونوں نسخوں میں نہیں ہے متن میں یہ عبارت نسخہ ب، ج، س، م سے شامل کی گئی ہے۔

(۱۴) الف = پڑے نور۔ متن میں ہرے نور نسخہ ب، ت، ج، س، م سے شامل کیا گیا ہے۔

(۱۵) ت = ایک بار کہ عشق ہزار ہزار مرے گا۔

(۱۶) ب = ہزار ہزار فکراں

(۱۷) ت = جو ہمت۔

(۱۸) ب = جوں دل کے۔ ت، ج = جیوں دل کے۔ م = جو دل کے دل۔

(۱۹) ت = فیض نے فیض دل

(صفحہ ۲۵۱)

(۱) ت = خردمنداں ہوئے۔

(۲) ب = لائق قابل متید

(۳) ج = ظہری

(۴) ب، ج = باٹ

(۵) ب = انگے سب ظاہر صاحب دل، خدا کا واصل

(۶) ت = کو رہنما

(۷) ب، م = دل ہوئے شاد

(۸) ب، ت، ج، س = یو چھیا گنج

(۹) ب = "اپنے ادھر کرے گا وہ پہچانے گا وہ اس بات کی قدر جانے گا ہمنا یاد کرے گا۔ یہ عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے۔

(۱۰) ج = یاد کرے گا بے خبر کرے گا اپنا دل شاد کرے گا۔

(۱۱) ب = پرسے

(۱۲) ت = کے اثر

(۱۳) ت = ہزار ہزار اعتقاد

(۱۴) ب = جان سوں ہماری ج = جان سو ہماری

(صفحہ-۱۵۲)

(۱) "عجب واصل تھا کہے گا۔ نسخہ الف میں یہ عبارت نہیں ہے۔ متن میں یہ عبارت نسخہ ب، ت، ج، س، م سے شامل کی گئی ہے۔

(۲) ت: حاصل ہوئے

(۳) الف = بادشاہ جس کے دوستاں۔ متن میں نسخہ الف کی اس عبارت کی بجائے "بادشاہ کے دوستاں"۔ نسخہ ب، ت، س، ج، م کی عبارت شامل کی گئی ہے۔

(۴) ب = دوستاں ہور بادشاہ کے۔

(۵) ب = بادشاہ کے پیارے مان تے مگن ھائے بادشاہ کیا پیاریاں بادشاہ کے خدمت گاراں۔

(۶) ب اُمیدواراں دعا گویاں

(۷) ب = آمین رب العالمین والسّلام ولاکرم کتاب سب رس ہوئی تمام۔

۷۴۴

فرهنگ

ابرنا	باقی رہنا، بچ رہنا	اُچانا	اُٹھانا، بلند کرنا
ابلوج	مصری، قند	اُجاڑ	بیزاری، اداسی
ابلا	بے وقوف	اچھنا	ہونا، رہنا
ابھال	بادل	ادنتری	ادھورا، نامکمل، معلق
ابھالے	چھلانگیں	آدھار	سہارا، بھروسہ، دارومدار
آپ خودی	سرکش، ضدی	آدی	شروع کرنا، ارتکاب کرنا
اپچھری	پری، اپسرا	اُربسی	ایک پری کا نام (کالی داس کے ڈرامہ کی ہیروئن
آپیس آپ	آپ ہی، خود ہی		
اپستا	خودسر	اُساس	آہ
اپرروپ	نادر، اعلیٰ درجہ کا	الا بلا لینا	بلا مُفت لینا
اپکار	احسان	الالے	جوش، ولولہ، اُمنگ
اترائی	بدلہ (احسان کا بدلہ)	اُمس پکڑنا	ہمت پانا، حوصلہ پانا
اتارو	اتارنے والا	انباری	عماری
اتارے جانا	قتل ہونا، مارے جانا	انپڑنا	پہنچنا
اتال	اب، فی الحال	انتر	پوشیدہ، راز، اندرون
اتاول	جلدی، عجلت		فرق
اتھا	تھا	انگے	آگے
آٹا آٹ	آفت، مصیبت	انڈھلا	اندھا
اٹھوں آجنوں	اب تک	انکڑی	اکڑی (اکڑنا)

اواسوا
اوکل
اودھرم
اوڑیالوں
اولکھن
ایتال
ایلاڑ

ایراغیرا
بُراوقت، مصیبت
بے دھرم، بے ایمان
چاول میں ملے ہوئے
کچھ بیج ہوتے ہیں جنکو
چُن کر الگ کرلیا جاتا ہے
تلگو میں ان کو اڑپالو
کہتے ہیں ممکن ہے یہ
اڑیالوں یہی لفظ ہو
کیوں کہ یہاں یہ مفہوم
متن کے مطابق ہے
بدبخت، بدمعاش،
بدچلن
اب
اِس طرف، اِدھر کو

ب

باٹ
باج
بار
بارا

راستہ
بغیر
دیر
ہوا، آندھی

بارابات
بڑبڑانا
باؤ
باول
بائیں
بلبلنا
بتری
بچہ
بجر
بجناک
بجاک
بجتر
بست
براٹ
بسلانا
بسوار
بگولا
بکھانا
بُند
بُندے

ٹکڑے ٹکڑے
بلبلانا
ہوا
باولا، دیوانہ
کنواں
عاجزی کرنا
بدتری
باصرار، معمر
پتھر، سخت
زہر
سانپ کی ایک قسم
مصور
چیز، شئے
فراموشی
بیٹھانا
مسالہ
بکلا
تذکرہ کرنا، بیان کرنا
بوند
بوندیں

پ

بتینا تراشنا

بود وجود، ہستی

بےکڑ بےرحم، سنگدل

بیگ جلد

بیلاڑ پرے، اوپر، بعد کو

بہانا من چاہا، اختیار، خوشی

بہار باہر

بہاگ بھروسہ، اطمینان

ڈھارس، قسمت

بہان سورج

بہن بہن

بہانا ڈالنا، پڑنا

بہت باری تباہ ہونا، برباد ہونا

بھڑکی، بھڑکا بھڑک

بہشت بد، بُرا، پلید

بھگدی فوراً

بھگن سیر ہونا، خوش ہونا

بھوگنی بہت گن والا

بہیں زمیں

پاچ پاچ

پاچے بے رحم، سنگدل

پاڑنا جلد

پال پرے، اوپر، بعد کو

پالتی

پایک

باہر

پت عزت

پتیانا اعتماد کرنا، اعتبار کرنا

پچھاڑی چغلی، غیبت

پرانی جاندار

پُرتے بساط کے موافق

پردل غیر کی فوج

پرسن خوشی، راضی

پرگٹ پرقیچ، پرکٹا

پرگٹ ظاہر

پگ قدم

پلٹ، پاشٹ ناپاک

پانوں سار لازم

زمرد

ایک آسمانی پری کا نام

ڈالنا

پُل

جاسوس، فُجر

قاصد کسی کی آمد کی خبر

دینے والا

پہنچانا	مارنا، پیٹنا	تقدا	تقاضہ
پہوانا	ذلیل وخوار ہونا	تقاس	تلاش، تپاس
سیکھنا	تماشا بے عزت ہونا	تگبگی	بے قراری، بے چینی
پیکاں (واحد پیکا)	پیسے	تلار	نیچے، تلے
پیٹ سُل	دردِ شکم	تلاسنا	تلاش کرنا
پیلاڑ	اُس پار، آگے	تلیں	تلے، نیچے
———		تو لگن	تب تک
پہانٹا	شاخ	تے	سے
پہاندا	پھندا	تیتوری	تتلی
پہکڑیاں، پہنکڑیاں	پنکھڑیاں	تیرالو	پیراک
پھکٹ	مفت		

ٹ

پہتر	پتھر	ٹٹنا	ٹوٹنا
پھرا	پھر، دوبارہ	ٹک	ذرا
		ٹومنی	ایڑ، ٹھوکر

ت

تانٹا	چرچا	———	
تپانا	انتظار کرنا ستانا	ٹہار	مقام، جگہ
تتا	گرم، تلخ	ٹھاویں ٹھاوں	جگہ جگہ
تربھرنا	بے تاب ہونا	ٹھیلنا	آگے بڑھانا۔ ٹالنا
تروار	تلوار		

ج

تفادا	طعنہ، الزام	جالنا	جلانا

چینا	یاد کرنا، درد کرنا	جہال	جوش، غضب
	اِنتظار کرنا	جہالاں	جھلانگیں
جیتک بدیاں	جتنی بھی بُرائیاں	جھانپ	چھلانگ
	سب بُرائیاں	جھرا	سوت، سوکن
چیتر ب	شعار، شیوہ	جھڑتی	تلاشی، حساب
	طریقہ و دستور	جھونٹا	چھپٹّا
جد	سعی، کوشش	جھونٹے کاٹی	چوٹی کاٹی

چ

جداں تے / جدیاں تے	جب سے	چاتُر، چبتر	ہوشیار، ذہن
جد دھرنا	کوشش کرنا	چاترائی	ہوشیاری
جرونا	پچنا، ہضم ہونا	چاڑی	چغلی
جس	شہرت، قدرت	چالا	چال
	عظمت، بڑائی	چت دھرنا	دھیان دینا
	نیک نامی	چاکھنا	چکھنا
جند	ڈھیر، جمع	چُپ	یوں ہی
جنگم	بڑا، سیانی، سادھو	چترنا	تصویر کھینچنا، نقشہ کشی کرنا
جنو	جو	چٹک، چٹیک	لالچ
جولگن	جب تک	چر پھرنا	بے تاب و بے قرار ہونا
	———	چڑنا	چڑھنا
جھاڑ	درخت	چکلنا	زور سے دبانا

چلنت — چلن
چمٹی — چیونٹی
چندنی — چاندنی
چنگیاں — چنگاریاں
چوڑ — خسارہ، نقصان، تباہی
چوسار — ہوشیار، سمجھدار
چولا — چولہا
چوندھر — چاروں طرف
چینت — فکر۔ چنتا

چھتر بھوگنا — حکومت کرنا
چھنڈ — نازوادا
چھلٹا — چھلکا

حیرانگی — حیرانی
حیف کھانا — تاسف کرنا، پشیمان ہونا

خارج — علاوہ، سوا
خاطر — بے، واسطے
خاطرداشتی — خاطرداری، دل جوئی

خانجی — خریدی بندہ
خطرہ — خطرہ
خوبانی — خوبانی
خوشبوئی — خوشبوئی

د

داٹ — دانا ں دان
دُر — دُر

درس — درسنی
دڑی مارنا — دروناد
دسنا — دیکھنا
دِک — دَک
دَک — دگدانا

دنبال، دنبالہ — دشمنی
دُند — دُندمارنا

خاں صاحب — زرخرید غلام
قطرہ — خوبی
خوشبو

سخت، گھنا — دانے دانے، ٹکڑے ٹکڑے
بُرا — دیدار
دیکھنے والا، مشتاق
قبضہ جمانا — باطن
دیکھنا
مقام، حد، سمت
مجال، دخل
ڈگمگانا

پیچھے
دشمنی
عداوت نکالنا، دشمنی کرنا

دم کوانڈنا — دم گھٹنا — ڈھیک — ڈھیر

ر

دوراہی، دورائی — آقائی، حکومت، اقتدار

ددکال — بُرا وقت — راجوٹ — تدبیر، حکومت

دوچیتا — مذبذب — راسک راس — ٹھیک ٹھیک

دوئی پنا — دہراپن — رانے — بھگائے ہوئے

دیدابان — چوکیدار، پاسبان — راواں، راویں — طوطا

رُج — ذوق، سلیقہ، ڈھنگ

رہات — قسم — رچ، رچہ — جذبہ، جوش

دہانا — دوڑنا، لپک کر چلنا — رقوم — (شہرت، نام) رقم قسم

دھانوں — عزم، ارادہ — رکھوال — ٹگیابان

دھرکت — خیر، بھلائی — رنبھا — ایک آسمانی پری کا نام

دہتیارے — دھوکے باز، دغاباز — رن کھام — شجاع، میدانِ جنگ کا ستون

دھیر — صبر — رہنہار — رہنے والا

دہیں — دہی — ریلیچ — خواہش، ولولہ، خوشی

ڈ

ریل چھیل — گھما گھمی، ریل پیل

ڈٹ، ڈاٹ — زور، شدت، مضبوط

ز

ڈونگر — پہاڑ — زباں کرنا — بولنا، کہنا

ڈونگی — گہری — زرینا — زیورِ خزانہ

ڈولنا — ڈولنا — زیاست — زیادہ

زہار — زہر

س

سرنگ	خوش رنگ		
ریاضت، وظیفہ پڑھنا	سرگردانگی	سادنا	
مانند	سرنوانا	سرگردانی	سار
جوڑنا، ملانا، تیار کرنا	سپیڑنا	سرجھکانا	ساندنا
دیوانہ	سڑی	گرفتار ہونا، پھنسنا	ساندی
خوشبو	سکال	دیوانہ	سباس
ہوشیار، چوکس، خبردار		خوشحالی کا زمانہ ارزانی،	ساوچیت
سچ، دھرم	سگلا	سستی فعل	ست
ظالم	سگھڑول	سب	ستمی، ستمیں
پکڑنا، گرانا، ڈالنا	سلک دینا	سگھڑ، باسلیقہ	سٹنا
سچ سچ		منہ لگانا، بے تکلفی	سچیں مچیں
عالم، فاضل	سلگے	پیدا کرنا۔	سدھیں
سر پٹکنا	سنچرنا	دوست	سرپچھاڑ لینا
تخلیق کرنا، پیدا کرنا		داخل ہونا، سمانا	سرجنا
ابتدا ہی سے	سنمکہ	پہنچنا	سرتیچہ
پیدا کرنے والا	سنگرام	سامنے، مقابل	سرجنہار
زیادہ، اعلیٰ، فائق	سواد	لڑائی، ہاتھا پائی،	سرس
برتر،	سور، سورسچ	مزہ، فائدہ	
جنت	سورات	سورج	سُرگ
پناہ		حرص و ہوس، خواہش	سرن
		ولولہ	

سوسنا — برداشت کرنا — فتوا — فساد

سوں — سے — فرمودگی — فرمان

سوں — قسم

ق

ش

قصہ خاں — قصہ خواں

ک

شہاب — شاب

سیانا، ہشیار — کانچ — شانا

شیر ببر — کاڑنا — نکالنا

ص

کاکلوت — حرص، لالچ

صبح — کالی (جمع کالیاں) — نالہ، ندی — صُبا

صبر — کاند — دیوار — صبوری

ض

کانجی — ایک قسم کا کھٹا پانی

ضمانت — جسے رائی، زیرہ، نمک — ضمان

ع

وغیرہ ڈال کر تیار کیا

غ

حیران — جاتا ہے۔ — عجَب

کبل — مشکل، دشوار گذار، — غدری

غدار، ناشکر — سخت، کئی ایک، — غلیلا

شور، جوش وخروش — بہت، متعدد — غوغا

شور — کچوانا — پہلوتی کرنا

ف

کچاٹ — جھگڑا کرنا — فام

فہم — الگ ہونا — دور ہونا

کدہاں کب، کب تک کوڑ گپٹ دغا، منافقت
کدہن طرف، سمت کولا گیدڑ
کدہیں کبھی کولک. کولکن کب تک
کڈھنگ بے ڈھنگ، بے ڈول کوں کو
کرتار، کرنے والا خدا کونڈنا مقید کرنا، بند رکھنا
کڑوائی کڑواہٹ کودا کنواں
کس طاقت، قوت کیف نشہ
کسوت لباس، کپڑا کی کیوں
کلا فن، ہنر، فریب کیکامتی کیکئی (رام چندر جی کی سوتیلی ماں)
کلانا جھگڑا کرنا، لڑائی کرنا
کلاکستی مکار کیلی چابی، کنجی
کلاونتی طوائف، گانے والی

کلف قفل کھساٹیاں بوڑھی عورتیں
کلکلاٹ بے چینی، بے قراری، بددعا کھینچ ناخوشی
کندست ناکارہ کھیسا جیب
کنکی کنکر

گ

کو کون، کس نے گانڈا گنا
کو کب گت چال، روش
کوٹ قلعہ گدُ گودا
کوڑ بے وقوف، کینہ پرور گڑگا گھٹنا

گُمت — گنبد
گہنا گہنا — بسر کرنا خوشی کے ساتھ وقت گذارنا — لوڑ لینا
گن کار — گن والا — لئ
گن ونت — گن والا — لہوا
گُنگا — گونگا
گوی — درندے کا مسکن — مانا
——— — مایا
کھابرا — مضطرب، پریشان — مت
کھالنا — ڈالنا، بکھیرنا — مَنا
کھانگرا کھول — پریشان — مدماتا
کھٹ — ارادہ، فکر، دھیان — مشت
خیال — مفتن
کھر کھاؤ — گھر تباہ کرنے والا — مدنایک
کھن پُن — چرچا — مرونا
کھیُو — گھی — منم کرنا

ل

لاٹنا — زیر کرنا — موپ
لانڈگا — بھیڑیا — موٹ
لکھن ونتی — خوش اطوار — مہروان

مبارک
خواہش، مرضی، چاہ
زیب دینا
کئی
تلوار

م

سمانا
بھید
رائے، پند، نصیحت
مشورہ کرنا
مخمور، مست
مست
فتنہ انگیز
مخمور
اترانا، اکڑنا
غرور کرنا
میں
سازوسامان
گھڑی
مہربان

موسنا	برداشت کرنا	نیٹ	درست، استوار
مینکا	سماجی ڈرامہ کی ہیروئن	واچ واچ	واہ واہ
	شکنتلا کی ماں، ایک پری	واز	بیزار

ن

	وز		غالب
ناندنا	گھریلو زندگی گزارنا	واں تے	وہاں
	زندگی بسر کرنا	وناق	گھر، حرم سرا
نادں	نام	وسواس	بھروسہ
نبتر	بدتر	وں	ویسا ہی
نباڑنا	نبیڑنا	ہانک مارنا	زور زور سے چلانا
نچنت	بے فکر مطمئن	ہب	اب
نراس	مایوس	ہچ ہچ	اتفاق، سادہ لوح
نرجوت	بے نور	ہریا	ہرا
نرجیا	بے دم	ہلگنا	پھنسنا
نرڑی	نرخرہ	ہور	اور
نروالا	نرالا، الگ	ہوڑ	بازی، شرط
	علیحدہ، بے نیاز	ہوس ناک	آرزومند
نقشاں چتنا	نکتہ چینی کرنا، عیب تلاش کرنا	ہیڑا	گوشت
نمن	مانند		

ی

نوڑنا	مروڑنا	یک کولے	ایک زبان
نھاٹنا، نیاسنا	بھاگ جانا	یکیکی	اکیلی
نہنواد	کم سن بچہ	یکیلے	اکیلے
نیاؤ	فیصلہ		

کتابیات

(اُردو و فارسی)

اختر، نور اسعید	تاج الحقائق کا مصنف	نیو قادری پریس بمبئی ۱۹۷۰ء
حافظ، شمس الدین	سفینۂ حافظ	چاپ خانۂ علمی ۱۳۴۷ھ
حبیب ضیاء	دکھنی قواعد	باب اسلام پریس کراچی ۱۹۶۹ء
حسینی شاہد	سید ابن الدین علی اعلیٰ حیات و کارنامے	انتخاب پریس حیدرآباد ۱۹۷۳ء
جاوید وششٹ	قصۂ حسن و دل	اعتقاد پبلشنگ ہاؤس دہلی ۱۹۶۹ء
جاوید وششٹ	سب رس کا قصۂ حسن و دل	کوہ نور پریس دہلی ۱۹۷۳ء
جاوید وششٹ	ملا وجہی کے انشائیے	بک سروس دہلی ۱۹۷۳ء
خاں، مسعود حسن (مرتبہ)	قدیم اُردو جلد اوّل	دائرۃ المعارف حیدرآباد ۱۹۶۵ء
خاں، مسعود حسن (مرتبہ)	قدیم اُردو جلد دوم	دائرۃ المعارف حیدرآباد ۱۹۶۷ء
خاں، غلام عمر (مرتبہ)	دکھنی اُردو کی بغت	ساہتیہ اکیڈیمی حیدرآباد ۱۹۶۹ء
خاں، مسعود حسن	مقدمہ تاریخ زبان اردو طبع چہارم	مسلم ایجوکیشنل پریس علی گڑھ ۱۹۷۰ء
خاں، رشید حسن	اردو املا	جید پریس دہلی ۱۹۷۴ء
خلیق انجم	دکھنی تنقید	الجمیعۃ پریس دہلی ۱۹۶۷ء
رضوی ہاشم (مرتبہ)	دیوان کامل جامی	چاپ خانۂ علمی پیروز ۱۳۴۱ھ
رضوی، سعادت علی (مرتبہ)	سیف الملوک و بدیع الجمال از غواصی	مجلس اشاعت دکھنی مخطوطات حیدرآباد ۱۹۵۷ء
رضوی، سعادت علی (مرتبہ)	طوطی نامہ از غواصی	〃 〃 〃

رفیعہ سلطانہ	اردو نثر کا آغاز وارتقا	مجلس تحقیقات اردو حیدرآباد ۱۹۶۲ء
رفعت میاں الدین (مرتبہ)	کلیات نشاہی از علی عادل شاہ ثانی	سودیر پرنٹنگ پریس دہلی ۱۹۶۲ء
زور، محی الدین	اردو شہ پارے	حیدرآباد ۱۹۲۹ء
زور، محی الدین (مرتبہ)	کلیات محمد قلی قطب شاہ	ادارۂ ادبیات اردو حیدرآباد ۱۹۴۰ء
سروری، عبدالقادر (مرتبہ)	پھول بن از ابن نشاطی	مجلس اشاعت دکھنی مخطوطات حیدرآباد
سروری، عبدالقادر (مرتبہ)	قصۂ بے نظیر از صنعتی	مجلس اشاعت دکھنی مخطوطات حیدرآباد
سید محمد (مرتبہ)	کلیات عبداللہ قطب شاہ	〃 〃 〃
سید محمد (مرتبہ)	مثنوی گلشن عشق از نصرتی	〃 〃 〃
سہیل بخاری	سب رس پر ایک نظر	آزاد بک ڈپو لاہور ۱۹۶۷ء
سیال، محمد حیات خاں (مرتبہ)	احوال و نقد و جہی	تعلیمی پریس لاہور ۱۹۶۷ء
شمیم انہونوی (مرتبہ)	سب رس از وجہی	مکتبۂ کلیان لکھنؤ ۱۹۶۲ء
صدیقی، اکبرالدین (مرتبہ)	کلمۃ الحقائق از جانم	ادارۂ ادبیات اردو حیدرآباد ۱۹۶۱ء
صدیقی اکبرالدین (مرتبہ)	چندر بدن ومہیار از مقیمی	مجلس اشاعت دکھنی مخطوطات حیدرآباد ۱۹۵۶ء
صدیقی، اکبرالدین	بجھتے چراغ	نیشنل فائن پرنٹنگ پریس حیدرآباد ۱۹۷۵ء
صدیقی، عبدالمجید	تاریخ گولکنڈہ	ادارۂ ادبیات اردو حیدرآباد ۱۹۳۹ء
صدیقی، عبدالمجید (مرتبہ)	علی نامہ از نصرتی	مجلس اشاعت دکھنی مخطوطات حیدرآباد ۱۹۵۹ء
عبدالحق (مرتبہ)	سب رس از وجہی بار اول	انجمن ترقی اردو ۱۹۳۲ء

عبدالحق	(مرتبہ)	سب رس از وجہی بار دوم	انجمن ترقی اردو ۱۹۵۳ء
عبدالحق	(مرتبہ)	قطب مشتری از وجہی	انجمن ترقی اردو ۱۹۵۳ء
عبدالحق		اردو کی نشو و نما میں صوفیائے کرام کا کام	انجمن ترقی اردو ۱۹۵۳ء
عبدالحق		اردو صرف و نحو	انجمن ترقی اردو ۱۹۶۸ء
علی اکبر دہخدہ		امثال و حکم حصہ اول، دوم، سوم، چہارم	مجلس طہران
غلام رسول	(مترجم)	دکھنی زبان کا آغاز و ارتقا	دکھنی پرکاشن
قتیل عبدالحفیظ			سیتی حیدرآباد ۱۹۶۷ء
قتیل، عبدالحفیظ		معراج العاشقین کا مصنف	نیشنل پرنٹنگ پریس حیدرآباد ۱۹۶۸ء
قیوم صادق		دکھنی غالب	صفدری پریس بمبئی ۱۹۷۳ء
گیان چند جین		اُردو کی نثری داستانیں	انجمن ترقی اردو
محمد علی فروغی	(مرتبہ)	کلیات سعدی	چاپ خانۂ علمی
منظر اعظمی		سب رس کا تنقیدی جائزہ	انجمن ترقی اردو ۱۹۷۶ء
نذیر احمد	(مرتبہ)	کتاب نورس از ابراہیم عادل شاہ	دانش محل لکھنو ۱۹۵۵ء
نذیر احمد	(مرتبہ)	علی گڑھ تاریخ ادب اُردو	علی گڑھ ۱۹۶۳ء
ہاشمی، نصیرالدین		دکن میں اُردو بار ششم	نسیم بک ڈپو لکھنو ۱۹۶۲ء
ہاشمی، نصیرالدین		یورپ میں دکھنی مخطوطات	مجلس ترقی ادب حیدرآباد ۱۹۳۲ء

مقالات

جمال شریف	دکن میں اردو شاعری کا ارتقا ولی سے پہلے

جمیل علی	اردو مرثیہ کا ارتقا بیجاپور اور گول کنڈہ میں	۷۰۰ تک
حامدہ یوسف	اورنگ آباد میں اردو زبان کا ارتقا	

عربی

عبدالحق (محرث)	اخبارالاخبار	دارالاشاعت کراچی
عبدالحی (مرتبہ)	نزھتہ الخواطر	دائرۃ المعارف حیدرآباد ۱۹۵۶ء

ہندی

श्रीराम शर्मा सम्पादक सवरस दक्षिणी प्रकाशन
श्याम सुन्दर कबीरदासकी साम्प्रति, हैदराबाद २६५५

انگلش

GREEN SHEILD DASTURULUSHAQ

M:PAULINEPARKER ALLEGORY OF THE ST.MATINSPREESS
FAERIE QUEEN NEWYARK 1965

KEITH SANSKRIT DRAMA LONDONOXFORD
ITS ORIGIN DEVELOP UNIVERSITYPRESS
MENT, TEORY AND
PRACTICE

WINTERNITZ, MAURICE- HISTORY OF SAN- ORIENTAL BOOK REPRINT
SKRIT LIERATURE CORPORATION NEWDELHI

ENCYCLOPEADIA BRITANICA GREAT BRITAIN, HAYCOCK PRESS

ENCYCLOPEADIC DICTIONARY, CASSEILL AND COMPANY, LONDON

رسائل

ادیب	مارچ	۱۹۶۲ء
اُردو	اورنگ آباد جولائی	۱۹۲۵ء
اُردو	کراچی اپریل	۱۹۵۰ء
اردو نامہ	کراچی ڈسمبر	۱۹۶۶ء
اردو نامہ	کراچی ڈسمبر	۱۹۶۷ء
آجکل	دہلی جون	۱۹۵۳ء
آجکل	دہلی جون	۱۹۱۰ء
آجکل	دہلی ستمبر	۱۹۵۴ء
آجکل	دہلی جون	۱۹۶۵ء
اورنٹیل کالج میگزین	لاہور نومبر	۱۹۶۰ء
سب رس	حیدرآباد ڈسمبر	۱۹۶۴ء
سب رس	حیدرآباد ڈسمبر	۱۹۶۵ء
سب رس	حیدرآباد جون	۱۹۶۶ء
سب رس	حیدرآباد جنوری	۱۹۶۷ء
سب رس	حیدرآباد مارچ	۱۹۷۰
سب رس	حیدرآباد فبروری	۱۹۷۰ء
سب رس (خاص نمبر)		۱۹۷۲ء

صبح نو	پٹنہ جون	۱۹۶۶ء
علی کالج میگزین	علی گڑھ مارچ	۱۹۵۳ء
قومی زبان	کراچی	۱۹۶۰ء
مرہٹی ساہتیہ پتریکا	بمبئی اپریل	۱۹۶۹ء
نوائے ادب	بمبئی جنوری	۱۹۶۷ء
ہندوستانی ادب	حیدرآباد ستمبر	۱۹۶۷ء

مخطوطات

حاتم	قصۂ عقل و دل	منظوم افسانے نمبر ۱۰۲-۱۰۳ سالار جنگ لائبریری حیدرآباد
حسینی، محمد اکبر (مرتبہ)	جوامع الکلم	تصوف ۴۶ سالار جنگ لائبریری حیدرآباد
حسینی، محمد اکبر (مرتبہ)	جوامع الکلم	تصوف ۱۴۲۲ اسٹیٹ سنٹرل لائبریری "
جانم، برہان الدین	رسالہ تصوف (کلمۃ لاسرا)	تصوف ۶۲۳ اسٹیٹ سنٹرل لائبریری "
رازِ الٰہی، شاہ برہان	وصیت نامہ	تصوف ۴۸ اسٹیٹ سنٹرل لائبریری حیدرآباد
شاہ علی	جواہر اسرار اللہ	تصوف اخلاق ۳۲ سالار جنگ لائبریری "
شاہ علی	جواہر اسرار اللہ	مملوکہ اکبر الدین صدیقی سابق ریڈر شعبۂ اردو جامعہ عثمانیہ حیدرآباد
فتاحی ابن سیبک	قصہ حسن و دل	۱۸ قلمی عثمانیہ یونیورسٹی لائبریری حیدرآباد
وجہ الدین ثانی	عقائد وجہی	مجامع ۷۰ اسٹیٹ سنٹرل لائبریری حیدرآباد
وجہی	سب رس	نثری افسانے ۹ سالار جنگ لائبریری حیدرآباد
وجہی	سب رس	نثری افسانے ۱۰ سالار جنگ لائبریری حیدرآباد
وجہی	سب رس	۵۶ ادارۂ ادبیات اردو حیدرآباد

وجہی	سب رس	۶۹۴ ادارۂ ادبیات اردو حیدرآباد
وجہی	سب رس	۷۳۱ ادارۂ ادبیات اردو حیدرآباد
وجہی	سب رس	۹۰۰ ادارۂ ادبیات اردو حیدرآباد
وجہی	سب رس	تصوف ۱۹۵ اسٹیٹ سنٹرل لائبریری حیدرآباد
وجہی	سب رس	تصوف ۶۳۲ اسٹیٹ سنٹرل لائبریری حیدرآباد
وجہی	سب رس	۸۷ جامعہ عثمانیہ لائبریری حیدرآباد
وجہی	سب رس	۱۶۵ جامعہ عثمانیہ لائبریری حیدرآباد
وجہی	سب رس	مملوکہ آغا حیدر حسین سابق لکچرار جامعہ عثمانیہ شعبہ اردو حیدرآباد
وجہی	سب رس	مملوکہ آغا حیدر حسین سابق لکچرار جامعہ عثمانیہ شعبہ اردو حیدرآباد
وجہی	سب رس	مملوکہ درگاہ حضرت معشوق ربانی ورنگل
وجہی	دیوان وجہیہ	ادب نظم ۵۱۱ سالار جنگ لائبریری حیدرآباد

غلط نامہ

کتاب کی تکمیل کے بعد علم ہوا کہ کتابت اور طباعت کی بعض ایسی غلطیاں راہ پا گئی ہیں جن کی وضاحت کے لئے اس غلط نامہ کا پیش کرنا ناگزیر تھا میں ان تمام غلطیوں کے لئے قارئین سے معذرت خواہ ہوں۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۹	۸	AGERENE	AGORENE	۱۷۷	۱۹	تمیز کریں یاضت	تمیز کریں مشقت ی ضت ہمارد یا
۴۹	۹	HARANGHE	HARANGME	۱۷۸	۱۰	سنپڑے کچھ	سنپڑے کیسے کچہ
۵۱	۱۰	FARIE	EAERIE	۱۸۰	۳	کتاب دیکھ کر	کتاب دیکہ کہ
۵۱	۱۴	ADUNCTS	ADJUNCTS	۱۸۲	۲۰	ہماراج	ہماراج
۵۱	۱۶	MiD	MiND	۱۸۳	۶	پانا	پایا
۵۲	۵	CONEY	CONVEY	۱۸۴	۱۶	سیتان	سیتان
۵۲	۱۶	ENCYELOP	ENCYECLO	۱۸۷	۱۳	تماشناج	تماشاج
		EDiC	PAEDIC	۱۸۸	۶	پیدالیں	پیدائیں
۵۳	۴	SEESS	SEEKS	۱۹۱	۵	جان	جاں
۶۷	۱۰	DISCRIMi	DISCRIMIN	۱۹۵	۱۰	دلیج	دلیچ
		ATTON	ATION	۱۹۵	۱۹	بھیائے	بھائے
۶۷	۱۱	PRSTERITY	POSTERITY	۱۹۶	۱۳	نگار	سنگار
۶۷	۱۶	TWE	THE	۱۹۶	۱۴	متی	مستی
۶۹	۱۵	SPPITS	SPIRITS	۱۹۷	۹	اہنے	رہنے
۱۷۳	۱۱	پران سوں جانو	پران سوں پران جانو	۱۹۷	۳	بسرنا	بسرتا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۹	۱۳	سیر ہے	امر ہے
۲۰۳		لعلاں	بعضیاں
۲۰۳	۱۲	کمیاج	کماچ
۲۰۵	۱۱	اس آبجیات	دل اس آبجیات
۲۰۵	۱۷	پچھتا	ریچھتا
۲۰۶	۱۶	پاتاں	باتاں
۲۰۷	۱۸	خوش مجت	خوش صحبت
۲۰۹	۱۶	فتوے	تقوے
۲۱۱	۳	نیک نیت	نیک بخت
۲۱۱	۵	دغاز	دغاباز
۲۰۷	۱۶	بلبلیلا	بلبلیا
۲۱۸	۱۲	قوی	خوی
۲۱۹	۸	اگہر	اگر
۲۲۱	۳	آتی جنے	آتی ہمت جنے
۲۲۱	۹	تعلیم جانے	تعلیم خانے
۲۲۱	۱۶	کس کی	کسی کی
۲۲۳	۲۰	ٹھاون اجھاکچہ	ٹھاون اچھا کچہ
۲۲۴	۷	اندیشا اندشگر	اندیشا اندیش کر
۲۲۴	۹	مجھے	مجھے
۲۲۴	۹	بات کدھر	بات تجے کدھر
۲۳۰	۷	ٹھاون	ٹھاؤں
۲۳۳	۱۳	مائل	حائل
۲۳۳	۱۴	دربار	دریا
۲۳۳	۱۷	بہاز	بہرا
۲۳۵	۱۷	جور	چور
۲۴۰	۱۳	گمبرارہ	گمراہ
۲۴۷	۲	اپنی کوئی	اپنی خوبی کوئی
۲۵۰	۱۹	نادر	نادر
۲۵۱	۶	جلیلاٹ	چلبلاٹ
۲۵۱	۱۰	جوھر	جدھر
۲۵۵	۱۸	ببٹر	بسر
۲۵۷	۷	کلے	کنے
۲۵۸	۱	نرانکہار	نرہنکار
۲۵۸	۲۱	کہوت گدا	کسوتِ گدا
۲۵۹	۷	ڈرکار	درکار
۲۶۰	۴	مسنے	ہنے
۲۶۰	۶	دہیں	دین
۲۶۱	۵	اچھینا	اچھنا
۲۶۲	۷	ترکیب	ترکیب
۲۶۴	۱	نانے	مانے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶۶	۱۵	پہچانے	پہچانے یوکیسی
۲۶۸	۶	آیا جانا نادم	آتا جاتا دم
۲۷۲	۵	کچہ ہے	کچہ ہو رہے
۲۷۲	۷	جند	چند
۲۷۴	۱۳	مرشہ	مرشد
۲۷۵	۲	مطلب	مطلوب
۲۷۵	۹	بند	بندا
۲۷۶	۳	کرنے	کرجانے
۲۷۶	۱۴	کیس ہوتا	کیس کا کیں ہوتا
۲۷۶	۱۹-۲۰	چھکڑ	جھگڑ
۲۷۹	۳،۴	اپتا	پتا
۲۸۰		پردیہاں نہ	بردیہاں تہ
۲۸۱	۷	ہرکس کنے	ہرکسی کنے
۲۸۲	۲	دیتا عاشق	دیتا کہ دل عاشق
۲۸۲	۱۹	ایش	ریش
۲۸۳	۶	پوچھنا	پوچھیا
۲۸۶	۴	بیسچ	بسیچ
۲۸۸	۶	کام لے	کام کرے
۲۸۸	۱۴	سنتی بتوں بھاتی	سنتی بتو بتو بھاتی
۲۹۰	۲۱	واقع	واقعہ
۲۹۱	۱۹	ملکہ	بلکہ
۲۹۲	۵	سوکا گیلا	سوکا ہو رگیلا
۲۹۲	۷	نمے ارزد	نمے ارزد
۲۹۴	۹	ننگ	نیک
۲۹۵	۷	کچہ نیں دیا	کچھ نہیں کیا اچھے کچھ نہیں کہا یا کسے کچہ نیں دیا
۲۹۵	۹	سخاوت	شجاعت
۲۹۷	۷	لیانا	لیایا
۲۹۹	۱۲	سری	بہری
۳۰۱	۳	نٹا	تنٹتا
۳۰۳	۱۹	ھما	معما
۳۰۴	۱۲	سہارا	سہن ہارا
۳۰۷	۱۱	سرنا	بسرنا
۳۰۸	۱۰	نک	نمک
۳۰۹	۲۰	داہر پیرہن	در ہر پیرہن
۳۱۰	۱۷	رقعا	قصا
۳۱۴	۱۴	کھانیں	گھانس
۳۱۵	۴	کیسے	کیے
۳۱۹	۱۴	غمزے	غمزہ
۳۲۰	۱۷	کیس	نیں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲۱	۱۴	اینا	ایتا
۳۲۹	۳	حضوی	صبوری
۳۳۰	۱۲	ایتی بندی اپنی	ایتی تندی ایتی
۳۳۰	۱۴	اُس امس	اُمس اس
۳۳۷	۲	.جھکڑا لا گیا	.جھگڑا لا گیا
۳۴۰	۱۹	مانک جھمکارے	مانک جھمکادے
۳۴۵	۵	فضا کوں ٹالنے	قضا کوں کیوں ٹالے
۳۴۵	۱	کہوایا	کہوا تا
۳۴۵	۳	انکھیا میں	انکھیاں میں
۳۴۵	۱۹	جیوں ہادے کون	جیون ہا سے کوں کون
۲۶۳	۱۹	اشتیاق دیدار	اشتیاق دیدا دیدار
۳۶۷	۷	یہ نام	بدنام
۳۷۱	۱۵	ہنتیاں	ہنستیاں
۳۷۲	۲	جسی	جیسی
۳۷۳	۱۸	نیچ ہوں	.ن میچ ہوں
۳۷۶	۳	ہوں	ہویں
۳۷۷	۷	راز طاہر	راز ظاہر تے باطن کوں جانا ظاہر
۳۸۳	۱۰	چھڑدے	جھڑادے
۳۹۰	۱۶	کوں سنبھال رکھ سکیا	کوں کوئی سنبھال رکھ سکیا
۳۹۶	۱۲	نھنواد بڑے	نھنواد ہو نھنواد بڑے
۴۰۳	۱۴	دھن	دہن
۴۰۸	۸	وونے	انو
۴۰۹	۱۰	.جھگڑ	.جھگڑنا
۴۱۵	۱۰	بادشاہوں کر	بادشاہوں کر
۴۱۸	۹	عشق لوک	عشق کوں
۴۲۱	۳	فرد	خسرو

مُرتبہ کی دیگر کتابیں

- کلمۃ الاسرار ۔ از : امین الدین علی اعلیٰ [ترتیب و تدوین]
- ادبِ پارے ——— [مضامین کا مجموعہ]
- ملاقات ——— اِنٹرویوز کا مجموعہ ۔ [زیرِ اشاعت]
- قطب مشتری ۔ از : اسداللہ وجہتی [زیرِ ترتیب]
- دکھنی ضرب الامثال، محاورے، روزمرہ، کہاوتیں [زیرِ ترتیب]